بسم الله الرحمن الرحيم

ایات بینات

مفتی محمد شفیع صاحب

ادارۃ المعارف کراچی نمبر ۱۴

ابیاتِ باہُوؒ

معہ ترجمہ و شرح

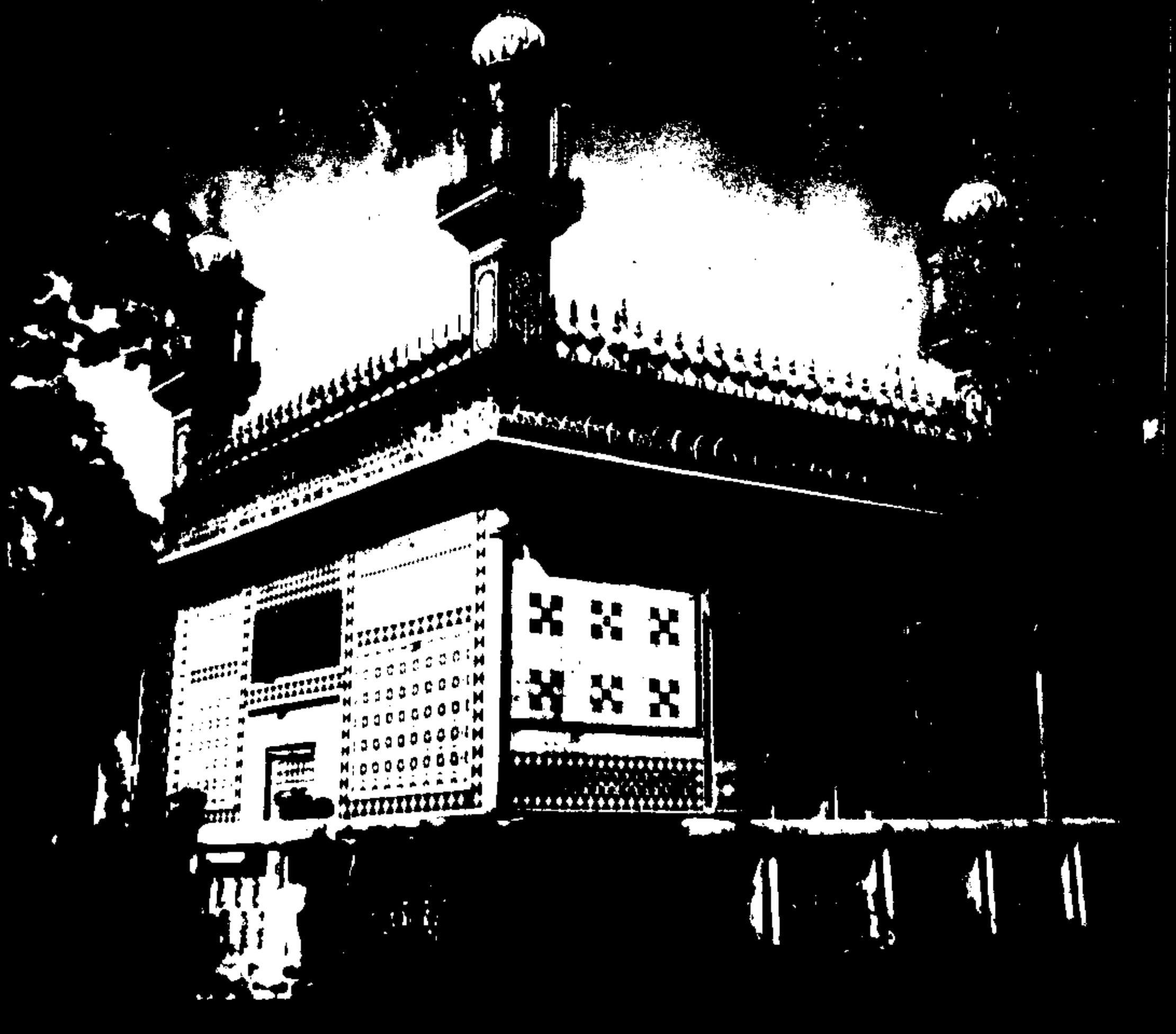

Marfat.com

ابیاتِ باہُو

معہ ترجمہ و شرح

انعام یافتہ

پاکستان رائٹرز گلڈ

بتحقیق و شرح

سلطان لطاف علی (ڈبلیو، پی، ای، ایس)

پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج اوستہ محمد۔ بلوچستان

Marfat.com

53247

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : ابیاتِ باہو معہ ترجمہ و شرح

تعداد صفحات : ۶۳۶

محقق و شارح : سلطان الطاف علی (ڈبلیو، پی، ای ایس)

پبلشر : الفاروق بک فاؤنڈیشن

کتب : خورشید عالم و منظور احمد نعمانی

طباعت : آفسٹ اعلےٰ کاغذ

ہدیہ مجلد : ۶۵/- روپے

ہدیہ مجلد خاص : ۹۰/- روپے

بار دوم : دوم

تعداد : ایک ہزار

مطبع : کاروان پریس - دربار مارکیٹ - لاہور

واحد تقسیم کار

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

Marfat.com

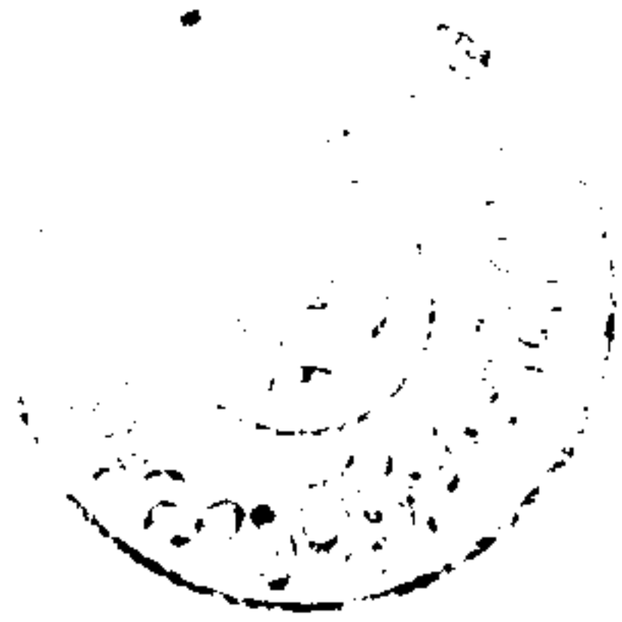

انتساب

مَیں اپنی اس پیشکش کو اپنے عظیم برادرِ بزرگ
حضرت سلطان غلام دستگیر القادری (فخرِ کشمیر)
کے اسمِ گرامی پر جذبات تشکر و امتنان کے ساتھ
معنون کرتا ہوں جن کی با استقامت و فعال زندگی
کے فقیرانہ و پرشکوہ زاویوں کو دیکھ کر تصوف اسلام
کی روح سے آشنا ہوا اور جن کے فیضانِ توجّہ اور
برکاتِ تربیت کا یہ راست نتیجہ ہے۔

سلطان لطاف علی

Marfat.com

پیشگفتار بار دوم

خُدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ توقع کے مطابق " ابیاتِ باہُو معہ ترجمہ و شرح" کی علمی، ادبی و عوامی حلقوں میں پزیرائی ہُوئی ۔ پاکستان رائٹرز گلڈ نے بھی ۱۹۷۵ء میں پنجابی / سرائیکی ادب پر بہترین کتاب قرار دیتے ہُوئے انعام عطا کیا ہے۔

بار دوم کی طباعت کے ساتھ کتابت کی اغلاط دُور ہو چکی ہیں۔ نظرِ ثانی کے ساتھ ضروری اضافہ اور ترمیم کر دی ہے ۔ دوبارہ طباعت کے لیے ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تعاون کا تہ دِل سے مشکُور ہُوں۔

سُلطان الطاف علی (پروفیسر)
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج اوستہ محمد بلوچستان

Marfat.com

ترتیبِ مطالب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	تعارف، از حاجی محمد اشفاق قادری	ا
۲	تعارف، از راجہ رسالو	
	جنرل سیکرٹری بزم باہو لاہور	ب
۳	حرف آغاز از پروفیسر کرار حسین	
	وائس چانسلر بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ	ج
۴	مقدمہ از سلطان الطاف علی	۱
	محقق و شارح ابیات	
۵	ابیات باہو معہ ترجمہ و شرح حصہ ا	۶۳
۶	〃 〃 〃 حصہ ب	۱۲۹
۷	〃 〃 〃 حصہ پ	۱۶۲
۸	〃 〃 〃 حصہ ت	۱۹۲
۹	〃 〃 〃 حصہ ث	۲۱۶
۱۰	〃 〃 〃 حصہ ج	۲۲۲
۱۱	〃 〃 〃 حصہ چ	۲۸۷
۱۲	〃 〃 〃 حصہ ح	۲۹۳
۱۳	〃 〃 〃 حصہ خ	۲۹۵
۱۴	〃 〃 〃 حصہ د	۲۹۷
۱۵	〃 〃 〃 حصہ ذ	۳۴۰
ا	〃 〃 〃 حصہ ر	۳۴۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۷	ابیات باہو معہ ترجمہ و شرح حصہ ز	۳۶۴
۱۸	〃 〃 〃 حصہ س	۳۷۱
۱۹	〃 〃 〃 حصہ ش	۳۹۳
۲۰	〃 〃 〃 حصہ ص	۳۹۸
۲۱	〃 〃 〃 حصہ ض	۴۰۳
۲۲	〃 〃 〃 حصہ ط	۴۰۵
۲۳	〃 〃 〃 حصہ ظ	۴۱۰
۲۴	〃 〃 〃 حصہ ع	۴۱۴
۲۵	〃 〃 〃 حصہ غ	۴۶۹
۲۶	〃 〃 〃 حصہ ف	۴۷۲
۲۷	〃 〃 〃 حصہ ق	۴۷۵
۲۸	〃 〃 〃 حصہ ک	۴۷۹
۲۹	〃 〃 〃 حصہ گ	۵۱۰
۳۰	〃 〃 〃 حصہ ل	۵۲۰
۳۱	〃 〃 〃 حصہ م	۵۳۲
۳۲	〃 〃 〃 حصہ ن	۵۶۸
۳۳	〃 〃 〃 حصہ و	۶۰۷
۳۴	〃 〃 〃 حصہ ہ	۶۱۹
۳۵	〃 〃 〃 حصہ ی	۶۳۵

Marfat.com

تعارف

از جناب الحاج محمد اشفاق قادری خلیفہ و جانشین حضرت حافظ برکت علی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

صاحبزادہ سلطان اسلاف علی صاحب بنہم پشت ہیں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز کے خانوادہ سے ہیں سکول کی ابتدائی تعلیم کے ساتھ ہی انہیں ایک کامل استاد فقیر صاحب علیہ الرحمۃ نے قرآن حکیم فارسی اور اسلامی علوم کی تعلیم دی۔ اس کے بعد آپ نے لاہور میں ایل ایل بی۔ ایم اے سیاسیات اور ایم اے فارسی کی اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں۔ بلوچستان میں جہاں سلطان العارفین کا وسیع سلسلہ طریقت ہے آپ نے کوئٹہ کے قریب ہی بود و باش اختیار کر لی۔ چنانچہ آپ کا انتخاب بھی بحیثیت لیکچرار کے بلوچستان کی ایجوکیشن سروس کے لئے ہوا اور اب گورنمنٹ ڈگری آرٹس کالج کوئٹہ کے شعبہ فارسی میں مصروفِ کار ہیں۔

آپ کی پہلی ادبی اور تاریخی تالیف، روابط فرہنگی پاکستان و ایران ہے جو فارسی زبان میں کوئٹہ سے ۱۹۷۱ء میں شائع ہوئی جس میں پاکستان اور ایران کے پچیس سو سالہ تاریخی اور ثقافتی رشتوں میں ترتیب وار جائزہ کے علاوہ کئی سو علماء، صوفیا اور شعرا کا تذکرہ ملتا ہے۔ مذکورہ کتاب کو ایران کے دانشوروں کے علاوہ ملک کے خواندہ طبقوں نے سراہا ہے۔

زیر نظر کتاب ابیات باہو معہ ترجمہ و شرح آپ کی دوسری تالیف ہے جس میں حضرت باہو قدس اللہ سرہ العزیز کے مشہور و معروف ابیات کو آپ نے نہایت عرقریزی اور تحقیق کے ساتھ جمع کیا ہے گویا تین سو سال کے بعد عوام کو یہ مشہور صوفیانہ ابیات تصحیح حالت میں مل رہے ہیں ابیات باہو کے عارفانہ رموز کی اردو میں تشریح کر کے موصوف نے ہمیشہ کے لیے ان غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا ہے جو ان ابیات کی تشریحات کے بارے میں عوام اور اصحاب سلوک میں پائی جاتی ہیں۔

امید واثق ہے کہ یہ کتاب نہ صرف مملکت اسلامی پاکستان کے علمی و ادبی حلقوں میں مقبول ہو گی بلکہ بیرون ملک بھی تصوف اسلام سے لگاؤ رکھنے والے اس سے استفادہ کریں گے ملک کی تمام یونیورسٹیوں کے تصوف و اخلاق و ادبیات کے شعبوں میں اس کتاب سے گرانقدر علمی اضافہ ہو گا۔ نیز پنجابی و سرائیکی میں ایسے اور فاضل عالم و ادیب کے امیدواروں کی ایک نصابی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ صاحبزادہ سلطان الطاف علی صاحب کو اپنے جدِ امجد کی دیگر تصانیف پر اسی طرح تحقیقی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اس مادی دَور میں اربابِ عشق و معرفت اپنی علمی و روحانی تشنگی بجھا سکیں ۔ آمین

محمد اشفاق قادری
نیشمن غوثیہ کریم پارک لاہور

قدر شناس سخن دے

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو سرزمین پاک کے وہ مایہ ناز مفکر، مبلّغ، شاعر اور راہ نما تھے جن پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ حضرت سلطان باہو نے کم و بیش ۱۴۴ کتابیں لکھی ہیں۔

حضرت سلطان باہو کی کتابیں فارسی میں ہیں لیکن انہوں نے چند اشعار پنجابی زبان میں بھی لکھے ہیں جنہیں ابیات سلطان باہو کا نام دیا گیا ہے۔ عوام کی زبان میں سپردِ قلم کئے گئے یہ چند اشعار پنجابی زبان و ادب کا بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ شہر ہو یا گاؤں پاکستان نیشنل سنٹر لاہور ہو یا کسی دور دراز گاؤں کا چوپال۔ اہل درد حضرت سلطان باہو کی ہُو سے تڑپ تڑپ جاتے ہیں۔ ان اشعار میں سلطان باہو کا زندگی کا بھرپور مشاہدہ ملتا ہے ضرورت اس امر کی تھی کہ ان ابیات کو پرکھا جاتا اور وہ اسرار و رموز جو سلطان باہو کے سامنے تھے، عوام پر اجاگر کیے جاتے لیکن ایک عرصہ تک اس طرف کسی نے دھیان نہ دیا آخر میں یہ توفیق بھی حضرت سلطان باہو کے خانوادے کے ایک نوجوان صاحبزادہ سلطان الطاف علی کو ہوئی اور انہوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ ہماری خواہش تھی اور صاحبزادہ سلطان الطاف علی بھی یہ چاہتے تھے کہ اس کتاب کو بزم باہو لاہور کی طرف سے شائع کیا جائے لیکن سرمایہ اس خواہش کے آڑے آیا۔ آخر سلطان الطاف علی نے اپنے ایک دوست حاجی محمد اشفاق قادری کے تعاون سے اسے چھاپنے کا بندوبست کیا۔ الحمد للہ کہ کتاب مکمل حالت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ کتاب صرف اہل ذوق کے لئے باعثِ مسرت اور قابل فخر ہوگی بلکہ ادب کے متلاشی لوگوں کے لیے بھی ایک روشنی کا مینار ثابت ہوگی۔

رابعہ سالو
جنرل سیکرٹری بزم باہو لاہور

Marfat.com

حرفِ آغاز

از جناب پروفیسر کرار حسین ایم اے (انگلش اردو) ڈبلیو پی ای ایس
وائس چانسلر، بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ،

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ العزیز کی ابیات میں نہ صرف حکمتِ الٰہیہ کے رموز اور حقیقت و توحید کے اسرار تہہ بہ تہہ موجود ہیں جو بقدرِ ظرف و استطاعت طالب کی آنکھ کو روشنی بخشتے ہیں، دل و کان کو موہ لیتے ہیں بلکہ شوق اور عشق کی وہ گرمی بھی ہے جو قلب کی زندگی کے مترادف ہے اور جس کے بغیر تمام علم ایک جسدِ بے روح ہے۔

یہ ابیات نہ صرف تمام خطۂ پنجاب میں مشہور و معروف ہیں بلکہ یہ خاص و عام کے اجتماعی شعور کا ایک حصہ بن چکے ہیں۔

جوان مستعد فاضل گرامی سلطان الطاف علی نے نہ صرف مختلف نسخوں کے تقابل سے متن کی صحت میں کوشش بلیغ صرف فرمائی ہے بلکہ ان کا اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے جو بیک وقت لفظی بھی ہے اور معنوی بھی، ترجمہ کے ساتھ ساتھ مبسوط تشریح بھی شامل ہے جس میں آیاتِ الٰہی اور صوفیائے کرام کے اقوال و اشعار کے حوالے دیکر ان ابیات کے اپنے صحیح مدار میں مقام کی نشان دہی کی ہے۔

زندگی کی یہ روایت جس کا مختلف زبانوں میں اظہار ہوا ہے تمام عالم اسلام کا مشترک ورثہ ہے مجھے یقین ہے کہ پنجابی سے نابلد اردو دان اصحاب ان ابیات میں آوازِ دوست کو پہچان لیں گے اور یہ کتاب پاکستان کے مختلف علاقوں کے روحانی اتحاد کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں بڑی حد تک ممد و معاون ہوگی۔

خدا عزیز محترم سلطان الطاف علی کے حصولِ علم اور تلاشِ حقیقت کے شوق میں برکت ارزانی فرمائے۔

کرار حسین

Marfat.com

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی زندگی کے اوائل ہی میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے عقیدت کا جذبہ موجزن تھا۔ یہ جذبہ خاندانی ورثہ سے ودلیت ہوا یا فطرتاً جاگزیں تھا۔ بہرحال اسی جذبہ نے سلوک ومحبّت کے کاشانہ کی بنیاد ڈال دی تھی اور اپنے گھرانہ کے درویشانہ ماحول نے اس جذبہ کو مزید پروان چڑھنے میں مدد دی۔

کالج کی زندگی میں فکر اور تحقیق کی راہ پیدا ہوئی تو حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ العزیز کے کلام میں عالم انسانیت کے لئے محبّت وپیار کے صوفیانہ رموز سے بھرپور جام نظر آئے۔ حضرت سلطان العارفینؒ کے جواہر حقیقت جو آپ نے فیض عام کے لئے پروئے تھے چند زاہدوں اور بے فکروں کی کھونٹیوں پر غبار آلود نظر آئے۔ جی میں امنگ پیدا ہوئی کہ ان جواہر حقیقت کو اتنا عام کیا جائے کہ محبت کے راہروؤں کا ہر فرد اور ہر گروہ اپنا دامن ان موتیوں سے بھر کر جائے۔ اسی شوق کے تحت کالج میں اپنے احباب کی محفلوں میں حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ العزیز کے کلام و سیرت کا وقتاً فوقتاً تذکرہ ہو جاتا تھا۔ اورایف۔سی کالج لاہور کی تاریخ میں پہلی بار میرے ہم جماعت دوست محمد ریاض ڈوگر نے ۱۹۵۸ء میں کالج کے ہال میں حضرت سلطان العارفین کا کلام نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھا۔ اب بھی وہ آواز میرے کانوں میں سرور واسرار کے میٹھے بول سناتی ہے۔ انہوں نے ابتدا اس بیت سے کی۔

م۔ مذہباں دے دروازے اُچے راہ رباناں موری ہو
پنڈتاں تے ملوانیاں کولوں چھپ چھپ لنگھیئے چوری ہو
اڈیاں مارن کرن بکھیڑے دردمنداں دے کھوری ہو
باہوؒ چل اُتھائیں ویئے جتھے دعوا ناں کس ہوری ہو

میرے نہایت ہی مہربان استاد جناب بشیر احمد قریشی صاحب جو ایف سی کالج میں فارسی ادب اور اسلامیات کے پروفیسر تھے۔ انہوں نے میرے شوق کو مزید جلا بخشی۔ ایک بار پروفیسر صاحب موصوف نے دیوان باہوؒ اور

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز کی چند نشری کتب طلب فرمائیں تو پیش خدمت کیں۔ یہ کتب عام کاغذ میں طبع ہوئی تھیں اور جا بجا اغلاط بھی تھے۔ ان کتب کے ترجمے متن کا مفہوم ظاہر کرنے یا صحیح تاثر قائم کرنے سے عاری تھے۔ چند روز کے بعد جناب قریشی صاحب نے وہ کتب لوٹا دیں اور فرمایا" بھائی تین سو سال گزر گئے مگر اس عظیم صوفی کے عظیم عارفانہ پیغام کو عوام تک پہنچانے کا کسی کو سلیقہ ہی نہیں آیا بلکہ اصل کلام کو بھی مسخ کیا جا رہا ہے"۔ جناب قریشی صاحب کے اس دردمندانہ تبصرہ نے تازیانہ کا کام دیا۔ اس صاحب نظر شفیق استاد کے ان الفاظ نے طبیعت کی بے قراری اور تجسس کو اجاگر کر دیا۔ کالج ہی میں" سلطان باہوؒ ایک نظر کے آئینے میں" ایک مضمون لکھا جو چند مجلّوں میں چھپا۔ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کی لائبریریوں میں اسی عظیم صوفی کے احوال و آثار کو ڈھونڈھنے کے لئے تگ و دو جاری کی۔ یہ کوشش ایک انجانے شوق کی بدولت دل ہی دل میں افزائش پاتی گئی۔ اور اس طرح بیس سال کا عرصہ گزر گیا مگر اپنی گوناگوں تعلیمی مصروفیات اور حوادثات زمانہ نے مجھے اس تحقیق و جستجو سے قلیل مواد حاصل کرنے کا موقع دیا۔ میرے لئے جب یہ امر مسلّمہ ہو گیا کہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کے پیغام فیض رساں کو آسان الفاظ میں پیش کر کے عام کر دینا چاہیئے۔ تو اس ضمن میں پہلے ضروری سمجھا کہ آپ قدس اللہ سرہٗ کے اصل کلام کو تلاش کر کے اچھی صورت میں طبع کرایا جائے۔ اس مقصد کے پیش نظر" ابیات باہوؒ" قدس اللہ سرہٗ کو اس کام میں اولیت دی اور اس نسخہ کو صحیح رنگ میں پیش کر کے اس کی شرح کا کام بھی ساتھ ہی مکمل کر دیا۔

افسوس ہے، تلاش و جستجو کے باوجود حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے اپنے زمانے کا کوئی مخطوطہ قلمی نسخہ نہ ملا جسے اس کتاب میں متن کی بنیاد ٹھہرایا جاتا۔ بالآخر کچھ مکمل اور کچھ ادھورے مخطوطات، پرانے مطبوعہ ابیات، بعض درویشوں اور اولاد حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہٗ کے بزرگان کی یادداشتوں کو جمع کیا۔ ان کا باہمی مقابلہ و موازنہ کیا۔ لسانیات کا لحاظ رکھا اور خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مذکورہ مواد میں بکھرے ہوئے اصل کلام کو پرکھنے کی سعی کی اور کتاب کو موجودہ صورت دی۔

"ابیات باہوؒ (رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں چند ضروری باتیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

I حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کے ابیات کے ساتھ اب تک جو سلوک روا رکھا گیا ہے دیکھ کر جی کڑھتا ہے اور آنکھیں خون کے آنسو بہاتی ہیں کیونکہ وہ جواہر جنہیں حضرت سلطان العارفین کے جملہ کلام کا لب و لباب کہا جاتا ہے انہیں اس قدر بے توجہی کی گرد سے آلودہ کیا گیا ہے کہ اب نہ ان کا صحیح رنگ و حلیہ نظر آتا ہے اور نہ ہی ان کے وزن۔ چلتا ہے۔ ہر کس و ناکس نے بغیر تحقیق و محنت کے اِدھر اُدھر سے ابیات لا کر شائع کرانا شروع کر دیئے

Marfat.com

جس کی وجہ سے اب کلام کی صحت اور اصل مشکوک نظر آنے لگی۔ وزن و شعریت تو درکنار کلام کے الفاظ بھی ان بے پرواہیوں کی وجہ سے متاثر ہونے لگے۔ جن میں معنی میں کافی فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ ان تمام مصائب و تکالیف کو دیکھ کر اصل کلام کی تحقیق شروع کر دی اور بالآخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے "ابیات باہوؒ (رحمۃ اللہ علیہ) کو اصل حالت میں جمع کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

اصل کلام کو جمع کرنے اور جانچنے کے لئے مندرجہ چند امور کو مدنظر رکھا گیا۔

۱۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کی مادری و علاقائی زبان کا خیال رکھتے ہوئے جو الفاظ اس لحاظ سے زیادہ قریب پائے ان کو درست سمجھا۔ آپ کے حالات زندگی پر غور کرنے سے قیاس ہوتا ہے کہ آپ کی زبان پر جھنگ، ملتان کے علاوہ سرگودھا، کامل پور اور حتیٰ کہ لاہور اور دلی کی لوکل زبانوں کا اثر نمایاں ہونا بھی عین فطری تقاضا ہے۔

۲۔ بیت یا چوسطر میں صوفیانہ تعلیم و معانی کے لحاظ سے جو حروف و الفاظ زیادہ صحیح و مناسب نظر آئے انہیں بغیر کسی تردد کے درست سمجھا ہے۔

۳۔ جن ابیات کی تعلیمات کو حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کی اپنی دیگر نثری تصانیف اور دیوان فارسی کی تعلیمات و افکار کے مطابق پایا انہیں پوری تسلی کے ساتھ درست سمجھا ہے۔

۴۔ بعض ابیات میں قافیے درست کرنے پڑے۔ کیونکہ ایسا تضاد محض مختلف پبلشروں کا بے پرواہی سے کلام چھپوانے سے ہی ہوا۔ حالانکہ کلام میں شعریت کے قانون کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک بیت میں شعر کی روانی اور قافیہ بندی ملاحظہ ہو۔

پ۔ پڑھ پڑھ علم مشائخ سداون کرن عبادت دوہری ہو
اندر بھگی پئی لیٹوے تن من خبر نہ موری ہو
مولا والی سدا سکھالی دل توں لاہ تکوری ہو
باہوؒ رب تنہاں نوں حاصل جنہاں جگ نہ کیتی چوری ہو

Marfat.com

۵۔ غیر مطبوعہ مخطوطات اور مطبوعہ کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کا مقابلہ و موازنہ کرنا ضروری قرار دیا۔
مخطوطات و مطبوعات و یادداشتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ ا

نقل از مخطوطہ لالہ بخشن مرحوم

نسخہ میں پینتالیس (۴۵) ابیات درج ہیں۔ اصل نسخہ قاضی عبدالرحمٰن جو حضرت سلطان دوست محمد مرحوم (نائب سجادہ نشین حضرت سلطان باہوؒ) کے خادم و معتمد خاص رہ چکے ہیں کے پاس موجود ہے۔ لالہ بخشن مرحوم بھی حضرت سلطان دوست محمد (متوفی ۱۹۴۹) کے خدمت گزار تھے اور ان کے کتاب خانہ سے اوّل الذکر نے یہ ابیات ایک غیر مطبوعہ نسخہ سے نقل کئے تھے۔ اس مخطوطہ کو قاضی عبدالرحمٰن مذکورہ نے حضرت سلطان نور احمد (متوفی ۱۳۲۴ھ) کے مخطوطہ سے بھی مقابلہ کیا اور صحیح پایا۔

۲۔ ب

مخطوطہ از ٹبہ پیر محمد حسین شاہ سلیانہ والے نزد کوٹ شاکر

نسخہ میں ایک سو تیرہ (۱۱۳) ابیات درج ہیں۔ ٹبہ کے سادات سید لعل شاہ صاحب (متوفی قریباً ۱۹۱۰ء تا ۱۹۱۴ء) کے خلفاء و متولی ہیں۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کے نثری و منظوم کلام کے مخطوطات جمع کرنے میں انہوں نے نہایت عرقریزی سے کام کیا ہے۔ چنانچہ شاہ صاحبان نے ازراہ تلطف یہ نسخہ جو ۱۳۰۹ھ کے مکتوبہ کی نقل ہے راقم الحروف کو عنایت فرمایا۔ اصل نسخہ مذکورہ ٹبہ مذکورہ کے سادات کے پاس موجود ہے۔

۳۔ پ

بشکریہ مسکین علی قادری

یہ ایک یادداشت ہے جو مجھے اپنے برادر بزرگوار حضرت غلام دستگیر صاحب کے مکتوب مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۶۱ء سے ملی۔ اس میں دو (۲) ابیات شامل ہیں۔ جو جناب مسکین علی قادری ریڈیو سنگر ریڈیو پاکستان

Marfat.com

نے سنائے اور ضبط تحریر میں لائے گئے۔ جناب مسکین علی قادری مقام گنگوہر ڈاک خانہ پنوں عاقل ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ جنہوں نے فقیر برکت علی میگھ تحصیل نارووال سے ان ابیات کی تصدیق حاصل کی۔ فقیر برکت علی نے میاں رحمت (وفات ۱۹۰۸ء) سے بیعت کی تھی اور فقیر موصوف تادم تحریر بقید حیات ہیں۔

۴۔ ت

بشکریہ فقیر فضل حسین قادری

یہ نسخہ ایک یادداشت ہے جو ۲۸ اگست ۱۹۷۱ء کے ایک تحریر کردہ خط میں صاحب موصوف نے بھیجے۔ اس میں ابیات کی تعداد گیارہ (۱۱) ہے۔ فقیر فضل حسین قادری چک نمبر ۲۴۔ ج ب لاہور یاں ضلع لائل پور کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے یہ ابیات ایک نابینا درویش مسمی محمد یار قوم جوئیا موضع چوتر یانوالہ سے حاصل کئے۔ اور محمد یار نے یہ ابیات فقیر میاں مہانہ کمہار موضع سرولی ضلع لائل پور سے لئے۔ مؤخر الذکر ۱۹۰۲ء میں ستر سال کی عمر میں فوت ہوئے اور انہوں نے حضرت سلطان نور احمد (متوفی ۱۳۲۴ھ) کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔

۵۔ ٹ

گلزار باہو مطبوعہ چنن الدین لاہور

اس مطبوعہ نسخہ میں ایک سو تراسی (۱۸۳) ابیات درج ہیں۔ اس کے دیباچہ پر ۱۹۵۶ء کا سن درج ہے۔ اس میں درامل ابیات کی شرح کی گئی ہے۔ جس سے اس ضمن میں ہمارا تعلق نہیں۔ البتہ ابیات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملک فضل الدین گکے زئی کے جمع کردہ ۱۹۱۵ء کے نسخہ مطبوعہ کی نقل ہے۔ لیکن کافی مقامات پر ۱۹۱۵ء کے نسخہ کے مطابق نہیں۔ شاید بار بار کی کتابت سے فرق پیدا ہوا ہے۔

Marfat.com

٦-ث

مجموعہ پنج گنج

اس میں پنجابی کے پانچ صوفی شاعروں کے کلام کا نمونہ شامل ہے۔ ابیات باہو کے ستائیس (۲۷) ابیات اور دو (۲) مصرعے درج ہیں۔ یہ کتاب بھی ملک چنن الدین لاہور کی مطبوعہ ہے۔ دیباچہ پر ۱۳۰۵ھ کا سن درج ہے۔ اکثر بیت غلط ہیں۔ ایک بیت کا مصرعہ دوسرے بیت میں ملا دیا گیا ہے۔

٧ - ج

بشکریہ حضرت سلطان محمد عبدالعزیز ابن حضرت سلطان فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ

یہ نسخہ بھی ایک یادداشت ہے جو حضرت صاحب موصوف کی زبانی سن کر ضبط تحریر میں لایا گیا۔ اس میں دو (۲) ابیات اور ایک بیت کے دو مصرعے شامل ہیں۔ حضرت صاحب ایک صاحب استقامت بزرگ ہیں جو کہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ساتویں پشت سے ہیں۔ آپ نے یہ ابیات اپنے مرشد سید پیر بہادر شاہ گیلانی مرحوم (۱۸۲۳ - ۱۹۳۴ء) کی زبان مبارک سے سنے تھے اور اکثر ابیات انہیں یاد ہیں۔

٨ - د

سوانح عمری حاجی محمد دین صاحب (گجرات)

مؤلفہ مولوی محمد یاسین سکنہ موضع چک لالہ مطبوعہ ۱۳۴۴ھ

اس مطبوعہ نسخہ میں مختلف مقامات پر ابیات باہو رحمۃ اللہ علیہ میں سے آٹھ (۸) ابیات درج ہیں۔

٩ - ذ

مجموعہ ابیات سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

نقل از مطبوعہ ملک فضل الدین کنگے زئی لاہور ۱۹۱۵ء

Marfat.com

سن مذکورہ کا یہ نسخہ مطبوعہ نہایت بوسیدہ حالت میں گدہ جمعہ شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں میں اور بزرگوار حضرت سلطان غلام باہو صاحب سے ملا۔ جس کی نقل ۳۱ دسمبر ۱۹۶۸ء کو کی گئی۔ یہ مطبوعہ نسخہ دراصل ملک فضل الدین و ملک چنن الدین ککے زئی لاہور والوں کے بعد ازاں کے مطبوعات ابیات باہو رحمۃ اللہ علیہ کی بنیاد رہی ہے۔ لیکن بعد میں جو بھی نسخہ انہوں نے شائع کیا ۱۹۱۵ء کے نسخہ کے عین مطابق نہ رہا۔ البتہ یہ قابل ذکر ہے کہ ۱۹۱۵ء کا مجموعہ نسخہ جس کی میں نے نقل حاصل کر لی ہے زیادہ صحیح ہے اور کافی مد ثابت ہوا۔ یہ مجموعہ ملک فضل الدین صاحب نے حاجی محمد دین صاحب قادری اور منشی محمد جلال الدین پٹواری صاحب کے تعاون سے جمع کیا تھا۔ نسخہ میں ابیات کی تعداد ایک سو اناسی (۱۷۹) ہے

۱۰- د

مناقب سُلطانی مؤلفہ حضرت سلطان جامدصاحب

اصل کتاب فارسی میں ہے۔ ملک چنن الدین لاہور نے اردو میں ترجمہ کرا کر شائع کیا ہے اس میں ابیات باہو رحمۃ اللہ علیہ کے دو (۲) بیت ملتے ہیں۔

۱۱- ن

ابیات سلطان باہو پبلشرز ملک نذیر احمد تاج بکڈپو لاہور

نسخہ مطبوعہ ہے۔ اس میں ایک سو تراسی (۱۸۳) ابیات مندرج ہیں۔

۱۲- س

بشکریہ خلیفہ محمد شاہ

خلیفہ محمد شاہ عنبرہ تحصیل کھاریاں کے ہیں۔ جو کہ سلطان محمد اکبر صاحب کے خلیفہ ہیں ان سے دو ابیات حاصل ہوئے۔ جو ان کی زبانی سُن کر یادداشت کے لئے ضبط تحریر میں لایا گیا۔

Marfat.com

۱۳-ش

مجموعہ ابیات سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

ناشر شوکت بک ڈپو۔ گجرات

مسبوط نسخہ ہے۔ ملک فضل الدین کے ۱۹۱۵ء کے مطبوعہ نسخہ سے مطابقت رکھتا ہے۔ کہیں کہیں فرق بھی موجود ہے۔ اس میں ایک سو چوراسی (۱۸۴) ابیات مندرج ہیں۔

۱۴-ف

مجموعہ ابیات سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ ملک فضل الدین ناشر ملک چنن الدین لاہور

اس مطبوعہ نسخہ میں ایک سو تراسی (۱۸۳) ابیات درج ہیں۔ یہ نسخہ دراصل ملک فضل الدین کے ۱۹۱۵ء کے نسخہ کا تازہ ایڈیشن ہے مگر اصل نسخہ اولین سے مختلف ہے البتہ یہ نسخہ ش سے زیادہ قریب ہے۔

۱۵-ل

دی پنجابی صوفی پوئٹس (آکسفورڈ)

مؤلفہ مس راما کرشنا لاجونتی

اصل کتاب انگریزی ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔ جس کو مجلس شاہ حسین لاہور نے ۱۹۶۶ء میں پنجابی میں ترجمہ کرکے چھپوایا ہے۔ کتاب میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ کے ساتھ ابیات کا نمونہ بھی درج ہے۔ اس نسخہ میں ابیات کی تعداد سترہ (۱۷) ہے۔

۱۶-م

ابیات حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ حافظ محمد تاجر کتب دربار حضرت سلطان باہوؒ۔ پبلشر شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور

اس مطبوعہ نسخہ میں ایک سو تراسی (۱۸۳) ابیات درج ہیں۔

Marfat.com

۱۷-ن

الف اللہ چنبے دی بوٹی ——— مرتبہ:- شیخ محمد سعید نولکھا بازار لاہور

اس مطبوعہ نسخہ میں ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) ابیات درج ہیں۔

۱۸-و

الف اللہ چنبے دی بوٹی

مرتبہ و ناشر جہانگیر بکڈپو۔ نولکھا بازار۔ لاہور

اس مطبوعہ نسخہ میں ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) ابیات درج ہیں۔

۱۹-ک

انوارِ سلطانی

مرتبہ فقیر نور محمد قادری کلاچوی

یہ کتاب فقیر صاحب کے فرزند ارجمند صاحبزادہ عبدالرشید نساں نے ۱۹۶۶ء میں طبع کرائی۔ دراصل یہ کتاب ابیات باہو کی شرح میں لکھی گئی ہے جو دستاویز نمبر ۵۔ ٹ کی نسبت بہتر لکھی گئی ہے۔ نیز اس نسخہ میں ابیات بھی کافی صحت کے ساتھ درج ہیں۔ اس میں ابیات کی تعداد ایک سو چودہ (۱۱۴) ہے

۲۰-ع

دی ابیات آف سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ مقبول الٰہی لاہور ۱۹۶۷ء

حضرت سلطان العارفین کی پنجابی ابیات پر یہ کتاب ایک بے نظیر کام اور بہترین ادبی شاہکار ہے۔ ایک حصہ میں ابیات کو جمع کیا گیا ہے اور دوسرے حصہ میں ان کا انگریزی میں منظوم ترجمہ ہے۔ انگریزی میں نہایت موثر اور شعریت سے بھرپور ہے۔ ہر بیت کا مفہوم کمال ذوق و ہنر کے ساتھ صحیح طور پر کافی حد تک کامیابی سے ادا کیا گیا ہے۔ بہرحال حضرت سلطان العارفین کے کلام پر کام کرنے کے سلسلہ میں یہ کتاب ایک گراں مایہ اضافہ ہے۔ اس میں ایک سو چوراسی (۱۸۴) ابیات کو جمع کیا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے مرتب نے ملک فضل الدین لکھے زئی کے ۱۹۱۵ء کے مجموعہ ابیات کے کسی نئے ایڈیشن پر اکتفا کرتے ہوئے اس میں سے ابیات کو نقل کر کے ترتیب دی ہے۔

Marfat.com

۲۱- ج

پنجابی ادب دی مختصر تاریخ از دیوانہ

مطبوعہ گیلانی پبلیشرز ہسپتال روڈ لاہور

کتاب مولف سنگھ دیوانہ کی تالیف ہے اور پنجابی زبان میں لکھی گئی ہے۔ اس میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو پر تذکرہ کرتے ہوئے مولف نے ان کا کچھ نمونہ کلام بھی دیا ہے۔ صرف پانچ (۵) ابیات درج ہیں پنجابی ادب کی تاریخ پر یہ سب سے پہلی کتاب مالی جانی ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب پنجابی ادب پر پہلی تحقیقی کوشش بھی ہے۔

۲۲- و ب

پنجابی ادب دی تاریخ

از شمیم چوہدری

ناشر مولا بخش کشتہ۔ مطبوعہ اشرف پریس ایبک روڈ لاہور

یہ کتاب پنجابی ادب کی تاریخ پر ایک تازہ ترین کام ہے۔ اس میں حضرت سلطان العارفین پر تذکرہ لکھتے ہوئے مولف نے ابیات باہو رحمۃ اللہ علیہ میں سے بارہ (۱۲) ابیات کو بطور نمونہ درج کیا ہے۔ یہ ابیات نسخہ نمبر ۱۴۔ ف کے مطابق نظر آتے ہیں۔

۲۳- و ج

بشکریہ حضرت سلطان غلام باہو۔ سجادہ نشین گڑھ جمعہ شریف ڈیرہ اسماعیل خان

یہ قیمتی یادداشت ہے جو ایک فقیر اور صاحب حال و دانائے راز شخصیت کے ارشادات کا مجموعہ ہے۔ راقم الحروف کے برادر بزرگ ہیں۔ دسمبر ۱۹۶۸ء میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ابیات باہو کے جمع کردہ مجموعہ کو پڑھا۔ اور انہوں نے اپنی یادداشت کے مطابق ہر بیت پر اپنی رائے کا اظہار فرمایا کہیں تصحیح فرمائی اور کہیں کسی لفظ میں اضافہ یا کاٹ چھانٹ کرنے کا فرمایا۔ نیز ابیات کی شرح کے بارے میں بھی ان کے ارشادات قلمبند کئے۔ یہ یادداشت پانچ صفحات پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

۲۴۔ و د

بشکریہ رحمت فقیر۔ چھپر تحصیل کھاریاں

یہ صرف ایک مصرعہ کی یادداشت ہے۔ حضرت سلطان العارفین کے ایک بیت کے ایک مصرعہ کو رحمت فقیر کی زبانی سُن کر ضبط تحریر میں لایا گیا۔ کیونکہ یہ مصرعہ اکثر نسخوں میں ذرا مختلف طور پر درج ہے۔ یہ مصرعہ جنوری ۱۹۶۹ء کو عنبرہ کے تحصیل کھاریاں کے مقام پر تحریر کیا گیا۔

۲۵۔ و ل

کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاؒ

مؤلفہ حافظ برکت علی قادری لاہوریؒ

مطبوعہ آرمی پریس بیرون شاہ عالمی لاہور

اس میں حضرت سلطان العارفین کے صرف دو ابیات درج ہیں جو پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ کی شان میں لکھے گئے ہیں۔

۲۶۔ و س

مجلہ ماہِ نو ـــــ (نومبر ۱۹۵۲ء۔ کراچی)

اس میں جناب عابد لگھیانوی کا ایک محققانہ اور بصیرت افروز مضمون 'سلطان باہوؒ رحمۃ اللہ علیہ' تقریباً پانچ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ صاحب مضمون نے اس میں جن ابیات کو نقل کیا ہے ان کی تعداد نو ہے

۲۷۔ و ک

بشکریہ حضرت سلطان غلام دستگیر القادری (فخر کشمیر)

یہ نہایت ہی گرانمایہ یادداشت کا مجموعہ ہے۔ ابیات باہو پر تحقیق کے دوران جب مجھ پر ایسا مسئلہ موقف آتا جس کا حل اور جواب کسی اور ماخذ یا کسی اور جانب سے نہ ملتا تو میں نے ہمیشہ اپنے برادر بزرگوار سلطان غلام دستگیر صاحب کی رائے اور تنقید کو فوقیت کا مقام دیا۔ انہوں نے ابیات کو جن الفاظ کے ساتھ پڑھا۔ وہ سات صفحات کی یادداشت پر مشتمل ہے۔ موجودہ دور میں ان کی زندگی ایک عظیم صوفی کا کردار

Marfat.com

پیش کرتی ہے۔ وہ عالم بھی ہیں اور عارف بھی۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ یا نے اپنی اس تالیف کو ان کے نام گرامی سے منسوب کیا ہے۔

۲۸۔ ل ل

مغربی پاکستان کے صوفی شعراء

ادارہ مطبوعات محکمہ اطلاعات مغربی پاکستان

اس کتاب میں ہمعصر صوفی شعرا۔ رحمٰن بابا۔ سلطان باہوؒ۔ بلھے شاہ۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی کا تذکرہ ہے۔ ابیات باہوؒ کے تین ابیات اور دو مصرعے اس میں درج ہیں۔

۲۹۔ ل م

بشکریہ ایک درویش از کھبی خان پور۔ تحصیل کھاریاں

یہ یادداشت جو صرف ایک بیت پر مشتمل ہے۔ میرے برادر بزرگوار حضرت غلام دستگیر صاحب نے اپنے ایک خط محررہ اپریل ۱۹۶۱ء میں میری طرف ارسال کی۔ افسوس ہے انہوں نے جس درویش کی زبانی سن کر بیت کو ضبط تحریر میں لایا ان کا نام یاد نہیں رہا۔

۳۰۔ ل ن

بشکریہ حاجی دوست محمد چھمبی ضلع جہلم والے

یہ یادداشت بھی مجھے اپنے برادر بزرگوار سلطان غلام دستگیر القادری کے ایک نامہ گرامی محررہ گیارہ مئی ۱۹۶۱ء کے ذریعہ وصول ہوئی۔ انہوں نے حاجی صاحب مذکورہ سے کچھ ابیات زبانی سن کر نوٹ فرمائے۔ ان ابیات کی تعداد چار ۴ ہے

۳۱۔ ل و۔ ل ہ۔ ل ہ ہ

بشکریہ رحمت فقیر۔ چھپر۔ گجرات

یہ نسخہ رحمت فقیر کی زبانی سنے ہوئے یادداشتوں پر مشتمل ہے۔ ل و میں ایک (۱) بیت ہے۔ جو رحمت فقیر نے مہتاب علی فقیر آف منیا آباد گجرات کی زبانی سنا۔ ل ہ میں بھی صرف ایک بیت

Marfat.com

ہے جو میں نے خود رحمت فقیرت بمقام کوٹلہ مورخہ جولائی ۱۹۷۱ء کو سُنا اور احاطہ تحریر میں لایا۔ ہر دو ابیات دوسرے نسخوں سے قدرے مختلف الفاظ کے ساتھ ہیں۔

یادداشت ۱ ۵ ۵ ۲۳ فروری ۱۹۷۳ء کی ہے۔ جسے ایک ہی نسخہ یادداشت میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس میں ایک بیت کے ایک مصرعہ کے ایک لفظ کی تصحیح ہوئی ہے۔

۳۲-ا ۶

مجلہ سلطان العارفین۔ (نومبر دسمبر ۱۹۵۹ء) گکھڑ۔ گوجرانوالہ

اس رسالہ کے مختلف صفحات پر (۱۴) ابیات درج ہیں۔

۳۳-ا ی

مجلہ سلطان العارفین۔ (مارچ اپریل ۱۹۶۲ء) گکھڑ گوجرانوالہ

اس رسالہ میں "ابیات سلطانی" کے عنوان سے نو (۹) ابیات درج ہیں۔

۳۴-ا پ

پنجاب کی شاعری پر فارسی روایات کا اثر

ازصوفی تبسّم۔ لاہور۔ ۱۹۷۱ء

حال ہی میں جشن شاہنشاہی ایران کے موقع پر جناب صوفی تبسّم صاحب نے ایک کتابچہ بالاعنوان پر شائع کیا۔ جس میں حضرت سلطان العارفین کا ایک (۱) بیت بطور نمونہ درج ہے۔

۳۵-ب ا۔ ب ب۔ ب پ۔ ب ج۔ ب چ

غیر مطبوعہ قلمی نسخہ بملکیہ سیّد سلطان شاہ آف جیکب آباد

مکتوبات ۱۹۱۴ء تا ۱۹۴۵

اس میں پانچ مختلف کاتبوں کی تحریریں ہیں۔ ب ا تو ۱۹۱۴ کی تحریر ہے اور باقی ۱۹۴۵ کی ہیں۔ نہایت قیمتی نسخہ ہے۔ اصل نسخہ سیّد سلطان شاہ ولد لال شاہ شہر سومرو جیکب آباد کے پاس موجود ہے کئی نئے بیت ملے جو اب تک میری نظر سے نہ گزرے تھے۔ اس میں ابیات کی تعداد ایک سو بتیس (۱۳۲) ہے

Marfat.com

۲۶۔ ب د

سلسلہ شریفہ قادریہ معہ ابیات ہندی

باہتمام خلیفہ موجد ریاخادم درگاہ حضرت سلطان العارفین۔ مطبوعہ ۱۹۰۰ء لاہور

کتاب بیس صفحات پر مشتمل ہے جس میں صفحہ ۷ تا ۱۳ پر ابیات درج ہیں۔ اس میں مطبوعہ ابیات کی تعداد ۶۲ ہے۔ اس میں بعض الفاظ کا لہجہ دامانی علاقہ کی سرائیکی ہے۔ آخر میں صاحبزادہ نور احمد کی شان میں ایک کافی ہے۔ جن کی فرمائش پر کتاب طبع ہوئی۔ آخر میں فقیر خدا بخش حنفی ساکن لاہور لوہاری دروازہ کا نام درج ہے اور تاریخ ۳ صفر ۱۳۲۴ھ درج ہے۔

یہ نسخہ صاحبزادہ نور سلطان مہتمم جامعہ انوار باہو بھکر نے مجموعہ کے پیر صاحبان سے حاصل کر کے میرے حوالے کیا۔ جس کے لئے میں تہ دل سے مشکور ہوں۔

۳۷۔ ب س

یادداشت از مکتوبہ نسخہ بملکیہ سائیں محمد مشتاق آف برہان ضلع کامل پور

(مکتوبہ بجان مجلد، رسالہ روح۔ کشف الاسرار مجالسۃ النبی)

محررہ ۱۳۰۳ھ کاتب کریم حیدر ساکن برہان

یہ یادداشت جو بالا نسخہ مذکورہ سے نقل کی گئی اس میں بحساب ابجد شعر میں حضرت سلطان العارفین کی تاریخ وفات درج ہے۔ اس میں چار ابیات بھی نوٹ کئے گئے ہیں۔

۳۸۔ ب ش

یادداشت از سلطان محمد اشرف ابن سلطان محمد نواز بزبانی حضرت سلطان محمد شریف ابن حضرت حافظ فتح محمد

اس یادداشت میں صرف ایک بیت مندرج ہے۔ یہ بیت دیگر کسی یادداشت، مخطوطہ یا مطبوعہ میں نہیں ملتا۔

Marfat.com

۳۹- ب ص

یادداشت از فقیر عبدالعزیز کاسبی ساکنہ میہان سرائے عالمگیر

اس میں دو ابیات ہیں۔ ایک بیت حصہ ل سے متعلقہ ہے اور دستاویز ۳۸ ب ش سے کافی مطابقت رکھتا ہے۔ دوسرا بیت حصّہ ل سے متعلق ہے جو پہلی بار ہی میرے سننے میں آیا۔

۴۰- ب ط

مدینہ منوّرہ میں برادر بزرگوار غلام دستگیر صاحب نے ایک پاکستانی درویش سے ایک بیت سنا جو یادداشت کے لئے لکھ لیا گیا ہے۔

۴۱- ب ع

یادداشت از حضرت سلطان محمد عبدالعزیز ابن حضرت حافظ سلطان فتح محمد علیہ الرحمۃ

کوئٹہ میں قیام کے دوران حضرت صاحب موصوف نے مجھے ایک بیت سنایا جو میں نے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ اور فرمایا کہ نہ جانے کیوں یہ بیت کتب میں سے حذف ہو گیا۔ حالانکہ پاکستان بننے سے پہلے اکثر درویشوں کی زبان پر یہ بیت ہوتا تھا۔ اس بیت کے بارے میں عجیب کرشمہ قدرت ہوا۔ حضرت صاحب موصوف نے جب یہ بیت مجھے نوٹ کرایا تو اس طرح پڑھا کہ بیت حصّہ ل سے موسوم ہو سکتا تھا۔ دوسرے روز مجھے بُلا کر فرمایا کہ رات کو خواب میں ایک فقیر نے یہی بیت میرے سامنے صحیح کر کے پڑھا ہے۔ اور اب یہ بیت حصّہ ج سے متعلق بن جاتا ہے۔ بیت کا مفہوم نہایت اعلیٰ اور انداز بیان اور انداز فکر پوری طرح حضرت سلطان العارفین کا پایا۔ چنانچہ اس بیت کو کتاب میں حصہ ج کے بیت ۷۳ میں شامل کر دیا ہے۔

۴۲- ب ف

لعلاں دی پنڈ ——— مرتبہ اقبال صلاح الدین، لاہور۔ ۱۹۷۳ء

اس میں کم و بیش ۴۷ ابیات بطور نمونہ مختلف مقالات میں درج ہیں۔

Marfat.com

۴۳ - ب ک

کتابچہ ــــ عشق جنہاں دے ہڈیں رچیا ــــ مرتبہ بزم باہو۔ لاہور ۱۹۷۳ء

اس کے مختلف مقالات میں چالیس (۴۰) ابیات درج ہیں۔

۴۴ - ب ل

(یادداشت از بابا فیروز تارڑ۔ علیگ ــــ لاہور)

ابیات کے بارے میں زبان کی اہم یادداشتیں اور ان سے متعلق اصلاح کی یادداشتوں پر مشتمل نوٹس اُن سے ایک ملاقات میں لکھے گئے۔ تارڑ صاحب کے خاندان کے ایک بزرگ میاں رحمت کے مرید تھے۔ جن سے بارہا انہوں نے ابیات سُنے تھے۔ ویسے تارڑ صاحب خود پنجابی زبان کے محقق اور اہل زبان ہیں۔

۴۵ - ب م

یادداشت از ڈاکٹر ظہور الٰہی ساکن گھوڑے شاہ روڈ لاہور

ایک بیت اپریل ۱۹۷۴ء میں ڈاکٹر صاحب موصوف سے سُن کر لکھ لیا گیا ہے۔

۴۶ - ب ن

(پنجابی زبان تے اوہدا لٹریچر ــــ مؤلفہ ڈاکٹر بنارسی داس جین)

پنجابی ادب پر موہن سنگھ دیوانہ کی کتاب کے بعد دوسری اہم مطبوعہ کتاب ہے جو ۱۹۴۱ء میں شائع ہوئی۔ مجلس شاہ حسین لاہور نے اسے ۱۹۶۷ء میں دوبارہ طبع کرایا ہے۔ پنجابی ادب اور بالخصوص زبان پر اہم کتاب ہے۔ اس میں صوفیانہ لٹریچر حصہ میں حضرت سلطان العارفین کے دو بیت بطور نمونہ شامل ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ڈاکٹر جین نے پوری دقت اور تحقیق کے ساتھ ابیات کو نہیں لکھا۔ کیونکہ ان کے مصرعے تین چار مختلف ابیات سے لئے گئے ہیں اور انہیں صرف دو ابیات کی شکل میں پیش کیا گیا ہے

Marfat.com

۴۷-ب و

(یادداشت از بابا محمد انور باغبان پورہ لاہور)

ایک بیت ہے جو پہلے کسی نسخہ میں درج نہیں ہے۔

۴۸-ب ایک بیت کی اصلاح گل محمد ولد گل شیر مغل سکنہ ٹوبا تحصیل پنڈ دادن خاں سے حاصل کی۔

مزید دستاویزات :- ابیات کی تشریح کے سلسلہ میں کچھ دستاویزات کا بھی ذکر آتا ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے :

اے (A)	غلام مصطفےٰ قائمی	حیدرآباد سندھ	چٹھی	محررہ ۱۲ ستمبر ۱۹۶۸ء
بی (B)	غلام دستگیر سلطان، حضرت	〃	〃	۲۵ اپریل ۱۹۶۹ء
سی (C)	نور سلطان قادری	بھکر	〃	۱۶ فروری ۱۹۷۰ء
ای (E)	شاہ برات پروفیسر محمود۔ ٹانک	〃	〃	۹ جنوری ۱۹۷۱ء
ایف (F)	سلطان بخش حکیم	مدینہ منورہ	〃	——— ۱۹۷۱ء
جی (G)	غلام دستگیر، سلطان، حضرت۔	کراچی	〃	۱۱ مئی ۱۹۷۱ء
ایچ (H)	غلام باہو سلطان حضرت، گڑھ جمعہ ڈیرہ اسماعیل خاں	〃	〃	۱۲ مئی ۱۹۷۱ء
آئی (I)	غلام باہو 〃 〃 〃	〃	〃	۱۴ مئی ۱۹۷۱ء
جے (J)	عبدالرشید صاحبزادہ۔	کلاچی	—	〃 ۲۴ جون ۱۹۷۲ء
کے (K)	علی اکبر سید، سلیانہ	———	〃	۱۲ جنوری ۱۹۷۲ء
ایل (L)	غلام باہو، سلطان، حضرت، گڑھ جمعہ شریف		〃	۱۰ اپریل ۱۹۷۳ء
ایم (M)	〃 〃 〃	〃	〃	۲۸ اپریل ۱۹۷۳ء
این (N)	〃 〃 〃 〃	〃	〃	جون ۱۹۷۳ء
او (O)	〃 〃 〃 〃	〃	〃	〃

Marfat.com

II ھُو کا استعمال

بعض اصحاب کا خیال ہے کہ ابیات باہوؒ میں ہر مصرعہ کے آخر میں **ھُو** کا استعمال اصل میں نہ تھا۔ یہ خیال محض اس بنا پر ہے کہ ان کی نظر سے جو دو یا قلمی مکتوبہ، نسخے گزرے۔ ان میں **ھُو** کے بغیر ابیات درج ہیں۔ غالباً اسی بنا پر فقیر نور محمد کلاچوی (۱۳۰۳ھ - ۱۳۸۰ھ) کے مرتب کردہ ابیات باہو بنام "انوار سلطانی" کے دیباچہ میں ان کے فرزند صاحبزادہ عبدالرشید لکھتے ہیں کہ اصل ابیات باہوؒ میں **ھو** کا استعمال نہیں۔

مجھے درج بالا قیاس آرائی سے اختلاف ہے۔ درحقیقت حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کے ابیات کا امتیازی و نمایاں نشان ہی ان کے ہر مصرعہ کے آخر میں **ھُو** کا استعمال ہے۔ دو چار قلمی (مکتوبہ) نسخوں میں اگر **ھو** کو درج نہیں کیا گیا تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کاتبوں و درویشوں نے **ھو** کو ہر مصرعہ کے آخر میں بار بار اس لئے نہ لکھا کہ وہ ابیات کو جلدی سے لکھنا یا نقل کرنا چاہتے تھے۔ اور ابیات باہو میں **ھو** ترنم کے خیال میں ایک واضح طور پر معلوم (understood) ردیف ہے۔ ان کاتبوں اور درویشوں کو قطعاً یہ خیال نہ ہوتا ہوگا کہ ان کے اس طریق سے کتابت کرنے پر بارلوگ سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کے ابیات سے **ھو** کو مفقود سمجھنے لگیں گے۔

افسوس ہے کہ مجھے ابیات باہوؒ کا کوئی قدیم قلمی مکتوبہ نہ ملا ورنہ کلام باہوؒ میں اس امتیازی و بنیادی اہمیت رکھنے والے لفظ **ھو** پر یہ وضاحتی نوٹ لکھنے کی ضرورت بھی نہ رہتی۔

دراصل ابیات باہوؒ کے ہر مصرعہ کے آخر میں **ھو** کی ردیف کا استعمال مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ

۱۔ ملک فضل الدین کلے زئی لاہور کا مرتب کردہ ۱۹۱۵ء کے مطبوعہ نسخہ میں باقاعدہ **ھو** کا استعمال نمایاں ہے۔ اور اس طرح اس کے بعد تمام شائع ہونے والے نسخوں میں **ھو** کا استعمال موجود ہے۔

۲۔ موہن سنگھ دیوانہ کی پنجابی ادب دی مختصر تاریخ اور اس کے بعد انگریزی میں ۱۹۳۸ء میں طبع ہونے والی مشہور کتاب "دی پنجابی صوفی پوئٹس"، مؤلفہ مس راما کرشنا لاجونتی اور ڈاکٹر بنارسی داس جین کی

Marfat.com

کتاب "پنجابی زبان تے اوہدا لٹریچر" مطبوعہ ۱۹۴۱ء میں باقاعدہ ابیات باہوؒ کے ہر مصرعہ کے ساتھ 'ھو' کا استعمال موجود ہے۔ ۳:- ابیات باہو مخطوطہ ۱۲۶۴ (پنجاب یونیورسٹی لائبریری) میں 'ھو' موجود ہے۔

۴:- **دیوان باھو** فارسی کے ابتدائی اشعار میں 'ھو' کا استعمال نمایاں ہے اور معنی کے لحاظ سے تمام کلام کا محور 'ھو' کی ذات ہے۔ جیسے فرمایا

یقیں دانم دریں عالم کہ لامعبُود اِلّاَھُو ولا موجود فی الکونین ولا مقصود الّاھو

۵:- وظائف قادریہ میں **ھو** کا خاص تعلق ہے۔

بہر حال یہ امر یقینی ہے کہ ابیات باہوؒ کے ہر مصرعہ کے آخر میں 'ھو' کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے از خود استعمال فرما کر ابیات کو امتیازی حیثیت عطا فرمائی۔

دربار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر جب دور و دراز کے علاقوں کے شیدائی حاضر ہوتے ہیں اور کانوں پہ ہاتھ دھر کہ باری باری یا ٹولی کی صورت میں ابیات باہوؒ رحمۃ اللہ علیہ پڑھتے ہیں تو اس وقت 'ھو' کے لگاؤ، تاثیر اور گھلاوٹ کی اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے۔

جناب فرحت شاہجہان پوری نے کیا خوب فرمایا۔ "**ھو**" ردیف ہی نہیں ہے، یہ ہمارے فکر کی ایک منزل، ہمارے درد کی ایک پناہ گاہ اور زندگی کے تپتے ہوئے ریگستان میں ایک سایہ دار نخلستان بھی ہے — پُرسکون، اداس اور خاموش اور اسی فضا میں دل کی جوت جلتی ہے۔ عشق کی لہر اُٹھتی ہے۔ دنیا کی حقیقت کھُلتی ہے اور آنکھیں معرفت کے نور سے چمک اٹھتی ہیں۔ گویا "**ھو**" کی ردیف فکر و احساس کے لئے ایک تازیانہ ہے۔ یہ تازیانہ فکرِ دنیا سے فکرِ عقبیٰ کی طرف لے جاتا ہے۔" اور میں کہتا ہوں — لفظ "**ھو**" سے تمام کائنات، دنیا و عقبیٰ کا احساس روپوش ہو جاتا ہے اور ہر سُو ذات اللہ کا احاطہ کر لینے کا احساس طاری ہو جاتا ہے۔

III **ابیات باہو پر ایک نظر:**- ابیات کو انتخاب کرنے اور جانچنے وقت ان پر لسانی، معنوی اور تعلیم سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے لحاظ سے تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ جس کی وضاحت یوں ہے:

اوّل:- ابیات باہو قدس اللہ سرہ العزیز میں مختلف لوک زبانوں کا اثر نمایاں ہے۔ اس کی ایک وجہ حضرت سلطان العارفین کی اپنی زبان پر مختلف علاقائی زبانوں سے روابط کے اثرات ہیں۔ جس کی بنا پر ان ابیات میں تقریباً ہر صنف اور ہر بول کا استعمال پڑھنے میں آتا ہے۔ دوسری وجہ جس سے کسی صورت میں

Marfat.com

ہم قطع نظر نہیں کر سکتے وہ آپ کے خلفاء درویشوں اور عقیدت مندوں کا اپنے اپنے لہجے میں ابیات شریف کا بار بار پڑھنے سے ان میں حروف و الفاظ کا تغیر و تبدل رونما ہو جانا ہے۔ یہ صورت یوں پیدا ہوتی گئی کہ آپ کے ابیات شریف کو تو اب تک باضابطہ تحقیق کے ساتھ کسی نے شائع نہ کرایا۔ لیکن کلام کی عوامی مقبولیت کے پیش نظر بعض حضرات ابیات شریف کو بغیر تحقیق و جستجو کے جس رنگ اور جس لہجہ میں سنتے رہے زیر قلم کرتے گئے۔ اکثر درویش اور عقیدت مند جو کہ مختلف علاقوں اور مختلف لب و لہجہ و زبان سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں جذب و سرور کے عالم میں آپ کے ابیات پڑھتے آئے ہیں اور اس طرح دونوں نے اپنا مخصوص لہجہ استعمال کر کے مصنف علیہ الرحمۃ کے اصل لہجہ کو بھولتے گئے بلکہ بعض مصرعوں میں اپنی مخصوص علاقائی زبان کے حروف بھی داخل کرتے گئے۔ اس طرح مختلف لوک زبانوں کا ابیات پر عملی طور پر اثر نمایاں ہو گیا۔ پھر تحقیق اور فکر کے بغیر ہونے والی اشاعتوں نے ان حوادثاتی تغیرات کو مزید تقویت بخشی

مثال کے طور پر مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی آبائی زبان جسے ہم جھنگ کی مخصوص زبان کہہ سکتے ہیں اس میں اردو کے لفظ "تیری" کو بعینہٖ "تیری" ہی استعمال کرتے اور بولتے ہیں۔ مگر آپ کے ایک مصرعہ (بیت) میں اس لفظ کو "تینڈی" لکھا گیا ہے۔

ع کر عبادت پچھوتاسیں تینڈی عمراں چار دہاڑے ہو

اس لئے یہ لفظ "تینڈی" جو خالص کامل پور کی زبان ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ نے خود استعمال فرمایا ہو اور یہ بھی زیادہ قرین قیاس ہے کہ آپ کے بعد عقیدت مندوں اور درویشوں نے لفظ "تیری" کو اپنی مخصوص زبان میں "تینڈی" کہتے رہے ہوں۔ اور اب کثرت استعمال سے اکثر نسخوں میں یہی لکھا جانے لگا ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز کا سلسلہ طریقت سندھ، پنجاب، سرحد، بلوچستان اور کشمیر تک پھیلا ہوا ہے۔ جس سے ہر علاقائی زبان والے سالک مستفید ہوئے۔ بلوچستان میں براہوئی قبیلوں کے بعض خلفاء اور درویشوں سے حضرت قدس اللہ سرہ العزیز کے ابیات سننے کا اتفاق ہوا۔ ان خلفاء نے جن کی مادری زبان براہوئی ہے۔ جو کہ بالکل مختلف زبان ہے اپنے مخصوص براہوئی لہجہ میں ابیات باہو پنجابی کو پڑھا۔ جس سے بالکل نئے الفاظ اور نیا لہجہ سننے میں آیا۔ اس طرح اس تحقیق کو تقویت پہنچی اور مختلف زبانوں اور لہجوں والے جب اپنے مخصوص لہجہ میں پنجابی ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو نئے

Marfat.com

الفاظ بنتے اور جمع ہوتے گئے۔

دوم :- (i) بعض ابیات کو حضرت سلطان العارفین سے منسوب کیا گیا ہے اور وہ چند غیر معروف کتابچوں میں چھپ بھی چکے ہیں مگر ان کے انداز، معانی، اور سٹائل سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کلامُ ابیات باھُو قدس اللہ سرہ میں سے نہیں۔ چنانچہ اس کتاب سے خارج کر دیا ہے۔

مثلاً نسخہ ہ۔ ف کے صفحہ ۱۲ پر آخر میں ایک بیت درج ہے۔ جو مشکوک نظر آیا۔ اور مجموعہ ابیات میں شامل نہیں کیا۔ یہ بیت کسی دوسرے مطبوعہ یا غیر مطبوعہ نسخہ میں بھی نہیں۔ بیت یہ ہے :-

گ۔ گھڑی گھڑی تے پل پل اندر خالی ہوئے ڈیرے ہو
دلوچہ خوف ربے دا رہندا رب سنبھالے تیرے ہو
خوف رضا وچہ دلدے کریئے اِک میں وچہ تاثیرے ہو
جنہاں خوف ربے دا باہو انہاں ونجہ بدھے جاسہ ہو

(ii) پریشان بیت :-

نسخہ ہ۔ ف میں ایک اور بیت درج ہے جس میں ایسے الفاظ ملتے ہیں جو دیگر مقامات پر حضرت سلطان العارفین نے استعمال فرمائے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بیت ضرور کہا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ کسی اور نسخہ میں ایسا بیت نہیں لکھا گیا، نہ کسی درویش نے سنایا اور جو کچھ اس نسخہ سے ملا ہے اس قدر رد و بدل کے ساتھ اور مسخ شدہ ہے کہ ہم اس کو ترتیب دیکر کوئی صحیح معنی برآمد نہیں کر سکتے۔ اسے بھی مجموعہ ابیات سے بصد افسوس خارج کیا جاتا ہے۔ اس نسخہ سے بیت جس حالت میں ملا ہے تبرکاً تحریر کیا جاتا ہے۔

چار امام تے پنج مصلّے اسیں کنوں سجدہ کریئے ہو
چار محل تے پنج پٹواری کس نوں حاصل بھریئے ہو

Marfat.com

چار پیر چوداں خانوادے کتوں سرنوں دھریئے ہو
نام فقیر تد تھیندا باہوؒ جد وچہ فقر دے مریئے ہو

نوٹ: دستاویز این ۱۸۷ کے اسی بیت کے آخری مصرعہ میں لفظ (فقر) کی بجائے (طلب) درج ہے۔

سوم:۔ پریشان مصرعے:۔ کچھ نامکمل ابیات بھی نظر سے گزرے۔ ممکن ہے کہ ان کے باقی مصرعے حوادثات زمانہ کی نظر ہو چکے ہوں۔ یہ پریشان مصرعے مختلف نسخوں میں ملے ہیں۔ مثلاً

ع ریتیں خواب نہ انہاں ہرگز جہڑے اللہ والے ہو

ع کامل مرشد سوئی اکھیوے جہڑا گھر وچ مکہ وکھالے ہو

نسخہ ۔۔ ث میں کچھ مصرعے محض عامیانہ رنگ میں اور نقالی کی صورت میں ہیں۔ حضرت سلطان العارفین کے نام منسوب کر کے لکھے گئے ہیں۔ دراصل ایک اعلیٰ مفہوم اور سلجھے ہوئے انداز میں حضرت سلطان العارفین جو بیت فرما چکے ہیں، یہ مصرعے انہیں کی ایسی نقل معلوم ہوتی ہے جو بغیر سوچ اور فکر کے محض خانہ پُری کے طور پر جمع کر دیتے گئے ہیں۔

مثلاً

ایہہ مرداں مول نہ کیتی باہو کر کر زاری روندا ہو

سولی چڑھنا کی غم کرنا تے ایہو راہ فقر دا ہو

نام فقیر تنہاں دا باہو ہور چھڈ نکما جھیڑا ہو

(یہ مصرعہ تو خواہ مخواہ ٹھونسا گیا ہے اور حضرت سلطان العارفین کا قطعاً نہیں ہے)

چل بازار کیا کجھ کھٹے باہو دشمن ہتھ کنارے ہو

حالانکہ اصل مصرعے جو مجموعہ ابیات میں پوری تحقیق کے ساتھ شامل ہیں۔ یوں ہیں

ع عاشقاں مول قبول نہ کیتی باہو توٹے کر کر زاریاں روندی ہو

(حصہ ۱۔ بیت ۶)

53247
Marfat.com

ع سرسول تے چاٹنگیو نے ایہو راز پرم دا ہو

(حصہ ر - بیت ۹۹)

ع تھی سوداگر کرلے سودا جاں جاں ہٹ ناں تاڑے ہو

(حصہ ک - بیت ۱۵۵)

نسخہ ب دیں ایک بیت کا تیسرا مصرعہ یوں ہے:

ع رب اساں تے راضی ہوسی توبہ کلمہ پڑھئے ہو

متعلقہ بیت مشہور ہے - جو کتاب کے حصّہ ت - بیت نمبر ۴۵ میں درج ہے لیکن اس طرح کا مصرع اور کسی نسخہ میں نہیں ملا - اسی نسخہ ب دیں ایک بیت کا چوتھا مصرعہ یوں ہے:

ع ایمان سلامت اوسدا باہو جہڑا رب اگے سر دھردا ہو

اصل بیت کتاب کے حصہ ج - بیت نمبر ۶۲ میں درج ہے - اور یہ مصرعہ پریشان نظر آتا ہے -

چہارم: شش مصرعیہ ابیات - نسخہ ۲۸ - اول میں دو ایسے مصرعے ملے جو حضرت سلطان العارفین سے منسوب تھے - کسی دوسرے مطبوعہ یا مکتوبہ نسخہ میں یہ شامل نہیں ہیں - ان دونوں مصرعوں کو پرکھنے کے بعد مجموعہ ابیات میں شامل کر لیا ہے - مصرعے یہ ہیں،

ع مکھ محبوب دا خانہ کعبہ جتھے عاشق سجدہ کردے ہو

دو زلفاں وچ نیڑ مصلے جتھے چاروں مذہب ملدے ہو

معانی اور شعریت کے اسلوب و الفاظ پر غور کرنے پر تسلی ہوتی ہے کہ دونوں مصرعے حضرت سلطان العارفین کی زبان گوہر فشان سے ہی ظہور پذیر ہوئے ہیں - البتہ ان مصرعوں کے ساتھ والے دو یا اس سے زیادہ مصرعے ضائع ہو چکے ہیں - اس بات کا بھی امکان ہے کہ ان کے ساتھ والے مصرعے ضائع نہ ہوئے ہوں لیکن ترتیب و اشاعت کی غلطیوں سے یہ دو مصرعے اپنے اصل بیت سے جدا ہو گئے ہوں - اسی امکان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے ایک چو مصرعیہ میں انہیں معنی، مفہوم اور قوافی پر مشتمل مصرعوں کو جب پایا تو ان دو مصرعوں کو بھی ان میں شامل کر دیا ہے - یہ بیت حصہ گ کے نمبر ۱۵۶ میں ہے اور اس کا بیت شش مصرعیہ بن جاتا ہے -

اسی طرح د: اور مصرعے پریشان اور بے مقام نظر آئے - جنہیں بعض معروف نسخوں میں بھی دیکھا - چنانچہ انہیں ایسے چو مصرعیہ سے پہلے رکھ دیا جو حصہ ل میں اب تک لکھا جاتا رہا ہے - ان دو پریشان مصرعوں کو اس

Marfat.com

چومصرعیہ سے پہلے مقام دے دینے سے چومصرعیہ حصہ ا کے بجائے حصّہ پ کے نمبر ۲۶ میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس طرح شش مصرعیہ بیت وجود میں آگیا۔ مذکورہ دو مصرعے یہ ہیں۔

ع پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں عالم ہوئے بھارے ہو
اک حرف عشق دا پڑھن نہ جانن بھُلے پھرن بچارے ہو

پنجم :۔ ابیات مشہور عام مگر مشکوک :۔ بعض درویشوں سے ایسے ابیات سنے جو کسی مطبوعہ یا مکتوبہ قلمی نسخہ میں نہیں ملتے۔ ملاحظہ ہو:

ا اگلے پہر جو کجھ نہیں کھٹیا ہنڑ دگیر نوں کی کرسیں ہو
کرلے توشہ عملاں والہ جاں جاں ایہہ دم سر سیں ہو
جھوک لڈیسی دُنج پچھوں تاسیں جد جو لیگا نی وڑسیں ہو
ایتھے کامل مرشد اتے نیک وسیلہ باہو تاں پیڑے رسول دے چڑھسیں ہو

ج جمال تیرے دا بُکھا میں ہور مراد نہ منگاں ہو
ہکو کنگن پا کلمے دا لوڑ نہیں کجھ ولگاں ہو
مونہہ نکاتے گل وڈیری میں عرض کریندا سنگاں ہو
ہکو رنگ عشقے دا دیویں باہو تن من میں اپناں رنگاں ہو

مذکورہ بالا ہر دو بیت نسخہ ۱۲۔س سے ماخوذ ہیں۔ شعریت میں باقی ابیات کا سا رنگ نہ دیکھتے ہوئے انہیں مشکوک قرار دیا اور کتاب میں شامل نہیں کیا گیا۔ قیاس کیا جا سکتا ہے ہر دو بالا چومصرعے کسی ایسے درویش نے کہے ہوں گے جس نے حضرت باہوؒ کا نام بھی تبرکاً شامل کر دیا ہوگا۔

دُو ابیات نسخہ ۳۔پ سے ماخوذ ہیں حضرت سلطان العارفین کی تعلیمات کے مطابق بھی نظر آئے

Marfat.com

مگر شعریت واسلوب وزبان میں فرق محسوس ہوتا ہے۔نیز کسی معروف نسخہ یا مطبوعہ وغیر مطبوعہ کسی کتاب سے ان کی تصدیق نہ مل سکنے پر ان دونوں ابیات کو بھی مجموعہ ابیات میں شامل نہیں کیا جاتا ابیات ملاحظہ ہوں:۔

ا ۔ ایسا مرشد ملیا سانوں جس دل وچ نظر ٹکائی ہو
وہم خیال کر گئے کنارا جدوں مرشد کل ہلائی ہو
ذاتے نال چا ذات رلائی کیتوس فضل الٰہی ہو
اتھے اوتھے دوہیں جہانیں باہوؒ مینوں مرشد جیہا نہ کائی ہو

ج ۔ جس نوں مرشد کامل ملیا اسم دی کی نشانی ہو
قلب کمال جمال کریندا ایہہ نفس کریندا فانی ہو
دوہیں جہانیں ضامن ہوندا نال ملیندا جانی ہو
ایسے کامل مرشد توں باہو میں جان کراں قربانی ہو

دستاویز ان سے ماخوذ ایک بیت کو بھی ذرائع معتبر نہ ہونے اور تصدیق نہ ملنے کی بنا پر مشکوک قرار دیا اگرچہ انداز کے لحاظ سے ابیات سے مشابہت رکھتا ہے۔ بیت یوں ہے:

ب ۔ برقعہ نور حضور اپنے دا مرشد میں تے پایا ہو
نام نشان نہ اپنا کوئی ہرگز باہر آیا ہو
ایہو حال اُسے دا کرساں جیہڑا میں دل آیا ہو
ایہہ سچا راہ توحید دا باہو کامل پیر پڑھایا ہو

Marfat.com

اسی طرح نسخہ ب ج سے ایک بیت ملا جس میں لفظوں کا کچھ ہیر پھیر نظر آتا ہے ورنہ اصل بیت حصہ ع کے بیت ۱۳۲ میں ہے۔ تاہم اسے مقدمہ میں شامل کیا جاتا ہے ؎

عشق اسانوں نماز پڑھائی تاں پڑھدے چپ چپاتی ہو
دمدم دے وچ لکھ رکعتاں لوگ جانن گنگی باتی ہو
مرشد اسانوں وضو سجایا دریا وحدت وچ ناتی ہو
پیاں نمازاں قبول تنڈاہیں باہوؒ جد یاراں یار پچھاتی ہو

ششم :- ابیات غیر مصدقہ (ان) گیارہ ابیات نسخہ ہ۔ ت سے ماخوذ ہیں۔ ان میں پانچ ابیات کی تصدیق مختلف نسخوں اور یادداشتوں سے حاصل ہوگئی اور انہیں کتاب میں درج کر دیا گیا۔ وہ ابیات یہ ہیں :-

حصہ د -- بیت ۸۹
حصہ د --- بیت ۹۳
حصہ ع --- بیت ۱۴۱
حصہ ن --- بیت ۱۸۹
حصہ ہ --- بیت ۱۹۵

البتہ باقی چھ ابیات کی تصدیق کسی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ نسخہ سے حاصل نہ ہو سکی تاہم انہیں مقدمہ میں درج کیا جاتا ہے تاکہ اہل فن و اصحاب بصیرت شاید کسی موقعہ پر ان کے بارے میں حتمی فیصلہ کر سکیں۔ ابیات یہ ہیں :-

ا:- ک کر دل پاک تاں پاک ل بن پا کیوں پاک نہ ملدا ہو
اس تن دی دیہی دھوون نالوں اک دھوویں قطرہ دل دا ہو
جے تن ذکر کرے نہ من فکر کرے تاں کیا دھوون اس سلدا ہو
تن ذکر کرے من فکر کرے باہوؒ تاہیں دلبر ملدا ہو

Marfat.com

۲:- پ پارچھناؤں بلبل بولے جنج رتی پرساوے ہو
رات اندھیری چمکڑ گلیاں مینوں وہڑا کھاون آوے ہو
جسدم نال پریت لگائی مینوں سو دم نظر نہ آوے ہو
جان ونجے گھول گھتاں باہو میری یار ولّوں رہ آوے ہو

اس بیت کی تصدیق مائی فاطمہ حجانی زوجہ لال چنگا قریشی جو چھپّر سرائے عالمگیر (ضلع گجرات) میں حضرت سلطان العارفین کی دردمند درویشہ ہیں نے بھی کی ہے۔ مگر بیت کا پہلا مصرعہ 'ماہیا' کے انداز میں ہے اور میں نے حضرت سلطان العارفین کا کوئی بیت چونکہ 'ماہیا' کے انداز میں نہیں دیکھا اس لئے اسے بھی مجموعہ ابیات میں شامل نہیں کیا۔ ورنہ معانی اور انداز کے لحاظ سے یہ بیت" ابیاتِ باہو" سے کافی قریب ہے۔

۳:- د دل دی دوڑ ہوری دل ہووے "تاں کیوں مل بہن مسیتی ہو
ظاہروں باہروں پاک دسیندے من وچ کھوٹ پلیتی ہو
خالص نیل پُرانے اُتے نہیں چڑھدا رنگ مجیٹھی ہو
میں قُربان تنہاں توں باہوؒ جنہاں مگر سجن دے نیتی ہو

اس بیت میں تیسرا مصرعہ تو ابیاتِ باہو کے حلقہ ث کے بیت ۵۱ میں بعینہٖ استعمال ہوا ہے چوتھے مصرعہ میں لفظ "مگر" جس کے معنی پیچھے ہونا، پیچھے لگنا یا پیروی کرنا کے ہیں جھنگ کی ٹھیٹھ زبان میں شامل ہے جو کہ حضرت سلطان العارفین کے اسلوب زبان سے ہم خارج سمجھتے ہیں کیونکہ آپ نے ہمیشہ ابیات میں جو جھنگوی زبان استعمال فرمائی ہے وہ کافی سادہ ہے نہ کہ ٹھیٹھ انداز میں۔

Marfat.com

۴- م مکے گیوں تے کی پھل پایو سکھ آیوں ہُنر بازی ہُو
ہتھ وچ تسبیح تے پکڑ مصلّے بنیوں پاک نمازی ہو
سادے کپڑے گل وچ پاویں آکھن سب حجازی ہو
باجھ فنا حق حاصل ناہیں باہوؒ ناں ہی مولے راضی ہو

بیت کے آخری دو مصرعے دستاویز این ۱۸۷ کے مطابق اصلاح کے ساتھ یہاں درج کئے گئے ہیں۔

۵- ا آل ماہی لا نہ بھاہیں ساڑ نہ سکدیاں روحاں ہو
اک دل بے چارا کی کریسی جد شوق نہ ہووے دوہاں ہو
نیناں بیٹھ عدالت کیتی میں چا کیتے رُوحاں ہو
لوگ لڑے اِک وال نہ کھسے : بَوَ رسیں نہ اِک توہاں ہو

۶- ف تن تندور ہڈاں دا بالن برہوں نال تپایا ہو
دُکھاں دا میں آٹا پیہٹا ہنجواں نال گنھایا ہو
خُون جگر تھیں پیڑے کیتے عشق پلیتھن لایا ہو
ایہہ پیالا آب حیاتی والا باہوؒ مینوں مرشد گھول پلایا ہو

ششم: (ب) نسخہ ۳۷ ب میں درج بالا بیان ششم کے بیت ۴- م کی طرح کا ایک بیت ملا ہے مگر قدرے فرق و اختلاف الفاظ کے ساتھ ہے۔ اس میں بیت یوں ہے:

م:- مکّے گیاں کے پھل پایا سکھیا ہنر بازی ہو

Marfat.com

کوزہ مسلّہ تہمد وِچ پھڑکے نام دھرایا قاضی ہو
تسبیاں رولن مکر کماون نام دھراون حاجی ہو
جد تک سینہ صاف نہ ہووے باہوؒ رب کدے نہ ہوندا راضی ہو

یہ بیت معانی کے لحاظ سے حضرت سلطان العارفین کی تعلیمات کے مطابق ہے مگر الفاظ کی بندش اور مصرعوں کا توازن ابیاتِ باہو جیسا نہیں۔ نیز نسخہ ۴۔ ت۔ کا بیت اس سے کافی مشابہت رکھتا ہے۔ البتہ یہ ایک عجیب اتفاق نظر آتا ہے کہ نسخہ ۴۔ ت کی روایت کا ماخذ ۱۳۲۴ھ سے بیس تیس سال قبل کے زمانہ کا معلوم ہوتا ہے۔ اور نسخہ ۴۷۔ ب س جس کتاب غیر مطبوعہ سے نقل شدہ ہے وہ کتاب بھی ۱۳۲۳ھ کی تحریر کردہ ہے۔ بہرحال اندازہ ہوتا ہے کہ سال ۱۳۲۳ھ اور اس سے قبل یہ بیت عوام تک کسی نہ کسی وجہ سے ضرور پہنچا ہے۔ البتہ اس کی صحت کے بارے میں بھی ناظرین کرام فیصلہ صادر فرماویں گے۔

ششم:۔ (ج) یادداشت ب ش۔ سے جو ایک بیت حاصل ہوا ہے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ یہ بیت میرے بھائی سلطان محمد اشرف کو زبانی یاد تھا انہوں نے اپنے بزرگوار حضرت سلطان محمد شریف مرحوم سے سنا تھا۔ بیت یہ ہے:

ک کامل مرشد اوہو ہووے جیہڑا رج حرام کھواوے ہو
پڑھن گوڑھن دا سبق نہ ڈیوے ہتھوں تسبی چا رہاوے ہو
مکّے ویندیاں نوں موڑ لیاوے گھر وچ مکّہ وکھاوے ہو
جیں مرشد وچ فیض نہ حاصل اونکوں پانی گھت لڑھاوے ہو

یہ بیت بھی صاحبِ بصیرت حضرات کی توجہ اور رائے کے لئے دیباچہ میں درج کیا گیا ہے۔ یادداشت ب ص کے مطابق بھی یہی بیت ملتا ہے جو قدرے لفظی تبدیلیوں کے ساتھ یوں ہے:

Marfat.com

ع ایسا مرشد کامل ہووے جیہڑا رج حرام کھواوے ہو
پڑھن گڑھن دے راہ نہ جاوے تسبی ستھوں سٹاوے ہو
مکے گیاں نوں موڑ لیاوے گھر وچ حج کراوے ہو
ایسا مرشد کامل ہووے باہوؒ جیہڑا نت حضور کراوے ہو

اس بیت پر تحقیق کرتے ہوئے جب میں نے حضرت سلطان غلام باہو کی رائے لی تو انہوں نے مطبوعہ دستاویز این ۸۱ خط محررہ ۲۲-۴-۵ میں فرمایا "یہ بیت بہت سننے میں آیا ہے۔ گو الفاظ میں ہیر پھیر چلا آیا ہے۔ مگر افسوس ایسے کلام سے فاسق آوارہ لوگ۔ اچھے پرہیزگاروں اور شعائر اسلام کی تحقیر کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ خیال ہے کلام بادشاہ صاحب (سلطان باہوؒ) کا ہوگا۔ واللہ اعلم۔ کلام پسندیدہ ہے۔ مگر یہ کلام خواص کے لئے تو مشعل راہ حقیقت ہے۔ مگر عوام کے لئے زہر قاتل بے ہودگی آوارگی بے دینی۔ اسی وجہ سے یہ کتابوں میں درج نہیں ہوا۔" (نوٹ: بیت کے آخری تین مصرعوں میں کوئی دقت نہیں ہے۔ البتہ پہلے مصرعہ کو سمجھ لینا چاہیئے۔ یہاں "حرام" سے مراد آلائش دنیا یعنی حسد، غصہ، بغض، کینہ، شہوت، بدبینی وغیرہ ہیں۔ پس مرشد کامل وہ ہے جو طالب کو یہ تمام چیزیں اس کے باطن میں ختم کرا دے۔ "حج کھواوے" سے مراد سیر ہو کر کھلوا دینا یعنی ہضم کرا دینا ہے) جب تک یہ نفسانی خواہشات طالب میں ہضم ہو کر ختم نہ ہو جائیں گی وہ آگے قدم نہ بڑھا سکے گا۔)

ششم (د) مدینہ منورہ میں برادرم محترم حضرت غلام دستگیر القادری نے ایک جہلمی درویش مستی عبدالکریم کی زبانی یہ بیت سنا جو حضرت سلطان العارفین سے منسوب ہوا ہے۔ مزید تصدیق نہ ہونے کی بنا پر فی الحال دیباچہ میں درج کیا جاتا ہے۔ اور نسخہ ب ط میں ریکارڈ کیا گیا۔ بیت یوں ہے:

ع علم دے پڑھیاں جوہر نہیں بندا جیہڑے ہونون ذات کمینے ہو
پیتلوں سونے کدی نہیں بندا بھانویں جڑیئے لعل نگینے ہو
شوم کولوں کدے داد نہیں لبھدی بھانویں ہونون لکھ خزینے ہو
باجھوں عشق نجات نہ باہوؒ بھانویں مریئے وچ مدینے ہو

ششم (ر) لاہور میں یادداشت ۵-۴-۴۵ - ب م کے مطابق ڈاکٹر ظہور الٰہی صاحب سے سنا گیا ایک بیت دیباچہ میں ہی درج کیا جاتا ہے۔ بیت میں جو یاسیت کا رنگ ملتا ہے وہ حضرت

Marfat.com

سلطان العارفینؒ کے انداز فکر کے خلاف نظر آیا۔ اس لئے کتاب کے ابیات میں شامل نہیں کیا۔ بیت یہ ہے:

ل۔ لتھی رات نکلے نیں تارے سانوں بانگ خروس سُنائی ہو
ساڈے دل دے جانی لدھ سدھائے کائی کانگ غماں دی آئی ہو
ایہہ تن میرا جل کوے ہویا پائی سجن وین جُدائی ہو
عقل فکر دی جا نہ رہ گئی باہو جتھے کاتب قلم چلائی ہو

ششم (س) لاہور میں بزبان بابا محمد انور باغبان پورہ لاہور والے کے ایک بیت سنا گیا جو درج ذیل ہے۔ ان کے مطابق پہلے اکثر درویش کہا کرتے تھے۔ یادداشت کے لئے مقدمہ میں درج کیا جاتا ہے۔

و ویہن بنا دریا نہیں رجدے تے درخت نہ رجدے ڈالوں ہو
علم بنا علماء نہیں رجدے فقرا نہ رجدے حالوں ہو
رعیتاں بنا شاہ نہیں رجدے شوم نہ رجدے مالوں ہو
سب جگ رجیا یا حضرت باہوؒ دو نین نہ رجدے جمالوں ہو

ہفتم:۔ ابیات غیر معروف و شمول بعد تحقیق و تصدیق:۔

چند ابیات ایسے بھی ملے جو کسی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہیں۔ بلکہ کچھ یادداشتوں کا مجموعہ ہیں لیکن انہیں کتاب میں شامل کر لیا ہے ان میں حضرت سلطان العارفین کے کلام کی تقریباً تمام خصوصیات ملتی ہیں۔ نیز ان کے راوی نہایت معتبر اور سنجیدہ اشخاص ہیں۔ البتہ ان ابیات میں بعض الفاظ ٹھیٹھ جھنگ کے ہیں جو حضرت سلطان العارفین کے ابیات کی زبان میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ دیگر پنجابی علاقوں کی زبانوں کے اثرات ان کے ابیات میں نسبتاً زیادہ ملتے ہیں۔ اس لحاظ سے اختلاف محسوس ہوتا ہے۔ لیکن زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ چند بیت انہوں نے اپنے آبائی علاقہ کی زبان میں

Marfat.com

بھی کہے ہوں گے۔ کیونکہ معانی اور انداز میں اختلاف نظر نہیں آتا۔ یہ ابیات چونکہ ابیات باہو میں شامل کر دیئے ہیں اس لئے یہاں ان کا لکھنا ایک زائد کام ہوگا۔ البتہ ان ابیات کے نمبر شمار ملاحظہ ہوں۔

حصّہ ا - بیت ۱۹	حصّہ م - بیت ۱۷۷
حصّہ ن - بیت ۱۸۲	حصّہ ن - بیت ۱۸۸

ہفتم (ا) جیکب آباد کے ایک درویش سید سلطان شاہ سے ایک مکتوبہ نسخہ ابیاتِ باہو قدس سرہٗ ملا اس نسخہ میں سے چند نہایت بیش قیمت ابیات حاصل ہوئے جنہیں پورے یقین کے ساتھ کتاب میں شامل کر لیا ہے۔ ان ابیات کے نمبر شمار یہ ہیں۔ آخری بیت نسخہ ۴-ت میں بھی درج ہے۔

حصّہ ا - بیت ۲۰	حصّہ ب - بیت ۲۵
حصّہ ج - بیت ۵۱	حصّہ ج - بیت ۷۲
حصّہ د - بیت ۹۲	حصّہ س - بیت ۱۱۰
حصّہ گ - بیت ۱۵۹	حصّہ ھ - بیت ۲۰۱

ہفتم (ب) اسی طرح عزیزم صاحبزادہ نور سلطان نے نسخہ ب د عنایت فرمایا۔ جس میں ایک بیت جو حصّہ ا سے متعلق ہے اور کسی دوسرے مطبوعہ یا غیر مطبوعہ نسخہ میں نہیں ملتا مگر معانی و انداز کے لحاظ سے حضرت سلطان العارفین کا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس بیت کو شامل کتاب کر لیا ہے۔ بیت کا نمبر شمار درج ذیل ہے:

حصہ ا - بیت ۲۱

ہفتم (ج) ایک بالکل نیا بیت جو کسی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہے۔ یادداشت ب ص سے ملا۔ تحقیق کرنے پر اس کی تصدیق دستاویز پی (P) کے علاوہ حضرت سلطان محمد عبدالعزیز نے بھی کر دی ہے۔ اس بنا پر شامل کتاب کر دیا گیا ہے۔ کتاب میں یہ بیت حصہ ل کا بیت ۱۶۴ ہے۔

ہشتم:۔ ابیاتِ خارجی۔ دوسرے شاعروں کا کلام اور ان کا 'ھو' کے استعمال کی غلط کوشش'

بعض ایسے ابیات جن کے بارے میں تحقیق کرنے پر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ حضرت سلطان العارفین

Marfat.com

کے نہیں ہیں انہیں تو یکسر خارج کر دیا ہے اور ان کو مقدمہ میں بھی ظاہر کرنا نا مناسب خیال کیا ہے مثلاً کچھ بیت مجھے ایسے ملے جو جہاں محمدؐ مصنف "سیف الملوک" کے ہی تھے اور یار لوگوں نے 'ھو' کا اضافہ کر کے حضرت سلطان العارفینؒ سے منسوب کئے ہوئے تھے۔ انہیں دنوں جب کہ میں بعض تشریحات پر نظر ثانی کر رہا تھا میرے علم میں لایا گیا کہ لائل پور کے ایک صاحب نے کچھ ابیات چھپوائے ہیں جن کے ہر مصرعہ کے آخر میں اس نے 'ھو' کے لفظ کا شمول اسے 'ابیاتِ باہوؒ' کا رنگ دینے کے لئے کیا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کلام کو حاصل کیا تو اچھا خاصہ کتابچہ تھا۔ جس کا نام "جوڑ توڑ" ہے۔ اس کے مصنف کا دعوےٰ ہے کہ حضرت سلطان العارفین کی اجازت سے کتابچہ لکھا گیا۔ کتابچہ پنجابی نظم کی صورت میں ہے اور اس میں مختلف سیاسی عنوانات دیئے گئے ہیں۔ اشعار کی تعداد چار سو اور پانچ سو کے درمیان ہے۔ ہر مصرعہ کے آخر میں 'ھو' نہایت چستی کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ ہمیں اس مصنف کے اس دعویٰ سے کوئی تعلق نہیں کہ آیا اسے حضرت سلطان العارفین سے اس کتابچہ کی اس مفہوم و اسلوب میں اشاعت کی روحانی مکاشفہ کے ذریعے سے اجازت ہوئی تھی یا نہ۔ بلکہ ایک محقق کی حیثیت سے جو 'ابیات باہوؒ' پر کام کر رہا ہو یہ خدشہ بالکل بجا معلوم ہوتا ہے کہ اسی کتابچہ "جوڑ توڑ" کے بعض مصرعے آئندہ چند سالوں میں جب مختلف زبانوں پر آئیں گے تو اکثر لوگ غلطی سے انہیں 'ابیات باہوؒ' سے منسوب کرنے لگیں گے۔

اسی طرح بلوچستان کے علاقہ اسپلنجی کے ایک درویش خلیفہ ساتھی نے ایک روز نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ ایک بیت سنایا جس میں بدستور "حضرت باہوؒ" کا نام بھی شامل تھا مجھے انداز بیان میں سراسر اختلاف نظر آیا اور بیت کو حضرت سلطان العارفین سے منسوب کرنے پر قطعاً یقین نہ آیا۔ دریافت کرنے پر خلیفہ مذکور نے بتایا کہ اس کے والد مرحوم نے مرشد کامل حضرت سلطان العارفینؒ کے عشق میں یہ بیت 'ابیاتِ باہوؒ' کی طرز پر کہا تھا۔ بہرحال ایک دردمند دل کے جذبہ نے یہ کام کیا اسے قارئین کی دلچسپی کے لئے تحریر کرتا ہوں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ایسے ہی ابیات جو بیسیوں درویشوں کے کہے ہوئے ہیں۔ غلطی سے انہیں کا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ 'ابیات باہوؒ' میں شامل ہو جانے کا خدشہ لاحق ہو جاتا ہے بیت یوسف بروہی اسپلنجی والے کا ملاحظہ ہو ؎

Marfat.com

الف اللہ تینوں شہباز بنایا تاج ملیا سلطانی ہو
دردمنداں دیاں خبراں گھندا تیرا فیض سبحانی ہو
در تیرے تے کھڑا پکاراں محبّت شوق دیوانی ہو
فقیراں اپناں راز چھپایا حضرت باہوؒ فیض حقانی ہو

دیکھئے باقاعدہ 'ھو' کی ردیف ہے اور حضرت باہوؒ بھی آخری مصرعہ میں شامل ہے۔ ایسے ابیات کا عوام کی زبان پر آکر کچھ وقت کے بعد اصل کلام میں مدغم ہو جانے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

۱۷ کسی بھی دو نسخوں میں حصہ ل اور حصہ ع کے ابیات ایک ہی ترتیب یا تعداد میں نہیں ملے کسی نسخہ میں ل کے بیت ع میں دیکھے تو کسی اور نسخہ میں ع کے بیت ل میں دیکھے۔ غور کرنے پر اس تقسیم کو زیادہ آسان بنانے کے لئے میں نے پنجابی دیوانِ ابیات کی پرانی روش سے ہٹ کر یکسانیت کی خاطر ل اور ع کے تمام ابیات ابتدائی حصہ ل میں ہی درج کر دیئے ہیں۔

ابیات کی تشریحات کے بارے میں:-

حضرت سلطان العارفین عارف کامل تھے۔ جن کے عرفان کا منبع حقیقت سرّ سبحانی، قرآن حکیم و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی لئے ابیات کی شرح کرنے کے سلسلے میں قرآن حکیم و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ممکن توجہ کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت سلطان العارفین کے دیگر نثری کلام کا بھی غور سے مطالعہ کیا تاکہ جو تعلیمات انہوں نے ابیات میں دی ہیں انہیں کا اعادہ ان کے دیگر کلام سے بھی اخذ کیا جا سکے۔ اس طریق کار سے ابیات کے معانی و مفہوم کی صحت پر بھی تسلّی ہوتی ہے۔ نیز ابیات کی وضاحت کے لئے دیگر اکابرین دین و صوفیائے عظام کے اقوال و حالات سے بھی حوالے دیئے ہیں۔ اس انداز اور اصول سے تشریح کا کام مکمل کرنا کافی محنت طلب رہا ہے اور وقت بھی بہت صرف ہوا۔ مگر اسی معیار کو آخر تک قائم رکھنا بھی ہر لحاظ سے ضروری تھا جسے خدا کے فضل سے مکمل کرنے میں کافی حد تک کامیابی ہوئی۔

Marfat.com

بعض ابیات کی شرح کرنے میں کافی پیچیدگیاں اور دقتیں پیش آئیں۔ کلام الملوک ملوک الکلام ہوتا ہے ہمارے لئے مصنّف رحمۃ اللہ علیہ کی ہر بات پر رسائی حاصل کرنا تو ناممکن بات ہے البتہ ان اصحاب کے لئے سمجھنا ممکن ہے جو علم باطن کے مالک ہوں۔ تاہم حضرت سلطان العارفینؒ کے نثری کلام کا بار بار مطالعہ کرنے اور ان کے سلوک کو کافی حد تک سمجھ لینے کے بعد ان مشکل ابیات کی تشریح کرنے میں بھی خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ یہ کامیابی اور رسائی دراصل خدا تعالیٰ کے فضل اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم کا ہی نتیجہ ہے۔

سب سے مشکل تشریح حصہ ک کے بیت ۱۴۵ کی تھی۔ اس میں دو ممکن مطالب نظر آتے تھے۔ اوّل یہ کہ بیت مکان یا تکوین کائنات سے متعلق ہے۔ دوم یہ کہ بیت لامکان یا لامکانی حالت پیدا کرنے کے صوفیانہ تصوّرات سے متعلق ہو سکتا ہے جو فقیر کے لئے ایک لاثانی کیفیت حال بن جاتی ہے۔ چنانچہ پہلے تو اوّل مفہوم پہ کافی تحقیق کی مگر بعد میں کلید جنت کے مطالعہ پر مجھے تسلی ہوئی کہ یہ بیت لامکان کے اذکار و تصوّرات سے متعلق ہے۔ چنانچہ اسی خیال سے ہی تشریح کی گئی ہے۔

دوسرا مشکل بیت حصّہ پ کا بیت ۱۴ تھا۔ جس کے لئے بہت سے صوفیانہ رموز کو زیر نظر رکھنا پڑا۔ حضرت سلطان العارفین کی تعلیمات کو زیر نظر رکھ کر بالخصوص جن امور کو اس بیت کے معانی و مفہوم سمجھنے کے لئے مناسب سمجھا اور ان پر غور کیا یہ ہیں:۔

(۱) پنج جمعیت یا پانچ مراتب (۲) پنجتن پاک (۳) خمسہ عوالم (۴) لطائف ستہ میں پانچ آخری لطائف (۵) پانچ ارکان اسلام (۶) حواس خمسہ۔ بالآخر اس آخری امر کو بیت کی تشریح کے لئے درست سمجھا اور اسی مفہوم میں تشریح کی گئی۔

تیسرا مشکل بیت حصّہ پ کا بیت ۲۴ تھا۔ جسے نہ صرف غلط لکھا جاتا رہا بلکہ معنی اور مفہوم میں بھی غلط رنگ دیا جاتا رہا۔ پہلی غلطی تو یہ کی جاتی رہی کہ لفظ "چیراں" کو چیلاں لکھا جاتا رہا۔ جس کی بنا پر بیت کے ماحول، علاقہ اور تاریخی اہمیت کو مسخ کیا جاتا رہا۔ اور بغداد (عراق) سے مراد لینے کی بجائے گڑھ بغداد (نواح ملتان) مراد لیا گیا۔ جو سراسر غلط خیال تھا۔ اصل لفظ 'چیراں' تھا جس سے بیت کی شعریت بھی درست رہتی ہے اور معنی کے لحاظ سے بھی مقصد صاف ہو جاتا ہے۔ بہرحال اس بیت کی شرح بھی صرف ایک لفظ کی بنا پر وقت کا باعث بنی۔ اسی ضمن میں بعض لفظی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ جن کی وجہ سے معنوی دشواری

Marfat.com

پیدا ہوجاتی ہے - اس لحاظ سے سب سے مشکل بیت حصہ ع کا بیت ۱۲۰ تھا - جسے عام طور پر تمام سابقہ مطبوعہ کتب میں یوں لکھا گیا ہے -

ع عاشق دی دل موم برابر معشوقاں دل کالی ہو

معشوق تو خالق حقیقی ہے جس کے حق میں کوئی عارف اسے سیاہ دل ، نہیں کہہ سکتا - مجازی کنایے بھی حضرت سلطان العارفین نے بہت ہی کم استعمال کئے ہیں - اس لئے یہ تسلیم نہیں ہوتا تھا کہ یہ لفظ اسی طرح 'دل کالی' ہوگا - میری یہ دشواری برادر بزرگوار حضرت غلام دستگیر صاحب نے ہی دور فرمائی اور انہوں نے بتایا کہ مصرعہ دراصل یوں ہے -

ع عاشق دی دل موم برابر معشوقاں 'وُل کاہلی' ہو

گویا اصل لفظ 'وُل کاہلی' تھا جو کثرت استعمال سے 'دل کالی' مشہور ہوگیا -

صاحبِ ابیاتؒ پر اجمالی نظر :-

اسم مبارک :- کتاب عین الفقر میں آپ اپنی والدہ مکرمہ کے اس احسان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ کا نام " باہو " رکھا - اپنی ہر ایک نثری کتاب کے آغاز میں اپنا تعارف 'فقیر باہوؒ' کے نام سے کرایا ہے - نیز ابیات میں فرماتے ہیں -

ع ذاتے نال جاں ذاتی رلیا باہو نام سدا ہیں ہو (حصہ ی - بیت ۲۴)

گویا 'باہو' ہونے کی وجہ تسمیہ خود بیان فرما دی ہے -

مناقب سلطانی کے مؤلف آپ کا پورا نام 'سلطان باہو' لکھتے ہیں - آج کل بعض مصنفین آپ کا نام 'محمد باہو' یا سلطان محمد باہو لکھ رہے ہیں - آپ نے اپنی تصنیفات میں ہمیشہ اپنا اسم گرامی " باہو" لکھا ہے - گویا اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ آپ کا اصل نام 'باہو' رکھا گیا - عارفانہ عظمت وفقر حاصل ہونے کی وجہ سے آپ کا لقب 'سلطان' نام کا حصہ بن گیا -

ولادت و وصال :- شورکوٹ میں ۱۰۳۹ھ آپ کی ولادت ہوئی اور ۱۱۰۲ھ میں وہیں پر آپ کا وصال ہوا -

اسمائے والدین :- والد ماجد کا نام 'محمدؒ بازید' تھا جو حافظ قرآن، فقیہ، صالح اور بیدار مغز انسان تھے -

Marfat.com

عرف :۔ اعوان۔ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق وادی سُون کے مشہور بہادر غیور اور پرہیزگار اعوان قبیلہ سے تھا۔ جو جانے ہرات کے راستے سے کالا باغ اور سون سکیسر میں وارد ہوئے۔

نسب :۔ ہاشمی علوی۔ شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے جا ملتا ہے۔

علم و فیض ۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کی اپنی کتب سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں تشریف لاکر کسی استاد سے علم حاصل نہیں کیا ۔ مادر زاد ولی کامل تھے۔ علم لدنی حاصل تھا۔ جس کی برکت سے آپ حافظ قرآن، حافظ الحدیث، عالم فقہ، تصوّف و قانون فلسفہ و منطق پر حاوی تھے۔ ان جملہ علوم کا ثبوت آپ کی بلند پایہ تصانیف ہیں۔

آپ کو باطنی فیض و ارشاد حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا۔ جس کے بارے میں آپ نے اپنی اکثر کتب میں اظہار فرمایا ہے۔

آپ کے علم لدنی کی تصدیق اس بیان سے واضح ہوتی ہے کہ " نہ میں نے کسی کی تصنیف سے کچھ چرایا ہے جو کچھ لکھا ہے محض اللہ اور اس کے رسولؐ سے صحیح طور پر پایا ہے۔ یہ فقر حق سے ہو کر آیا ہے اور وہاں سے حقیقت حق لایا ہے۔ اس لئے میری سب باتیں حق ہیں۔ اور غیر ماسوٰی باطل سے بالکل مبرّا مطلق ہیں۔" (نور الہدیٰ)

رسالہ روحی میں فرماتے ہیں :۔

؎ شد اجازت باہوؒ را از مُصطفیٰؐ
خلق را تلقین بکن بہرِ خدائی
دست بیعت کرد ما را مصطفیٰؐ
فرزند خود خواندست ما را مُجتبیٰؐ

کتاب شمس العارفین کے مطابق آپ نے حضرت مخدوم سیّد موسیٰ شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد کہہ کر پکارا ہے۔ یہ تعلق باطنی کشف کا ہے۔ کیونکہ موسیٰ شاہ جیلانی کا آپ سے بہت عرصہ پہلے وصال ہوا ہے۔

صاحب کتاب 'مناقب سُلطانی' نے آپ کی ظاہری بیعت حضرت پیر عبدالرحمٰن دہلوی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کی ہے۔

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عارفانہ و دقیق علم کامل رکھنے کے علاوہ آپ بیشتر اکابرین دین و صوفیائے کرام کی تصنیفات کا بھی گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔ ان مصنفین و اکابرین کے اسمائے گرامی جن کے کلام سے حضرت سلطان العارفین نے اکثر اپنی تصنیفات میں حوالے دیئے ہیں درج ذیل ہیں :۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ
حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابوسعید خزری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شمس الدین حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ
حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
مولانا نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ
مرغوب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ
حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت عبداللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خاقانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت صائب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

ان کے علاوہ معلوم ہوتا ہے حکیم افلاطون وارسطو کے فلسفہ و مقالات کو بھی آپ نے گویا نظر باطن سے پرکھ لیا تھا۔ گویا علم باطن کی کامل روشنی اور نور کے ساتھ ساتھ حضرت سلطان العارفین علوم ظاہر میں بھی وسیع مطالعہ اور عمیق نظر رکھتے تھے۔ قرآن شریف وحدیث شریف، فقہ، فلسفہ، تصوف، ادب وشعر کے جملہ بلند پایہ علماء، صوفیاء وشعراء کی تصنیفات پر عبور حاصل تھا۔ فتاویٰ عالمگیری، شامی، مشکوٰۃ اور نزہت الارواح وغیرہ کتب کا آپ نے بارہا اپنی تصنیفات میں حوالے دیئے ہیں۔

تصنیفات:۔ مصدقہ روایات کے مطابق حضرت **سلطان العارفین** ایک سو چالیس (۱۴۰) کتب کے مصنف ہیں۔ اس وقت جو کتب دستیاب ہیں ان کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ دیوان باہو
۲۔ تیغ برہنہ
۳۔ گنج الاسرار
۴۔ کلید التوحید
۵۔ محبت الاسرار
۶۔ مجالستہ النبیؐ
۷۔ اورنگ شاہی
۸۔ رسالہ روحی
۹۔ امیر الکونین
۱۰۔ محک الفقراء خورد
۱۱۔ محک الفقراء کلاں
۱۲۔ کشف الاسرار
۱۳۔ حجت الاسرار
۱۴۔ فضل اللقاء
۱۵۔ توفیق الہدایت
۱۶۔ طرفۃ العین
۱۷۔ نور الہدیٰ کلاں
۱۸۔ کلید جنت
۱۹۔ جامع الاسرار
۲۰۔ محکم الفقراء
۲۱۔ مفتاح العارفین
۲۲۔ اسرار قادری
۲۳۔ عین الفقر
۲۴۔ عقل بیدار
۲۵۔ قرب دیدار
۲۶۔ نور الہدیٰ خورد
۲۷۔ شمس العارفین (یہ کتاب دراصل سلطان العارفین کی مختلف کتب سے اخذ کر کے ابواب

Marfat.com

کی صورت میں ترتیب دی گئی ہے اور اب سلطان العارفین کی تصنیف مشہور ہے)

درج بالا تصنیفات آپ نے فارسی زبان میں تحریر فرمائیں اور تمام تصوف وعشق الٰہی وفقر کامل سے متعلق اپنی نوع کی بے مثال کتب ہیں۔

۲۸- ابیاتِ باہو۔ جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ حضرت سلطان العارفین کے جملہ کلام کا لبِ لباب ہے۔ یہ واحد کتاب ہے جو آپ نے سرائیکی پنجابی زبان میں لکھی۔

کتاب شمس العارفین اور مناقب سلطانی سے آپ کی چند ایسی تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں جو اس وقت نایاب ہیں۔ مثلاً (۱) مجموع الفضل (۲) عین النما (۳) تلمیذ الرحمٰن (۴) قطب الاقطاب (۵) شمس العاشقین (۶) دیوان باہو کبیر وصغیر۔ جو دیوان دستیاب ہے اگر اسے دیوان صغیر کہا جائے تو دیوان باہو کبیر، بہرحال دستبردِ زمانہ سے نہیں بچ سکا۔

سلوک: حضرت سلطان العارفینؒ کا سلسلہ طریقت قادری سروری ہے۔ اور آپ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے طریقہ عالی سے منسلک ہیں۔

طریق زندگی ومعاش: نہایت سادہ زندگی بسر کی۔ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا خاصہ تھا۔ خود کھیتی باڑی کا شغل اختیار فرمایا۔ دنیاوی دھندوں کو بڑھنے نہیں دیا۔ مختصر گذر اوقات پر صبر وقناعت اختیار فرمایا بلکہ آپ نے اپنے والد صاحب کی دو جاگیریں۔ قلعہ شورکوٹ اور قلعہ قہرگاں کی سب املاک اور اپنا باقی مال ومتاع فی سبیل اللہ عوام میں تقسیم کر دیا ——— یکے بعد دیگرے چار نکاح کئے۔ راہ حقیقت کی تلاش واصلاح خلق کے لئے دور ودراز کے سفر بھی اختیار کئے۔

خدمت خلق: حضرت سلطان العارفین صوفی مشرب اور روح اسلام سے سرشار طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کا علم باطن جملہ علوم ظاہری پر حاوی تھا۔ مرشد کامل کی حیثیت سے ہزارہا بے دین ولحد کفار کو دائرہ اسلام میں لائے۔ آپ جلال وجمال الٰہی کے پیکر تھے۔ اکثر کفار آپ کو دیکھتے ہی اسلام قبول کر لیتے اور ان کی ایک نظر ہدایت وتلقین کا سرچشمہ بن جاتی تھی۔ اپنی سادہ زندگی اور اقل حلال سے اپنے پیروکاروں اور عوام کے لئے مثال قائم فرمائی۔ سلاطین وامراء کو قابل توجہ نہ سمجھا۔ اگر کوئی حاضر خدمت ہو جاتا تو ہدایت فرماتے۔ خلق خدا کی رہنمائی کے لئے ایک سو چالیس کتب ورسائل تصنیف فرمائے۔

کرامات: آپ کا وجود خود کرامت تھا۔ کیونکہ عشق الٰہی میں مستغرق اور فقر کامل کی فنا میں محو ہو کر ذرہ بھر

Marfat.com

شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے گریز نہ کیا۔ لوگ آپ کو دیکھتے ہی اسلام قبول کر لیتے تھے۔ وقتاً فوقتاً آپ سے جو خارق عادات واقع ہوئیں ان کے بیان کا یہ موقع نہیں۔

پیغام: آپ کے پیغام کا لب لباب اصلاح نفس ہے۔ جس کے بغیر انسان ناکارہ ہے۔ خودشناسی اور خداشناسی کی تلقین فرماتے ہیں۔ آپ دنیا و عقبیٰ کے منازل فقر کامل کے سامنے ہیچ سمجھتے ہیں اور دنیا میں سچائی اور ثابت قدمی رکھنا مردِ مولیٰ کا شعار بتاتے ہیں۔ حصول فقر کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری کو لازمی قرار دیتے ہیں اور اللہ جل شانہ کی طلب و رضا کے حصول کی تلقین فرماتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے طالب کو پکار پکار کر کہتے ہیں ؎

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم — زابتدا تا انتہا یک دم برم
طالب بیا طالب بیا طالب بیا — تا رسانم روزِ اوّل با خدا

محاسن کلام (ابیاتِ باہوؒ)

ابیات باہو رحمۃ اللہ علیہ پر غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ کلام ایسے جامع صفات عظیم شخصیت کا ہے جس میں تمام بلند و بالا افکار موجود ہیں اور اس کے مصنف بیک وقت عظیم صوفی، عظیم مفکر، عظیم مصلح اور عظیم ہادی شریعت عظیم رہبر طریقت ہیں۔

نمایاں انداز:۔ یہ ابیات اپنی قسم و نوعیت کے لحاظ سے صوفیانہ اور پنجابی شاعری میں امتیازی حیثیت کے حامل ہیں اور اس قدر نمایاں انداز میں ہیں کہ کسی ایک مصرعہ کو سننے یا پڑھنے سے دل میں ایک مخصوص سوز و گداز اجاگر ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ یہ کس مردِ حق کا پیغام ہے۔

محض عشق خاص:۔ ان ابیات میں عشق حقیقی کی کیفیات اور طالب مولیٰ کو ہدایات فرمائی ہیں۔ ان میں نہ دنیا ہے اور نہ کوئی مجاز کی بات۔ مگر عام انسان ان کے پڑھنے سے مسرور ہوا جاتا ہے۔ حقیقت کی سچی باتیں دلوں میں کھبتی جاتی ہیں اور عارفانہ فکر و ذوق پیدا کر دیتی ہیں۔

منبع خیال:۔ تمام تر ابیات کسی نہ کسی آیت قرآنی یا احادیث رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہیں اور کوئی فکر و خیال رموز دین و عرفان سے باہر نہیں۔ کیونکہ مصنف علیہ الرحمۃ عاشق حقیقی اور مادرزاد ولی ہونے کی حیثیت سے مبلغ قرآن و حدیث ہیں۔ ابیات اپنے مخصوص انداز اور سچائی کے پیغام سے دل کی گہرائیوں میں اسلام کی روح پھونکتے ہیں۔ ان سے صفائی باطن اور عمل صالح کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔

Marfat.com

عشق حقیقی:۔ صوفیانہ شاعری میں عشق حقیقی کے بیان میں یہ ابیات اس لحاظ سے منفرد اور امتیازی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان میں کوئی اشارہ یا کنایہ مجازی تاثر پیدا نہیں کرتا۔

حضرت سلطان العارفین سچائی کے داعی اور سچ کے پرستار ہیں۔ ان کی تلاش باکمال نے الٰہی صفات والٰہی طاقت کو مصرف میں لانا کمال انسانیت بتایا۔ کامل مصنف نے بلا امتیاز نسل و رنگ مذہب و ملت طالب اللہ کو سچی طلب کی راہ بتائی ہے۔

ہر انسان کے دل میں حقیقت کی چاشنی موجود ہے مگر وہ دنیوی اور اپنے اپنے مخصوص مصنوعی ماحول میں مبتلا ہو کر اپنے دل و جان کو آلائشوں سے بھر چکا ہے۔ وہ حقیقت کو بھی سمجھنا چاہتا ہے تو مثالوں اور صناعی کے ساتھ۔ مگر ابیات باہوؒ میں یہ صفت نمایاں ہے کہ ان کے پڑھنے اور سننے سے انسان کے اس گوشہ کو جس میں حقیقت کی چاشنی خفتہ ہے بیداری عطا ہوتی ہے اور حقیقی احساس کی خبر ملتی ہے۔ ان ابیات میں کوئی تصنع نہیں مگر سیدھی سادی عارفانہ باتیں ہیں جو ہر ایک دل کو بیدار اور باخبر کرتی چلی جاتی ہیں۔ ان ابیات میں لمبی چوڑی دلیلیں نہیں بلکہ ہر مصرعہ میں پتہ کی بات اور ہدایت ملتی ہے۔ ان میں سچی بات اس انداز میں کہی گئی ہے جسے کوئی اور ادا نہیں کر سکا۔

ع باجھ وصال اللہ دے باہوؒ دنیا کوڑی بازی ہو (حصہ ن بیت ۱۸)

یہ کس قدر مختصر اور بے تکلف کلمہ ہے مگر کتنی جامع اور مکمل بات کہہ دی گئی ہے۔

جوش بیان:۔ ابیات باہوؒ کی سیدھی سادی عارفانہ باتوں میں جوش بیان موجود ہے۔ کیونکہ تمام ابیات محویت ذات الٰہی کا نتیجہ ہیں اور صاحب ابیات (رحمۃ اللہ علیہ) کے ذاتی حالات واردات و کیفیات پر مشتمل ہیں۔ مثلاً

ع ناں میں جوگی ناں میں جنگم ناں میں چلا کمایا ہو
ناں میں بھج مسیتیں وڑیا ناں تسبا کھڑکایا ہو (حصہ ن۔ بیت ۱۸۴)

ناپسندیدہ عناصر کی پردہ دری:۔ کامل مصنف (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے مختصر ابیات میں ان ناپسندیدہ عناصر کی قلعی کھولی ہے جو قوم و ملت و معاشرہ میں خرابیاں پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ ان میں دنیا پرست امراء و سلاطین، شکم پرست ملا و عالم، ریاکار زاہد و عابد اور بد باطن ناقص پیر و مرشد شامل ہیں۔

Marfat.com

مثلاً حضرت سلطان العارفین نے دنیا اور دنیا پرستوں کی مذمت یوں فرماتے ہیں:۔

ع ادھی لعنت دنیا تائیں تے ساری دنیاداراں ہو (حصہ ا۔ بیت ۱۰)

پھر فرمایا۔

ع ایہہ دنیا رن حیض پلیتی ہرگز پاک نہ تھیوے ہو (حصہ ا۔ بیت ۱۱)

اور۔

ع دنیا گھر منافق دے یا گھر کافر دے سوہندی ہو۔ وغیرہ

(حصہ د۔ بیت ۸۸)

واعظین کی پردہ دری یوں فرماتے ہیں۔

ع پڑھ پڑھ عالم کرن تکبّر حافظ کرن وڈیائی ہو (حصہ پ۔ بیت ۳۴)

ع جتھے ویکھن چنگا چوکھا اوتھے پڑھن کلام سوائی ہو (ایضاً)

ریاکار زاہدوں کو یوں خطاب فرمایا۔

ع تسبیح دا تاں کبھی ہویوں ماریں دم ولیاں ہو
من دا منکا اک نہ پھیریں گل پائیں پنج ویاں ہو (حصہ ت۔ بیت ۴۶)

ع سے روزے سے نفل نمازاں سے سجدے کر کر تھکے ہو
سے واری مکے حج گزاراں دل دی دوڑ نہ مکے ہو (حصہ س۔ بیت ۱۰۵)

روزمرہ:۔ ابیات میں بعض مصرعے اور ترکیبیں عالمی سچائی (UNIVERSAL TRUTH) کے حامل ہیں۔ اس لئے ابیات روزمرہ کے استعمال کے لئے سرائیکی پنجابی ادب میں بالخصوص ضرب الامثال بنتے جا رہے ہیں جو الفاظ اور ترکیبیں رات دن استعمال میں آتے رہتے ہیں اور جو حقائق عام زندگی میں دیکھے جاتے ہیں۔ ان کا اظہار بڑی خوبی و سادگی سے ادا فرمایا ہے۔ اس طرح اکثر مصرعے زبان زدِ عام ہونے کی صلاحیت رکھنے کی وجہ سے ضرب الامثال کا مقام پا رہے ہیں۔ مثلاً

ع پیو داں کوں پُتر کوہاوے بھٹھ دنیں مکاراں ہو (حصہ ا۔ بیت ۱۰)
ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہو (حصہ ا۔ بیت ۱۲)

Marfat.com

جیڑھے ٹڈھ قدیم دے بکھڑے ہوون کدی نہ ہوندے رانجھے ہو (حصہ ب - بیت ۲۷)

ہرگز مکھن مول نہ آوے پھٹے دودھ دے کڑھیاں ہو (حصہ پ - بیت ۳۳)

بک بُت خانیں واصل ہوئے بک پڑھ پڑھ رہن مسلیتی ہو (حصہ پ - بیت ۳۸)

راہ فقر دا ہنجوں رودن باہو لوکاں بھانڑے ہاسہ ہو (حصہ ت - بیت ۴۲)

توڑے تنگ پرانڑے ہوون گجھے نہ رہندے تازی ہو (حصہ ت بیت ۴۵)

نام فقیر تنہاں دا باہو ہر قبر جنہاں دی جیوے ہو (حصہ ث - بیت ۵۰)

مردان تے نمرداں دی کل تداں پوسی باہو جداں عاشق بنہسن گانے ہو (حصہ ج - بیت ۵۰)

جے کر دین علم وچ ہوندا تاں سر نیزے کیوں چڑھدے ہو (حصہ ج - بیت ۶۸)

کوڑا تخت دنیا دا باہوؒ تے فقر سچی بادشاہی ہو (حصہ ح بیت ۶۹)

نشالا مسافر کوئی نہ تھیوے گکھ جنہاں توں بھارے ہو (حصہ ح - بیت ۷۴)

تاڑی مار اڈاؤ ناں باہو ہوا ہاں آپے اڈن ہارے ہو (ایضاً)

لعل جواہراں دا قدر کیہہ جانن جو سوداگر بل دے ہو (حصہ خ - بیت ،،)

Marfat.com

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو

(حصہ د۔ بیت ۷۸)

دل کالے کولوں منہ کالا چنگا جے کوئی اس نوں جانے ہو

(حصہ د۔ بیت ۸۲)

ہسن کھیڈن سبھ بھلیا باہو جد عشق چنگھایاں دھاراں ہو

(حصہ د۔ بیت ۸۰)

فکر دا بھٹیا کوئی نہ جیوے پئے مڈھ چا پاڑوں ہو

(حصہ د۔ بیت ۹۶)

عارف دی گل عارف جانے کیا جانے نفسانی ہو

(حصہ ر۔ بیت ۹۸)

کوئل وانگ کوکنیدی وتاں متاں مولا مینہ وسائے ہو

(حصہ س۔ بیت ۱۰۷)

عاشق ہوئویں تے عشق کمانویں دل رکھیں وانگ پہاڑاں ہو

(حصہ ع۔ بیت ۱۲۴)

عقل فکر دیاں بھل گیاں گلاں باہو جد عشق وجائی تاڑی ہو

(حصہ ع۔ بیت ۱۳۱)

سچا عشق حسین علی دا باہو سر دیوے راز نہ بھنے ہو

(حصہ ع۔ بیت ۱۳۳)

قاضی چھوڑ قضائیں جاون جد عشق طمانچہ لایا ہو

(حصہ ع۔ بیت ۱۳۷)

کانواں دے بچے ہنس نہ تھیندے توڑے موتی چوگ چگائیے ہو

(حصہ ن۔ بیت ۱۷۸)

کوڑے کھوہ نہ مٹھے ہوندے باہو توڑے سے مناں کھنڈ پائیے ہو

(حصہ ن۔ بیت ۱۷۸)

Marfat.com

اُچیاں بانگاں سوئی دیون نیت جنہاندی کھوٹی ہو (حصہ ن بیت ۱۸۵)

سچ تو یہ ہے کہ تمام کا تمام کلام صداقت کی وجہ سے زبان زدعام ہو رہا ہے۔ کیونکہ سادہ الفاظ میں سچے بول عشق حقیقی کے درد بھرے سوز و گداز سے بھرپور ابیات، منازل عشق میں تکالیف کی سچی کیفیات اور عوامی ماحول میں رچے ہوئے ہر لمحہ دل کو لینے والے گیت لافانی اقدار کے حامل ہیں۔

ابیات میں فکر و فلسفہ :۔ ابیاتِ باہوؒ سے ہمیں جا بجا گہرے صوفیانہ خیالات سے بھرپور فلسفہ کے اسباق ملتے ہیں۔ ان ابیات میں جذباتیات نہیں بلکہ فلسفیانہ افکار حقائق اور عارفانہ مشاہدات کا اظہار ہے۔

عرفانِ نفس :۔ انسانی معاشرہ میں جہاں کہیں بھی کوئی اچھا مفکر پیدا ہوا اس نے اس حقیقت کو لازماً ظاہر کیا ہے کہ عرفان نفس سے ہی اصل آگہی حاصل ہوتی ہے۔ گو ہمارے زیر نظر قرآن حدیث و صوفیائے اسلام کے علوم ہی ہیں مگر یہ اظہار بے جا نہ ہوگا کہ غیر مسلم مفکرین میں بھی بعض اس حقیقت کو سمجھتے تھے جن میں سر آرتھر اسٹینلے اڈنگٹن قابل ذکر ہے۔ اڈنگٹن کے مطابق "عالم شہود اور عالم غیب دونوں کے متعلق ہمیں اپنے سلسلہ استدلال کے لیے کچھ مقدمات ملیں گے تو نفس کے علم بالذات میں"۔

(خطبہ سر آرتھر مورہ ۱۰۲۹ء)

عظم صوفیائے کرام و مفکرین عظام کی طرح حضرت سلطان العارفین بھی اپنے من میں جھانکنے اور اپنی ذات پر غور کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ مثلاً

ع ایہہ تن رب سچے دا حجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ہو (حصہ و۔ بیت ۱۷)

ناں کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ہو (ایضاً)

ع ایہہ تن رب سچے دا حجرہ دل کھڑیا باغ بہاراں ہو (حصہ و۔ بیت ۱۸)

وچے کوزے وچے مصلے وچے سجدے دیاں تھاراں ہو (ایضاً)

اس مقصد میں ہی فرمایا:

ع دل دریا سمندروں ڈونگھے کون ڈلاں دیا جانے ہو (حصہ د۔ بیت ۸۰)

چوداں طبق دلے دے اندر جتھے عشق تمبو ونج تانے ہو (ایضاً)

پھر فرمایا:۔

Marfat.com

ظاہر دیکھاں جانی تائیں نالے دِسّے اندر سینے ہو (حصہ ظ۔ بیت ۱۱۹)

توکل وعمل پیہم :۔ ابیات میں کئی بار اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے انسان کو مشکل سے مشکل کام میں بھی ہمت نہ ہارنی چاہیئے بلکہ ہر تکلیف اور دکھ کے بعد آسانیاں لازم ہیں۔

ع تلہ بجھ توکل والا ہو مردانہ تریئے ہو

جس دکھ تھیں سُکھ حاصل ہووے اس دکھ تھیں ناں ڈریئے ہو (حصہ ت۔ بیت ۴۳)

جوہر شناسی :۔ حقیقت شناس آنکھ ظاہری نمود و نمائش پر نہیں جاتی بلکہ پوشیدہ عظمت و صلاحیت کو بھانپ لیتی ہے۔

ع توڑے تنگ پرانے ہوون گجھے نہ رہندے تازی ہو (حصہ ت بیت ۴۵)

لعل جواہراں دا قدر کے جانن جو سوداگر بلدے ہو (حصہ خ۔ بیت ۷۷)

دل کالے کولوں منہ کالا چنگا جے کوئی اس نوں جانے ہو (حصہ د۔ بیت ۸۲)

وحدت الوجود و شہود میں یگانگت :۔ ابیات میں وہ اشعار جو ذات فقر سے متعلق ہیں خالصتاً وجودی کیفیات کے حامل ہیں اور وہ اشعار جو طالب کو ہدایت و تلقین کرنے سے متعلق ہیں ان میں شہودی فلسفہ کارفرما ہے۔ گویا وجود اور شہود کے دقیق نظریات کو زندگی میں منازل کا مقام دے کر اسے نہ صرف آسان کر دیا بلکہ یہ بھی سمجھا دیا گیا کہ دونوں درحقیقت ایک ہی مقصد رکھتے ہیں۔ مثلاً :۔

جہاں کہیں فقر فنا فی اللہ کی ذات کا بیان ہے تو فرماتے ہیں۔

ع الف احد جد دتی وکھالی از خود ہو یا فانی ہو (حصہ ا۔ بیت ۳)

ع عینوں عین تھیوے باہو سرِّ وحدت سبحانی ہو (ایضاً)

یہ وجودی مقام تھا جہاں فقر کی ذات مظہر جمال ہوتی ہے۔ حقیقی طالب شہودی کیفیات و منازل کا حامل ہوتا ہے کیونکہ شوق عشق مرشد کامل کا قرب، ہجر کے غم وغیرہ سب اسی کے لئے ہیں اور اسے ہر بار مقام فقر کے حصول کی تلقین ہوتی ہے۔

مثلاً ع و ایہہ تن رب سچے دا حجرہ وچ پا فقیرا وجاتی ہو

ع شوق دا دیوا بال ہنیرے متاں لبھی وست کھڑاتی ہو

اس موقع پر مقام عشق کے تمام تکالیف اور الائم کا ذکر ہوتا ہے اور وہ لوگ جو نہ مقام فقر پر فائز

Marfat.com

ہیں اور نہ حقیقی طالب ہیں وہ تو ہیں ہی اندھیرے میں اور تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ اپنی ذات کی پہچان سے محروم ہیں چہ جائیکہ طالب مولیٰ بن کر فقر کا عظیم مقصد حاصل کریں۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی تصوف کی تاریخ میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ ہی اولین صوفی ہیں۔ جنہوں نے عینیت اور ماورائیت کو یگانگت دی۔ ان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ) نے وجود و شہود کی یگانگت کے مسئلہ کو کھل کر سمجھایا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ غلام فریدؒ (۱۲۶۱ھ - ۱۳۱۹ھ) نے اسی موضوع پر یوں اظہار فرمایا کہ "دونوں فرقوں میں نزاع لفظی سے زیادہ کوئی خاص اختلاف نہیں" (خواجہ غلام فرید از مسعود حسن شہاب ص ۵۵)

حضرت سلطان العارفین کے ہمعصر دارہ شکوہ نے بھی کتاب مجمع البحرین لکھ کر مسئلہ وحدت الوجود و شہود کو نہایت احسن طریقے سے سمجھایا ہے۔

توحید: ابیات باہو (رحمۃ اللہ علیہ) میں مقام توحید سے متعلق واردات و کیفیات کے ساتھ عارف باللہ کے مشاہدات کا بھی پتہ چلتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین توحید کے جن مراتب کا اظہار فرماتے ہیں وہ مراتب تصوف کی اصطلاح میں توحید طریقت، توحید حقیقت اور توحید معرفت ہیں۔

توحید طریقت سے متعلق بیت بالخصوص حصہ ا میں بیت ۹ پر ہے جس کا مصرعہ اول معنی پر محمول ہے۔ مصرعہ یوں ہے: ع اندر ہُو تے باہر ہُو ایہہ دم ہُودے نال جلیندا ہُو

اس کے بعد حصہ ج میں بیت ۵۲ حصہ ر میں بیت ۱۰۱ توحید طریقت سے متعلق ہیں۔ باقی کلام میں آپ نے بیشتر توحید حقیقت کے مختلف مراتب پر محمول ابیات بیان فرمائے ہیں مثلاً حصہ ا میں بیت ۳ - ۱۷ - ۱۸ ، حصہ ب میں بیت ۲۳ حصہ ت میں ۴۲

حصہ ث میں بیت ۵۰ حصہ ض میں بیت ۱۱۶ حصہ ط میں ۱۱۷، ۱۱۸

حصہ ظ میں بیت ۱۱۹ حصہ ع میں بیت ۱۲۱ ، ۱۲۵ حصہ غ میں بیت ۱۴۲

حصہ ق میں بیت ۱۴۴ حصہ م میں بیت ۱۶۵ ، ۱۶۱ ، ۱۶۲ ، ۱۷۷

حصہ و میں بیت ۱۹۱ حصہ ہ میں بیت ۱۹۵

اسی طرح توحید معرفت سے معمور ابیات کا شماریوں کیا جا سکتا ہے:

مثلاً حصہ ا میں بیت ۸ ، ۱۶ حصہ ت میں بیت ۴۷ حصہ ج میں بیت ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۵، ۷۰

Marfat.com

حصّہ د میں بیت ۸۳ حصّہ ذ میں بیت ۱۰۳ حصّہ ن میں بیت ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۳

تفصیل بالا کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ حصّہ ج میں بیت ۱۵، ر حصہ د میں بیت ۹۵ توحید الٰہی کا بیان کرتے ہیں اسی طرح حصہ ذ میں بیت ۹۴ میں توحید علمی کا بیان ہے۔

اس تجزیہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے بیشتر واردات حقیقی کو توحید حقیقت اور توحید معرفت کی اعلیٰ سطحوں پہ بیان فرمایا ہے۔ گویا ابیات باہو قدس سرہ میں تینتالیس (۴۳) ابیات خالصتاً توحید کے نہایت ارفع بیان سے متعلق ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کا ذوق و وجدان معرفت توحید میں کس قدر مستغرق ہے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ و علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

یہ امر قابل بیان ہے کہ شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۷۷ء - ۱۹۳۸ء) کے کلام میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے اثرات ملتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎ ایہہ تن رب سچے دا حجرا وچ پا فقرا جھاتی ہو (حصہ ا بیت ۱۰)

اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎ اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

حضرت سلطان العارفین کا مثالی پرہ پرواز شہباز ہے۔ علامہ اقبال نے بھی شہباز کی خصوصیات کو پسند کر کے انہیں کی طرح بارہا اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔ حضرت سلطان العارفین کی طرح اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جو صوفیانہ رنگ میں الفاظ و اصطلاحات استعمال کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

مثلاً باز، شہباز، عشق، فقر، فقیر، فقیری، مرشد، عارف، ملّا، زاہد، عاشق، عالم وغیرہ۔

حضرت سلطان العارفین نے طالب مولا بننے کی تلقین کی ہے اور فرمایا:

؎ ناں دل میرا دوزخ منگے ناں شوق بہشتیں راضی ہو (حصہ ن بیت ۱۸۱)

علامہ اقبال فرماتے ہیں: ؎ حور و خیام سے گزر بادہ و جام سے گزر

بلکہ ؎ یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

علامہ اقبالؒ کے کلام میں جا بجا اس قسم کے خیالات اور بعینہٖ ایسی اصطلاحات کو دیکھ کر مجھے خیال ہوا کہ علامہ صاحب نے جہاں رومی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض حاصل کیا ہے اس کے ساتھ ہی لازماً انہوں نے افغانستان، ایران و ہندو پاکستان کے صوفیائے کرام کے کلام کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہوگا۔ چنانچہ اسی خیال کی تصدیق

Marfat.com

کے لئے میں نے لاہور میں شورش کاشمیری صاحب سے ۱۹۶۴ء میں ان کے دفتر "ہفتہ وار چٹان" میں ملاقات کی۔ میرے استفسار کرنے پر شورش صاحب نے فرمایا۔ "علامہ صاحب نے یقیناً حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا مطالعہ کیا ہے اور اس سے تاثرات بھی حاصل کئے ہیں"۔ اس کے بعد شورش صاحب نے واقعہ سنایا کہ ایک بار علامہ صاحب حضرت سلطان العارفین کے پنجابی ابیات پڑھ رہے تھے اور جب یہ مقرعہ پڑھا۔

ع تاڑی مار اڈاؤنہ باہو اساں آپے اُڈن ہارے ہو (حصہ ش۔ بیت ۴)

تو علامہ صاحب بے تحاشا رونے لگے۔

موتو قبل ان تموتو :۔ ابیات میں اس امر کی تلقین کی گئی ہے کہ اپنی ہستی کو حصول مقصد کے لئے فنا کر دیا جائے۔ مثلاً فرمایا :

ع باہو باجھ محبیاں نہیں حاصل تھیندا توڑے کے سانگ اتارے ہو (حصہ ت بیت ۴)

ع واہ نصیب انہاں دا باہو جیڑا وچ حیاتی مردا ہو (حصہ ح بیت ۲۴)

ع مرن توں اگے مرگئے باہوؒ تاں مطلب نوں پایا ہو (حصہ ح۔ بیت ۲۰)

ع مرن تھیں مر رہے اگے باہو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ہو (حصہ ل بیت ۱۰)

فطرت :۔ ابیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت سلطان العارفین کے نزدیک فطرت کو بدلنا محال ہے۔ جو فطرت کسی مخصوص دائرہ کے لئے ہے اس سے باہر نہ جائے گی اور جو طبیعت ایک مخصوص سنگ رکھتی ہے اس سے نہ کٹے گی۔

مثلاً فرمایا ع جیہڑے تھاں مٹی دے بھانڈے کدی نہ ہوندے کانچے ہو (حصہ ب بیت ۲۷)

ع خالص نیل پرانے اُتے نہیں چڑھدا رنگ مجیٹھی ہو (حصہ ش۔ بیت ۵۱)

ع جیہڑے مڈھ قدیم دے بیڑے ہوون کدی نہ ہوندے رانجھے ہو (حصہ ب بیت ۲۶)

ع تتے تربوز مول ناں ہوندے توڑے توڑ مکے لے جائیے ہو (حصہ ن بیت ۱۶۸)

ع کوڑے کھوہ نہ میٹھے ہوندے باہو توڑے سے منہاں کھنڈ پائیے ہو (ایضاً)

بلند پروازی :۔ یہ فقیر ہی کا شیوہ ہے جو دنیا کی خواہشات و لذات کی پستی سے بلند تر رہتا ہے۔ مثلاً دنیوی حکمران و فلاسفر اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ مثلاً فرمایا ع مکھی قید شہد وچ ہوئی کیا اڈسی نال شہبازاں ہو (حصہ ز۔ بیت ۱۰۴)

ع میں شہباز کراں پرواز اں وچ دریا کرم دے ہو (حصہ م بیت ۱۰۰)

Marfat.com

ع افلاطون ارسطو جیہیں میرے اگے کس کم دے ہو (حصہ م-بیت ۱۷۷)

صدق دل :- سچائی کے ساتھ عمل کرنے کی تلقین اور سچ کی اہمیت کی وضاحت بار بار بیان ہوئی ہے۔ مثلاً فرمایا:- ع من دا مٹکا اِک نہ پھیریں گل پائیں بنج ویاں ہر (حصہ ت-بیت ۴۹)

نیت کی صفائی انسان کو جلد قرب خداوندی عطا کرتی ہے۔ چاہے وہ ظاہراً بھٹکتا ہی کیوں نہ دکھائی دے۔

ع- ہک بتخانیں واصل ہوئے ہک پڑھ پڑھ رہن مسیتی ہو (حصہ پ-بیت ۳۸)

ع ثابت صدق تے قدم اگرے تائیں رب لبھوے ہو (حصہ ث-بیت ۵۰)

فقر شبیری :- حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فقر شبیری کو انتہائی اہمیت دیتے تھے۔ عالم انسانیت اور دین کی دنیا میں حفاظت اسی کے دم سے ہے۔ اس کا مقام علم سے بلند ہے کیونکہ فقر شبیری کا معراج عشق سے ہے۔ مثلاً فرمایا۔ ع۔ سچا عشق حسین علی دا باہو سر دیوے راز نہ بھنے ہو (حصہ ع-بیت ۱۳۳)

ع۔ جیکر دین علم وچ ہوندا تاں سر نیزے کیوں چڑھدے ہو (حصہ ج-بیت ۶۸)

ع۔ سر سوی تے چاٹنگیونے ایہو راز پرم دا ہو (حصہ ر-بیت ۹۹)

ع۔ سجدیوں سر نہ چائیے باہو توہیں کافر کہن ہزاراں ہو (حصہ ع-بیت ۱۲۴)

ع۔ زبان تاں میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ہو (حصہ م-بیت ۱۷۷)

دنیا ہیچ ہے :- یہ مضمون ابیات میں بار بار دہرایا گیا ہے کیونکہ سالک جب تک اس بات کو واضح طور پر سمجھ نہ لے بلند پروازی حاصل نہیں کر سکتا۔ مثلاً فرمایا:

ع۔ کوڑا تخت دنیا دا باہو تے فقر سچی بادشاہی ہو (حصہ ت-بیت ۶۹)

ع ایہا دنیا بت پرستی مت کرئی اس تے وسّے ہو (حصہ ر-بیت ۹۷)

ضروریات زندگی لازم ہیں :- ابیات میں رہبانیت اور گوشہ نشینی کی تو مکمل مذمت موجود ہے۔ بلکہ واضح طور پر ذہن نشین کرایا جاتا ہے کہ مرشد کامل کی نظر ایک ماہر اقتصادیات و معاشیات کی سی بھی ہونی چاہیئے۔ جو سالک کو پہلے معاشی حالات سدھارنے کی طرف توجہ دلائے۔ مثلاً فرمایا:

ع۔ مرشد کامل اوہ سہیڑیئے جہڑا دوجگ خوشی دکھاوے ہو (حصہ م-بیت ۱۶۸)

پہلے غم ٹکڑے دا میٹے وت رب دا راہ سمجھاوے ہو (ایضاً)

اس کلمہ والی کندھی نوں چا چاندی خاص بناوے ہو (ایضاً)

Marfat.com

خیال ثبات دبے ثباتی دنیا :۔ یہ مضمون مختلف الفاظ میں ادا فرمایا گیا ہے۔ اس دنیا کو محض سرائے کی حیثیت دی گئی ہے۔ اور جہان آخر کو "اصل وطن" سے موسوم فرمایا۔ مثلاً

ع ۔ حب وطن دی غالب ہوئی ہک پل سونڑ نہ دیندی ہو (حصہ ا۔ بیت ۶)

ع ۔ اسیں پردیسی ساڈا وطن دور اڈھا ہو دم دم غم سوایا ہو (حصہ ب بیت ۳۰)

بے ثباتی کا اظہار کیسے سادہ اور مؤثر الفاظ میں ہے۔

ع ۔ عمر بندے دی اینویں وہانڑ جیویں پانڑ وچ تپا سا ہو (حصہ ک۔ بیت ۱۹۹)

رسوم منزل :۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ مشیت ایزدی سے دنیا میں تعلیمات کاملہ کے ساتھ تشریف لائے۔ انہوں نے دنیا کے کسی خاص مذہب یا ازم یا گروہ یا فرقہ سے سبق نہیں لیا۔ بلکہ جملہ علوم اس قادر مطلق کے راز سے حاصل کئے جو پوری انسانیت و پوری مخلوق کا مالک و رازق ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت سلطان العارفین نے اپنا حق و صداقت کا پیغام صوفی کی حیثیت سے پیش کیا ہے جس پیغام و صداقت کا مدعیٰ عالم انسانیت کو ایک عالمی برادری میں لانا اور ایک ہی رشتۂ اخوت و محبت میں سرشار کر دینا ہے۔ اس مقصد عظیم کو حاصل کرنے کے لئے ایک منظم سلوک و ضبط کی ضرورت ہے جس میں فرد کی انفرادی اصلاح کے ساتھ ساتھ پوری ملت اور پھر جملہ عالم انسانیت کی اصلاح کا راز مضمر ہے۔ کوئی شخص انسانی اصلاح کا مشن اس وقت تک کامیاب نہیں بنا سکتا جب تک اس میں اپنی انفرادی اصلاح کی خاصیت موجود نہ ہو۔ یعنی ہر طالب راہ حق کے نفس کی اصلاح کا کامل پروگرام درکار ہے۔ اور ہر فرد اس وقت تک عظمت حاصل نہیں کر سکتا جب تک پوری قوم کے ساتھ اس کی یگانگت نہ ہو اور پھر ہر قوم کی بقا عالم انسانیت کے ساتھ رشتہ الفت کے لپیٹ میں آجانے سے ہے گویا صوفی کا مشن انفرادی نفس اور اجتماعی نفس کی اصلاح ہے۔ جو طالب مولیٰ کا کام ہے، یہی وجہ ہے کہ صوفی نہ دنیا کا طالب ہے نہ عقبیٰ کا۔ وہ طالب مولیٰ ہے۔ وہ مخلوق خدا سے غیریت اور نفاق کو نکال کر اخلاق خداوندی عطا کر کے اسے جلال و جمال الٰہی سے آراستہ کرتا ہے۔

مقصد : حضرت سلطان العارفین اس طرح انسان کے لئے بلند ترین مقصد پیش کرتے ہیں۔ اور اسے طالب مولیٰ بننے کی تلقین فرماتے ہیں۔ کیونکہ اس سے کم تر مقام دراصل مقام انسانیت کے لئے مناسب نہیں اور نہ اس کے بغیر عالمی یگانگت و محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ گویا حقیقی مقصد

Marfat.com

'طالب مولیٰ' ہوکر دنیا میں رہنا ہے۔

ع۔ نام فقیر تد تھیندا باہو جد وچ طلب دے مریئے ہو (حصہ ع۔ بیت ۱۳۰)

فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم:۔ یہ فقر پوری دنیا کے سامنے ایک عظیم الشان مقام اور انسانی فلاح و بہبود کے لئے طرزِ زندگی کی بہترین مثال ہے۔ جس میں سادگی، پاکیزگی، مساوات، انصاف، محبت، نظم و ضبط جرأت و کارکردگی کے تمام جواہر موجود ہیں اور اسی فقر میں انسانیت کی عظمت پنہاں ہے۔ اسی لئے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ ہدایت و راہ طریقت اختیار کرنا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا صوفی کا خاصہ ہے۔ یہی وہ راہ مسنون ہے جس پر چلنے سے طالب مولیٰ کا مقام ملتا ہے۔ ع۔ میں قربان اُس مرشد باہو جس دسیا بھیت الٰہی ہو (حصہ ع۔ بیت ۱۳۹)

شفاعت رسول ﷺ پر آپ کا ایمان ہے۔ فرمایا: ع۔ نال شفاعت سرورِ عالم چھٹسی عالم سارا ہو (حصہ ب بیت ۲۹)

ع حدوں بے حد درود نبیؐ نوں جیہندا اڈ پسارا ہو (ایضاً)

میں قربان تنہاں توں باہو جنہاں ملیا نبیؐ سوھارا ہو (ایضاً)

فقیر تو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے سرفراز ہے۔

ع جنہاں مجلس نال نبی دے باہو سوئی صاحب ناز نوازاں ہو (حصہ ز۔ بیت ۱۰۴)

محبّت اہلبیت:۔ کربلا میں اہلبیت کے ساتھ ظلم سراسر حضور کے ساتھ گستاخی کے مترادف ہے۔ فرمایا:۔ ع۔ جے کچھ ملاحظہ سرورؐ دا کردے تاں خیمے تمبو کیوں سڑدے ہو (حصہ ح۔ بیت ۹۸)

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ:۔ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم راہِ سلوک میں واحد مقصد ہے اور سلسلہ قادریہ میں حضرت سیدنا غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (۴۷۱ھ تا ۵۶۱ھ) کا بلند ترین مقام ہے ان کے دامن عاطفت سے طالب کا منسلک رہنا قرب الٰہی و خیر و برکت کا باعث ہے۔ حضرت سلطان العارفین نے اس مرد کامل رحمۃ اللہ علیہ سے ہی اپنا تعلق ظاہر کیا اور خلقِ خدا تعالیٰ کو بھی اس سے منسلک رہنے کی ہدایت فرمائی۔ مرشد کامل سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سلطان العارفینؒ کی محبت و عقیدت کا اندازہ کیجئے کہ کس زبان حال سے ان کے شہر بغداد کو پیش کرتے ہیں۔

ع۔ بغداد شہر دی کیا نشانی اُچیاں لمیاں چیراں ہو (حصہ ب۔ بیت ۲۴)

بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باہو کرساں میراں میراں ہو (ایضاً)

Marfat.com

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہیں :

ع ۔ سُن فریاد پیراں دیا پیرا میری عرض سنیں کن دھر کے ہو (حصہ س ۔ بیت ۱۰۸)

پھر فرماتے ہیں :۔ ع ۔ پیر جنہاں ندے میراں باہوا وہی کدھی لگدے تر کے ہو (ایضاً)

ع طالب غوث الاعظم دا لے ٹسال کدے نہ ہوون نامدے ہو (حصہ ط ۔ بیت ۱۱۸)

ع حق حضور انہاں نوں حاصل باہو جنہاں ملیا شاہ جیلانی ہو (حصہ ر ۔ بیت ۹)

مرشد کامل : حضرت سلطان العارفین کے نزدیک مرشد کامل کا دل ایسے فقیر کی ذات ہے جو کہ صفات وجمال الٰہی کا مظہر بن چکا ہے۔ ایسے مرشد کامل کی ذات طالب مولیٰ کے نفس کو صاف و پاک کرنے میں مدد ومعاون ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں۔ مرشد کامل طالب مولیٰ کے من میں اسم اللہ ذات کا تخم بو دیتا ہے۔

ع ۔ جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو (حصہ و بیت ۱)

مرشد فرد کی اصلاح کے لئے اس کے نفس کو ہلاک کرتا ہے۔

ع ۔ باجھ فقیراں کیسے نہ ماریا باہو ایہو چور اندر دا ہو (حصہ ا ۔ بیت ۲)

مرشد کی ذات فیض رساں و باعث بلندی درجات ہے۔

ع ۔ مرشد دا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو (حصہ و ۔ بیت ۱۳)

ضرورت مرشد : ع ۔ باجھوں مرشد کجھ نہ حاصل توڑے راتیں جاگ پڑھیوے ہو (حصہ ن بیت ۲۱)

نظرِ مرشد : ع ۔ سبھے مطلب حاصل ہوندے باہو جدھر نظر اک تکے ہو (حصہ س بیت ۱۰۵)

مرشد اور سرِ خدا تعالیٰ : ع ۔ میں قربان اس مرشد باہو جس دیا بھیت الٰہی ہو (حصہ ع بیت ۱۳۹)

مرشد کا صفائی باطن کا کردار : ع ۔ کامل مرشد ایسا ہووے جیڑا دھوبی وانگوں چھٹے ہو (حصہ ک ۔ بیت ۱۵۴)

میلیاں نوں کر دیندا چٹا وچ ذرہ میل نہ رکھے ہو (ایضاً)

جملہ رسوم منزل میں مرشد کامل کا اہم ترین کردار ہے۔ وہ دین و دنیا کے لئے رہبر کامل ہے۔ شوق و عشق کی کشتی کا کھیون ہارا ہے۔ اسے عام الفاظ میں قائد و رہنما اور تصوف کی زبان میں مرشد کہتے ہیں۔

عشق :۔ حضرت سلطان العارفین نے اس خاص جذبہ و کیفیت حال و مشاہدہ باطن کے شوق کو حصول فقر کے لئے لازم قرار دیا ہے۔ یہی وہ طاقت ہے جو راہ فقر میں طالب مولیٰ کو حضرت غوث الاعظم کے دامن سے منسلک رکھ کر فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرتی ہے اور یہی عشق محبت انسانیت کے

Marfat.com

عالمی رشتہ میں منسلک کر دیتا ہے۔ یہی عشق انسان کو خدا تعالیٰ کا راز عطا کرتا ہے اور خدا کا راز دار بنا دیتا ہے یہ طالب مولیٰ کو ہی حقیقی عشق حاصل ہے اس لئے اس میں روز افزوں تڑپ ہے نہ کہ وصال کا سکون۔ اس کی کیفیات بھی عجیب ہیں اور اس کے مراحل بھی کٹھن۔ مگر اس کے بغیر سچا اور صحیح راستہ بھی نہیں ہے

دیکھئے عشق کی روشنی :- ع۔ الف اللہ صحی کیتوسے جداں چمکیا عشق اگواہاں ہو (حصہ ۱۔ بیت ۴)

عشق کی اہمیت :- ع۔ میرا عشق سلامت رکھیں باہو ایمانوں دیاں دھروی ہو (حصہ ۱۔ بیت ۱۲)

عشق امر لازم ہے :- ع۔ جنہاں عشق خریدنہ کیتا باہو اوہ دو ہیں جہانیں ہارے ہو (حصہ ۴۔ بیت ۳۶)

صرف عاشق ہی صحیح المرتبہ ہیں :- ع۔ جیں دل عشق خریدنہ کیتا سوئی خسرے مرو زمانے ہو (حصہ ۵ بیت ۵۶)

عاشق کو اعزاز :- ع۔ مرداں تے نمرداں دی کل تداں پوسی باہو جداں عاشق بنھسن گانے ہو (ایضاً)

عشق سے ایمان کو تقویت پہنچتی ہے :

ع۔ جتھے رتی عشق وکا دے اوتھے منڑں ایمان دولیے ہو (حصہ ۶۔ بیت ۶۱)

عاشق کم گفتار اور پُر عمل ہے ع۔ جنہاں عشق حقیقی پایا موہوں نہ کجھ الاون ہو (حصہ ۶ بیت ۶۳)

عاشق صابر اور سخت جان ہے : ع۔ عاشق ہونویں تے عشق کمانویں دل رکھیں وانگ پہاڑاں ہو (حصہ ۱۲ بیت ۱۲۴)

عشق کی گرفت تمام عالم پر یکساں ہے : ع۔ عشق دی بازی ہر جا کھیڈی شاہ گدا سلطاناں ہو (حصہ ۱۲۔ بیت ۱۲۶)

عاشق کا مقام بلند تر ہے : ع۔ غوث قطب ہن اوڑے اوریڑے عاشق جان اگیڑے ہو (حصہ ۱۲۔ بیت ۱۴۲)

عشق خود شراب ہے : ع۔ جیندے اندر عشق دی رتی اوہ بن شرابوں کھیوے ہو (حصہ ۱۵۔ بیت ۱۵۲)

فقیر :- حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں راہ سلوک میں غوثی، قطبی، ابدال، اوتادی، درویشی سب منازل ہیں۔ مقام منتہا فقر کہلاتا ہے۔ جس کے بارے میں الفقر فخری والفقر منی۔ وارد ہے اور اذا اتم الفقر فھو اللہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین اسی کو فقیر ٹھہراتے ہیں جس کا نفس منزہ اور مطمئنہ ہو کر عشق الٰہی میں مر کر پھر زندہ ہوا ہو اور اسے موتوا قبل ان تموتوا۔ کے بعد حیات جاودانی حاصل ہو۔ یہ فقیر لایحتاج کہلاتا ہے۔

فقیر اولی الامر ہے :- امیر الکونین میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں فقیر وہ نہیں جو اپنے نفس کا قیدی ہو یا گدائی کرتا ہو۔ فقیر وہ ہے جو مفلس کو ہفت اقلیم کا مالک کر دے۔ اور ہفت اقلیم کے بادشاہ کو گداگر بنا دے۔ نیز فرمایا :- ع۔ لایحتاج جنہاں نوں ہو یا فقر تنہاں نوں سارا ہو (حصہ ۱۔ بیت ۱۶۰)

Marfat.com

ابیات میں فقیر کے بارے میں فرمایا: ع - نام فقیر تنہاں دا باھو قبر جنہاں دی جیوے ہو (حصہ ث - بیت ۵۰)

ع - نام فقیر تنہاں دا باھو جہڑا دم دم دوست سہالے ہو (حصہ م - بیت ۲۶)

ع - فقیری نام تنہاندا باھو جہڑے دل وچ دوست ٹکاون ہو (حصہ ن - بیت ۹)

ع - نام فقیر تنہاندا باھو جنہاں لامکانی جاہیں ہو (حصہ ا - بیت ۱۵)

ع - نام فقیر تنہاندا باھو جہڑا گھر وچ یار وکھالے ہو (حصہ ش - بیت ۱۱)

اہل زبان کو غلط فہمی: بعض غیر مسلم اصحاب علم و دانش۔ ڈاکٹر مس راما کرشنا لاجونتی اور ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے اپنی کتب "دی پنجابی صوفی پوئٹس" اور "اے ہسٹری آف پنجابی لٹریچر" میں حضرت سلطان العارفین کے حالات بطور مونہ کلام دینے کے ساتھ ان کے خیالات و فلسفہ پر بھی تبصرہ کیا ہے۔ انگریزی زبان میں اس موضوع پر چھپنے والی یہ پہلی کتابیں ہیں اور اس لحاظ سے قابل صد تحسین ہیں۔ مگر ان ہر دو اہل قلم نے حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کے خیالات و فلسفہ و مقام کو غلط سمجھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف اس عظیم عارف کے فلسفہ سے قطعاً بیگانہ ہیں۔ بلکہ انہوں نے ان کے فارسی کلام کو تو دیکھا تک ہی نہیں۔ دونوں مصنفین کا اصل مضمون اور کام پنجابی ادب سے متعلق ہے۔ تاریخ، فلسفہ اور تصوف سے ان کی عدم واقفیت تعجب کی بات نہیں ہے۔

زبان و اسلوب: حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کی زبان کو گر سرائیکی کہا جائے تو اس میں کچھ نہ کچھ کہا جا سکتا ہے اور اگر پنجابی کہا جائے تو اس میں بھی ہے۔ "پنجابی صوفی پوئٹس" کے مصنف حضرت سلطان العارفین کی زبان میں جھنگ کی، دھقانیت یعنی درشتی یا سختی پن نہیں ہے۔ زبان کے بارے میں یہ تبصرہ بالکل درست ہے۔ ابیات میں خاص انداز جھنگ کی لوکل زبان کا بھی ہے۔ مگر لوکل زبان میں جو لہجہ اور مادہ میں سختی پن موجود ہے۔ ابیات ان سے پاک ہیں۔ اس کی شاید یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ حضرت سلطان العارفین کی زبان پر ملتانی، دامانی بہاولپوری شاہپوری کے علاوہ لاہور وغیرہ کی لوکل زبانوں کے اثرات شامل ہیں۔ ابیات شریف کی زبان محض ٹھیٹھ جھنگوی نہیں بلکہ اس میں سرائیکی زبان کے تمام علاقائی عنصر موجود ہیں۔

سرائیکی (پنجابی) زبانوں میں ملتانی، جھنگوی، کاملپوری، لاہوری، دامانی، بہاولپوری، وغیرہ مختلف زبانیں شامل ہیں۔ سرائیکی، پنجابی کے رسم الخط کا مسئلہ قابل غور ہے۔

Marfat.com

کچھ عرصہ سندھی اثرات کی وجہ سے جو عربی سے اثر پذیر رہی، پنجابی خط، نسخ میں جاری رہا۔ پھر فارسی کے اثرات زیادہ ہونے پر رسم الخط نستعلیق ہوگیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ نقص نمایاں ہوا ہے کہ سرائیکی (پنجابی) کی مخصوص صوتیات کا صحیح طور پر اظہار نہیں ہوسکتا۔ زبان کے مصلحین نے بعض علامات مقرر کیں۔ جن کے استعمال سے کسی حد تک یہ مسئلہ حل ہوتا ہے۔ مگر سرائیکی پنجابی کی فصاحت کو صحیح طور پر تحریر میں لانے کے لئے ایک ایسے رسم الخط اور اس کی صوتیات کو ظاہر کرنے کے لئے علامات کے جامع منصوبہ کی ضرورت ہے، جن میں زبان کی مکمل فصاحت بلاغت ولب ولہجہ اور لوچ سما سکے۔ بہرحال لسانیات کے ماہرین کے لئے یہ میدان پڑا ہے۔ جس کے لئے تا حال کسی نے کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا۔

سرائیکی پنجابی زبان میں بعض ایسے الفاظ ہیں جن کو تحریر میں لانا سخت مشکل کام ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے ابیات کو تحریر کرنے کے لئے میں نے قدیم سرائیکی طریق کو پسند کیا ہے جن سے بعض اہم صوتیات کو تحریر میں ظاہر کیا جا سکا ہے۔ ورنہ اب تک جو طریق کار رہا ہے اس سے پنجابی کی فصاحت، بلاغت لب ولہجہ اور اس کے مخصوص لوچ کے ساتھ صریحًا بے اعتنائی اور ناانصافی برتی گئی۔ مثلاً ہم خط نستعلیق میں جب اردو کے انداز میں 'سن' لکھتے ہیں اور اسے پنجابی بنانے کے لئے "سنڑ" پڑھتے ہیں (جس میں ن کو غنہ سمجھا جاتا ہے) تو صاف ظاہر ہے کہ اس لفظ کو 'سُن' لکھنا کتنا غلط ہے۔ جبکہ ہم اسے پڑھنے کے لئے کچھ اور بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح اس لفظ کو ہمیں "سنڑ" بھی نہیں لکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ہم ہر ایک سے یہ توقع نہیں رکھ سکتے کہ وہ "سنڑ" کے 'ن' کو غنہ سمجھیں۔ اس لئے اس لفظ کے آواز (نون غنہ اور ڑ) کے لئے مخصوص حرف تہجی کی ضرورت پڑتی ہے جسے قدیم سرائیکی کے رسم الخط نے پورا کیا ہے اور اس حرف کو "ڼ" کی طرح لکھ دیا ہے یہ اور اس قسم کے بیشتر ایسے الفاظ بھی آتے ہیں جن کی صوتیات کے لئے علیحدہ حروف تہجی تشکیل کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض ایسے الفاظ لکھے جاتے ہیں جن میں نون (ن) لازمًا بمعہ نقطہ کے لکھا جاتا ہے۔ مگر پڑھا نہیں جاتا۔ مثلاً مونہہ (منہ) دیہہ (دن) گانویں (تو گائے) وغیرہ ایسے الفاظ کی ن کو غنہ ظاہر کرنے کے لئے ان پر علامت جزم ْ لگا دی گئی ہے تاکہ ان کو غنہ کے صوت کے ساتھ پڑھا جائے۔ یعنی مونْہہ، دینْہہ، گانْویں وغیرہ۔

اس کے علاوہ حضرت سلطان العارفین کے ابیات میں کافی الفاظ جو پڑھنے میں تو خالص سرائیکی

Marfat.com

ہیں انہیں اردو زبان میں لکھا گیا ہے۔ اس نقص کو بھی بہت حد تک دور کر دیا ہے۔ اب وہ الفاظ جو پڑھنے میں سرائیکی ہی کے ہیں۔ تحریر میں بھی انہیں خالصتاً سرائیکی لہجہ اور آواز میں تحریر کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً لفظ 'پایت' کو عام طور پر اردو کے انداز میں 'پلید' لکھا جاتا رہا ہے۔ اب اسے سرائیکی میں 'پلیت' ہی تحریر کر دیا ہے۔

حضرت سلطان العارفین کے ابیات کے تحریر کرنے میں وہ الفاظ جو پہلے اردو کے خط و انداز میں لکھے جاتے تھے۔ اور انہیں اب موجودہ شکل میں سرائیکی انداز میں تحریر کیا ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ وہ سرائیکی پنجابی کے اہم الفاظ جن کو خواہ مخواہ اردو بنا دیا گیا تھا اور اب انہیں ان کی اصلی صورت میں لا کر تحریر کیا ہے۔ ان کی تفصیل بھی درج ذیل ہے۔ بہر حال یہ کوشش کی گئی ہے کہ جس طرح ہم سرائیکی بولتے ہیں لکھتے وقت بھی اس کی صوتی حیثیت کو قائم رکھا جائے الفاظ یہ ہیں:-

سابقہ روش کے مطابق	اصلاح کے بعد	سابقہ روش کے مطابق	اصلاح کے بعد
آن (آکر)	آن	باندے (بیٹھتے ہیں)	بہندے
اُڈن (اُڑنا)	اُڈن	بناون (بناتے ہیں)	بناوڑن
اپنے (اپنے)	اپنڑے	باہجہ (بجز سوائے)	باجھ
ایانے (صندی)	ایانڑے	بہتی (بہت ہی)	بوہتی
انھاں (یہاں پر)	اتھاہیں	پڑھن (پڑھنا)	پڑھنڑ
بھانے (کھیلیے)	بھانڑے	پچھانے (پہچانے جان لے)	پچھانڑے
جندا (بنتا ہے)	بندا	پلیدی (ناپاکی)	پلیتی
بنے (بنے)	بنڑے	پھڑنا (پکڑنا)	پھڑنڑاں
بالن (جلن یا ایندھن)	بالنڑ	پہنچادے (پہنچائے)	پچاوے
بہناں (بہنیں)	بھیناں	پر (اوپر۔ نیز)	تے
بیچارے (بیچارے)	بچارے	پیالہ (پیالہ)	پیالا
بیاہی (عورت کا نکاح ہو جانا)	ویاہی	پانی (پانی)	پانڑ
بھٹ (جل جائے)	بھٹھ	پرانا (بوسیدہ۔ ضعیف)	پرانڑ

Marfat.com

سابقہ روش کے مطابق	اصلاح کے بعد	سابقہ روش کے مطابق	اصلاح کے بعد
تانے (تنے ہوئے)	تانے	دینا (دینا)	دیناں
تریجی (تیسری)	تریجی	دوراڈا (دور)	دوراڈھا
تہائے (پیاسے)	ترہائے	وہاں (دن کو)	دیہاں
توڑے (اگر)	تونے	ڈرنا (ڈرنا)	ڈرناں
توڑیں (اگر)	تونیں	رہنا (رہنا)	رہناں
ٹکانے (ٹھکانے)	ٹکانے	رینے (سیراب)	رینے
ٹکن (آرام۔قیام)	ٹکن	روشنائی (روشنی)	روشنائی
جالن (رہنا۔سہنا)	جالن	رون (رونا)	رون
جان (جان لینا)	جان	زکواتاں (زکوٰتیں)	زکاتاں
جانے (سمجھے)	جانے	سجن (دوست)	سجن
جائیں (جگہیں۔مقامات)	جاہیں	سُن (سنو)	سُن
چنیاں (چنتے ہوئے)	چنیاں	سُنیا (سن لیا)	سنیا
چانن (روشنی)	چانن	سنیں (تم سنو)	سنیں
چُن (چُن)	چن	سون (سونا۔آرام)	سون
دعوئی (دعویٰ)	دعوا	سوہاگن (نیک بخت)	سوہاگن
دین (دینا)	دین	سوہنی (اچھی۔خوب)	سوہنی
دھواں (دھواں)	دھواں	سب (سب تمام)	سبھ
دیئے (دینا چاہیئے)	دیئے	سوہنا (خوبصورت)	سوہنا
دودھ (دودھ شیر)	دودھ	صحیح (صحیح)	صحی
دھرنا (رکھنا)	دھرنا	صلوتاں (نمازیں)	صلاتاں
دوری (دوگنا)	دوری	صابون (صابن)	صبون
دوجا (دوسرا)	دوجا	طعمہ (باز کو خوراک دینا)	طماں

Marfat.com

سابقہ روش کے مطابق		اصلاح کے بعد
شیاں	(شیر کی طرح)	شیہاں
کون	(کون)	کونڑ
کھیون	(کھیلنا)	کھیڑن
کا	(کلمہ)	کاں
کرن	(کرنا)	کرناں
کھا	(کھانی)	کھاجی
کے	(کلمے)	کالیں
کہانیاں	(کہانیاں)	کہانڑیاں
گہناں	(زیور)	گہنڑاں
گاون	(تم گاؤ)	گاونڑیں
لین	(لیں۔ لینا)	لینڑ
لون	(نمک)	لونڑ
کھن	(کھنا)	کھنڑ
لکھنے	(بخش قیمت)	لکھنڑے
منکا	(تسبیح کا دانہ)	منڑکا
وسنا	(برسنا)	وسنڑاں
وجنا	(جانا)	وجنڑاں
ہوون	(ہونا)	ہوونڑ

سابقہ روش کے مطابق		اصلاح کے بعد
منا	(کہنی من)	منڑاں
مہنا	(گلہ۔ بخشنا)	مہنڑاں
موہانے	(عدت)	موہانڑے
ملن	(ملنا)	ملنڑ
ملوانیاں	(موروں لوگ)	ملوانڑیاں
ماں	(ماں)	ما
مطالعہ	(مطالعہ)	مطالیہ
مشعلاں	(مشعلیں۔ چراغ)	مشالاں
ماہ	(مہینہ)	ماہیہ
نین	(آنکھ)	نینڑ
نمانے	(بیچارے)	نمانڑے
نہ	(مت)	ناں
نہاتے	(نہائے)	ناتے
نے	(نے)	(نہیں)
ہینے	(زیردست۔ کمزور)	ہینڑے
ہسن	(ہنسنا)	ہسنڑ
ہمیشہ	(ہمیشہ)	ہمیشاں

سرائیکی و ہندی کی عام شاعرانہ روش کے مطابق حضرت سلطان العارفین اپنا یا عاشق کا عجز ظاہر کرنے کے لئے بعض مقامات پر اپنے آپ کو یا عاشق کو صیغہ تثنیث میں ظاہر فرماتے ہیں۔ اور اس طریق کار میں شعر اور اس کے معنی میں اثر اور لطف بڑھ جاتا ہے۔ سرائیکی ہندی شاعری میں عاشق اس ترکیب سے کلام میں عجز و نیاز کے عنصر کو تقویت پہنچاتا ہے اور اکثر الفاظ کو تصغیر میں ڈھال کر اس کیفیت کو زیادہ موثر بناتا ہے

Marfat.com

مثلاً سرائیکی یا پنجابی میں 'دل' کے استعمال کی بجائے اس کا مصغر' دِلڑی' جو لطف دیتا ہے وہ 'دل' کے استعمال میں نہیں ہے۔ حضرت سلطان العارفین نے اس طریق کو بخوبی نبھایا ہے۔

ع۔ ناں میں سوہنی ناں دولت پلّے کیویں کر یار مناواں ہو (حصہ م - بیت ۵، ۱)

البتہ مذکورہ انداز بیان کا استعمال حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے ان ابیات میں فرمایا ہے۔ جن میں واردات وکیفیات عشق کا بیان ہے ورنہ جہاں کہیں بحیثیت فقیر کامل کے شان فقر کا مقام ظاہر فرمایا ہے وہاں انداز بالکل مختلف ہے۔ جیسے فرمایا۔

ع۔ میں شہباز کراں پروازاں وچ دریا کرم دے ہو
زبان "ہاں میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ہو (حصہ م بیت ۱۰۰)

مقدمہ کے آخر میں بعض الفاظ کی وضاحت کئے دیتا ہوں۔ جن کا استعمال میں نے مقدمہ میں کیا ہے

(۱) سرائیکی: میرے خیال میں دراوڑی اور سنسکرت سے نکلنے والی زبانوں میں سے ایک زبان سرائیکی ہے جو پنجاب کے علاقوں میں زیادہ بولے جانے کی بنا پر پنجابی کہلانے لگی۔ ورنہ زبان کا اصل نام سرائیکی ہی ہے۔ مجھے جناب اختر بلوچ (سیکرٹری خان آف قلات) کی اس تحقیق سے اس قدر اتفاق ہے کہ سندھ پنجاب کی اور سرحد کے دامانی یا میدانی علاقوں کی بنیادی زبان سرائیکی ہے۔ اور مجھے اس امر پر اتفاق نہیں ہو سکتا کہ سرائیکی کا سرچشمہ ڈیرہ غازی خاں کے کوٹ مٹھن شریف اور اس کا گردونواح ہے۔ البتہ یہ درست سمجھتا ہوں کہ جب یہ زبان جنوب کی طرف علاقہ سندھ میں بولی گئی تو سندھی کہلائی یا سندھی بن گئی۔ قدرے جنوب مغرب کو گئی تو کچھی اور سبی نصیر آباد کے علاقوں میں جٹکی کہلائی۔ جب یہی سرائیکی پنجاب کے مختلف علاقوں میں بولی جانے لگی تو وہاں کے لسانی عوامل کے زور سے قدرے اختلافات کے ساتھ ملتانی، جھنگوی، لاہوری، کاملپوری وغیرہ کہلائی۔ اور یہی سرائیکی جب شمال کی طرف صوبہ سرحد کے علاقوں میں بولے جانے لگی تو وہاں کے لب ولہجہ ولسانی عوامل سے متاثر ہو کر قدرے اختلاف کے ساتھ دامانی کہلائی۔

(۲)۔ ذات:۔ مقدمہ میں اور کتاب میں بارہا میں نے لفظ ذات کا استعمال کیا ہے۔ اس سے مراد ذات رب تعالیٰ جل شانہٗ ہی ہے۔ جس کا اصل مفہوم اسم اللہ تعالیٰ میں ملتا ہے جس میں جملہ صفات کاملہ موجود ہیں۔

(۳) ترک دنیا:۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز کا ترک دنیا سے مراد معاشی امور واہل وعیال

Marfat.com

وغیرہ کو ترک کر دینے سے نہیں ہے۔ بلکہ ضروریات لازمہ سے زائد دنیوی علائق کو ترک کرنا اور حب و ہوس دنیا کو ترک کر دینا اصل مراد ہے۔ یعنی دنیا سے تعلق محض اس کی ضرورت کے مطابق ہو جس سے سالک زندگی گزار سکے۔ اور اس زندگی میں اپنے اصل مقصد عرفان ذات کے حصول اور اس میں فنا حاصل کرنے کی سعی کرے۔ جس طرح کہ مولانا رومی نے فرمایا ہے :۔

چیست دنیا از خدا غافل بودن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

دنیا سے مراد الائش دنیا ہے یعنی تکبر، ظلم، حسد، کینہ، شہوت، ہوس وغیرہ اور دنیا دار سے مراد ہوس دنیا کی حب رکھنے والا ہے۔ حضرت سلطان العارفین کے نزدیک معاش اور ضروریات زندگی کو پورا کرنا دنیا نہیں ہے۔ اسرار قادری میں فرماتے ہیں۔ دنیا سوائے پانچ چیزوں کے فضول ہے۔ اوّل۔ روٹی جس سے زندگی قائم رہے۔ دوم۔ پانی جس سے پیاس بجھے۔ سوم۔ کپڑا جس سے ستر ڈھانپے۔ چہارم۔ گھر جس میں گزارہ ہو سکے۔ پنجم۔ علم جس پر عمل ہو سکے۔ گویا حضرت سلطان العارفین انسانی زندگی کے لوازمات میں طعام، لباس اور مکان کے ساتھ حصول علم کو بھی شامل فرماتے ہیں۔ اور یہ چیزیں دنیا یا دنیاداری نہیں ہیں بلکہ زندگی کے قیام اور توازن کے لئے ضروری ہیں۔

سُلطان الطاف علی

دربار حضرت سلطان باہوؒ۔ جھنگ

۲۹ محرّم الحرام ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۷۵ء

Marfat.com

بعونہٖ تعالیٰ

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وِچ مرشد لائی ہو (۱)

نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگے ہر جائی ہو (۲)

اندر بوٹی مُشک مچایا جاں پھلّاں تے آئی ہو (۳)

جیوے مرشد کامِل باھو جیں ایہ بوٹی لائی ہو ٥ (۴)

لغت : من : دل ، رُوح لائی : لگائی ، کاشت کی

جیں : جس نے

ترجمہ: ۱-اسم اللہ جو کہ چنبے کے بوٹے (کی طرح پر مہک ہے) میرے دل وجان (کی زمین) میں مرشد کامِل نے کاشت کیا۔

۲-(میرے من میں بوئے ہوئے اسمِ ذات کے پودے کے) ہر رگ (و ریشہ) اور ہر مقام پر (لا الٰہ الا اللہ) کے نفی اثبات کے پانی سے سیرابی ہوئی۔

۳-(یہ اسم اللہ ذات) کا پودا رجب نشوونما پاکر غنچہ آور ہوا تو اُس نے میرے) اندر (مَن میں) خوشبو پھیلائی۔

۴-(اے) باہو! (خدا کرے) کامِل مرشد سلامت رہے جس نے (مَن میں اسم اللہ ذات) کا یہ پودا کاشت کیا ہے۔

---

(۱) ل-ہ = ب د - (میرے) کی بجائے (مینڈے) تحریر ہے۔

(۲) ل - ش

(۳) ل-ب = ب د - (جاں پھلّاں) کی بجائے (جان پھلان) درج ہے۔

(۴) ب-ء - ذ - ف - ش

٥ نسخہ ل میں ہے ع چرجگ جیوی مرشد باہو جیں بوٹی من وچ لائی ہو

ہ میں ع مرشد کامل ہردم جیوے (حضرت باہو) جیں اے بوٹی لائی ہو

ب ج میں ع جیوے مرشد کامل باہو جیں بوٹی من دِچ لائی

ب د میں ع مرشد کامل ہردم ہووے جیں باہو ایہ بوٹی لائی

Marfat.com

تشریح : اس بیت میں سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز (۱) نے اسم اللہ ذات کو چنبیلی کے خوشبودار پھول سے تشبیہ دی، اور عارف کامل ہونے کی حیثیت سے اپنے من میں اسم اللہ ذات کو بسا لینے کا اظہار فرمایا۔ نیز فرماتے ہیں کہ مرشد کامل نے اس شجر معرفت (اسم ذات) کو ان کے من میں بو کر نگہبانی فرماتے ہوئے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی نفی اثبات کے فیوضات سے آبیاری کی اور گوہر مقصود عرفان اسم اللہ ذات نے (جو چنبیلی کے خوشبودار پھول کی طرح ہے) آپ کے دل و جان کو منور و معطر کر دیا۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے ۔ کیا نہ دیکھا تو نے کہ کیونکر بیان کی اللہ نے مثال بات پاکیزہ کی مانند درخت پاکیزہ کی جڑ اس کی محکم ہے اور ڈالیاں اس کی بیچ آسمان کے دیتا ہے میوہ اپنا ہر وقت ساتھ حکم پروردگار اپنے کے (۲)

حضرت سلطان العارفین ایک مقام پر فرماتے ہیں جس شخص کے وجود میں کلمہ طیب تاثیر کرتا ہے اور اسے نفع دینے لگ جاتا ہے تو کلمہ طیب دریا کی طرح اس کے ہر رگ اور ریشے میں جاری ہو جاتا ہے (۳)

اسم اللہ ذات کے خوشبودار پھول کو من میں بسانے کا خیال حضرت سلطان العارفین نے ان الفاظ میں بھی ادا فرمایا ہے ؎

ہمیں یک الف بیک پویم پنویم غیر الا ہو (۴)

ہمیں یک الف بیک جویم یکی در دل چو گل رویم

مولانا روم نے فرمایا ہے (۵)

---

(۱) حضرت سلطان باہو شور کوٹ، وفات جمعرات جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ سلطان حامد مناقب سلطانی، ترجمہ اردو چنن الدین ۱۳۴۵ھ ص ۱۲۵

(۲) الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا (ابراہیم ۔ ۲۴)

(۳) سلطان باہو، نور الہدیٰ مترجمہ فقیر محمد لاہور ۱۹۷۰، ص ۳۰

(۴) ترجمہ : میں اسے ذاتِ واحد پکارتا ہوں، اسی کو تلاش کرتا ہوں اور اسی ذات کو دل (کے گوشہ) میں مثل پھول کے اگاتا ہوں۔ اسی طرح میں اس ذات واحد کو ڈھونڈتا ہوں اور اس کے بغیر کسی کی تلاش نہیں۔

سلطان باہو، دیوان باہو فارسی ص ۲۔ (۵) مولانا جلال الدین رومی (۶۰۴ھ ۔ ۶۷۲ھ)

Marfat.com

دید آں مرشد کہ او ادراک داشت　　تخمِ پاک اندر زمینِ پاک کاشت (۶)

اسی طرح ابن العربی (۷) بھی اسی عرفان کے فیضان کو راحت و خوشبو سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ خلقِ خدا کو عرفانِ الٰہی کی غذا دیا کرو تو تم سراپا راحت و خوشبو ہو جاؤ گے (۸) حضرت سلطان العارفین اپنے مرشد کامل کی عنایات اور ان سے حصولِ فیوضات کے ذکر کے بعد آخر میں ان کے لئے سلامتی کی آرزو بھی فرماتے ہیں ۔

بقول خسرو (۹) ؎

من درویش را کشتی بغمزہ
کرم کردی الٰہی زندہ باشی (۱۰)

سید عبدالقادر جیلانی سرّ الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار میں فرماتے ہیں ۔" ولی خدائے تعالیٰ کا خوشبو دار پھول ہے ۔ اس کی سرزمین میں صدیق (یعنی انبیاء علیہم السّلام کے سچے متبعین) اس کو سونگھتے ہیں ۔ اس کی خوشبو اُن کے دلوں میں اُتر کر جاتی ہے تو ان کا جذبۂ شوق اپنے مولا کی طرف بڑھ جاتا ہے ۔"

پھر فرمایا ۔" تو شریعت کا بیج دل کی زمین میں بوئے کہ اس میں شریعت کا درخت پیدا ہو کر درجات کا پھل لائے ۔"

پھر فرمایا ۔"توحید کا بیج کسی زندہ دل (مرشد) سے اخذ کرنے سے دل زندہ ہو جاتا ہے ۔"

---

(۶) ترجمہ : مرشد نے (جب) دیکھا کہ وہ استعداد رکھتا ہے تو اس کے پاک دل کی زمین میں (اسرارِ معرفت کا) پاک بیج بو دیا ۔ جلال الدین رومی ۔ الہام منظوم مثنوی رومی مرتبہ مولوی فیروز الدین ۔ دفتر اول ، ص ۱۲۹ ، س ۱۰۱

(۷) محی الدین ابن العربی شیخ اکبر (۵۶۰ھ - ۶۳۷ھ)

(۸) وغرّ خلقہ منہ تکن روحًا وریحانًا ۔ ابن العربی ۔ فصوص الحکم ۔ ترجمہ اردو ، ص ۲۶۰

(۹) حضرت امیر خسرو دہلوی ۔ ولادت پٹیالی آگرہ (۶۵۱ھ - ۷۲۵ھ) صاحب دواوین صوفی ، سپہ سالار موسیقار ، ۹۲ کتب کے مصنف (مطابق مولینا شبلی نعمانی ۔ شعر العجم حصہ دوم ، مطبوعہ لاہور ، ص ۸۳ تا ص ۴۶ ۔

(۱۰) امیر خسرو ، غزلیات ، شکریہ شبلی نعمانی ۔ شعر العجم حصہ دوم ، مطبوعہ لاہور ، ص ۴۳ ۔ سرالاسرار ص ۱۳۶ ، ۲۳ ، ۶۰

Marfat.com

الف اللہ پڑھیوں پڑھ حافظ ہویوں ناں گیا حجابوں پردا ہو (۱)

۲ پڑھ پڑھ عالم فاضل ہویوں بھی طالب ہویوں زردا ہو (۲)

سیئے ہزار کتاباں پڑھیاں پر ظالم نفس نہ مردا ہو (۳)

باجھ فقیراں کسے نہ ماریا باھو ایہو چورا ندر دا ہو (۴)

لغت : پڑھیوں : تونے پڑھ لیا ناں : نہ

ہویوں : تو ہوا سیئے : سینکڑوں

پر : مگر، لیکن باجھ : بغیر، سوائے

ایہو : یہی

ترجمہ : ۱- (اے زاہد) تونے اللہ اللہ کا ورد تو پڑھا اور اس کا حافظ بھی ہوگیا لیکن (پھر بھی) تجھ سے حجاب دور نہ ہوا۔

۲- (تو علم ظاہری) پڑھ پڑھ کر عالم فاضل تو بنا (لیکن پھر) بھی دنیا (ہی) کا طلب گار رہا۔

۳- تونے سینکڑوں ہزاروں کتابوں کا مطالعہ تو کرلیا لیکن (تیرا) ظالم نفس نہیں مرا۔

۴- اے باہو، یہی (نفس امارہ) (جو کہ دل کے) اندر کا چور ہے اسے بغیر فقرا (اہل اللہ) کے کسی نے نہیں مارا۔

---

(۱) ا ک

ل میں مصرعہ یوں ہے ع اللہ پڑھایوں پڑھ حافظ ہویوں گیا نہ حجابوں پردا ہو

ہ میں مصرعہ یوں ہے ع اللہ پڑھ حافظ ہو یا نہ گیا حجابوں پردہ ہو

(۲) ا

(۳) ا

(۴) ا

Marfat.com

تشریح : اس بیت میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ زاہدوں اور عالموں سے مخاطب ہیں اور ان پر واضح فرماتے ہیں کہ بغیر عرفان حاصل کیے زہد و ریاضت بے سود ہے اور محض علوم ظاہر کی سینکڑوں کتب پڑھ لینے سے ہی تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا بلکہ عرفان اور تزکیہ نفس دونوں کے لئے فقیر کامل کی رہنمائی ضروری ہے۔

اسی طرح حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے **من عرف نفسه فقد عرف ربه** ۔ یعنی جس نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اور نفس ظاہری علم پڑھنے اور ظاہری ریاضت کرنے سے بہت موٹا اور خوش ہو جاتا ہے۔ چونکہ نفس وجود باطن میں ہوتا ہے اس لئے اسے باطنی ریاضت جلا دیتی ہے اور اسم اللہ ذات کی تاثیر سے خراب حال ہو جاتا ہے۔ جو کوئی پہلے نفس کو تابع نہیں کرتا وہ اپنا مقصد صحیح راہ پر نہیں لا سکتا۔ اہل نفس و ہوا کے لئے خدا تعالیٰ تک پہنچنا محال ہے۔ (۱)

پھر فرماتے ہیں "ان لوگوں پر حیرت ہے جن کی زبان پر ہر وقت اسم اللہ، حفظ قرآن شریف، تلاوت اور مسائل فقہ ہیں۔ لیکن ان کی زبان سے جھوٹ، دل اور وجود سے حرص و حسد اور غرور نہیں جاتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کا نام خلوص سے نہیں لیتے۔ (۲)

اور فرمایا نفس کے مرنے سے یہ مراد ہے کہ وہ شرک، کفر، تکبر اور بری خصلتیں چھوڑ دے" (۳)

پھر فرمایا افسوس ان لوگوں پر جو شب و روز ذکر جہر میں مشغول رہ کر وہ سنگدل اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں اور اسم اللہ ذات کی کنہ و معرفت سے بے بہرہ ہوتے ہیں، وہ بدعت

---

(۱) قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ..... تا ..... اہلِ نفس و ہوا ست (سلطان باہو، کلید التوحید، ۱۳۴۷ھ۔ ص ۱۰)

(۲) عجب دارم از آں قوم ..... تا ..... نام اللہ تعالےٰ نمی گویند (سلطان باہو، کلید التوحید، شرح نظام الدین ۱۳۴۷ھ ص ۲۸)

(۳) سلطان باہوؒ۔ کلیدِ جنت ترجمہ اردو ص ۶۵۔ مطبوعہ ملک چنن الدین لاہور

Marfat.com

رجعت اور ہوائے نفس کی خواہشات میں پڑکر پریشان حال رہتے ہیں پس معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ خلوت محض عوام کے لیے دامِ تزویر بچھانا ہے اور ان کا حجرہ معرفت نہیں بلکہ حجاب ہے۔ وہ بادشاہ، امرا اور دنیوی مسخرات کی طلب میں خراب رہتے ہیں۔ معلوم ہوا اسم اللہ ذات پاک ہے۔ اسم اعظم سوائے وجود عظیم کے اثر نہیں کرتا اور نہ قرار حاصل کرتا ہے۔ اور نہ نفع دیتا ہے تاوقتیکہ ذاکر کی نیت میں اخلاص نہ ہو۔ اور یہ سبق بھی بغیر مرشد کامل کے حاصل نہیں ہوتا (۱)

عارف شیراز (۲) فرماتے ہیں ؎

بیا ای شیخ و از خمخانۂ ما — شرابی خور کہ در کوثر نباشد

بشو اوراق اگر ہمدرس مائی — کہ علم عشق در دفتر نباشد (۳)

دیوان باہو میں شراب معرفت کے حصول اور مرشد کامل سے تلقین کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے ؎

الا ای یار فرزانہ بیا با ما بمیخانہ — چو مرداں باش مستانہ بکن با جام پیمانہ

چو مستاں نوش ایں می افگن با دمن خود را — بجو ای یار باہو را صلا زد پیر میخانہ (۴)

اسی ضمن میں مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

ہیچ نہ کشد نفس را جز ظل پیر

دامن آں نفس کش را زود گیر (۵)

---

(۱) عجب دارم ازاں قوم ..... تا ..... بغیر از عطا اعظم مرشد (سلطان باہوؒ۔ کلید التوحید۔ شرح نظام الدین ۱۳۴۷ھ، ص ۳۱)

(۲) خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی۔ شیراز (۷۲۴ھ ۷۹۱ھ) مطابق کلیات حافظ شیرازی بضمن شرح زندگانی حافظ مطبوعہ ۱۳۲۷ شمسی

(۳) حافظ شیرازی کلیات خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی مطبوعہ ۱۳۲۷ شمسی، ص ۱۳۱

(۴) سلطان باہو، دیوان باہو فارسی۔ غزل ۵ مکتوبہ۔ از کتابخانہ حکیم محمد رمضان پہاڑپوری

(۵) جلال الدین رومی۔ مثنوی

Marfat.com

الف احدّ جد دتی وکھالی از خود ہویا فانی ہو (۱)
۳ قرب وصال مقام نہ منزل ناں اوتھے جسم نہ جانی ہو (۲)
نہ اوتھے عشق محبّت کائی نہ اوتھے کون مکانی ہو (۳)
عینوں عین تھیوسے باھو سرّ وحدت سبحانی ہو (۴)

لغت : جد : جب دِتی : دی
وکھالی : نظارا، جھلک، تجلی اوتھے : وہاں
کائی : کوئی تھیوسے : ہم ہو گئے

ترجمہ : ۱- (مقام احدیت میں) جب ذاتِ احد نے تجلیات وارد فرمائیں (تو میں تجلی ذات میں مستغرق ہو کر) اپنے آپ سے فانی ہو گیا۔
۲ - (فنا فی الذات ہونے کے بعد) وہاں نہ تو قرب و وصال رہا اور نہ مقام و منزل نہ ہی وہاں جسم رہا اور نہ روح۔
۳ - (محویت اور قرب حق کے عالم میں عارف پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ وہاں) نہ تو عشق و محبت (باقی رہتی) ہے اور نہ ہی کون و مکان (کا وجود رہتا) ہے۔
۴ - (اس حال میں) اے باہو - ہم وحدتِ سبحانی کا عین راز بن گئے۔

---

(۱) ا، ب، ذ، ہ،
(۲) ا، ب، ذ، ہ،
(۳) ا، ب، ذ، ع
(۴) ا، ب، ہ،
ب د، (تھیوسے) کی بجائے (ہویا سی) درج ہے۔

Marfat.com

تشریح : اس بیت میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ نے مقامِ احدیت پر ادر فقیر کے مقام احدیت میں فنا ہو جانے پر روشنی ڈالی ہے ۔اسی موضوع پر ایک محقق (۱) لکھتے ہیں ۔ عبد حقیقی کا عمل یہی یافت وشہود ہے ، اسی یافت وشہود کا نتیجہ محویت فی الذات ہے یعنی جب تجرید نفسی کے ساتھ استغراق فی الحق ہو تو ہو الباطن کے آثار نمودار ہوتے ہیں ۔ یہ فنا فی الفنا کا مقام ہے 'محویت' ہے 'استرداد امانت' اب عبد نہیں رہتا ۔ اللہ ہی اللہ رہتا ہے ؎

ماند آں اللہ باقی جملہ رفت　　اللہ لیس فی الوجود غیر اللہ (۲)

مزید تشریح کرتے ہیں عقلاً و استدلالاً اول ذات کا باعتبار صفات جو تصور قائم کیا گیا اس کا نام احدیت رکھا گیا ۔ اسی کو 'بشرط لاشیٔ' سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ قل ہو اللہ احد میں سمجھا جاتا ہے کہ اسی طرف اشارہ ہے عملاً و شہوداً ۔ عروج علمی کے وقت عارف کی نظر عالم کثرت پر پڑتی ہے ۔ پھر تفصیل و تعدد سے اجمال کی طرف رجوع کرتی ہے ۔ کثرت میں وحدت (جو مرتبۂ اجمال ہے) کا ملاحظہ کرتی ہے ۔ جب عارف کو شہود وحدت میں استغراقِ تام ہوتا ہے تو اس پر ذات کی تجلی ہوتی ہے ۔ اور یہ تجلی مستہلک ہوتی ہے جس کی وجہ سے علم وشہود جو باعث امتیاز ہے فنا ہو جاتا ہے ۔ اور یہ غالب ہو جاتا ہے ۔ فانی زخویش ہو جاتا ہے ۔" (۳)

بالا عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ کس طرح احدیت کی تجلی سے ہر شے یا حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کی زبان میں 'از خود فانی ہو جاتا ہے اور وہاں آن و زمان کو مطلق دخل نہیں جس مقام پر علم وشہود کو فنا حاصل ہوتا ہے وہاں مقام واحدیت کے عشق اس کی کیفیات قرب' وصال کی گنجائش ہی نہیں رہتی ۔

اسی محقق کی زبان سے سنیے کہ کس طرح فقیر وحدت سبحانی کا عین راز ہو جاتا ہے ، کتاب و سنت سے یہ بات قطعی ثابت ہے کہ ذواتِ خلق ، ذاتِ حق کے غیر ہیں ، دونوں میں کلی غیریت ہے ، اور بدیہی ضدیت افغیر اللہ تتقون تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے سے ڈروگے (پ ۱۴ ع ۱۳۶) دینز

---

(۱) ڈاکٹر میر ولی الدین حیدرآباد دکن　(۲) ڈاکٹر میر ولی الدین - قرآن و تصوف - ص ۹۸

(۳) ڈاکٹر میر ولی الدین ، قرآن و تصوف ، ص ، ۱۱۵ - ۱۱۴

Marfat.com

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰه کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے (پ۲۲ ع ۱۳) سے اس کا ثبوت مل رہا ہے۔ باوجود اس غیریت کے ذواتِ خلق سے ذات حق کی معیت و اقربیت و احاطت، اولیت و آخریت، ظاہریت و باطنیت، یا صوفیائے کرام کی اصطلاح میں 'عینیت' بھی کتاب وسنت سے قطعی طور پر ثابت ہے (۱)

پھر لکھتے ہیں" ذات کے اعتبار سے ایک ہی جماعت ہوسکتی ہے اور وہ مقربین کی جماعت ہے یہ لوگ نہ صرف اللہ کا علم رکھتے ہیں بلکہ اللہ کو بھی رکھتے ہیں۔ ان پر سِرِّ معیت کھل گیا ہے (۲)

نیز یاد رہے یہ بیت سراسر توحید سے متعلق ہے اور تصوف کی اصطلاح میں اس مقامِ توحید کو توحید حقیقت کا مرتبہ تنزیہی کہا جاتا ہے جبکہ اس مقام میں جملہ کائنات کی ہستی انوار الٰہی کے پرتو میں ایسی فنا ہوجاتی ہے کہ سالک کی نظر میں (کسی چیز کا وجود سوائے ذاتِ ربانی نہیں رہتا) جب اس دریائے ناپیدا کنار کا شناور صفاتِ موجودات کی تجلیات سے فنا کلی حاصل کرلیتا ہے اور حدوث و امکان کی آلائش سے مجرد ہوجاتا ہے تو ایک موج دریائے ذات کی گہرائی سے سرِ خفی پر وارد ہوتی ہے جو عارف کو ورطہ عدم میں ڈال دیتی ہے۔ محو در محو اور فنا در فنا ہوجاتا ہے اس مقام میں نہ وجود نہ شہود اسم نہ مسمےٰ نہ قدم نہ عدم نہ فرش نہ عرش نہ اثر نہ خبر نہ علم نہ خود نہ علم حق غرضیکہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا ہے، لی مع اللہ وقت لایستعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل دریائے جمع الجمع میں مستغرق ہوجاتا ہے اس وقت من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے ؎

ہست از پس پردہ ایں صلائے منُ تو　　چوں پردہ برافتد نہ تو مانی و نہ من (۳)

اسی طرح رسالہ روحی میں حضرت سلطان باہو رب تعالےٰ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ فرمایا تو عین ہماری ذات ہے اور ہم عین تم ہیں اور حقیقت میں تم ہماری حقیقت ہو اور معرفت میں ہمارے واقف یار ہو۔ (۴)

---

(۱) ڈاکٹر میر ولی الدین، قرآن و تصوف، ص ۲۰ (۲) ڈاکٹر میر ولی الدین، قرآن و تصوف۔ ص ۱۸

(۳) مولانا سید گل حسن شاہ قلندر قادری۔ تذکرہ غوثیہ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ء ص ۱۳۸

(۴) فرمود تو عین ذاتِ ماہستی و ما عین تو ہستم و در حقیقت حقیقت ماہستی و در معرفت یارمائی سلطان باہو، رسالہ روحی مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۶

Marfat.com

الف اللہ صحی کیتوسے جداں چمکیا عشق اگوہاں ہو، (۱)
۴ راتیں دیہاں دیوے تاکھیرے نت کرے اگوہاں سوہاں ہو (۲)
اندر بھاہیں اندر بالن اندر دیوچ دھوہاں ہو (۳)
باھوشوہ تداں لدھیوسے جداں عشق کیتوسے سوہاں ہو (۴)

لغت : صحی : صحیح اگوہاں : اور آگے دیوے : دیتا ہے ۔
تاکھیر : تپش تاکھیرے : تیز تر
صحی کیتوسے : ہم نے پہچان لیا سوہاں : واقف
دھوہاں : دھواں بالن : ایندھن
شوہ : مالک ، محبوب ۔

ترجمہ : ا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو (اس وقت) پہچان لیا جب اور آگے (لیجانے والا) عشق (دل اور جان میں) چمکا ۔
۲ - (وہ عشق حقیقی) مجھے دن رات تیز تر تپش دے رہا ہے (اور راہ معرفت میں) روز بروز اور آگے (منزل) کا واقف بنا رہا ہے ۔
۳ - (اب میری یہ کیفیت ہے) کہ (میرے مَن کے) اندر ہی شعلہ ہائے آتش (عشق) بھی ہیں ۔ ایندھن بھی ہے اور دھواں بھی ۔
۴ - اے باہو ۔ ہم نے مالک (حقیقی) کو تب ہی پایا جب عشق نے (رسوم راہ) کا واقف کیا ۔

---

(۱) ل ۔ ب
(۲) ل
(۳) ل ۔ ب
ب ل میں (بھاہیں) کی بجائے (بھائیں) ہے
(۴) ل ، ک ،

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ اظہار فرماتے ہیں کہ عرفانِ حق اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کامل عشق تمام رسوم وراہ سے آگہی کر دیتا ہے پھر عشق کے راہ میں جن کیفیات اور واردات کا سامنا ہوتا ہے ان کو سوز باطن اور نت نئی آگہی کے نام سے ملقب فرماتے ہیں۔

شیخ اکبر (۱) کی زبان میں یہی بات سُنیئے تجلیات الٰہی کسی ایک حد پر ٹھہر نہیں جاتے وہ کل یومٍ ہو فی شان ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ کے متعلق علم بھی عارفین کے پاس کسی حد پر ختم نہیں ہوتا بلکہ ہر درجہ علم پر طالب زیادت رہتا ہے۔ مدینۃ العلم صلے اللہ علیہ وسلم پکارتے ہیں، ربِّ زدنی علماً، ربِّ زدنی علماً، خدایا مجھے علم دیتا چلا جا، نہ عارف کی طلب کی انتہا، نہ متجلی کی تجلیات کی اِنتہا۔ متناہی ظرفین کے پاس نہیں پھٹکتی۔ (۲)

خود حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں" بعض لقاً (دیدار) سے دن رات جلتے ہیں اور آہ آہ کرتے ہیں۔ ان المشتاق المدبرین ھل من مزید، یہ فرد توحید تجرید اور تفرید کے مراتب ہیں" (۳)

اسی طرح حضرت غوث الاعظمؒ (۴) فرماتے ہیں کہ "عام شوق اچھی چیز ہے۔ لیکن بہترین شوق وہ ہے جو مشاہدہ کے بعد پیدا ہو، اور دیکھنے اور سننے کے بعد بھی اس میں سستی اور سردی نہ آسکے، محبت سے زائل اور قرب سے دور نہ ہو، بلکہ دیدار و ملاقات کے ساتھ ساتھ ہر لحظہ بڑھتا رہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ شوق کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے اسباب و محرکات سے پاک ہو جائے یعنی اس سے حظ نفس مقصود نہ ہو کیونکہ مشاہدہ اسی وقت ہوتا ہے جب شوق حقیقی ہو اور پھر مشاہدہ ہی سے مشاہدے کا شوق بڑھتا چلا جاتا ہے۔ (۵)

---

(۱) محی الدین ابن العربی (۵۶۰ھ ـ ۶۳۷ھ)

(۲) محی الدین ابن العربی، فصوص الحکم، ص ۲۰۷

(۳) بعضے از لقائش شب و روز میشود دیدار آہ آہ ان المشتاق مدبرین ہل من مزید این است مراتب فرد توحید تفرید تجرید (سلطان باہوؒ، امیر الکونین، ص ۵۷)

(۴) سید عبدالقادر جیلانیؒ (۴۷۰ھ ـ ۵۶۱ھ)

(۵) ابوالعنیض قلندر علی سہروردی ـ الفقر فخری (در بیان تعلیم تقرب الی اللہ، ص ۲۴۴)

Marfat.com

اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ ایک اور مقام پر یوں فرماتے ہیں "درویش کو چاہیئے کہ ان مقامات میں سست ہو کر سکونت کسی مقام میں نہ کر بیٹھے آگے بڑھنا چاہیئے حدیث شریف میں ہے کہ اس کے پیاروں کے قلوب پر سکون حرام ہوتا ہے" (۱)

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ ترجمہ: اور کہہ اے رب میرے زیادہ دے مجھ کو علم (۲)

عشق کی اسی کارفرمائی اور حق کو پہنچنے کے جذبہ کامل کے بارے میں حضرت سلطان العارفین ایک مقام پر فرماتے ہیں ؎

سَیل بے رہبر بہ دریا میرساند خویش را
شوق چوں رہبر شود تا رہبری درکار نیست (۳)

(۱) در مقام تجلیات ساکن مباش و غرہ مشو، پیشتر باید رفت قال علیہ السلام السکون حرام علی قلوب اولیائہ۔ سلطان باہو: عین الفقر (شرح فقیر نظام الدین)

(۲) (طٰہٰ - ۱۱۴) قرآن مجید عکسی، مترجم، ترجمہ شاہ رفیع الدین، تاج کمپنی، ص ۳۸۵

(۳) سلطان باہو عقل بیدار، ترجمہ اردو، چنن الدین ۱۹۷۰ - ص ۱۱

Marfat.com

الف ۵ ایہہ دنیاں زن حیض پلیتی کتنی ململ دھودن ہو (۱)
دنیاں کارن عالم فاضل گوشے بہہ بہہ رودن ہو (۲)
جیندے گھر وچ بوہتی دنیاں اوکھے گھوکر سودن ہو (۳)
جنہاں ترک دنیا تھیں کیتی باھوؒ واہندی نکل کھلوندن ہو (۴)

لغت : دنیاں : دنیا
پلیتی : پلیدی ، ناپاکی
بہہ بہہ : بیٹھ بیٹھ کر
اوکھے : مشکل سے، دشواری سے
گھوک : اطمینان کی نیند
واہندی : بہنے والی ندی
بوہتی : زیادہ ، وافر ،

ترجمہ: ۱- یہ دنیا (جو کہ راہ حق سے باز رکھے ہے) (خواہ) اسے کتنا ہی مل مل کر دھوئیں زن حیضہ جیسی پلید ہی ہے
۲- حصول مال وزر اور دنیا کے عز وجاہ کے لئے (کئی) عالم و فاضل (بھی) (ریاضت وچلہ کشی) کے گوشوں میں بیٹھ بیٹھ کر روتے ہیں۔
۳- (یہ امر مسلم ہے کہ) جس کے گھر میں (مال و دولت) جس قدر زیادہ ہو (وہ اس کی حفاظت و انتظام کے علاوہ اس کی آلودگیوں میں مبتلا ہو کر) آرام کی نیند بھی مشکل سوتے ہیں؛
۴- اے باہو (جن عارفان صادق نے مقصد حیات کو سمجھ کر خواہشات دنیا سے ترک کر لی ہے وہ (اس دنیا کے بہتے ہوئے) دریا سے (بعافیت) نکل کر (پار ہو گئے)

---

(۱) ل = ب د (بکتنی) کی بجائے (کیتی) درج ہے (۲) ل - ل ک
(۳) ب ل = ا میں یوں ہے : جیندے گھر وچ بوہتی دنیا اوکھے ہو کر سودن ہو
ب د میں یوں ہے - دنیا کارن خلقت ساری ہک پل سکھ نہ سوندے (۴) ا
* بمطابق ل ج بیت یوں ؎ ایہ دنیا زن حیض پلیتی کائی ململ دھوندے ہو
دنیا کارن عالم فاضل گوشے بہ بہ رودندے ہو
دنیا کارن خلقت ساری ہک پل سکھ نہ سوندے ہو
جنہاں ترک دنیا دی کیتی باہو اوہ کدھیاں چڑھ کھلوندے ہو

Marfat.com

تشریح : قولہٗ تعالیٰ ، کہ دنیا کی متاع قلیل ہے (۱) اور ایک بار ابلیس نے حضرت غوث الاعظم (۲) سے کہا درم دینار میری متاع قلیل ہے اور متاع قلیل عورت کے حیض آلودہ کپڑے کے ٹکڑے کو بھی کہتے ہیں اور پھر کہا اے پیر اہل ہوا اور اہل دنیا چاہے عالم فاضل ہو یا متقی یا جاہل فقیر پارسا ہو وہ سب میرے طالب ہیں (۳) چونکہ مقصود حیات عرفان حق ہے نہ کہ عیش حیات اس لئے انسان جب ہوس دنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس سے سرکشی، انانیت، فرعونیت، حرص و ہوا اور تساہل وارد ہوتا ہے جو کہ عرفان حق میں مانع ہے ایسی حالت میں انسان مقصد حیات و عرفان ذات حق تعالیٰ کو بھول کر محض تن پروری میں مبتلا ہو جاتا ہے البتہ اگر مہمات و فراوانی دنیا کی بجائے محض معاش کا حصول ہو جو کہ عرفان ذات کے حصول کے لئے زندہ رہنے کا معاون ہے تو وہ یبتغون من فضل اللہ (۴) میں آجاتا ہے ۔ ایسے لوگ جنہوں نے دنیا کے دریا سے پیٹ بھر کر پی لیا ان کے پیٹ تو بنی اسرائیل کی طرح پھیل گئے ۔ ان کی تشنگی فرو نہ ہوئی اور تباہ ہو گئے اور جنہوں نے غرفہ یعنی ایک چلو پر اکتفا کیا وہ تندرست رہے صحیح و سلامت پار اترے اور انہوں نے جالوت (نفس) کافر پر فتح حاصل کی (۵) نیز حدیث شریف میں وارد ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے اور ترک دنیا تمام عبادتوں کی اصل ہے (۶) حافظ شیرازی بھی اس رائے میں دنیا کو ترک کر دینے کے بارے میں فرماتے ہیں :-

حضوری گر ہمی خواہی از و غائب مشو حافظ متی ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا (۷)

---

(۱) قل متاع الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقی (النساء ۷۷) تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کے لئے آخرت اچھی (قرآن عظیم، ترجمہ از شاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی، تاج کمپنی عکسی، ص ۱۴۴

(۲) حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی ، قصبہ جیل ، یکم رمضان ۴۷۱ ھ - ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ ھ ، بمطابق ترجمہ صوفیائے بنگال مولفہ اعجاز الحق قدوسی ۱۹۶۵ ، ص ۴۰ ، ۳۹

(۳) درم دینار متاع قلیل من است و متاع قلیل پارچہ حیض آلودہ زن را نیز گویند - یا پیر دستگیر اہل ہوا و دنیا خواہ عالم فاضل باشد و خواہ جاہل فقیر تقویٰ باشد طالب من (لشکریہ سلطان باہو، گنج الاسرار مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۱)

(۴) وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ (المزمل ۲۰) اور کچھ زمین میں سفر کریں گے اللہ کا فضل تلاش کرنے (قرآن عظیم عکسی ترجمہ شاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی، تاج کمپنی، ص ۹۱۹

(۵) فلما فصل طالوت بالجنود ..... تا ..... واللہ مع الصابرین (البقرہ - ۲۴۹)
پھر جب طالوت لشکروں کو لیکر شہر سے جدا ہوا بولا بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پیئے وہ میرا نہیں اور جو نہ پیئے وہ میرا ہے مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے ، تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے ، پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے ، بولے (باقی ص ۸۶ پر

Marfat.com

الف الست بربکم سُنیا دل میرے نِت قالوُ بلےٰ کوکیندی ہو (۱)
ب حب وطن دی غالب ہوئی ہک پل سَوݨ نہ دیندی ہو (۲)
قہر پوے تینوں رہزن دنیا توں تاں حق دا راہ مریندی ہو (۳)
عاشقاں مول قبول نہ کیتی باھوُ توڑے کرن زاریاں روندی ہو (۴)

لغت : نِت : ہر روز ہمیشہ — کوکیندی : بآوازِ حزیں پکارتی ہے
مریندی : مارتی ہے — مُول : ہرگز
توڑے : چاہے ، گر ، اگرچہ

ترجمہ : ۱-(ازل کے روز جب اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح کو خطاب فرمایا) تو میرے دل نے اُلستُ بربکم سنا (جب سے مسلسل میری روح) "قالو بلیٰ" (بآواز حزیں) پکار رہی ہے۔
۲-(عالم اجسام میں وارد ہو کر اور سفر دنیا میں مبتلا ہو کر اب میری روح پر) وطن (اصلی) عالم بقا کی محبت غالب ہو گئی ہے (اور اسقدر بیقراری اور تڑپ ہے کہ وہ محبت) مجھے ایک لمحہ بھی سونے نہیں دیتی
۳-اے رہزن دنیا تجھ پر قہر پڑے کیونکہ تو تو راہ حق کی راہزن ہے۔
۴-اے باہو (یہ دنیا اگرچہ ہزارہا حیلہ دفن بنا کر اور) گریہ وزاری کر کے (اپنے پر فریفتہ کرنا چاہتی ہے (لیکن) عشاق (ذات الٰہی جنہوں نے آواز الست بربکم سنی اور جواب میں قالو بلیٰ کہا انہوں) نے اسے ہرگز ہرگز قبول نہیں کیا۔

بقیہ از صفحہ ۷۶ : ہم میں آج طاقت نہیں جالوت اور اس کے لشکروں کی بولے وہ جنہیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا کہ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔
قرآن عظیم مکسی ترجمہ شاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی ۔تاج کمپنی ۔ص ۶۶

(۱) حب الدنیا راس کل خطیئۃ وترک الدنیا راس کل عبادۃ ربشکریہ سلطان باہو ، محبت الاسرار ص ۶
(۲) کلیات حافظ ۱۳۲۷ ش ، غزل اول ص ۳

---

(۱) ر ، ۵ — (۲) ل ، ب ، ۵
(۳) ل ، ل ک — (۴) ل ۵

Marfat.com

تشریح چوں بگوش جاں رسد بانگِ الست از بلیٰ گفتن مکن کوتاہ دست (۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا الست بربکم (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں) تو اس پر تمام ارواح کہتہ دمہتہ نے کہا، بلیٰ (یعنی ہاں بے شک تو ہمارا رب ہے) لیکن بعض روحیں بعد از اقرار بلیٰ کہنے سے ناخوش و پشیمان ہوئیں پس یہ روحیں کافروں مشرکوں اور منافقوں اور کاذبوں کی ہوئیں اور بعض روحیں آواز الست سے قالو بلیٰ کے بعد خوش و خرم ہوگئیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارواح سے فرمایا جو چاہتے ہو مانگو تاکہ میں عطا کروں، تمام روحوں نے کہا اے خدا ہم تم سے تمہیں کو مانگتے ہیں پھر اللہ تعالےٰ نے بائیں جانب دنیا، زیب و زینت آرائش دنیا اور دنیا کا تماشا روحوں کے سامنے پیش کیا۔ سب سے پہلے نفس امارہ کی توفیق سے شیطان دنیا میں داخل ہوگیا اور جیسے ہی دنیا میں پہنچا اس نے بلند آواز سے چوبیس آوازیں بلند کیں، دس حصہ ارواح میں سے نو حصہ ارواح یہ آوازیں سن کر شیطان کے گرد جمع ہوگئے ..... شیطان کی متابعت کرنے والے دنیا کے مرتبوں کو پہنچے اور انہیں پسند کرلیا، دنیا دنیا میں غرق ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الآن کما کان۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تذل من تشاء الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء (شیطان تنگدستی کا وعدہ دیتا ہے اور مکر و معصیت کا) اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کا وعدہ فرماتا ہے۔ باقی دسواں حصہ ارواح کا دست بستہ کھڑا تھا اللہ تعالیٰ نے ان سے مہربانی اور کرم سے خطاب فرمایا کہ اے ارواح بتاؤ کیا چاہتے ہو تاکہ تمہیں عطا کیا جائے انہوں نے عرض کیا اے خدا ہم تجھ سے تجھ کو ہی چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف سے بہشت حور و قصور کو دکھایا ان ارواح میں سے بھی نو حصہ ارواح بہشت میں داخل ہوگئے، پہلے وہ ارواح جو بہشت میں داخل ہوئیں اہل تقوےٰ تھے، اہل صفا نے تقوےٰ کی اذان دی جس سے تمام متقی تقوےٰ کی آواز سن کر بہشت میں جمع ہوگئے اور شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر غالب آگئے، جن میں عالم فاضل متقی اور پرہیز گار لوگ تھے، ارواح کا باقی ایک حصہ روبرو کھڑے رہے ان کے کانوں پر نہ آواز دنیا نے اثر کیا اور نہ انہوں نے عقبےٰ سے محبت کا اظہار کیا وہ ارواح غرق فنا فی اللہ بقا باللہ مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی مطابقت سے عارف باللہ ہوئے۔ ان کے بارے میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ نے فرمایا ہے:

---

(۱) فریدالدین عطار، منطق الطیر، مطبوعہ مبارک علی لاہور، ص ۲۴۳

Marfat.com

لفقر فخری والفقر منّی (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے ، یعنی فقر میری سنّت) اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے : الدّنیا حرام علیٰ اھل العقبیٰ ، والعقبیٰ حرام علیٰ اھل الدنیا والدنیا والعقبیٰ حرام علیٰ طالب المولیٰ (صاحبِ عقبیٰ پر دنیا حرام ہے اور اہلِ دنیا پر عقبیٰ حرام ہے اور طالب مولیٰ پر دنیا اور عقبیٰ دونوں حرام ہیں) اور نبی مکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ، من لہ المولیٰ فلہ الکل (جس کا مولیٰ ہے اس کا سب کچھ ہے) (۱)

پھر حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں ، حب الوطن من الایمان (یعنی حدیث شریف میں ہے کہ وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے) اس سے مراد وطن ازل ہے علماً کو بہشت کے درجوں کی امید ہے اور فقرا کے لیے منزل اور مقام حرام ہے ۔ کیونکہ انہوں نے ازل سے ابد تک کا احرام باندھا ہوا ہے ان کے لیے دیدار ہی حج ہے ۔ (۲)

پھر فرمایا ، حدیث : ترکُ الدنیا رأس کل عبادۃٍ وحب الدنیا رأس کل خطیئۃٍ ، (دنیا کا ترک کرنا تمام عبادتوں کا سر ہے اور دنیائے دُوں کی چاہت میں ہونا تمام گناہوں کا سر ہے) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا علیہم السلام نے اس ملعون دنیا کے بارے میں اسی طرح فرمایا ہے (۳)

نیز عشاق ذات نے کس طرح دنیا کو ٹھکرا دیا ہے اس بارے میں ایک مقام پر حضرت سلطان العارفین نے فرمایا "جو فقیر عالم عارف باللہ اولیاء اللہ تلمیذ الرحمٰن ہوتا ہے وہ نفس شیطان پر غالب ہوتا ہے دنیا اس کے پیچھے سرگردان اور پریشان ہوتی ہے ، دنیا چاہے جس قدر عجز و انکسار کے ساتھ التماس کرتی ہے لیکن وہ اسے قبول نہیں کرتا ۔" (۴)

بیت کے آخری مصرعہ کی مناسبت میں ایک واقعہ قابل ذکر ہے کہ کس طرح عشاق کی زندگی

---

(۱) اللہ تعالیٰ فرمود است بر یکم ..... تا ..... فلہ الکل (سلطان باہو ، کلید التوحید ، ص ۱۵ تا ۱۹ تلخیص ، مکتوبہ ۱۳۰۶ھ

(۲) حدیث حب الوطن تا ..... حج تمام است (سلطان باہو ، محبت الاسرار ، ص ۲۱ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

(۳) حدیث ترک الدنیا ..... تا ..... ہمچنیں فرمودند (سلطان باہو ، گنج الاسرار ص ۲۰) مکتوبہ ۱۳۰۶ھ

(۴) فقیر عالم عارف باللہ ..... تا ..... قبول نشود (سلطان باہو ، امیر المومنین ، ص ۶۹) مکتوبہ ۱۳۳۲ھ

Marfat.com

کے دامن کو دنیا آلودہ کرنا چاہتی ہے مگر یہ عشاق ہر حالت میں دنیا سے اپنا دامن محفوظ رکھتے ہیں امام احمد بن حنبل (۱) کو جب معتصم باللہ (۲) کے زمانۂ خلافت میں طرح طرح کی ایذائیں پہنچائی گئیں تو خلیفہ متوکل (۳) نے اپنے دور خلافت میں آکر سب سے پہلے امام صاحب کی دلجوئی کی تدبیریں کیں تاکہ گذشتہ واقعات کی تلافی ہو۔ اس مقصد کے لئے متوکل نے ایک لاکھ درہم خدمت میں بھجوائے تو امام صاحب نے فرمایا "یا اللہ یہ معاملہ تو میرے لئے اس سے بھی زیادہ سخت ہے، وہ تو دین کا فتنہ (آزمائش) تھا اور یہ دنیا کا فتنہ ہے۔ یہ سکے کوڑوں سے زیادہ ضرر رساں ہیں (۴)

اس ضمن میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں فقر روشنضمیر اور بہ دو جہان پر غالب ہوتا ہے۔ وہ معرفت اللہ نور ذات کی تجلیات کے مشاہدہ میں اس قدر غرق رہتا ہے کہ اگر اس کو ملک سلیمانی پیش کیا جائے تو اسے ہرگز قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا باطن مثل اس مرد کے ہے جس کا دل دنیا، اہل دنیا اور سیم و زر سے سرد رہتا ہے"۔ (۵)

خلاصۂ کلام ابوسعید ابوالخیر (۶) نے کیا خوب فرمایا:

دنیا جم را و قیصر و خاقاں را — دوزخ بد را و بہشت مر نیکاں را
تسبیح ملک را و صفا رضواں را — جاناں ما را و جان ما جاناں را (۷)

---

(۱) حضرت امام احمد بن حنبل (وفات ۲۴۱ھ۔ بغداد)

(۲) المعتصم باللہ (خلافت ۲۲۷ھ — ۲۸۱ھ)

(۳) المتوکل (۲۳۲ھ خلافت)

(۴) بشکریہ سیارہ ڈائجسٹ۔ قرآن نمبر، لاہور، نومبر ۱۹۶۹ ص ۱۴۶)

(۵) فقر روشنضمیر بر ہر دو جہاں امیر ..... تا ..... دل او سرد است (سلطان باہو علیہ الرحمۃ کلید التوحید)

(۶) حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر، خاوران، خراسان۔ وفات ۴۰۶ھ (مطابق تذکرۃ الکرام مؤلفہ شاہ محمد کبیر ابوالعلا دانا پوری)

(۷) بشکریہ سید گل حسن شاہ قادری "تذکرہ غوثیہ"، مرتبہ ۱۹۸۴ء۔ ص ۱۶۹

Marfat.com

الف ایہو نفس اساڈا بیلی جو نال اساڈے سِدّھا ہو (۱)
زاہد عالم آن نوائے جتّھے ٹکڑا ویکھے تھدّھا ہو (۲)
جو کوئی اسدی کرے سواری اس نام اللہ دا لدھا ہو (۳)
راہ فقر دا مشکل باھوؒ گھر مانہ سیرا ردّھا ہو (۴)

لغت : ایہو : یہی
بیلی : دوست ، ساتھی
نال : ساتھ
اساڈے : ہمارے
نوائے : جھکائے
جتھے : جہاں کہیں
تھدّھا : روغن ، گھی ، مرغن
لدّھا : ڈیا ، حاصل کیا
رِدّھا : پکایا
ما : ماں ، والدہ

ترجمہ ۱- یہی نفس (جو کہ مطمئنہ ہوکر) ہمارا ساتھی ہے اور ہمارے ساتھ راہِ راست پر ہے
۲- (اسی نفس نے بصورت امّارگی) زاہدوں اور عالموں کو (حریص) نظر سے چرب نوالے (کے در پر) لا جھکایا ہے۔
۳- جس (مرد کامل نے) (نفسِ امارہ پر) سوار ہوکر (اسے مطمئنہ بنالیا) اس نے اسم اللہ ذات (کی تجلیات کی معرفت) کو پالیا۔
۴- اے باہو۔ فقر کے راستہ میں مشکل (مراحل و منازل) ہیں (یہ کوئی) اماں جی کا گھر میں پکا ہوا (نرم نرم) حلوہ نہیں ہے (کہ بآسانی کھا لیا جائے)

---

(۱) ز
(۲) ا
ب
(۳) ا
(۴) ب ، ذ

Marfat.com

تشریح : بیت میں اصلاح نفس کی تلقین بڑے موثر انداز میں فرمائی گئی ہے۔ جس کے بارے میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں۔ جس نے اپنے نفس کی خواہشات سے قطع تعلق کرلیا وہ خدا تعالیٰ کی معرفت کو پالیتا ہے۔ (۱)

پھر فرمایا جو شخص اپنے نفس کو زیر پائے نہیں رکھتا اور نفس کے گھوڑے پر سوار نہیں ہوجاتا تو اس کے لئے محال ہے کہ ان باطنی مراتب پر پہنچے۔ اگرچہ ظاہر میں تمام عمر ریاضت کرے بے سود ہوگا۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ینامُ عَیْنی ولا ینام قلبی (بمطابق تمام صحاح ستہ ومشکوٰۃ) یعنی حضور کی چشم تو سو جایا کرتی تھی لیکن قلب کو نیند نہ آتی تھی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مِعْراج الفقراء لیلۃ الفاقہ (فقرا کی معراج فاقہ برداشت کرنے والی رات ہوتی ہے (۲)

اسی عنوان میں منقول ہے کہ سیدنا عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ آخرت کو اپنا راس المال مقرر کر اور دنیا کو اس کا نفع سمجھ۔ پہلے اپنے وقت کو آخرت حاصل کرنے میں خرچ کر اور آخرت کو دنیا سے بیچ ڈالنے والا نہ بن، اور نہ اپنے نفس کا غلام اور گھوڑا ہو، کیونکہ تجھے اس پر سوار ہونے اس کی اصلاح کرنے، اس کو نرم کرنے اور اس پر سوار ہوکر زاد آخرت جمع کرنے کا حکم ہوا ہے۔ (۳)

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ اے جان آرام پکڑنے والی پھر جا طرف پروردگار اپنے کے خوش ہے تو پسند کی گئی۔ پس داخل ہو بیچ بندوں میرے کے اور داخل ہو بیچ بہشت میری کے (۴) پس جب نفس مطمئنہ نے جگہ لے لی اور نفس امارہ کو محکوم کر دیا گیا تو گویا قرب خداوندی کی ساعت آگئی۔ اسی موقعہ کیلئے ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے نفس کو چھوڑ اور آجا (۵)

آخر میں راہ فقر کی مشکلات کا اظہار کیا گیا ہے جس کے متعلق اسی ہی انداز میں ایک اور مقام پر حضرت سلطان العارفین نے فرمایا، فقیری تو پر درد و پرغم رہنا ہے ماں اور خالہ کے گھر میں بیٹھ کر حلوے مانڈے کھانا نہیں (۶)

---

(۱) ہر کہ قطع کند از نفس ہوا دریابد معرفت خدا (سلطان باہو، کلید التوحید، ص ۹) مکتوبہ ۱۳۰۶ھ

(۲) ہر کہ ہوا نفس را زیر پائی ندید ..... تا سود ندارد (سلطان باہو، کلید التوحید، ص ۱۰) مکتوبہ ۱۳۰۶ھ

(۳) ابوالفیض قلندر سہروردی - الفقر فخری ص ۱۳۱

(۴) یا ایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (الفجر ۲۷ تا ۳۰)

(باقی بر صفحہ ۸۶)

Marfat.com

الف ۸ ازل ابدنوں صحی کیتو سے ویکھ تماشے گزرے ہو (۱)
چوداں طبق دلیندے اندر آتش لائے حجرے ہو (۲)
جنہاں حق نہ حاصل کیتا اوہ دوہیں جہانیں اجڑے ہو (۳)
عاشق غرق ہوئے وچ وحدت باھو ویکھ تنہاندے مجرے ہو (۴)

لغت : صحی : صحیح
حجرے : ڈیرے
چوداں طبق : ساری کائنات
دوہیں : دونوں
مجرے : خوارق عادات۔ ناممکن کا باحسن سرانجام دینا
اجڑے : برباد ہوئے

ترجمہ : (ہم نے تخلیق کائنات کے) گزرے ہوئے تماشے دیکھ کر ازل وابد کو بخوبی پہچان لیا
۲- (وحدت الوجود ایسا ایٹم ہے جس سے) ساری کائنات (میرے) دل کے اندر (سمٹ گئی ہے)
(اور اس میں) آتش (عشق الٰہی) نے (مستقل) ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔
۳- جنہوں نے (عرفان) حق حاصل نہ کر لیا وہ (بے نصیب) (مقصد حیات سے محروم رہ کر) دنیا وآخرت میں برباد رہے۔
۴- اے باہو (عارفان ذات) کی خوارق عادات تو دیکھئے (وہ) عشاقِ (ذات) تو (دریائے) وحدت (ذات) میں غرق ہو کر (عین ذات بن گئے ہیں)

---

(۱) ا، ب، ہ
(۲) ا، ب، ہ، ع، ذ
(۳) ا، ب، ذ
(۴) ا، ذ، ب،

Marfat.com

تشریح : از ازل تا ابد بینی بایک نظر تا شوی عارف خدا ثانی خضر (۱)

جو عارف باللہ اور خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح فقیر کا من میں وہ ازل سے ابد تک کے جملہ حالات کو ایک نظر میں دیکھ لیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ : اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوٰت والارض وما خلق اللہ من شیءٍ کیا نہیں نظر کرتے بیچ بادشاہی آسمانوں کے اور زمین کے اور جو کچھ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے کسی چیز سے (۲) یقیناً آیۂ کریمہ کا مصداق فقیہ کامل کو حاصل ہے جو ازل سے ابد تک کی تخلیقات پر نظر رکھتا ہے اور تمام کائنات کا نظارہ اپنے دل کی گہرائیوں میں کر لیتا ہے :

غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (۳) حضرت امام حسنؓ (۴) نے جبکہ آپ کی عمر بارہ برس کی تھی حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ (۵) سے سوال کیا کہ آپ کے دل میں کس کی محبت ہے فرمایا کہ تمہاری پھر پوچھا کہ بھائی حسینؓ (۶) کی فرمایا کہ ان کی بھی پھر پوچھا کہ اماں جان کی فرمایا کہ ہاں ان کی بھی پھر پوچھا کہ نانا جان کی فرمایا کہ ہاں ان کی بھی۔ پھر پوچھا کہ اللہ میاں کی فرمایا کہ ہاں ان کی بھی تب حضرت امام حسنؓ بولے کہ ابا جان آپ کا دل ہے یا کوئی مسافر خانہ ہے، حضرت علیؓ نے ان کو چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا کہ بیٹا تم سچ کہتے ہو محبت ایک کی ہی رہیگی (۷) پھر فرمایا اے میرے فرزند تیرا فکر تجھ میں تیرے لیے کافی ہے تیرا درد اور تیری دوا تجھ میں ہے، کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں، تو ام الکتاب ہے

---

(۱) سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور، ۱۹۶۸ء، ص ۵۹ - (۲) پ ۹ ع ۱۳

(۳) سید غوث علیشاہ قادری۔ ولادت ۷ دسمبر ۱۸۰۴ء وفات ۲۵ فروری ۱۸۸۱ء پانی پت (سنین مطابق تذکرہ غوثیہ مولفہ سید گل حسن قلندر قادری۔ ص ۰۰، ۵۰۴)

(۴) امام حسنؓ۔ عہد خلافت ۰۰ ھ۔ شہادت ۴۰ ھ مطابق تاریخ اسلام جلد دوم۔ مولفہ عبدالرحمن شوق مطبوعہ لاہور ص ۴۹۶

(۵) حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، مدینہ وفات ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ ہجری

(۶) حضرت امام حسین علیہ السلام، کربلا۔ وفات ۶۱ ہجری (سن مطابق تذکرۃ الکرام مولفہ سید شاہ محمد کبیر بن علاء الدین اناپوری)

(۷) مولانا شاہ گل حسن قلندر قادری۔ تذکرہ غوثیہ شجرہ معرفت، محررہ جون ۱۸۸۴ء۔ تجلی برقی پریس دہلی۔ ص ۲۳۱۔

Marfat.com

اے میرے فرزند تو ایک چھوٹا جسم ہے اور تیرے اندر ایک بڑا جہان ہے (۱) گویا اسی جہان میں اپنی ذات پر غور کرنے سے ذاتِ حق کا قرب اور رازِ کائنات کو پایا جا سکتا ہے اگر اس دنیا میں بے مقصد اور بے فکر زندگی گذرے گی تو آخرت میں بھی مقصود نہ ملے گا۔

قولہ تعالیٰ : ومن کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا اور جو کوئی ہے بیچ اس دنیا کے اندھا پس وہ بیچ آخرت کے اندھا ہے اور بہت کھویا ہوا ہے راہ (۲) عطار کیا خوب کہتے ہیں۔

ہر کہ ایں جا ندیدہ محروم است　　در قیامت ز لذتِ دیدار (۳)

جس نے یہاں حق کو نہ دیکھا وہ قیامت کے دن بھی دیدار کی لذت سے محروم رہا۔ یہی فکر ذات عشاق کا کام ہے جس کے بارے میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل کے حالات معلوم کرنا نجومیوں کا کام ہے۔ فقیر وہی ہے جو نورِ محمدی لازوال میں مستغرق رہے اور نور فی اللہ اور کل الوصال میں مستغرق رہے۔ (۴)

جب حضرت منصور حلاج (۵) کی خاکستر میں سے صدائے انا الحق آتی تھی اس وقت ایک عاشق آیا اور کہا کہ اب تو حق ہے پھر انا الحق کہنا کیا ضرور ہے کہتے ہیں اس کے بعد آواز بند ہو گئی (۶)

اسی طرح عشاق ذات کے خوارق عادات بیشمار ہیں یہ خوارق عادات اسرار الٰہی ہوا کرتے ہیں جیسے کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہا ہم نے اے آگ ہو جا تو ٹھنڈی اور سلامتی اوپر ابراہیم کے (۷)

---

(۱) یا ولدی فکرک فیک یکفیک داءک ودواءک فیک لیس شیء خارجا منک انت ام الکتاب یا ولدی انت جسم صغیر وفیک عالم اکبر (بشکریہ تذکرہ غوثیہ شجرہ معرفت، محررہ جون ۱۸۸۴ء مطبوعہ تجلی برقی پریس دہلی، مولفہ مولانا شاہ گل حسن قلندر قادری، ص ۲۳۱)

(۲) بنی اسرائیل ۷۲

(۳) شیخ فریدالدین عطار قصیدہ (بشکریہ تذکرہ غوثیہ مولفہ مولانا شاہ گل حسن قلندر قادری محررہ جون ۱۸۸۴ ص ۱۶۵)

(۴) سلطان باہو، توفیق الہدایت، ترجمہ اردو، چشتی الدین لاہور ۱۹۶۸ء ص ۹۷

(۵) شیخ منصور حلاج، وفات ۳۰۵ھ (سن مطابق تذکرۃ الکرام، مولفہ شاہ محمد کبیر ابو العلا دانا پوری)

(۶) شاہ گل حسن قلندر قادری تذکرہ غوثیہ محررہ ۱۸۸۴ مطبوعہ تجلی برقی پریس دہلی۔ ص ۲۰۳-۲۰۴

(۷) قلنا یا نار کونی بردا وسلما علیٰ ابراھیم (الانبیا۔ ۶۹)

Marfat.com

یاد رہے یہ بیت توحید معرفت سے متعلق ہے۔ اس کو توحید ازلی قدیمی اور الٰہی بھی کہتے ہیں "جس وقت عارف کامل مقامات و مراتب سیر الی اللہ و فی اللہ و مع اللہ سے عروج کرکے مقام عین الجمع و جمع الجمع میں پہنچتا ہے جو کہ انتہائی مراتب توحید سے ہے اس وقت اپنے آپ کو عدم محض پاتا اور خودی سے بیخود ہو جاتا ہے جیسا کہ پیش از ترکیب اجزائے جسمی بصور اعیانِ ثابتہ علم قدیم میں موجود تھا اسی حالت کا بیان ہے۔" (۱)

(بقیہ از صفحہ ۸۲) (۵) دع نفسک وتعال (بشکریہ سلطان باہو، محبت الاسرار، ترجمہ اردو، چشتی لدین لاہور، ص ۲، ۱۹۹۶ء)

(۶) فقیری پر دردکشا نہ حلوا خوردن در خانہ، در رخانہ (سلطان باہو عین الفقر، شرح نظام الدین، ج ۲، ص ۵)

---

(۱) بشکریہ مولانا گل حسن، تذکرہ غوثیہ ۱۸۸۴ء، ص ۱۳۸

Marfat.com

الف اندر ہوتے باہر ہوا یدم ہو دے نال جلیندا ہو (۱)
ب ہو داداغ محبت والا ہر دم پیا سڑیندا ہو (۲)
ج جتھے ہو کرے رُشنائی چھوڑ اندھیرا دیندا ہو (۳)
بَیں قربان تنہاں توں باھوؒ جہڑا ہو نوں صحی کریندا ہو (۴)

لغت : جلیندا : رہ رہا ہے۔ سڑیندا : جلاتا ہے
کریندا : کرتا ہے۔ رشنائی : روشنائی

ترجمہ : میرے اندر بھی ہُو ہے اور باہر بھی ہُو ہے (یعنی وہی ذاتِ واحد دل و جان کے اندر و باہر جلوہ گر ہے) بَیں ہُو کے ساتھ ہی زندگی بسر کر رہا ہوں۔

۲۔ ہُو نے (مجھے اپنی) محبت کا (درد) وداغ (عطا کیا ہے) جو کہ مجھے ہمیشہ نیا سوز بخش رہا ہے

۳۔ جہاں کہیں ہُو کی تجلی کارفرما ہوتی ہے تو وہاں اندھیرا (خواہ کفر و عصیان کا ہو یا نفس امارہ کا) چھوڑ جاتا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ میں (اس عارف کامل) کے قربان ہو جاؤں جس نے ہُو کا عرفان حاصل کر لیا

---

(۱) ل، ب د میں یوں ہے، ع اندر بھی ہوتے باہر بھی ہوا ہم ہو دے نال جلیندا

(۲) ل (۳) ل، ب، ب د،

(۴) ل، ب د میں یوں ہے۔ ع دوہیں جہان غلام تنہاندے باہو جہڑا ہو نوں صحی کریندا

* بعض درویشوں کا خیال ہے کہ اس بیت کے دو اولین مصرعے کالو شاہ ابن شیخ جنید جو حضرت سلطان العارفین کے ہمعصر اور معتقدین میں سے تھے کے کہے ہوئے ہیں حالانکہ کالو شاہ نے جو واقعی اسی انداز میں فی البدیہہ موقع کے مطابق مصرعے کہے یوں تھے ؎

اندر ہو باہر ہو باہو کتھ لبھیندا ہو داداغ محبت والا دم دم نال سڑیندا

یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ کالو شاہ نے حضرت سلطان العارفین کا یہ بیت پہلے سے سنا ہو اور وفور جذبات میں موقعہ اس بیت کے دو مصرعے ان کی زبان پر آئے ہوں (دیکھیے سلطان حامد مناقب سلطانی، ترجمہ اردو مطبوعہ چنن الدین ۱۹۴۱ء ص ۴۷)

Marfat.com

تشریح : تصوف کی اصطلاح میں بیت کا مصرعہ اول توحید طریقت کے مرتبہ توحید ذاتی سے متعلق ہے۔ یعنی وجود جملہ موجودات کو وجود باری تعالیٰ یقین کرنا اور موثر حقیقی و موجود اصلی ذات حق کے سوا دوسرے کو نہ جاننا۔ (۱) اور مصرعہ سوم توحید حقیقت کے مرتبہ آفاقی سے متعلق ہے " یعنی حق سبحانہ تعالیٰ موافق آیت اللہ نور السموات والارض (۲) عارف کی نظر میں متجلی ہوتا ہے اور وجود جملہ موجودات واحد نظر آتا ہے اس وقت حمد اوست کا نعرہ دل عارف سے نکلتا ہے۔ (۳)

خواجہ غلام فرید (۴) نے کیا خوب فرمایا ہے ؎ ہٹ میں رانجھن ہوئی۔ ویہا فرق نہ کوئی (۵)

اسی مقام کے لیے بھی خواجہ حافظ (۶) فرماتے ہیں ؎

میان عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز (۷)

آشکار (۸) کہتے ہیں ؎

---

(۱) مولوی گل حسن شاہ قلندر قادری ۔ تذکرہ غوثیہ ۔ مرتبہ ۱۹۰۴ ۔ ص ۱۳۶

(۲) ترجمہ : اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا (پ ۱۸ ع ۱۱)

(۳) مولوی گل حسن شاہ قلندر قادری ۔ تذکرہ غوثیہ ۔ مرتبہ ۱۹۰۴ ۔ ص ۳۷

(۴) خواجہ فرید چاچڑاں شریف ۔ (۱۲۶۱ھ ۔ ۱۳۱۹ھ) مطابق پنجابی ادب و تاریخ مؤلفہ شمیم احمد۔ مطبوعہ لاہور ص ۱۵۳

(۵) " اب میں خود محبوب بن محب و محبوب میں اب کوئی فرق نہیں رہا ۔ خواجہ غلام فرید ۔ اسرار فریدی (دیوان فریدی) مطبع خضر مجتبائی ملتان ۔ کافی نمبر ۲۶۷ ۔ ص ۲۱۶ ۔

(۶) خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی ۔ شیراز ۔ ۷۲۴ھ ۔ ۷۹۱ھ (بشکریہ کلیات حافظ شیرازی نجط علی شاہلیری ۔ مطبوعہ ۱۳۲۸ شمسی ۔ در شرح زندگانی حافظ ۔

(۷) خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی ۔ کلیات حافظ نجط علی شاہلیری ۔ مطبوعہ ۱۳۲۸ شمسی ۔ ص ۱۵۰

(۸) پیر سرمست تخلص آشکار ۔ مزار واقع درازان ضلع خیرپور سندھ نزد رانی پور شریف ۔ مصنف دیوان آشکار ۔ زہر نامہ (مثنوی) روزنامہ (مثنوی) قتل نامہ ۔ مرغ نامہ ۔ وحدت نامہ ۔ ولادت (۱۷۵۷ء) مطابق اردو انسائیکلوپیڈیا فیروز سنز لاہور ۔ ۱۹۶۸ ۔ ص ۸۰۰

Marfat.com

بہر سوئی بہر کوئی بہر جا یار می بینم
شعائے پرتوِ حسنش بدر دیوار می بینم (۹)

اور ماسوائے اللہ کو جلا دینا عشق کا خاصہ ہے - فرمان ہوتا ہے - العشق نارٌ یحرق ماسوا المحبوب (۱۰)
پھر فرمان ہوتا ہے لیخرجکم من الظلمٰت الی النور (۱۱) اور سیدنا غوث الاعظم رض (۱۲) نے فرمایا - کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے - خداوند تعالیٰ کی یاد سے دلوں کو روشنی حاصل ہوتی ہے اور خدا کے ذکر سے تاریکی و غفلت کا پردہ دلوں سے اٹھ جاتا ہے (۱۳)

پھر فرمان الٰہی ہوتا ہے اور کہو کہ آیا سچ اور گیا اور ناچیز ہوا جھوٹ اور مقرر جھوٹ ہے جانے جانے والا اور ناچیز ہونے والا (۱۴) اور آخر مصرعہ میں عرفان ذاتِ ھُو کی تلقین ہوتی ہے -

حدیث شریف میں آتا ہے کہ "جس نے اپنے نفس کو پہچانا - اس نے اپنے رب کو پہچانا - اور جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا اس نے اپنے رب کو بقا سے پہچانا" (۱۵)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ، اسم ھُو کی شرح میں فرماتے ہیں "یہ مرتبہ وصال سے یحیی و میت (۱۶) فنا کو بقا تک پہنچاتا ہے لیکن بقا کو فنا نہیں کرتا" (۱۷)

(۹) آشکار - دیوان آشکار - کلام ۱۹۶ - ص ۱۰۵ -
(۱۰) حدیث - بشکریہ سلطان باہوؒ - عین الفقر - شرح نظام الدین - حصہ اول - ص ۲۳
(۱۱) تو کہ نکالے تم کو اندھیروں سے طرف روشنی کی" (۲۲ ع ۳)
(۱۲) حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی - قصبہ جیل - ولادت یکم رمضان - ۴۷۱ھ - وصال ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ مطابق صوفیائے بنگال مولفہ اعجاز الحق قدوسی - لاہور - ۱۹۶۵ -
(۱۳) حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی - غنیۃ الطالبین - ص ۲۸۸
(۱۴) وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (بنی اسرائیل - ۸۱) تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر مطبوعہ ۱۳۵۸ھ لاہور ص ۲۹۵
(۱۵) من عرف نفسہ، فقد عرف اللہ من عرف نفسہ بالفناء فقد عرف ربہ بالبقاء - (بشکریہ سلطان باہوؒ توفیق الہدایت - ترجمہ اردو - چنن الدین ۱۹۶۸ - ص ۹۷
(۱۶) "جلاتا ہے اور مارتا ہے" - (۹ ع ۱۰) تفسیر موضع القران شاہ عبدالقادر مطبوعہ ۱۳۵۸ھ لاہور - ص ۱۵۸
(۱۷) حضرت سلطان باہو - توفیق الہدایت - ترجمہ اردو - چنن الدین - ۱۹۶۸ - ص ۱۰۱

Marfat.com

الف ادھی لعنت دنیاں تائیں تے ساری دنیاں داراں ہو (۱)

۱۰ جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لین غضب دیاں ماراں ہو (۲)

پیواں کولوں پتر کوہاوے بھبھڑ دنیاں مکاراں ہو (۳)

جنہاں ترک دنیاں دی کیتی باھو لین باغ بہاراں ہو ۔ (۴)

لغت : پیو : باپ پتّ : بیٹا

کوہاوے : ذبح کرائے بھبھڑ : جل جائے

لین : لیں گے

ترجمہ : (خدا تعالیٰ کی) آدمی لعنت (تو) دنیا پر ہے اور ساری لعنت دنیا داروں پر ہے ، جو عرفان حق سے

محروم ہو کر دنیا کی محبت میں مبتلا ہیں)

۲ ۔ جنہوں نے (متاع) دنیا (یعنی اپنا مال وجان) خوشنودی خدا و رسول کے لیے ، راہ حق میں صرف نہ کیا وہ (دنیا و آخرت میں) غضب کے سزاوار ہیں ۔

۳ ۔ اس دنیا کا یہ عام کردار ہے کہ (حرص وحسد میں مبتلا ہو کر) باپ سے بیٹے کو ذبح کرا دیتی ہے ۔ اے مکار دنیا ۔ خدا کرے تجھے آگ لگ جائے ۔

۴ ۔ اے باھو ۔ جن مردان کامل نے (محبت) دنیا کو قطعاً چھوڑ دیا وہ (مالک حقیقی سے قیامت کے دن) جنۃ تجری من تحتہا الانہار (کی عطا) لیں گے ۔

---

(۱) ہ

(۲) ب

(۳) د ، ب د ۔ (بھبھڑ کی بجائے) پھٹ (درج ہے)

(۴) اک

ہ

ب د ۔ (لین) کی بجائے (ہوسن) درج ہے

Marfat.com

تشریح : دنیادار معاشرہ میں ہر فساد کا باعث بنتا ہے ۔ حتیٰ کہ پیغمبروں کے ساتھ منافقت کرنے والے دنیادار ہی تھے ۔ قرآن شریف میں آتا ہے ۔ **وما نقموا** اِلّا ان اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ (۱) یعنی دشمنی نہ کی، منافقوں نے پیغمبر سے مگر اس واسطے کہ دولت مند کر دیا ۔ ان کو اللہ تعالےٰ نے اور پیغمبر اس کے نے فضل وکرم اپنے سے ۔

گویا ایسے لوگ جو حب دنیا رکھتے ہیں ان کے پاس دولت کی فراوانی انہیں ایمان سے دور لے جاتی ہے ۔

معراج کی رات حق تعالیٰ نے فرمایا ۔ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم، تجھے کون سی چیز ناپسند ہے تاکہ وہ تجھ سے دور کی جائے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا مجھے دنیا ناپسند ہے اسے مجھ سے دور کر دو ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لوگوں کو تو دنیا پیاری ہے اسے جان سے عزیز سمجھتے ہیں ۔ دنیا کی خاطر بیٹا باپ کو ہلاک کرتا ہے اور باپ بیٹے کو ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا ۔ وہ اندھے ہیں دنیا کی حقیقت سے واقف نہیں ۔ لیکن میں نے دنیا کو اچھی طرح دیکھا اور پہچانا ہے ۔ جس دن تو نے دنیا کو پیدا کیا اور آسمان اور زمین کے درمیان لٹکا دیا تو یہ دن رات فریاد کرتی تھی ۔ اے خدا مجھ پر اک نگاہِ رحمت کر ۔ لیکن تو نے کبھی اس پر نگاہِ رحمت نہ کی ۔ تو نے دنیا کو مچھر کے پر کے برابر عزت نہ دی ۔ اور کلام مجید میں بھی کہیں اس کی عزت کا ذکر نہ کیا ۔ (۲)

تقوےٰ کے بیان میں حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ " مال خدا کی راہ میں خرچ کرو اور باطل کاموں میں خرچ نہ کرو موجب حکم خداوند تعالیٰ کے وہ لوگ کہ خرچ کرتے ہیں فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ کنجوسی کرتے ہیں (۳)

(۱) قرآن حکیم (پ ۱۰ ۔ س ۹)

(۲) سلطان باہو ۔ جامع الاسرار ترجمہ اردو ص ۱۱) مطبوعہ لاہور چنن الدین

(۳) ان ینفق مالہ فی الحق ولا ینفقہ فی الباطل بقولہ تعالیٰ والذین اذا انفقوا لم یسرفو

Marfat.com

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ،، مال میرا مال ہے اور دولت مند لوگ میرے وکیل ہیں۔ اور علما و فقرا میرے عیال کی طرح ہیں۔ جس نے میرا مال میرے عیال پر خرچ کیا اس کا ٹھکانہ جنت ہے اور جس نے میرے عیال پر خرچ نہ کیا پس اس کے لیے آگ ہے ،، (۴)

تیسری صدی ہجری کے عظیم صوفی ذوالنون مصری (۵) کہتے ہیں ،، صوفی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سب کچھ چھوڑ کر خدا کو لیا ہے ،، (۶)

ولم یفتروا ، سیدنا عبد القادر جیلانی ۔ غنیۃ الطالبین ص ۴۰۲ ۔

(۴) المال مالی والاغنیاء و مالی والعلماء والفقراء بمنزلۃ العیالی من انفق مالی علی عیالی فلہ الجنۃ البقعۃ ومن لم ینفق مالی علی عیالی فلہ النار ، بشکریہ محک الفقر خورد سلطان باہو ۔ ترجمہ اردو ص ۹۳ ۔

(۵) ذوالنون مصریؒ وفات ۲۴۵ ہجری ۔

(۶) میروں لدین ۔ قرآن و تصوف ۔

Marfat.com

الف ایہہ دنیاں رن حیض پلیتی ہرگز پاک نہ تھیوے ہُو (۱)

ا ا جیں فقر گھر دنیاں ہووے لعنت اس دے جیوے ہُو (۲)

حب دنیاں دی رب تھیں موڑے ویلے فکر کیجیوے ہُو (۳)

سہ طلاق دنیاں نوں دیئے جے باہوؒ سچ پچھیوے ہُو (۴)

لغت : رن = زن ۔عورت — نہ تھیوے :- نہیں ہوتی

جیوے : زندہ رہنے سے — کیجیوے : کیا جائے

پچھیوے : پوچھا جائے — ویلے : بروقت

ترجمہ : یہ دنیا حائضہ عورت کی ناپاکی ہے جو کہ سرگز پاک نہیں ہوتی ۔

(۲) جس کا دعوےٰ ، فقر کا ہو اور اس کے گھر (میں) ، (معاش سے زیادہ متاع) دنیا کی بہتات ہو ، تو اس کے زندہ رہنے پر (خدا تعالیٰ کی) لعنت ہے ۔

(۳) دنیا کی محبت (میں یہ نقص ہے کہ وہ) (عرفان و اطاعت) رب سے روگردانی کراتی ہے ۔ اس لیے اس خطرہ کو ، بروقت فکر میں لانا چاہیئے ۔

(۴) اے باہو ۔ اگر سچ پوچھو تو (سالک کو چاہیئے کہ) اس (زن ناپاک) دنیا کو تین بار طلاق ہی دے دیوے ۔

---

(۱) ہ

(۲) ہ

(۳) ب

ذ

ش

(۴) ع

ب د میں یوں ہے ۔ ع سہ طلاق دنیانوں پے جے باہو سد پچھیوے ۔

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین اس چار بیتی میں دنیا کی مذمت میں فرماتے ہیں کہ دنیا کے پاک ہونے کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ یہ حق تعالیٰ (یعنی مقصود حقیقی) سے دور لے جاتی ہے۔ اس لیے اس نجس و ناپاک چیز کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ دراصل معاش سے زیادہ ساز و سامان کا رکھنا اور خدا تعالیٰ سے غافل ہو جانا ہی دنیا ہے۔ بقول رومی علیہ رحمۃ ؎

چیست دنیا از خدا غافل بودن نے قماش و نقره و فرزند و زن (۱)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "جان لے کہ اگر حب دنیا جو کے برابر بھی دل میں ہوگی تو چاہے روئے زمین کے تمام اولیائے کرام جمع ہو جائیں جب تک اس کے دل سے حب دنیا نہ اٹھ جائے معرفت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ راہ معرفت میں دل کی سیاہی زنگار اور کدورت مخل رہتی ہے۔ اس لیے کہ حب دنیا زہر قاتل ہے۔ دنیا ایمان کو کھاتی ہے اور زہر جان کو کھاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ دنیا کی محبت ایمان کو اس طرح کھاتی ہے جیسے لکڑیوں کو آگ کھا جاتی ہے۔ (۲) واضح رہے کہ ایک روز حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی گھر سے باہر تشریف لائے تو ابلیس کو دروازہ پر کھڑا پایا۔ فرمایا اے ابلیس تو یہاں کیوں کھڑا ہے۔ جاؤ۔ ابلیس نے کہا اے غوث الاعظم آپ کا غلام درم و دینار اندر لے گیا ہے۔ درم کے انتظار میں کھڑا ہوں۔ درم و دینار میری متاع قلیل ہے اور متاع قلیل عورت کے حیض آلودہ کپڑے کے ٹکڑے کو بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہہ دو دنیا کی متاع قلیل ہے (۳) جو کوئی درم و دینار سے محبت رکھتا ہے۔ اے پیر۔ وہ میری جان اور میرا بھائی ہے۔ اور شیاطین بیدین علیہ لعنت مجھ سے ہیں۔ حضرت پیر دستگیر اندر گئے اور درم و دینار اندر سے لا کر ابلیس کے حوالہ کیے ابلیس نے کہا اے پیر۔ اہل ہوا اور اہل دنیا چاہے عالم فاضل ہو یا فاضل یا متقی یا جاہل فقیر ہو یا پارسا ہو وہ سب طالب میرے ہیں۔ دنیا کا مرید میرا مرید ہے۔ دنیا کا غلام میرا غلام ہے۔" (۴)

حضرت سلطان العارفین نے پھر فرمایا "جس کی نظر میں دنیا اور اہل دنیا کی وقعت ہے وہ دونوں جہان میں ملعون طالب ہے۔ وہ درویش نہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ "ذکر الٰہی کے سوا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ملعون ہے۔" (۵)

اسی طرح حب دنیا کے نقصان سے متنبہ فرماتے ہوئے اسے ترک کرنے کے لیے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔ "حدیث شریف میں وارد ہے کہ، دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے اور ترک دنیا

Marfat.com

تمام عبادتوں کی اصل ہے (۶) پس جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی دنیا کی محبت ہے وہ اپنے تئیں شیطان کے سلسلے سے سمجھ لے۔

(ترجمہ بیت) اے باہو۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو تین طلاق دے دیں۔ جس نے دنیا کا خیال رکھا وہ قبول نہ ہوا۔ " (۷)

پھر فرماتے ہیں "محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ رحمۃ نے دنیا کو تین طلاق دیں اور اللہ تعالےٰ سے یگانگت پیدا کی" (۸)

نیز فرمان الٰہی ہوتا ہے۔ اور چھوڑ دے ان کو چھوڑ دینا اچھا (۹) یعنی خلق سے کنارہ کر لیکن لڑ جھگڑ کر نہیں سلوک سے۔

اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین نے ایک اور مقام پر فرمایا۔ جب میں نے اللہ جل شانہٗ کے مطالعہ سے قرآنی آیات اللہ تعالیٰ پڑھیں تو دنیا کو تین طلاقیں دے دیں۔ (۱۰)

---

(۱) جلال الدین رومی۔ مثنوی مثنوی مولانا روم مع شرح مولانا عبدالعلی بحر العلوم۔ نولکشور۔ ۱۲۹۳ھ۔ ص ۱۷

(۲) حدیث۔ الدنیا یاکل الایمان کما تاکل النار الحطب۔

(۳) قولہ تعالیٰ۔ قل متاع الدنیا قلیل۔۔ النساء۔ ۷۷)

(۴) بدانکہ اگر مقدار جو حب دنیا در دل داشتہ باشد ..... تا ..... مرید دنیا مرید من است و غلام دنیا غلام من است سلطان باہو۔ گنج الاسرار مطبوعہ ۱۳۱۶ھ۔ ص ۱۱۔ ۱۲۔

(۵) حدیث۔ الدنیا ملعون وما فیھا الا ذکر اللہ تعالیٰ (سلطان باہو۔ محبت الاسرار ص ۱۴۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

(۶) حدیث۔ حب الدنیا راس کل خطیئۃ وترک الدنیا راس کل عبادۃ (سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ ص ۶۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

(۷) باہو سہ طلاقش داد دنیا را رسول۔ ہر کہ دنیا را نگہدارد آن نا قبول (سلطان باہو۔ محبت الاسرار ص ۶۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

(۸) محی الدین دنیا را دادہ سہ طلاق و اتفاق یگانگت با خدا شود۔ (سلطان باہو۔ توفیق الہدایت قلمی۔ مکتوبہ ۱۳۳۴ھ ص ۱۲۲)

(۹) واھجرھم ھجرا جمیلا (پ ۲۹ ع ۱۳)

(۱۰) سلطان باہو۔ بقول بیدار۔ ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۷۰۔ ص ۱۷)

Marfat.com

الف ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہُو (۱)

۱۲ منگن ایمان شرماون عشقوں دل نوں غیرت ہوئی ہُو (۲)

جس منزل نوں عشق پچاوے ایمان نوں خبر نہ کوئی ہُو (۳)

میرا عشق سلامت رکھیں باھو ایمانوں دیاں دھروئی ہُو (۴)

لغت : منگے : مانگے

پچاوے : پہنچاوے - پہنچائے

دھروئی : قسم دیتا ہوں - واسطہ دیتا ہوں

ترجمہ : سلامتی ایمان تو ہر شخص مانگتا ہے - (لیکن) سلامتی عشق کوئی خاصان حق ہی طلب کرتا ہے -

۲ - یہ طالبان ناقص جو کہ (صرف) ایمان مانگتے ہیں اور عشق (الٰہی) سے شرماتے ہیں (ان کا حال) دیکھ کر میرے دل میں غیرتِ فقر و عشق الٰہی جاگر ہو رہی ہے -

۳ - (حقیقت یہ ہے کہ جس منزل (اولیٰ) کو عشق پہنچاتا ہے - ایمان کو اس (منزل کی) خبر تک ہی نہیں ہے (کیونکہ انتہائے ایمان جنت الماوی ہے اور انتہائے عشق ذات حق تعالےٰ)

۴ - اے باہو - (اے مرشد کامل) میرے عشق کو سلامت رکھنا (اور میں احترام عشق کے لیے) اپنے ایمان (کامل) کو بھی قسم در واسطہ دیتا ہوں -

---

(۱) ب - ش - ذ - ع

(۲) ع - ذ - ش - ب

(۳) ہ

(۴) ذ - ع

Marfat.com

تشریح : ہر عاشق ایماندار ہے لیکن ہر ایماندار عاشق نہیں ہو سکتا ۔ عشق خودداری ۔ جانبازی پرسوزی اور بلند نظری کا حامل ہے ۔ ایمان ، عبادت ، ریاضت اور بہشت کا دھیان کرنا ہے ۔ عاشق کا مقصود رضائے الٰہی اور لقائے الٰہی ہے ۔ ایمان کو وصول بہشت و حور و غلمان ہیں ۔ اور عاشق ان کی طرف ایک نگاہ ڈالنا بھی پسند نہیں کرتا ۔ عشق مولا کی طلب ہے ۔ عشق خدا کی راہ میں سر قربان کرنا ہے ۔ سچائی اور اعلیٰ اصول کے لیے جہاد کرنا ہے ۔ مسلمان مسلسل ذلت و رسوائی اسی لیے آج کل اٹھا رہا ہے کہ اس نے عشق جو متاع گم شدہ تھا اسے ترک کر رکھا ہے ۔ جاہ طلبی ۔ دنیا پرستی تو درکنار عاقبت کی آرزو بھی عاشق و مومن جانباز کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی ۔ مسلمان میں دنیا پرستی اور سرمایہ داری اور ملوکیت کے انداز جب بھی آئے وہ اپنے ملک و قوم کو تباہ کر بیٹھا ۔ اسی طرح مسلمان جب محض آرزوئے بہشت و عاقبت میں زاہد و عابد بن کر بیٹھا تو نہ صرف اس کا نفس شیطان فریب ہوا بلکہ کفر کا ہر حربہ اس کو غلام و محکوم کرنے میں کامیاب ہوا ۔ مسلمان طالب مولیٰ بنا ۔ اس نے روئے زمین پر حکومت کی ۔ کائنات اس کے سامنے مسخر ہوئی ۔ عاشق کی حیثیت سے اسے لقائے الٰہی بھی عطا ہوا ۔ دنیاداری اور ملوکیت کا انجام خلافت عباسیہ اور خلافت عثمانیہ کے پردرد و نوحہ کناں اختتام میں دیکھیے ۔ زہد و ملائیت کا انجام بھی تاریخ کے اوراق میں افراد کی فلاکت اور قوموں کے تنزل کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے ۔ حریت و عشق کا مل جب کبھی مسلمانوں میں آیا وہ حاکم بن کر رہے ، وہ دور خلفائے راشدین[1] کا ہو سکتا ہے ۔ وہ دور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز[2] ہو اورنگ زیب عالمگیر[3] کا ہو سکتا ہے ۔ اور یہ عشق افراد میں عود کرتا ہے تو بلال[4] ۔ اویس قرنی[5] ۔ خالد بن ولید[6]

---

(۱) خلفائے راشدین ۔ ۱۱ھ تا ۴۰ھ ۔ مطابق تاریخ اسلام حصہ دوم مولانا عبدالرحمٰن فاروقی مطبوعہ لاہور ص ۱۳۱ تا ص ۵۰۲ و مطابق اسلامک سرویز ایڈنبرگ صد ۳

(۲) خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ۔ وفات ۱۰۱ھ ۔ حصہ سوم ۔ ص ۶۱۲ تا ص ۶۱۶

(۳) سلطان محی الدین محمد اورنگ زیب ۔ سال جلوس ۱۰۶۷ھ ۔ وفات ۱۱۱۸ھ ۔ مطابق تاریخ اسلام مولانا شاہ معین الدین ندوی

(۴) بلالؓ ۔ مدینہ ۔ وفات ۲۰ھ ——————

(۵) اویس قرنی تابعی ۔ کوفہ ۔ وفات ۳۷ھ ——————

(۶) خالد بن ولید ۔ قبول اسلام ۸ھ ۔ عظیم مسلمان جرنیل ۔ خلافت راشدین ۔ مطابق تاریخ اسلام ۔ جلد اول ص ۲۳۳ و جلد دوم کامل مولانا عبدالرحمٰن شوق ۔

Marfat.com

طارق بن زیاد[۱] - حسین ابن علیؓ[۲] - محمد بن قاسم[۳] اور اقبال[۴] جیسے مرد مومن پیدا ہوتے ہیں -

حضرت سلطان العارفین اس بیت میں ایسی بنا پر ان لوگوں پہ افسوس کرتے ہیں - جو ایمان چاہتے ہیں اور عشق کی طلب نہیں کرتے - جب کہ عشق اس دنیا میں سربلندی اور اس جہان میں بھی سرخروئی و حصول لقا کے باعث ہے - ایمان کی منزل خیر و عاقبت و بہشت ہو سکتی ہے بشرطیکہ سچائی - حلال خوری اور دیانت کی زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ شریعت میں ثابت قدمی رہی ہو - اور عشق کی آخری منزل خود ذات الٰہی ہے - اس لیے حضرت سلطان العارفین آخر میں اپنے عشق کی سلامتی کے لیے ایمان کامل کو بھی واسطہ دے رہے ہیں - اس ضمن میں اقبال نے بھی کیا خوب فرمایا ہے -

اگر دِ عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی - نہ ہو تو مرد مسلماں بھی کافر و زندیق (۵)

---

(۱) طارق ابن زیاد - فاتح اندلس - اندلس میں ورود ۹۲ھ - مطابق تاریخ اسلام جلد سوم - مؤلفہ عبدالرحمٰن شوق - ص ۵۹۲ -

(۲) امام حسینؓ - کربلا - وفات ۶۱ھ ——— مطابق تذکرۃ الکرام مؤلفہ شاہ محمد کبیر دانا پوری -

(۳) محمد بن قاسم - فاتح سندھ - وفات ۹۷ھ مطابق تاریخ اسلام - جلد سوم - مؤلفہ عبدالرحمٰن شوق - ص ۵۸۳ تا ۶۱۱

(۴) علامہ محمد اقبال (۱۸۷۷ء - ۱۹۳۸ء) مطابق بیسویں صدی روابط فرہنگی پاکستان و ایران مؤلفہ مؤلف کتاب ہذا مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۷۱ء - ص ۲۰۶ تا ص ۲۰۸

(۵) علامہ اقبالؒ - بال جبریل - ص ۵۴

Marfat.com

الف ۱۳

ایہ تن میرا چشماں ہووے تے ہیں مرشد ویکھ نہ رجّاں ہُو (۱)

لُوں لُوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجّاں ہُو (۲)

اتنیاں ڈٹھیاں صبر ناں آوے ہور کِتے ول بھجّاں ہُو (۳)

مرشد دا دیدار ہے باھو مینوں لکھ کروڑاں حجّاں ہُو (۴)

لغت: ناں رجّاں : سیر نہیں ہوتا ہوں مڈھ : جڑ۔ بنیاد

کجّاں : بند کرتا ہوں ڈٹھیاں : دیکھتے ہوئے

بھجّاں : دوڑوں لوں لوں : بال بال۔ ہر تن مو

ترجمہ: میرا یہ جسم اگر تمام چشم بنا ہو جاوے (تب بھی انتہائے شوق دیدار میں) میں (اپنے مرشد (جس نے راہ حق کی رہبری کی ہے) کو دیکھ دیکھ کر سیر نہیں ہوتا۔

۲ (میرے جسم کے) ہر تن مُو میں لاکھ لاکھ آنکھیں (شوق دیدار مرشد کے لیے) روشن ہیں۔ جنہیں تسلسل دیدار قائم رکھنے کے لیے) ایک کو کھولتا اور ایک کو بند کرتا ہوں۔

۳ (اس قدر لامنتہا وسائل سے) شرف دیدار حاصل کرنے کے باوجود بھی (ھل من مزید جیسی بیقراری لاحق ہے)، (اے شوق دیدار) میں اب اور کس طرف بھاگوں! اور کیسے تشنگی دیدار کو فرو کروں)

۴ اے باھو۔ (اس طرح انتہائے شوق میں) (مرشد کامل) (جو کہ فنا فی الذات ہے) کا دیدار میرے لیے لاکھوں کروڑوں حج (کا ثواب) ہے۔

---

(۱) ع ۔ ب

(۲) ہ ۔ ش ۔ ذ ۔ ء

(۳) ش ۔ ذ ۔ ع ۔ ب ل میں (آنیاں) کی بجائے (ایہناں) ہے

(۴) ذ

Marfat.com

تشریح : بیت میں شیخ کامل سے ارادت ۔ محبت اور اس کی راہ طریقت و معرفت میں اہمیت کو بیان فرمایا گیا ہے ۔ ابوالفیض قلندر سہروردی فرماتے ہیں " پیر یا شیخ سے پہلے محبت اور والہانہ محبت ہوگی تو طالب منزل مقصود کی مید کر سکتا ہے ۔ کیونکہ محبت ہی ایک وہ تلاش ہے جو فراق محبوب میں انسان کی اعانت کرتی ہے جب کہ دنیا اس کے سامنے ایک انگوٹھی کے حلقے کی طرح ہوتی ہے ۔ یہی وہ نشہ ہے جس کا کوئی اتار نہیں اور یہی وہ بیتابی ہے جس کے لیے سکون نہیں ۔ گویا بندگی کی پہلی منزل اور طالب کی طلب کی پہلی سیڑھی محبت ہی ہے ۔ جب تک سالک شیخ کے لیے تمام محبوبات کو قربان کرنے پر آمادہ نہ ہو جائے اور سب طرف سے آنکھیں بند کر کے اسی کا نہ ہو رہے تب تک اس کو مقام محبت حاصل نہیں ہوگا ۔ عشاق نشہ محبت میں ایسے سرشار ہوتے ہیں کہ انہیں کسی طرف کا ہوش ہی نہیں رہتا ۔ اور دنیا کی کسی شے کو محبت شیخ پر ترجیح نہیں دے سکتے ۔

حکایت : حضرت بابا فرید الدین شکر گنج اجودھنی پاک پٹنی رحمۃ اللہ علیہ (۱) کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ آپ اپنے شیخ کی خدمت میں علیہ بقرب الی اللہ کی بندگی منازل طے کر رہے تھے اور وہیں قیام بھی رکھا کرتے تھے ۔ آپ کے ذمہ شیخ کی ظاہری خدمات میں سے یہ خدمت تھی کہ آدھی رات کو آگ جلائی جائے اور تہجد کے لیے پانی گرم کیا جائے ۔ یعنی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (۲) (جو آپ کے شیخ تھے) کے اٹھنے سے قبل پانی گرم تیار ہونا چاہیئے ان دنوں آگ جلانے اور محفوظ رکھنے کا بڑا انتظام و اہتمام ہوا کرتا تھا ۔ اور سالہا سال اپنی ضروریات کے لیے آگ کا ذخیرہ موجود رکھا جاتا تھا ۔ اتفاق سے ایک رات آگ بجھ گئی ۔ اور بابا فرید الدین صاحب علیہ الرحمۃ جو رات کو پانی گرم کرنے کے لیے اٹھے تو آگ کو بجھا ہوا دیکھ کر نہایت مغموم و پریشان ہوئے ۔ اور آگ کی تلاش کو خانقاہ سے باہر نکلے ۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ فاصلہ پر آگ جل رہی ہے ۔ فوراً وہاں پہنچے ۔ دیکھا تو وہ ایک بڑھیا نے جلا رکھی تھی ۔ اس کے سامنے جا کر آگ مانگی ۔ تو وہ کہنے لگی فرید اس آگ کی قیمت آنکھ ہے ۔ آنکھ دے دو اور آگ لے جاؤ ۔ آپ نے کہا کہ جس آنکھ کی ضرورت ہو فرما

---

(۱) حضرت فرید الدین شکر گنج ۔ پٹن ۔ وفات ۶۶۴ھ مطابق کتاب بیست و پنج قرن روابط فرہنگی پاکستان و ایران مولفہ سلطان الطاف علی ص ۳۰

(۲) خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ۔ دہلی ۔ وفات ۶۳۴ھ مطابق بیست و پنج قرن روابط مولفہ سلطان الطاف علی مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۷۱ء ص ۳۶

Marfat.com

نکال لو اور آگ دے دو کیونکہ حضرت شیخ اٹھنے والے ہیں - اور مجھے ان کے لیے وضو کا پانی گرم کرنا ہے اس بڑھیا نے داہنی آنکھ نکال لی - اور آگ دے دی - حضرت فرید الدین شکر گنج آگ لے آئے - پانی گرم کر لیا - اور حضرت شیخ وضو کر کے اپنے کام میں مشغول ہو گئے - جب صبح ہوئی تو حضرت شیخ نے دوستوں میں حضرت بابا فرید الدین صاحب کو یاد فرمایا اور پوچھا کہاں ہیں - الغرض حضرت فرید الدین بلائے گئے جب آئے تو آنکھ پر پٹی بندھی تھی ـــــ حضرت شیخ نے پوچھا کہ آنکھ کو کیوں نہ رکھا ہے - پنجابی محاورہ میں عرض کیا کہ "آگئی" خراب ہو گئی ہے - حضرت شیخ نے فرمایا پہلے سے "سوائی" ہو گئی ہے - کھول دو اور تمہاری نسل میں بھی میرا یہ نشان موجود رہے " (۳)

مرشد کے دیدار کی اہمیت کو ایک مقام پر خود حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ ان الفاظ میں ادا فرماتے ہیں - " فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے ابوذرؓ کیا تو کچھ اور بیان سننے کا متمنی ہے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ علیہ وسلم - فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کوئی ان میں سے ایک طرف نظر کرے تو وہ دیکھنا اللہ کو بیت اللہ کے دیکھنے سے زیادہ پیارا ہے .. (۴)

؎ اصل بیت اللہ قلوب عاشقان — کی بہ بیند ایں عجوب فاستان
چوں بدیدم ذات حق اندر وجود — بر در پیر مغان کردم سجود (۵)

---

(۳) ابوالنفیس قلندر سہروردی - الفقر فخری ص ۲۴۳ - ۲۴۲

(۴) سلطان باہو - محک الفقر - ترجمہ اردو ص ۱۱۹

(۵) سلطان محمد نواز - مجموعہ کلام - لاہور - ۱۹۶۲ء - ص ۱۱

Marfat.com

الف اندر وچ نماز اساڈی ہکسے جانیتوے ہو (۱)

۱۴ نال قیام رکوع سجودے کر تکرار پڑھیوے ہو (۲)

ایہہ دل ہجر فراقوں سڑیا ایہہ دم مرے نہ جیوے ہو (۳)

سچا راہ محمدؐ والا باھوؒ جیں وچ رب لبھیوے ہو (۴)

لغت : نیتوے : نیت کی جائے نال : ساتھ

لبھیوے : ملے

ترجمہ : ۱۔ ہماری نماز (عشق وحدت ذات) (ہمارے محرابِ دل) کے اندر ہے جو کہ ایک ہی جگہ نیت کی جاتی ہے۔

۲۔ (یہ نماز عشق ذات) قیام اور رکوع و سجود کے ساتھ باتکرار پڑھی جاتی ہے۔

۳۔ (اس قدر قرب صلوۃ دائم کے باوجود میرا) یہ دل ہجر و فراق سے جلتا ہے اور یہ دم (کشمکش موت و حیات میں مبتلا ہو کر) نہ مرتا ہے اور نہ جیتا ہے۔

۴۔ اے باہو، راہِ حق تو (یہی راہ اطاعت و محبت) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس راہ میں (وصال و دیدار) رب تعالےٰ جل شانہٗ ملتا ہے۔

ذ ، ش ، ب

(۲) ش

ذ

ء

(۳) ب

(۴) ء ، ذ

ش

ب

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین عاشق کی نماز صلوٰۃ دائم' کا بیان فرماتے ہیں' اور یہ نماز فراق محبوب (حقیقی) کی صورت میں دل کی کیفیات میں مسلسل جاری ہے اور یہی وہ طریق ہے، جسے سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنایا۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں' "طالب قادری دنیا سے غسل کر لیتا ہے اور آخرت سے وضو کرتا ہے اور دوگانہ نماز اس ترتیب سے پڑھتا ہے کہ اشغال ذکرِ الٰہی سے یگانہ ہو کر ایک ایک رکعت میں ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ (۱) اور دوسری رکعت میں وکفیٰ باللہ وکیلاً (و) ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہٖ (۲) پڑھتا ہے اور رکوع وسجود میں اپنے آپ کو فنا کر کے نیاز حاصل کرتا ہے اور قعدہ میں بے حساب پڑھتا ہے" (۳)

حضرت سلطان العارفین کے ہمعصر رحمٰن بابا (۴) ہجر و فراق کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "جسے دنیا میں محبت کا کاروبار پسند ہو اس کے قتل کے لیے ہجر کے خنجر بنائے جاتے ہیں" (۵)

طریق محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کا اوپر ذکر ہوا ہے کی سچائی پر قرآن حکیم میں فرمان وارد ہوتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (۶) اور پھر حکم ہوتا ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصلحین وحسن اولئك رفیقا ۰ (۷)

---

(۱) ترجمہ: اور جو کوئی توکل کرے اوپر اللہ کے پس وہ کفایت ہے اس کو (پ ۲۸ ع ۱۷)

(۲) ترجمہ: اور کفایت ہے اللہ کارساز۔ (اور) نہیں کیے اللہ نے واسطے کسی شخص کے دو دل بیچ پیٹ اس کے کے (پ ۲۱ ع ۱۷)

(۳) سلطان باہو، گنج الاسرار، مکتوبہ فارسی ۱۳۰۶ھ، ص ۱۰

(۴) عبدالرحمٰن المعروف باباغوری خیل مہمند (۱۰۴۲ھ - ۱۱۱۸) (بمطابق تذکرہ صوفیائے سرحد از اعجاز الحق قدوسی)

(۵) دیوان عبدالرحمٰن باباص ۳۳۲ ترجمہ امیر حمزہ شنواری (بشکریہ " " " ص ۴۳۳)

(۶) جس نے حکم مانا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانا خدا تعالیٰ کا (پ ۵ ۔ س ۴)

(۷) اور جو کوئی حکم مانے خدا تعالیٰ کا اور اسکے بھیجے ہوئے کا پھر وہ لوگ ساتھ انکے ہیں جن پر نعمت دی ہے خدا تعالیٰ نے پیغمبروں سے اور صدیقوں سے اور شہیدوں سے اور نیک بختوں سے اور کیا اچھے لوگ ہیں یہ رفیق (پ ۵ ۔ س ۴)

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "ایک روز شیخ جنید بغدادی (۸) اور شیخ شبلی (۹) دونوں شہر سے باہر جنگل کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا۔ دونوں صاحبوں نے وضو کر کے نماز کا ارادہ کیا کہ اس اثنا میں ایک مزدور آیا اور اپنے سر سے لکڑیوں کا گٹھا اتار کر وضو کیا اور ان کے پاس آ گیا۔ انہوں نے پہچان لیا کہ یہ شخص اولیاء اللہ سے ہے اور ان دونوں نے اس کو امام بنایا اور خود مقتدی بنے۔ مگر اس بزرگ نے ہر رکوع و سجود میں بہت دیر لگائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیخ نے پوچھا کہ رکوع و سجود میں اس قدر دیر کیوں لگائی۔ ان بزرگ نے جواب دیا کہ ہر رکوع و سجود میں تسبیح پڑھتا تھا اور ہر تسبیح کا جواب جب تک لبیک عبدی نہ سن لیتا تھا سر نہیں اٹھاتا تھا اس وجہ سے رکوع و سجود میں دیر ہوتی تھی۔

پس جو نماز با صواب نہیں ہوتی وہ نماز نماز نہیں بلکہ وہ دل کی پریشانی ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ حی و قیوم ہے اور اس کے ہاں کوئی بت پرستی نہیں کہ انہیں بت کی طرح کوئی جواب نہ ملے بت مردہ ہیں خدا حی و قیوم ہے جب کوئی بندہ اس کو پکارتا ہے تو وہ اسے جواب دیتا ہے اسی لیے حدیث شریف میں آیا ہے لا صلوٰۃ الا بحضور القلب یعنی سوائے حضور دل کے نماز کامل طور پر ادا نہیں ہوتی۔ اس لیے نماز خدا تعالیٰ کی طرف کامل توجہ اور یکسوئی سے ہو ورنہ وہ ایک پریشانی درجدائی ہوتی ہے۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ اہل نماز کے لیے رکوع و سجود میں خدا تعالیٰ کی طرف سے لبیک عبدی جواب ملتا ہے اور یاد اللہ کے لیے ہر دم اور ہر ساعت اور ہر لحظ لبیک عبدی کا جواب موجود ہے" (۱۰)

قرآن حکیم میں راہ محمدی کی پہچان یوں بیان ہوا ہے یٰس۔ والقرآن الحکیم ۝ انک لمن المرسلین علیٰ صراطٍ مستقیم ۝ (ترجمہ) اے سید قسم ہے قرآن محکم کی تحقیق تو البتہ بھیجے ہوؤں سے ہے اوپر راہ سیدھی کے (۱۱)

---

(۸) شیخ جنید بغدادیؒ - بغداد - وفات ۲۰۰ھ (سنین مطابق تذکرۃ الکرام تاریخ خلفاء عرب و اسلام مؤلفہ مولوی سید شاہ محمد کبیر ابوالعلاء ناپوری)

(۹) شیخ ابوبکر شبلی - بغداد - وفات ۳۳۸ھ (" " " " " " " ")

(۱۰) نقل است روزی شیخ جنید ... تا ... ہر وقت لبیک عبدی (سلطان باہو عین الفقر حصہ دوم شرح نظام الدین ۱۱)

(۱۱) سورہ یٰس ۱، ۲، ۳

Marfat.com

الف اکھیں سرخ موہیں تے زردی ہر دلوں دل آہیں ہو (۱)
۱۵ مہا مہاڑ خوشبوئی والا پہونتا رخ کدا ہیں ہو (۲)
عشق مشک نہ چھپے رہندے ظاہر تھین اتھا ہیں ہو (۳)
نام فقیر تنہا ندا با ھوؒ جنہاں لامکانی جا ہیں ہو (۴)

لغت : ہر دلوں : ہر طرف سے مہا مہاڑ : رخ ، سمت
اتھا ہیں : یہیں پر جا ہیں : مقام

ترجمہ : ۱- (عاشقوں کی) آنکھیں سرخ ہیں اور (ان کے) چہرہ پر زردی ہے۔ اور ہر طرف سے (ان کا) دل آہوں سے (بریز ہے)
۲- (محبوب حقیقی کی محبت کی) خوشبو کا رُخ کہیں جا پہنچا ہے۔
۳- عشق اور مشک چھپے نہیں رہتے اس لیے یہیں (اس کے آثار) ظاہر ہو گئے ہیں۔
۴- (لیکن) اے باہو۔ فقیر تو ان (مردانِ کامل) کا نام ہے جن کا مقام (راہ عشق) میں لامکان ہے۔

---

(۱) د ، ن
(۲) ش
ذ
ع
ب ا ہیں (مہا مہار) کی بجائے (مہا مہاٹ) درج ہے
(۳) ذ
(۴) ع ، ذ ، ش

نوٹ : یادداشت ب ل میں آہیں، کدا ہیں۔ اتھا ہیں، جا ہیں کی بجائے ہائیں، کدائیں، اتھائیں، جائیں ہے۔

Marfat.com

تشریح : اس بیت میں حضرت سلطان العارفین شدت عشق کے اثرات جانِ عاشق پر بتا رہے ہیں۔ فرماتے ہیں محبت وعشق الٰہی کی خوشبو نے عاشق کے شوق وغم کو اس قدر بڑھا دیا ہے کہ اس کے جسم میں زردی اور آنکھوں میں اشکِ غم اور ہر سانس کے ساتھ سوزِ آہ شامل ہے۔ یہ عاشق کی مخصوص کیفیت حال ہے جبکہ اس پر ہجر و فراق کی آزمائش آتی ہے۔ وہ شوق محبوب میں دراصل اس زندہ جہان میں فنا ہو جاتا ہے وہ زندگی میں بھی مر چکا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا مکان لامکان ہے ؎

از دفتر عشق ہر کہ فردے دارد　　اشکِ گلگون و چہرہ زردے دارد
برگرد سرے شود کہ سوزیست درو　　قرباں دلے رود کہ دردے دارد ، (۱)
عاشقاں را سہ نشاں انداے پسر　　آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر ، (۲)

اسی ضمن میں رومیؒ نے کیا خوب فرمایا ؎

ہر کہ او آگاہ تر رخ زرد تر　　ہر کہ او بیدار تر پر درد تر (۳)

واقعی اصل آگہی تو صاحب عشق کو حاصل ہوتی ہے جو رموز جاں کے ہاتھوں اس دنیا سے بے نشاں ہو کر لامکانی کیفیات کا حامل ہو جاتا ہے۔

چو عیسیٰ قصد بالا کن برون برلاشہ زیں پستی　　میا ایں جا کہ خر گیرند دجالان یونانی (۴)

---

(۱) ابوسعید ابوالخیر، رباعیات، مرتبہ مولوی غلام محمد لوہری، ۱۹۴۴ لاہور، رباعی ۱۷۹، ص ۳۲
(۲) بقول کسے، شاعر نامعلوم
(۳) مفتاح العلوم شرح مثنوی از مولوی محمد نذیر عرشی، دفتر اول حصہ پہلا ۱۹۵۹ لاہور۔ ص ۲۶۲
(۴) فخر الدین عراقی

Marfat.com

الف ۱۶ اندر کلمہ کل کل کر دا عشق سکھایا کلماں ہو (۱)
چوداں طبق کلمے دے اندر قرآن کتاباں علماں ہو (۲)
کانے کپ کے قلم بناون لکھ نہ سکن قلماں ہو (۳)
باھو ایہہ کلمہ مینوں پیر پڑھایا ذرا نہ رہیاں الماں ہو (۴)

لغت : کل کل : مخصوص آواز (شور)
الماں : غم و اندوہ

ترجمہ : ۱- (میرے) اندر کلمہ (طیب) (ایک مخصوص آواز) کل کل (پیدا) کر رہا ہے (مجھے) عشق نے کلمہ (توحید و رسالت) سکھایا ہے۔
(۲) چودہ طبقات (کائنات) (کلمہ طیب کی کنہ سے پیدا ہوئے ہیں) اور کلمہ (طیبہ) کے اندر ہیں۔ قرآن (اور تمام) کتابیں (اور سب) علوم (کلمہ طیبہ) میں سمٹے ہوئے ہیں اور (اس کی شرح ہیں)
(۳) (دنیا کے تمام مصنف) کانے کاٹ کر قلمیں بنا کر شرح لکھتے چلے آ رہے ہیں (لیکن ان کی) قلمیں (شرح کلمہ طیب کی انتہا) نہیں لکھ سکتیں۔
(۴) اے باہو، یہ کلمہ (جو کہ میرے اندر کل کل کر رہا ہے) مجھے پیر (کامل) نے پڑھایا ہے (اس لئے میرے دل میں) ذرہ (بھر) غم و آلام نہیں رہے۔

---

(۱) ء، ف، ذ، ش،
(۲) ش، ذ، ف، ء
(۳) ء
ف
ش
ب ل کے مطابق (قلماں) کی بجائے (کلماں) ہے۔
(۴) ک

Marfat.com

تشریح : اس باب میں توسل معرفت کے اسرار ہیں۔ توسل کا مرتبہ ادنیٰ یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان سے لا الہ الا اللہ کہے مگر دل اس سے غافل ہو یا منکر مثل منافقین کے۔ مرتبہ دوم یہ ہے کہ اس کلمہ کے معنی کو دل سے سچ جانتا ہو جیسے عوام مسلمان اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مرتبہ سوم یہ ہے کہ بذریعہ نور حق یہ معنی کشف کے طور پر مشاہدہ ہو جائیں۔ یہ مقام مقربین کا ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ اشیاء کو کثیر تو جانتا ہے مگر باوجود کثرت ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہے۔ مرتبہ چہارم یہ ہے کہ جملہ موجودات کے وجود میں بجز ذات واحد یکتا کے اور کسی کو نہ دیکھے۔ (۱)

حضرت سلطان العارفین کلمہ طیبہ کی وسعت واحاطت کے بیان کے ساتھ ساتھ کلمات رب کے لامتناہی علوم کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یہ بحر علوم جن کی وسعت بیکراں ہے مرشد کامل کی تعلیم و ارشاد سے آسان ہو جاتے ہیں۔

کلمہ کی کنہ تک پہنچنا عاشق کا کام ہے اور عاشق کے دل وجان میں کلمہ کی حقیقت اس طرح سما جاتی ہے کہ گویا اس کا دل وجان ہر دم کلمہ طیبہ کا ورد کر رہا ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے قل لو کان البحر مداد الکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولو جئنا بمثله مددا۔ یعنی کہہ اگر ہووے دریا سیاہی واسطے باتوں پروردگار میرے کے البتہ تمام ہو جاوے دریا پہلے اس سے کہ تمام ہوں باتیں رب میرے کی اور اگر چہ لاویں ہم برابر اس کے مدد۔ (۲)

قرآن حکیم۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ ولو ان ما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمده من بعده سبعة ابحر ما نفدت کلمت الله ط ان الله عزیز حکیم۔ یعنی۔ اور اگر ہو یہ کہ جو بیچ زمین کے ہے درختوں سے قلمیں اور دریا سیاہی اس کی پیچھے اس کے ہوں سات دریا نہ تمام ہوویں کی باتیں اللہ کی تحقیق اللہ غالب ہے حکمت والا۔ (۳)

---

(۱) بشکریہ مولانا کل حسن "مذکرہ غوثیہ" ۱۸۹۴ - ص ۱۳۹

(۲) سورہ الکہف - ۱۰۹ -

(۳) سورہ لقمان - ۲۷ -

Marfat.com

یہ ہے کلمہ اور کلماتِ ربی کے وسعت کا بیان جو قرآن حکیم سے بھی واضح ہو جاتا ہے ۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں " واضح رہے کہ علم سے انسان مشرف بلقائے الٰہی ہوتا ہے اور اسم اللہ ذات کے حاضرات مقام کبریا تک پہنچاتے ہیں ۔ اور کلمہ طیب سے تمام مخلوقات کا تماشا حاصل ہوتا ہے ۔(۴)

بیت کے آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں جسے یہ کلمہ مرشد کامل نے پڑھا دیا ہو بھلا

اسے کیا غم عمر جیوے مرشد کامل باھو جیں ایہ بوٹی لائی ہو (۵)

---

(۴) باید دانست کہ راہ مشرف ..... تا ..... محمد رسول اللہ (سلطان باہو ۔ امیر الکونین صہ ۶۷)

مکتوبہ ۱۳۳۲ھ

(۵) دیکھئے حصہ ۱ ۔ بیت ۱

Marfat.com

الف ایہہ تن رب سچے دا حجرا وِچ پا فقیرا جھاتی ہو (۱)
۱۷ ناں کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ہو (۲)
شوق دا دیوا بال ہنیرے متاں لبھی وست کھڑاتی ہو (۳)
مرن تھیں اگے مرے با ہوؒ جنہاں حق دی مز پچھاتی ہو (۴)

لغت : حجرا : حجرہ
جھاتی : جھانکنا
وَست : چیز، اثاثہ
کھڑاتی : گم شدہ
دیوا : دیا، چراغ
بال : جلا، روشن کر،
ہنیرے : اندھیرے میں
متاں : شاید
لبھی : تجھے مل جائے۔

ترجمہ : ۱۔ اے فقیر (ترا) یہ جسم سچے رب تعالیٰ کی قیام گاہ ہے۔ تو (اپنے من کے) اندر جھانک (کر دیکھ)

۲۔ تو خواجہ خضر علیہ السلام (جس نے آب حیات پی کر ظاہری حیاتِ جاودانی حاصل کر لی ہے) کی منت نہ کر (اور اس کا احسان مند نہ ہو) (کیونکہ) تیرے (اپنے) اندر (عشق الٰہی) کا (چشمۂ) آب حیات موجود ہے۔

۳۔ (اپنے) اندھیرے (من میں) شوق (الٰہی) کا دیا روشن کر شاید تجھے وہ اپنا کھویا ہوا اثاثہ (حقیقی) (جو کہ تیرے اپنے ہی من میں روپوش ہے) مل جائے۔

۴۔ (اے) باہو (وہ سالک فقیر) جس نے حق (تعالیٰ) کی رمز (شہود وجود) کو پہچان لیا۔ ان کے (نفوس) موت (جسمانی) سے پہلے ہی مر گئے ہیں (اور انہیں حیاتِ جاودانی حاصل ہو گئی ہے)

---

(۱) ھ ، ف ، ش ، ع

(۲) ع ، ش ، ف ، ھ

(۳) ب ل ، ھ میں دست کی بجائے دوست درج ہے۔

(۴) ع ، ف ، ش

Marfat.com

تشریح : بیت کی وضاحت کے لیے پہلے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں ۔

" عزیز من سنو! تم بے عقلی اور قیاس نہ کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو نہیں پہچانتے ۔ تمہاری جان تعلوں کی کان ہے جس سے تم مطلق بے خبر رہ کر حیران و سرگردان اور پریشان پھرتے ہو" (۱)

ہمیں خبر دی گئی ہے کہ وہ ہمارے ، اول ، ہیں ۔ ' آخر ' ہیں ۔ ' ظاہر ہیں ۔ ' باطن ' ہیں ۔ ہم سے ' قریب ' ہیں ۔ ' اقرب ' ہیں ۔ ' محیط ' ہیں ۔ ' ساتھ ' ہیں ۔ تو پھر ہم کیا ہیں ؟ ہم کون ہیں کہ ہماری ذات ہی کے عرفان سے حق تعالیٰ کا عرفان ممکن نظر آتا ہے ؟ اس علم نفسی کے بغیر علوم رسمی کا ذخیرہ آخر ہمارے کس کام ؟ ہمارے کس درد کی دوا ؟

لیکن یہ خود شناسی قیاس و تخمین یا ظن کی راہ سے نہ ہونی چاہیئے ۔ بلکہ قرآن و حدیث کی رو سے ، اللہ اور اس کے رسول کے ' قال ' سے " ۔ (۲)

" اے فقیر تو اوروں سے کیا پوچھتا ہے ۔ زمین و آسمان اور عرش و کرسی تو خود تجھ میں موجود ہیں ۔ تو جو کچھ چاہتا ہے اپنے دل سے مانگ ۔ ہاں (اس کے لیے) دل چاہیئے (معرفت الٰہی سے سرشار) نہ کہ مٹی کی مٹھی (دل) قلب (دل) چاہیئے نہ کہ کلب (کتا) ۔ دل سے تو بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کا پتہ چلتا ہے " (۳)

قرآن حکیم میں وارد ہوتا ہے ۔ وفی انفسکم افلا تبصرون (۴) یعنی خدا کی قدرت و وجود کے دلائل تمہارے اپنے اندر موجود ہیں ۔ کیا تم انہیں نہیں دیکھ سکتے ۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے " تیرے اندر آب حیاتی " فرما کر حق تعالیٰ کی احاطت ذاتی کے راز کا انکشاف فرمایا ہے ۔ جس احاطت ذاتی کی تفصیل میں ایک حدیث کا ذکر ضروری ہے ۔ حدیث کے ایک حصہ کے معانی یہ ہیں کہ ' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

---

(۱) سلطان باہو ۔ جامع الاسرار ۔ ترجمہ اردو ص ۲

(۲) ڈاکٹر میر ولی الدین ۔ قرآن و تصوف ص ۵۶

(۳) سلطان باہو ۔ محک الفقر خورد ۔ ترجمہ اردو ص ۳۸ ۔ ۳۹ ۔

(۴) ترجمہ ۔ اور بیچ جانوں تمہاری کے ہے کیا پس نہیں دیکھتے ہو تم ۔ (الذریت ۔ ۲۱)

Marfat.com

بیان ہے ۔ اگر یہ تحقیق پوری ہو تم زمین کے آخر تک ایسی پڑے گی وہ رسی اللہ تعالیٰ پر ۔ پھر پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیۃ کریمہ ھوالاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم ۔ (۵)

معلوم ہوا انسان کی اپنی ذات میں قیمتی خزانہ موجود ہے ۔ البتہ اس گنجینہ کی تلاش کے لیے اسے شوق و عشق کی شمع روشن کرنا ہوگی ۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

ہمچو موسے مست شو بر طور خویش — رب ارنی گو تجلی حق نگر

طور سینا چیست دانی بے خبر — نور سینا سینہ خود را نگر (۶)

پھر فرماتے ہیں ؎

بر امید وصل او دل زندہ دار — یک زماں جوید ترا باری تعالیٰ (۷)

حضور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص دعا یہ ہوا کرتی تھی ۔ اللھم انی اسئلک لذۃ النظر الی وجھک و شوقا الی لقائک فی غیر ضراء مضرۃ ولا فتنۃ مضلۃ ۔ (۸) یہاں شوق کے معنی یہ ہیں کہ اپنے محبوب و مطلوب کی تلاش کی جائے ۔ یہاں تک کہ وہ نظروں کے سامنے آجائے ۔ یہی لقاء ہے جو شوق کا منتہا ہے ۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ۔ شوق آئینہ سکندر یا جام جم جہاں نما و سلطان باہو ۔ کشف اللقاء ۔ قلمی صـ ۷۷ ۔ ۸ ، مکتوبہ ۱۹۱۷

اور پھر فرمایا ۔

---

(۵) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللہ ثم قرء ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم (رواہ احمد و ترمذی)

(۶) موسیٰ کی طرح تو اپنے طور (یعنی جسم) کے اندر ہی مست ہو جا ۔ نور سینا (یعنی اے خدا مجھے اپنا دیدار اور حق کی تجلی کو دیکھ (سلطان باہو ۔ دیوان باہو فارسی)

(۷) اس کے امید وصل میں اپنے دل کو زندہ رکھ ۔ ایک وقت تجھے حق تعالیٰ کی یافت ہوگی (سلطان باہو ۔ دیوان باہو)

(۸) رواہ نسائی

ملاقات کا شوق رسائی کے بغیر اور نہ فتنہ گمراہ کرنے والے ہے ۔ کشف اللقاء ۔ قلمی صـ ۷۷ ۔ ۸ ، مکتوبہ ۱۹۱۷

Marfat.com

؎ شوق در دل چون شود رہبری درکار نیست　　سیل بی رہبر بدریا میرساند خویش را

نیم گاہی ہم نباشد شوق چون رہبر شود　　کعبہ مقصود گر باشد ہزاراں سالہ راہ (۱۰)

شوق کے چراغ سے جب گوہر مقصود مل جاتا ہے تو حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ فقیر اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے ۔ جیسے کہ موتوا قبل ان تموتو (۱۱) کے مصداق اپنی ذات کو فنا کر کے حق شناسی کے حصول کے بارے ہیں ایک مسلمان محقق کہتے ہیں ۔

" (فقیر) اپنی قیومیت ذاتیہ سے خالی ہو کر حق تعالےٰ کی قیومیت (ہویت وجود دانا) سے باقی ہے ـــ جب وہ اپنی ذات سے میّت ہو جاتا ہے تو اس کو حق تعالےٰ کی ذات سے بقا حاصل ہوتی ہے ۔ وہ فانی ز خویش باقی بہ حق ہو جاتا ہے ۔ (۱۲)

ابن العربی لکھتے ہیں "جو تشبیہ محض کا قائل ہے اور تنزلیہ نہیں کرتا ہو ، وہ صاحب تجسیم ، مبنی خدائے تعالیٰ کو صاحب جسم سمجھتا ہے ۔ وہ حق تعالےٰ کو مقید و محدود سمجھتا ہے ۔ اس کو حق تعالیٰ کی معرفت ہے ہی نہیں ۔ جو عرفان حق ہیں تنزیہ و تشبیہ دونوں کا قائل ہے ۔ اس کو اجمالاً کچھ معرفت نصیب ہوئی ۔ تفصیلاً کیونکر معرفت نصیب ہوگی ۔ جب کہ عالم کے غیر متناہی ، لامحدود صور کا احاطہ ناممکن ہے ۔ انسان خود اپنے نفس کو جانتا ہے تو اجمالاً ہی جانتا ہے ۔ تفصیلاً کب جانتا ہے ۔ یہی تو وجہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معرفت حق کو معرفت نفس سے مرتبط کیا ہے اور من عرف نفسہ فقد عرف ربّہ فرمایا ۔ جس نے خود کو جانا تو خدا کو جانا" ۔ (۱۳)

اور پھر فرماتے ہیں "جس نے اس طرح معرفت حاصل کی یعنی اصل و حقیقت ذات حق کو سمجھا ۔

---

(۱۰) حقیقی اور مستقل شوق جس دل ہیں ہو اس کو کسی رہبر کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ طغیانی کا پانی بغیر کسی رہبر کے اپنے تئیں دریا میں پہنچا دیتی ہے ۔ کعبہ مقصود خواہ ہزاروں سال کی راہ پر ہو مگر شوق جب رہبر ہوتا ہے تو وہ دور دراز سفر بھی آدھے قدم کا بھی نہیں رہتا ۔" (سلطان باہو ۔ فضل اللقار قلمی ۔ صہ ۹۰ ، مکتوبہ ۱۵۱۰ء)

(۱۱) حدیث قدسی

(۱۲) ڈاکٹر میر ولی الدین ۔ قرآن و تصوف صہ ۹۳ ۔

(۱۳) محی الدین ابن العربی ۔ فصوص الحکم صہ ۵۵ ۔

Marfat.com

اور سارے عالم اور خود اپنے کو تجلّی گاہ حق سمجھتا اور معلوم الٰہی پر پرتو موجود مطلق دیکھا۔ تو بیشک اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اس کی معرفت سے سرفراز ہوا۔ اور من عرف کو پایا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا بلکہ عبد منشا کے لحاظ سے عین رب۔ ہویت حق و حقیقت مطلق ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علماء و حکماء میں سے کسی نے معرفت و حقیقت نفس کو حاصل نہ کیا۔ مگر حق پرستوں، علمائے الٰہین پیغمبروں اور اکابر صوفیہ نے حقیقت نفس کو دریافت کر لیا۔ (۱۴)

بیت کا مفہوم حضرت خواجہ باقی باللہ کے ان خیالات سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ۔ اہل اللہ فنا اور بقا کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اور جو کچھ پہچانتے ہیں اپنے آپ میں پہچانتے ہیں۔ اور ان کی حیرت اپنے وجود سے ہوتی ہے اور اسی سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معرفت شہود اور حیرت کا تعلق اپنے نفس سے ہی ہے اور اس سے باہر کچھ نہیں ہے۔ (۱۵)

یاد رہے یہ بیت توحید وجودی کی خبر دیتا ہے۔ "وجود یعنی ہستی حقیقی واحد ہے لیکن ایک ظاہر وجود ہے اور ایک باطن۔ باطن وجود ایک نور ہے جو جملہ عالم کے لیے بمنزل ایک جان کے ہے۔ اسی نور باطن کا پرتو ظاہر وجود ہے جو ممکنات کی صورت میں نظر آتا ہے۔ ہر اسم و صفت و فعل جو عالم ظاہر میں ہے ان سب کی اصل و بنی وصف باطن ہے اور حقیقت اس کثرت کی وہی وحدت صرف ہے جیسے امواج کی حقیقت عین ذات دریا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جملہ افراد کائنات تجلیات حق ہیں۔ سبحان الذی خلق الاشیاء و ھو عینھا اور اس کثرت اعتباری کا وجود اسی وحدت حقیقی سے ہے۔ (۱۶)

---

(۱۴) محی الدین ابن العربی۔ فصوص الحکم ص ۲۰۲

(۱۵) اہل اللہ اجداز فنا و بقا ہر چہ می بینند ..... تا ..... حیرت در نفس است در بیرون ہیچ کرام انبیا نیست۔ محمد عبد الصمد۔ مقامات امام ربانی۔ دہلی۔ ۱۳۱۸ھ۔ ص ۴۵

(۱۶) بشکریہ مولانا کامل حسن۔ تذکرہ غوثیہ۔ ۱۹۸۴ء۔ ص ۱۴۰

○ خواجہ باقی باللہ دہلوی۔ (۹۷۲ھ۔ ۱۰۱۲ھ) مطابق روابط فرہنگی پاکستان و ایران مولفہ مولف کتاب ہذا۔ لاہور۔ ۱۹۷۱ء۔ ص ۱۷۷۔

Marfat.com

الف ایہہ تن رب سچّے دا حجرا دل کھڑیا باغ بہاراں ہو (۱)
وچّے کوزے وچے مصلے وچے سجدے دیاں تھاراں ہو (۲)
وچے کعبہ وچے قبلہ وچے الّا اللہ پکاراں ہو (۳)
کاملِ مرشد ملیا باھوؒ اوہ آپے لیسی ساراں ہو (۴)

لغت : کھڑیا : کھلا
تھاراں : مقامات
ساراں : خبرگیریاں
آپے : اپنے آپ ، خود بخود

ترجمہ : ۱- (میرا) یہ تن سچے رب (تعالیٰ) کی قیام گاہ ہے (اس حقیقت کا مشاہدہ کرکے فرطِ مسرت میں) (میرا) دل باغ بہاراں (بن کر) کھل گیا ہے۔

۲- (اب کیفیت یہ ہے کہ) (میرے اپنے من کے) اندر ہی کوزے اور مصلے موجود ہیں اور اندر ہی مسجدوں کے مقامات ہیں۔

۳- (میں نے اپنے) اندر ہی کعبہ (اور) اپنے اندر ہی قبلہ (پالیا ہے) (اور اپنے ہی من کے) اندر (اثبات ذات پاکر) الّا اللہ پکارتا ہوں۔

۴- (اے) باہو، کامل مرشد ملا (جس کے طفیل عرفانِ حق حاصل ہوا) وہ (مرشد کامل) خود بخود (ہی راہ سلوک میں) خبرگیری (اور نگہبانی) کرے گا۔

---

(۱) ف ، ش ، ء
(۲) ا د
(۳) ف ، ش ، ء
(۴) ف ، ش
ء

Marfat.com

تشریح : یہ بیت توحید شہودی کی خبر دیتا ہے ۔ " وحدت شہود کا بیان یہ ہے کہ وجود کائنات اور ظہور آثار و صفات مختلفہ واحد مطلق ذات و صفات کا ظل و عکس ہے جو عدم میں منعکس ہو رہا ہے اور یہ خلق عین سما حب خلق نہیں بلکہ محض ایک مثال ہے ۔۔ (۱)

فرمان باری تعالیٰ ہے ۔ " سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۝

ترجمہ : شتاب دکھلا دیں گے ہم ان کو نشانیاں اپنی بیچ ملکوں کے اور بیچ جانوں ان کی کے یہاں تک کہ ظاہر ہوگا واسطے ان کے کہ تحقیق یہ ہے حق ۔ آیا کفایت نہیں رب تیرے کو یہ کہ وہ اوپر ہر چیز کے حاضر ہے ۔ خبردار ہو تحقیق وہ بیچ شک کے ہیں ملاقات رب اپنے کی سے خبردار ہو وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے ۔ (۲)

حضرت فرید الدین (۳) فرماتے ہیں " اللہ تعالیٰ نے فرمایا کنت کنزا مخفیا فاحببتُ ان اعرف فخلقت الخلق میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ جانا جاؤں اس لیے میں نے خلق کو پیدا کیا ۔ اور یہ خزانہ دل ہے ۔ القلب بیت الرب (دل پروردگار کا گھر ہے) اسی موقع کے لیے کہا گیا ہے ۔ دل خدائے تعالیٰ کا دم خاص ہے اور حرم خاص دل کی اصل صورت ہے اور دل کی اصل صورت گوشت کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ دل کی اصل صورت موتی ہے اور دل کے موتی کی اصل نور ہے ۔ اور یہ نور اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ ہے ۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے ۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ انا من نور اللہ والمومن من نوری ۔ میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مومن میرے نور سے ہیں ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اللہ نور السموات والارض یعنی اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے " ۔ (۴)

---

(۱) بشکریہ سید کل حسن ۔ تذکرہ غوثیہ ۔ ۱۹۸۰ ۔ ص (۲) (پ ۲۵ ۔ ع ۱) (۳) حضرت فرید الدین (شکر گنج) (۴) شیخ الاسلام حضرت فرید الدین ۔ گنج الاسرار (بشکریہ رسالہ الرحیم ۔ حیدرآباد ۔ جولائی اگست ۱۹۶۸ء) ۔ غالباً گنج الاسرار سے مراد کتاب الاسرار الابرار جو آپ کے ملفوظات پر مشتمل ہے ہو سکتی ہے ۔ دیکھیے کتاب روابط فرہنگی پاکستان و ایران مؤلفہ مؤلف کتاب ہذا ۔ کوئٹہ ۱۹۷۱ء ۔ ص ۳۱ ۔

Marfat.com

جیساکہ پہلے بیت نمبر ۵ میں ذکر کیا جا چکا ہے ۔ قدرے مزید وضاحت کے ساتھ پھر درج کیا جاتا ہے ۔ " حضرت سیدنا مولانا اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے حضرات حسنین علیہما السلام کو نصیحت فرماتے وقت ایک مسئلہ میں فرمایا تھا ۔ یا ولدی فکرک فیک یکفیک کہ اے میرے بیٹے تیرا فکر تجھ میں تیرے لیے کافی ہے ۔ اپنی شناخت اور اپنے اندر فکر کر ۔ کہ فلیس شئی خارجاً منک کہ کوئی شے تجھ سے خارج نہیں ۔ تیرا درد تیرے اندر ہے اس کو دیکھ اور تیرا دوا تجھ میں پوشیدہ ہے اس کو جان اور تجھ کو گمان ہے کہ تو ایک چھوٹا جسم ہے حالانکہ تیرے اندر ایک بہت بڑا جہان مستور ہے اور تو وہ ام الکتاب ہے جس کو اپنے حرفوں سے سب کچھ جان لینا بعید از قیاس بات نہیں کیونکہ رب العزت نے انسان کے لیے ہی فرمایا ہے ۔ وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی جو کچھ تم حاصل کرنا چاہتے ہو وہ تمہاری ذات ہی میں موجود ہے کیا پس تم نہیں دیکھتے ۔ حضور رسالت مآب نے فرمایا ہے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربّہ ، یعنی جس نے اپنے نفس و ذات کو پہچان لیا پس اس کو عرفان رب العزت حاصل ہو گیا ۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۶) نے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ این اللہ فقال النبی علیہ السلام فی قلوب عبادہ یعنی عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ کہاں ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے بندوں کے دل میں ہے ۔" (۷)

اور اس حجرہ تن میں تلاش محبوب اور وصال محبوب درحقیقت مرشد کامل کی نظر کامل کے تصدق سے ہی آسان ہوتا ہے ۔ بقول رومی علیہ الرحمۃ ؎

ایں چنیں کامل بجو گر رہ روی — تا ز وصل دوست بابہرہ شوی (۸)
گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی — چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

---

(۵) حضرت علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ مدینہ ۔ وفات ۴۰ ہجری (رحمۃ اللعالمین ۲ : ۷۹)

کبیر دانا پوری ۔ (۶) حضرت عبداللہ بن عمر ۔ مدینہ ۔ وفات ۷۴ ہجری تذکرہ الکرام تاریخ نانائی عبد اللہ مولفہ سید شاہ ...

(۷) ابوالفیض قلندر سہروردی ۔ الفقر فخری ص ۹ ۔ ۲۵۸ ۔ (۸) ایسے کامل کی تلاش کر جو تجھے دوست کے وصال سے مشرف کر دے ۔ جلال الدین رومی مثنوی ۔ ترجمہ :۔ اگر تو سخت پتھر یا سنگ مرمر بھی ہو تو جب کسی صاحبدل سے ملے گا تو اس کی برکت سے موتی بن جائے گا ۔ جلال الدین رومی ۔ مثنوی حصہ اول دفتر مفتاح العلوم عربی مطبوعہ ۱۹۵۹ لاہور ص ۲۸۲

Marfat.com

الف ۱۹

اوجھڑ جھل تے مارو بیلا جتھے جالن آئی ہو (۱)

جس کدھی نوں ڈھاہ ہمیشاں اوہ ڈسٹھی کل ڈھائی ہو (۲)

نئیں جنہاندی دُہے سراندی اوہ سکھ نہیں سوندے راہی ہو (۳)

ریتے پانی جتھے ہوون اکٹھے باہو اتھے بنی نہیں بجھدی کائی ہو (۴)

لغت : اوجھڑ : جھاڑیاں ، ایسا علاقہ جہاں راستہ ہی نہ ہو۔ جھل : دریا کے کنارے جنگل

مارو : ویرانے بیلا : بیلہ ، دریا کے کنارے کا گھاس کائی وغیرہ جنگل

جالن : گذرا وقات کدھی : کنارہ دریا

ڈھاہ : کنارہ دریا کا گرنا نئیں : ندی

بنی : بند بجھدی : بندھی جاتی

ترجمہ : ۱۔ (یہ جہان فانی) جہاں ہماری گزر اوقات ہے، سنسان اور خطرناک جنگل ہے۔

۲۔ (زندگی مصداق کنارہ دریا ہے) جسے ہمیشہ گرنے (کا خطرہ لاحق ہے) ایسا (کنارہ دریا) آج نہیں تو کل گرنے کو ہے۔

۳۔ جن (مسافروں بیٹھے ہوؤں) کے سر کی طرف (ڈبو دینے والا اور کنارے گرانے والا) دریا ہو وہ کبھی سکھ کی نیند نہیں سو سکتے۔

۴۔ اے باہو (جہاں فنا ہی فنا ہو کے مصداق) ریت اور پانی اکٹھے ہوں تو محض ریت اور پانی سے کوئی بند نہیں بندھا جاتا۔

---

(۱) ج ، ل ک

(۲) ج (۳) ج

ب ل میں (سراندی) کی بجائے (سرہاندی) ہے

(۴) ج

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین اس دنیا کو جنگل اور ویرانہ کا نام دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمیں یہاں ویرانوں میں رہنا پڑ گیا ہے اور اس دنیا کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی دریا کا کنارہ ہو، جو ہمیشہ گرنے کے خطرہ میں ہو۔ اور انسان کی مثال اس دنیا میں ایسے بے قرار اور مضطرب حال مسافر کی سی ہے جس کے سرہانے پانی کی ندی بہ رہی ہو، بھلا ایسے حال میں مسافر کیا چین و آرام کر سکتا ہے۔ ندی کے بہاؤ کے خوف میں اسے کیا خاک نیند آ سکتی ہے۔ جبکہ ندی کے ساحل کے کناروں کے گرنے کا ہمیشہ خدشہ بھی رہتا ہو۔

آخر میں فرماتے ہیں اس دنیا کا انجام یقینی طور پر فنا ہی ہے اور اس کے قیام کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی جس طرح ریت اور پانی کے مقام پر کوئی بند تعمیر کرنا ناممکن ہو جاتا ہے اسی طرح اس دنیا کو بھی قیام اور ثبات دلانا ناممکن ہے کیونکہ اس میں ہر عارضی چیز والے آثار موجود ہیں ؎

ہر بنائی کاں بود بر روئی آب　　گر ہمہ زآہن بود گردد خراب

کس ندید است آب ہرگز پائیدار　　کی بود بر آب بنیاد استوار (۱)

ایک مقام پر سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ عمر ریت کی طرح ہے اور وجود شیشے کی مانند، سانس کی آمد و رفت ریت کی آمد و رفت کی طرح ہے۔ ان مراتب میں اہل چشم کو آنکھ کھولنی چاہیئے یہ رمز ہے جسے اولیاء اللہ ہی پہچانتے ہیں ؎

خاکِ پایت گاہ درین است مارا گاہ دراں

متصل چوں شیشہائی ساعت ریگ دواں (۲)

(۱) شیخ فریدالدین عطار، منطق الطیر، مطبوعہ مبارک علی لاہور، ص ۶۰

(۲) سلطان باہو۔ عقل بیدار، اردو ترجمہ، چنن الدین لاہور ۱۹۷۰ء ص ۱۲۰، ۱۲۸

Marfat.com

الف آپ نہ طالب ہین کہیں دے لوکاں نوں طالب کردے ہو (۱)
۲۰ چاٹوں کھیپاں کردے سیپاں اللہ دے قہر توں ناہیں ڈردے ہو (۲)
عشق مجازی تلکن بازی پیر اوتلے دھردے ہو (۳)
او شرمندے ہوسن باھوؒ اندر روز حشر دے ہو (۴)

لغت : کھیپاں : مقررہ معاوضہ کے عوض خدمت کا معاہدہ جیساکہ دیہاتوں میں حجام ترکھان لوہار موچی کمہار وغیرہ طے کرلیتے ہیں ۔

سیپاں : مقررہ معاوضہ کے تحت معاہدہ شدہ خدمت کا سرانجام دینا جیساکہ حجام ترکھان لوہار موچی کمہار وغیرہ سرانجام دیتے ہیں ۔

تلکن بازی : پھسلنے والی کھیل پیر : پاؤں اوتلے : ٹیڑھے ، بے جا

ترجمہ : ۱- (یہ مرشدانِ ناقص) خود تو کسی (مرشد کامل اور سلسلہ طریقت) کے طالب نہیں ہیں لیکن وہ مرشد بن کر) اور لوگوں کو طالب (اللہ) بناتے (اور سلسلہ مریدی میں داخل کرتے ہیں)
۲- (انہوں نے گویا دیہاتی لوہاروں، ترکھانوں وغیرہ کی طرح) مقررہ معاوضہ کے عوض خدمت کا معاہدہ (جیسے) کیا ہوا ہے اور اس عہد کے مطابق خدمت سرانجام دے رہے ہیں (خود ناقص ہوکر حصولِ معرفت و عرفان و بخشش کے دعویدار ہیں) یہ (مرشدانِ ناقص) اللہ تعالےٰ کے قہر سے (بھی) نہیں ڈرتے ۔
۳- یہ (مرشدانِ ناقص) عشق مجازی (جو کہ) پھسل جانے والی کھیل ہے (میں) بے جا پاؤں دھرتے ہیں اور شیطان انہیں پھسلا کر راہِ حق سے دور کر دیتا ہے ۔
۴- اے باہو، یہ (مرشدانِ ناقص) قیامت کے دن شرمندہ ہونگے ۔

---

(۱) ب ل ، ب ب ۔ البتہ (کہیں) کی بجائے (کسے) درج ہے
(۲) ب ل ، ب ب ۔ البتہ (قہر کنوں ناہیں) کی بجائے (غضب کنوں نئیں) درج ہے
(۳) ب ل ، ب ب ۔ البتہ (اوتلے) کی بجائے (اولڑے) درج ہے ۔
(۴) ب ل ، ب ب ۔ ب ل میں (او) کی بجائے (ادہ) درج ہے
البتہ ہر دو نسخوں میں (باہو) سے پہلے (حضرت) کا اضافہ ہے ۔

Marfat.com

تشریح : ؎ غیر از پیران کس پیری نہ شد غیر از میران کس میری نہ شد ۔ (۱)

بعض ناقص مرشدان ' پدرم سلطان بود ' کی خود فریبی میں مبتلا ہوتے ہیں ۔ وہ ارشاد و ہدایت کی راہ طریقت کو اپنا ورثہ سمجھتے ہیں ۔ حالانکہ وہ اس مقام مرشد کی رسومات اور لوازمات سے قطعاً ناواقف ہوتے ہوئے بے عملی اور خود ستائی کا شکار ہوتے ہیں ۔ بیت میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ایسے مرشدان ناقص خود تو کسی مرشد کامل سے بیعت و ارشاد حاصل نہیں کرتے لیکن دوسروں کو مخاطب بنا کر ایسی زندگی کے فریب میں مبتلا رکھتے ہیں جس کا انجام بے سود رہ جاتا ہے ۔ مرشد کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود کسی مرشد کامل کے سامنے زانوئے تلمذ خم کرے اور اس سے ہدایت حاصل کرے ۔

دراصل سلسلۂ طریقت ایک زنجیر کی کڑیوں کی طرح ہے جس کی پہلی کڑی آنحضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ جو کوئی سالک کسی مرشد طریقت سے بیعت نہیں ہوا تو وہ گویا زنجیر معرفت کی کڑی سے منسلک نہیں ہوا ۔ اس لیے ایسا سالک اگر کسی کو بیعت کرے گا تو اس کا کوئی فائدہ روحانی حاصل نہ ہوگا کیونکہ وہ خود معرفت کی زنجیر کی کڑی میں شامل نہیں ہے ۔ دوسروں کو کس طرح منسلک کر سکے گا ۔ گویا ایسا مرشد خود تو کچھ ہے اور دوسروں کو کچھ اور دکھاتا ہے ۔ ایسا طریق کار محض ظلم ہے کیونکہ ایسے طریق سے خلق خدا گمراہی میں مبتلا رہتی ہے ۔ ایسے مرشدان ناقص تو گویا دیہاتی کارندوں کی طرح ایک معاوضہ کے بدلے میں لوگوں کو معرفت عطا کرنے کا ٹھیکہ اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں ۔ حضرت سلطان العارفین نے ان کی اس بے سود ذمہ داری کو کھیپ کا نام دیا ہے اور ان کے اس عمل کو ' سیپ ' کا مخصوص نام دیا ہے ۔ ایسے خام و ناقص مرشد کے بارے میں ایک مقام پر فرمایا " اس سے تلقین لینا محض حرام ہے ۔ کیونکہ جس طرح کسی کامل استاد کے بغیر پارہ کشتہ نہیں ہوتا جو کھانے کے قابل ہو ۔ اسی طرح توحید الٰہی کی معرفت اس مرشد کامل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی جو وجودی طلسمات کو توڑ کر خزانہ دکھائے ۔ معمے کو معمے والا ہی حل کر سکتا ہے ۔ اللہ بس باقی ہوس ۔ مرشد کامل بہتر ہوتا ہے ۔ ناقص سے نقصان پہنچتا ہے " ۔ (۲)

---

(۱) سلطان محمد نواز ۔ مجموعہ کلام (از عندلیب لاہوت) مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء ۔ ص ۱۷

(۲) سلطان باہو ۔ اسرار قادری ۔ ترجمہ اردو ۔ لاہور ۱۹۶۳ ۔ ص ۴

Marfat.com

بیت سے آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ایسے مرشدان ناقص جو مجازی عشق اور ہوا و ہوس کی پھسلن میں قدم رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ بالآخر خود شرمندہ و خوار ہوتے ہیں۔ اسی ضمن میں ایک مقام پر فرمایا۔ "احمق حرص و ہوس میں مارا مارا پھرتا ہے۔

با ھو مرد مرشد می بود بر ہر مقام
نامرد مرشد عاجز است ناموس نام ۔۔ (۳)

---

(۳) سلطان باہو - اسرار عارفین - ترجمہ اردو - لاہور ۱۹۶۳ء - ص ۵

Marfat.com

الف اندر بھی ہو باہر بھی ہو باھو کتھاں لبھیوے ہو (۱)
۲۱ سئے ریاضتاں کر کراہاں توڑے خون جگر دا پیوے ہو (۲)
لکھ ہزار کتاباں پڑھ کے دانشمند سدیوے ہو (۳)
نام فقیر تہیندا ماھُو قبر جنہاندی بیوے ہو (۴)

لغت : کتھاں : کہاں
لبھیوے : ملے
سئے : کئی سو
توڑے : چاہے
تہیندا : اُسی کا

ترجمہ :۱- (میرے) اندر بھی ہو (ذات اللہ تعالیٰ ہے اور) (میرے) باہر بھی ہو (ذات اللہ تعالیٰ ہے) (لیکن اے) باہو (اس ذات باری تعالیٰ کا دیدار اور وصال) کہاں ملے (گا)
۲- (زاہد اور عابد) چاہے (اس کی تلاش میں) ریاضتیں کر کر کے (اپنا) جگر کا خون (بھی) پی لیں (مگر اس ذات باری تعالیٰ کا وصال اس طرح سے تو حاصل نہیں ہوتا)
۳- (اسی طرح عالم اور فاضل چاہے) لاکھ ہزار کتابیں پڑھ کر دانشمند (بھی) کہلائیں۔ (مگر اس ذات باری تعالیٰ کا وصال اس طرح سے حاصل نہیں ہوتا)
۴- (البتہ) فقیر (واصل باللہ) وہ ہوتا ہے جس کی قبر زندہ ہو۔

---

(۱) ب د
(۲) ب د
(۳) ب د
( ) ب د

Marfat.com

تشریح : علی ہجویریؒ کا قول ہے - وہ شخص جو مجرد عبارتوں کو حفظ کیے ہوئے ہو لیکن حفظ معنی سے محروم ہو وہ عالم ہے - اور جو ان کے معنی اور حقیقت سے بھی آگاہ ہو وہ عارف ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب مشائخ طریقت اپنے معاصرین کی سبکی یا تحقیر کرنا چاہتے ہیں تو انہیں "دانشمند" کہا کرتے ہیں اور عوام اس رمز کی باریکی سے جاہل ہونے کے باعث اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں - حالانکہ مشائخ کا مقصد حصول علم کی ملامت کرنا نہیں ہوتا بلکہ وہ ملامت اس بات پر کیا کرتے ہیں کہ علم حاصل کیا ہے تو عمل کو کیوں ترک کر رکھا ہے ؟ کیونکہ عالم قائم ہوتا ہے اپنے نفس کے ساتھ جب کہ عارف اپنے رب کے ساتھ قائم ہوتا ہے - (۱)

بیت ہیں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ اگرچہ وہ ذات مطلق ہر جگہ موجود ہے حتیٰ کہ ہماری جان میں بھی وہی جلوہ گر ہے مگر اس کے باوجود اس ذات اللہ تعالیٰ کو پہچاننے اور پانے کا حق بھلا کس کو حاصل ہو سکتا ہے - صفحہ زمانہ چاہے عبادتوں اور ریاضتوں میں اپنی جان دے دے اور عالم فاضل حضرات چاہے اتنا علم حاصل کر لیں کہ دانشمندی کا دعوےٰ کر لیں مگر ان عبادتوں - ریاضتوں اور دانشمندیوں سے حق تعالےٰ کا حصول نہیں ہوتا - حق کا حصول اس ذات فقیر کو حاصل ہے جس کی قبر بھی زندہ ہوتی ہے -

اس ذات مطلق کا انسانی جسم و جان میں جلوہ گر ہونے کے متعلق قرآن حکیم میں ورد ہے -

"اور تمہارے بدن میں اور جسم میں میں نشانیاں بہت خدائے تعالیٰ کی ، پھر کیا تم نہیں دیکھتے ۔ (۲) اسی طرح جملہ کائنات میں اس ذات باری تعالیٰ کی جلوہ گری کے بارے وارد ہوا ہے - "اور زمین میں نشانیاں ہیں خدائے تعالیٰ کی قدرت کے واسطے یقین لانے والوں کے ۔ (۳)

---

(۱) علی ہجویری - کشف المحجوب - ترجمہ اردو - پروفیسر یزدانی - لاہور - ص ۶۲۰

(۲) وفی انفسکم ط افلا تبصرون - (پ ۲۷ - الذریت) تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر - ۱۳۵۸ھ لاہور - ص ۵۴۴

(۳) وفی الارض ایٰت لّلموقنین - (پ ۲۷ - الذریت) " " " "

Marfat.com

'اور اللہ تحقیق پہنچا ہے ساتھ سب چیز کے اور علم اس کا محیط ہے اوپر سب چیز کے' (۴)
بلکہ - 'اور خدا تعالےٰ تمہارے ساتھ ہے جہاں ہو (تم) (۵)
گویا اس ذات مطلق کا ہر شے اور ہر مقام پر موجود ہونا تو لازم ہوگیا - اسی لیے حضرت سلطان العارفین نے فرمایا کہ وہ ذات مطلق میرے من میں بھی ہے اور جملہ کائنات میں بھی مگر اس کو کہاں پہ پایا جائے - اس کا وصل کس طرح حاصل ہو مگر وہ تو زاہدانہ عبادتوں اور ریاضتوں سے حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہمارے علم و فضل کی دانشمندیوں سے ملتا ہے - بھلا ہماری عبادت و ریاضت کی اس کے سامنے کیا حیثیت - جب کہ تمام کائنات اسی کی تسبیح کر رہی ہے - ' پاکیزہ اور ستھری طرح سے یاد کرتے ہیں، خدا تعالےٰ کو جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں' - (۶) نیز اس عقلِ کل اور اصل علم کے مالک کے سامنے ہمارے محدود عقل کی دانشمندیوں کی کیا وقعت ہو سکتی ہے اور نہ ہمارا محدود علم و فضل اس تک رسائی کا دعوےٰ کر سکتا ہے - کیونکہ اصل علم و حکمت کا مالک تو وہ خود ہی ہے - ' وہی جانتا ہے مضبوط کام کرنے والا' (۷) البتہ سب زُہد و عبادت اور علم و فضل کے دعوے ترک کر کے فقر الی اللہ اختیار کرنے سے حصول حق ہوتا ہے - بلکہ یہ احساس بھی رلانے والا بن جاتا ہے - بقول رُومیؒ ؎

گفتم آخر غرق تست ایں عقل و جان — گفت رو رو بر من ایں افسوں مخواں - (۸)

یہاں تو ترکِ ترک کا مقام کام دیتا ہے - اسی لیے سالک کے انانیت کے ہمہ دعوے ختم ہو جاتے ہیں- پس بھاگو طرف اللہ کی، (۹) کیونکہ - 'اے لوگو تم محتاج ہو خدا تعالےٰ کے اور خدا تعالےٰ بے پرواہ ہے

---

(۴) وان اللہ قد احاط بکل شیٍ علماً (پ ۲۸ - الطلاق) " " " " ص ۵۸۵
(۵) وھو معکم این ما کنتم (پ ۲۷ - الحدید) " " " " ص ۵۶۲
(۶) سبّح للہ ما فی السمٰوٰت والارض (پ ۲۷ - الحدید) " " " " ص ۵۶۲
(۷) وھو العلیم الحکیم (پ ۲۸ - التحریم) " " " " ص ۵۸۵
(۸) ترجمہ: جب میں نے کہا کہ میری عقل اور جان تو تیری ذات میں فنا ہے تو جواب ملا جاؤ یہ فسوں کاری یہاں نہیں چلے گی
مفتاح العلوم شرح مثنوی - مولانا محمد نذیر عرشی - دفتر اول حصہ دوم - ۱۹۵۹ لاہور ص ۲۹۰ -
(۹) ففروا الی اللہ (پ ۲۷ ع ۲)

Marfat.com

مراعت کیا گیا ہو وہ ان والا ۔ (۱۰) بس اس راہ میں واحد راستہ فقر کا ہے ۔ فقیر اسی زندگی میں ترک جان و ترک نام اختیار کر کے زندہ جاوید ہو جاتا ہے بلکہ اس کی قبر کو جاودان زندگی مل جاتی ہے ۔ اسی ضمن میں ایک اور مقام پر حضرت سلطان العارفین نے فرمایا ۔ ؎

وہم خلق اینست جسہ در قبر — جسہ را با خود برد صاحب نظر

گاہ در توحید گاہ با مصطفٰے — عارفاں را جسۂ قدرت الٰہ

گاہ بالا عرش و گاہی در قفس — جسہ سراست نوری سر بسر

جسہ نوری نباشد زیر خاک — معرفت توحید اللہ را زپاک

اولیاء را قبر جنت خانہ — ہر کہ محرم نیست زاں بیگانہ

از قبر بیرون برآید اولیاء — ہم سخن با تو شود بہر از خدا

ہر کہ مرشد را نیابد در جہان — از قبر عارف شود صاحب عیاں ۔ (۱۱)

---

۱۰ یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید (پ ۲۲ - فاطر) موضح القرآن عبدالقادر ۱۳۵۹ھ لاہور - ص ۴۵۶ ۔

۱۱ سلطان باہوؒ ۔ عقل بیدار ۔ ترجمہ اردو ۔ چنن الدین لاہور - ۱۹۷۰ ص ۱۱۱

Marfat.com

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لاندا ہُو (۱)
۲۲ جس گت اتے سوہنا راضی ہوندا اوہو گت سکھاندا ہُو (۲)
ہر دم یاد رکھے ہر ویلے سوہنا اٹھاندا بہاندا ہُو (۳)
آپ سمجھ سمجھیندا باھو آپ آپے بن جاندا ہُو (۴)

لغت : لاندا : لگاتا ہے
بہاندا : بٹھاتا ہے
گت : حالت ۔ کیفیت

ترجمہ : (اسم) اللہ (ذات) چنبے (کا پرمہک) پودا ہے ۔ جو کہ مرشد میری (زمین) دل میں کاشت کرتا ہے ۔

۲ (میرا) پرجمال (مرشد) جس حالت و کیفیت کو پسند کرتا ہے (مجھے) وہی طرز عمل سکھاتا ہے (یعنی میرے سب حرکات و سکنات اس کی رضا کے مطابق ہیں)

۳ (میرا) محبوب (مرشد) میرا (اس قدر نگہبان ہے کہ وہ) ہمیشہ میری نگہبانی فرماتا ہے (یعنی ہر آن میں) مجھے یاد رکھتا ہے (اور اپنی نظر رحمت سے فراموش نہیں کرتا) (میرا ہر فعل مرشد کامل کے فرمان پر ہے) حتیٰ کہ مجھے اٹھاتا بھی وہی ہے اور بٹھاتا بھی وہی ہے ۔

۴ اے باہو ۔ وہ خود ہی مجھے (دقائق) معرفت سمجھاتا ہے ۔ (اور مجھے اپنی محبت میں فنا کرکے) وہ خود ہی (مجھ میں وجود باقی) بن جاتا ہے ۔

---

(۱) ف ۔ ش ۔ ع

(۲) اہ ۔ ف ۔ ش ۔ ع میں ہوندا کی بجائے ہووے درج ہے ۔ ب ل میں اسکھاندا کی بجائے دسّاندا ہے

(۳) اک ۔ اہ

(۴) اہ ۔ اک ۔ ف ۔ ش ۔ ع میں یوں درج ہے ۔ ع آپے سمجھ سمجھاندا باھو اوہ آپے آپ ہو جاندا ہو ۔

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ مرشد کامل ان کے من میں اسم اللہ ذات کے پودے کی کاشت فرماتا ہے ۔ اور پھر وہ محبوب معرفت ذات عطا کرنے کے بعد جس حالت میں بھی چاہتا ہے فقیر کو وہی حالت عطا فرماتا ہے ۔ کیونکہ فقر کے حصول کے بعد فقیر کا جسم اپنا جسم نہیں رہتا ۔ اس کا کوئی فعل اپنا فعل نہیں رہتا ۔ وہ رضائے الٰہی کے اس قدر تابع ہو جاتا ہے کہ اس کا ہر فعل خدا کی طرف سے سمجھا جاتا ہے ۔

اس بیت میں حضرت سلطان العارفین فنافی الشیخ کے مقام کی کیفیات کا اظہار فرما رہے ہیں ۔ اور اپنے مرشد کامل کی مہربانیوں اور عنایات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ ہادی طریقت و معرفت ان کی ہر دم نگہبانی فرماتا ہے حتیٰ کہ ان کا اٹھنا بیٹھنا بھی مرشد کامل کے حکم کے مطابق ہے ۔

جس طرح قرآن حکیم میں اصحاب کہف کی نگہبانی کرنے میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے ۔ اور تم انہیں جاگتا سمجھو ۔ اور وہ سوتے ہیں ۔ اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں ۔ (۱)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ مرشد کامل اسی طرح نہ صرف مکمل نگہبانی فرماتا ہے بلکہ ان کا اپنا جسم فنافی الشیخ ہونے کی وجہ سے اپنا نہیں رہتا بلکہ مرشد کامل کا وجود ہوتا ہے جو پھر ہر راز معرفت کائنات و معرفت ذات سے مطلع کرتا ہے ۔

ایسے ہی مقام کے لیے رحمن بابا (۲) نے فرمایا ۔

وڑاتہ ے خندا ول کہ جڑاول کڑے زے پہ اخپلہ نہ خندا کڑم نہ جڑا (۳)

ایسی ہی کیفیات کے لیے کہا گیا ہے ۔

مقصد میرا وہی ہے جو مطلب ہے یار کا میں اپنے اختیار میں بے اختیار ہوں (۴)

---

(۱) وتحسبھم ایقاظا وھم رقود ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال ۔ (۱۸ع۱۵)
قرآن عظیم ۔ مترجمہ شاہ محمد احمد رضا خان ۔ تاج کمپنی ۔ ص ۴۷۲ ۔

(۲) عبدالرحمن المعروف بابا (۱۰۴۲ھ ۔ ۱۱۱۸ھ) کوہاٹ (بشکریہ اعجاز الحق قدوسی ۔ تذکرہ صوفیائے سرحد)

(۳) رحمن بابا ۔ دیوان عبدالرحمن (پشتو) ترجمہ میرے ہنسنے میں اور رونے میں تو ہی ہے ۔ میں خود تو نہ ہنستا ہوں اور نہ رویا ہوں

(۴) مولانا عبدالقدیر حسرت صدیقی ۔ نسیم عرفان ۔ حیدرآباد دکن ۔ ص ۲۱ ۔

Marfat.com

ب
۲۳

باھو باغ بہاراں کھڑیاں نرگس ناز شرم دا ہُو (۱)
دل وچ کعبہ صحی کیتوسے پاکوں پاک پرم دا ہُو (۲)
طالب طلب طواف تمامی حب حضور حرم دا ہُو (۳)
گیا حجاب تھیوسے حاجی باھو جدان بخشیوس راہ کرم دا ہُو (۴)

لغت : کیتوسے : ہم نے کیا
پرم : محبت ۔ پیار
صحی : صحیح

ترجمہ : اے باھو ۔ میرے دل وجان ہیں ، باغ وبہار اس طرح کھل گئے ہیں کہ وہ نرگس وناز (جیسے خوشبودار پھول کے لیے بھی رشک اور) شرم کا باعث بن گئے ہیں ۔

۲ محبت (الٰہی) کے مقدس کعبہ (کو ہم نے اپنے) دل میں پہچان لیا ۔

۳ (میں بہ حیثیت) طالب (میری) طلب اور (میرا) طواف (اور سعی) سب (محو) حب حضور حرم رہے ۔

۴ اے باھو ۔ جب (اس ذات حقیقی نے) (اپنے عطاو) کرم کا (راہِ معرفت کا عرفان) بخشا تو حجاب (من وتو) دور ہوگیا ۔ (اور اپنے من میں کعبۂ حقیقت پاکر) ہم حاجی بن گئے ۔

---

(۱) ل ۔ ع ۔ ف ۔ ب ۔ ذ

(۲) ل ۔ ب ۔ ہ

(۳) ع ۔ ف ۔ ش ۔ ذ ۔ ب ۔ ہ ۔ ل

(۴) ل ک

ب ج میں یوں ہے ع ۔ گیا حجاب ہویسے حاجی باھو بخشیس راہ کرم دا ۔

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' سی حرفی کے سب سے پہلے بیت میں بھی اسی کیفیت حال کا اظہار فرماتے ہیں کہ جب مرشد کامل نے اسم اللہ کا خوشبودار تخم آپ کے من میں بویا تو وہ شجر بارآور ہوا اور پھول کھلے جس کے نتیجہ میں جسم وجان معطر ہوا گویا عرفان کاملہ حاصل ہوا - (۱)

اس بیت میں بھی سب سے پہلے اسی امر کا اظہار فرمایا ہے کہ اسم اللہ ذات کے شجر کے بارآور ہونے پر ان کے مشام جان میں جو عرفان ومعرفت کے پھول کھلے ہیں دنیا کے تمام پھولوں کے لیے قابل رشک ہیں - ایک اور مقام پر حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

تعال اللہ چہ زیبا روئی دلدار چو رویش ہم بدیدم گشت گلزار (۲)

یعنی اللہ کی شان بلند ہے ! محبوب کا چہرہ کس قدر حسین ہے - میں نے جب اس کا حسن دیکھا تو میں باغ و بہار ہو گیا -

اسی طرح حضرت سلطان العارفین اپنے دل میں شوق و یقین کی کیفیات کے ساتھ جو طواف حرم قائم کرتے ہیں اس کا ایک منظر ان کے ایک اور شعر میں ملاحظہ ہو ؎

دل مسجد الحرام یقین قبلہ من است شوق وگر ندارم جز شوقت حقیقت (۳)

یعنی دل کعبہ ہے اور یقین میرا قبلہ ہے - سوائے اس حقیقت کے حصول کے میں اور کوئی شوق نہیں رکھتا - اور فرمایا "اہل اللہ حاجی بے حجاب ہوتے ہیں - بعض بزرگ اپنے نفس پر دس سال کا احرام باندھتے ہیں - بعض چالیس سال کا اور بعض تمام عمر کا احرام باندھتے ہیں - اور شب و روز مراقبہ توحید میں غرق ہوتے ہیں ؎

روئی ما را سوئی کعبہ کعبہ را یا سوئی من کعبہ قبلہ گشت در دل آنچہ دارم جانِ من

یعنی "یا تو میرا منہ کعبے کی طرف ہے یا کعبہ کا میرے طرف ہے - کعبہ جو تھا دل میں آکر قبلہ بن گیا - یہی مجھے حاصل ہے" (۴)

---

(۱) دیکھیے حصہ ۱ کا بیت نمبر ۱ (۲) سلطان باہو - دیوان باہو فارسی مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۵ء ص ۵

(۳) سلطان باہو - دیوان باہو فارسی مطبوعہ ملک چنن الدین ۱۹۵۵ء غزل نمبر ۲۴ - ص ۱۱

(۴) سلطان باہو - عین الفقر - حصہ دوم - شرح نظام الدین - ص ۲۲ -

Marfat.com

دراصل یہ وجدانی کیفیت صرف ایک فقیر کو ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ قلندر سہروردی کیا خوب کہتے ہیں۔ "بزرگان طریقت نے فرمایا ہے کہ وجد کی ابتدا حجابات کا اٹھ جانا۔ تجلیات حق کا مشاہدہ کرنا۔ فہم کا حاضر ہونا۔ اسرار غیب کا ملاحظہ اور گم گشتگی و تنہائی کو پسند کرنا ہے۔ وجد کی شرط یہ ہے کہ اس کے سبب سے اوصاف بشریت منقطع ہو جائیں اور جس وجد سے بشریت کا فقدان حاصل نہ ہو حقیقت میں وجد وجد نہیں ہے۔" (۵)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "بعض حرم کے حاجی ہوتے ہیں اور بعض کرم کے۔ جو شخص اخلاص اور مکمل اعتقاد سے بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہے تو بیت اللہ شریف اور اس کے تمام در و دیوار نور ہو جاتے ہیں اور اس نور میں حاجی مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ یہ جس شخص کے مراتب ہوں اس کے لیے حج زیبا ہے۔ اگر حاجی مدینہ منورہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں داخل ہو تو روضہ منورہ کی ہر دیوار سے نور ٹپکتا ہے جس میں وہ حاجی دیدار سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے۔ اہل دیدار اور بالیقین بہ اعتبار یہ حاجی اگر کوہ عرفات کے میدان میں خطبہ سن کر ہاتھ اٹھا کر لبیک لبیک وحدک لاشریک لک لبیک کہے تو تمام میدان اور پہاڑ نور ہی نور ہو جائیں اور دیدار الٰہی نصیب ہو۔ اس پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے۔

ہر دمے من حاجیم قرب از کرم کعبہ را در دل بہ بینم نیست غم
ہم صحبتم با مصطفےٰ باہر دوام ظاہر و باطن یکے گردد تمام" (۶)

یعنی۔ قرب رب تعالےٰ کے اکرام کی وجہ سے میں ہر لحظہ اور ہر دم حج کر رہا ہوں۔ اور مجھے کوئی غم نہیں۔ کیونکہ کعبۃ اللہ کو اپنے دل میں دیکھ رہا ہوں۔ اور ہمیشہ مجھے حضور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے اور اسی طرح تمام ظاہر و باطن مجھ پر ایک ہو چکا ہے

---

۵ ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری صـ ۲۷۹

۶ سلطان باہو۔ امیر الکونین صـ ۹۸۔ مکتوبہ فارسی ۱۳۳۲ھ

۷ بشکریہ مولانا گل حسن۔ تذکرہ غوثیہ ۱۸۸۴۔ ص ۱۳۷

Marfat.com

(بے حجاب ہو چکا ہے)

یاد رہے مجموعی طور پر یہ بیت توحید حقیقت کے مرتبہ شہودی کی خبر دیتا ہے۔" یعنی اللہ تعالےٰ عارف پر اس طرح تجلی فرماتا ہے کہ حجاب ظلمانی رفع اور کیفیت نورانی منکشف ہو جاتی ہے اور معرفت بے کیف و مشاہدہ مدام میں مستغرق رہتا ہے۔" (۷)

---

(۷) بشکریہ مولانا کمل حسن - تذکرہ غوثیہ - ۱۸۸۴ - ص ۱۳۷

Marfat.com

ب بغداد شہر دی کیہ نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہُو (۱)
۲۴ تن من میرا پرزے پرزے جیوں درزی دیاں لیراں ہُو (۲)
اینہاں لیراں دی گل کفنی پاکے رلساں سنگ فقیراں ہُو (۳)
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باھو کرساں میراں میراں ہُو (۴)

لغت : اچیاں : اونچی
لمیاں : لمبی
چیراں : زخم - گھائل ہونے کے چیر
لیراں : پرزے - کپڑے کے ٹکڑے
رلساں : شامل ہوجاؤں گا -

ترجمہ : ۱ میرے پاس ، بغداد شہر کی (ماسوائے اس کے) کیا نشانی ہے (کہ میرے دل میں خنجر فراق کے، گہرے اور لمبے زخم (اجاگر) ہیں -
۲ میرا جسم اور دل وجان (بھی) (درد وداغ اور فراق زار میں) کسی درزی کے کٹے ہوئے ٹکڑوں کے مصداق پرزے پرزے ہے -
۳ محبت وفراق میں) کٹے ہوئے (دل وجان کے) ان ٹکڑوں کی کفنی بنا کر اپنے گلے میں پہنوں گا اور (بھیک مانگنے والے) فقیروں کے گروہ میں مل جاؤں گا -
۴ ایسی حالت میں (میں) بغداد شہر کی گلیوں میں (دیدار کی بھیک مانگ کر میراں میراں (کی صدا) پکاروں کا

---

(۱) ذ - ش - ف - ع - ب میں (میراں کی بجائے (پیڑاں) ہے
(۲) ع - ف - ش - ذ - ب
(۳) ہ - ب - ذ - ش - ف - ع
(۴) ب - ذ - ش - ف - ع

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ صوفیہ میں طریقۂ قادری سے منسلک ہیں۔ اور اس لحاظ سے سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں بے پناہ عقیدت و محبت ہے اور اسی محبت وعقیدت کے جذبات کا اظہار آپ نے بارہا اپنی مختلف نثری کتب میں بھی فرمایا ہے۔ (۱) اس بیت میں غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے ہی ان کے شہر بغداد عراق) کو انتہائی محبت اور دلسوزی کے الفاظ کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ اور آپ جب بغداد کو یاد کرتے ہیں تو جسم و جان پر درد و الم اور خنجر ہجر و فراق کے چرکے لگتے ہیں۔ اور محسوس کرتے ہیں جیسے ان چرکوں سے تن و من

---

(۱) دیکھیے۔ قرب دیدار۔ ترجمہ اردو۔ ناشران ملک چنن الدین فضل الدین مطبوعہ ۱۹۶۳ء ص ۴۸

محکم الفقرا " " " " ۱۹۶۳ء ص ۲۹

توفیق الہدایت " " " " ۱۹۶۸ء ص ۲۸ - ۵۸

اسرار قادری " " " " ۱۹۶۳ء ص ۹ - ۳۷

فضل اللقاء " " " " ۱۹۶۴ء ص ۷ - ۳۷

امیر الکونین " " " " ۱۹۵۶ء ص ۱ - ۱۷ - ۴۵

مجاستہ النبی " " " " ۱۳۷۲ھ ص ۲۶

تیغ برہنہ " " " " کتاب محمد امین قریشی گوجرانوالہ ص ۳

نور الفقر خورد " " " " ۱۹۶۱ء ص ۶ - ۲۷

شمس العارفین " " " " ۱۹۶۶ء ص ۵ - ۹۹

رسالہ روحی " " " " ۱۹۵۷ء ص ۵

کشف الاسرار مع شرح مولوی نظام الدین ملتانی " " ۱۳۵۱ھ

گنج الاسرار " " " " ۱۳۴۸ھ ص ۱-۴-۱۵-۱۸-۱۹-۲۱

عین الفقر حصہ اول " " " ص ۲۲-۳۴-۳۹-۹۷

محبت الاسرار ترجمہ اردو ناشران ملک چنن الدین فضل الدین مطبوعہ ۱۹۶۶ء ص ۲۸

نور الہدیٰ فقیر نور محمد مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء آخری باب۔

Marfat.com

کے ہزاروں ٹکڑے ہو چکے ہوں۔جسم زار کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے کسی درزی کی دکان پر کپڑوں کے کترن ہوں۔حضرت سلطان العارفین ایک مقام پر انہیں کیفیات کو یوں بیان کرتے ہیں ؎

تارہا زنفش چو دیدم مارہا　　پارہا گشتم دلم چوں پارہا　(۲)

یعنی ۔ میں نے محبوب کی زلفوں کے تار جب دیکھے جو سانپوں کی طرح بل کھا رہے تھے) تو میرا دل بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ۔

دم زدن در راہ عشق یار نیست　　پارہ شو در راہ او صد پارہا　(۳)

اس محبوب کی راہ عشق میں دم مارنا ناممکن ہے ۔تو اس کی راہ میں پارہ پارہ (فنا) ہو جا۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' اسی کیفیت حال میں درزی کی کترن سے مشابہت رکھنے والی اپنی جان کی حالت کو پسند کرتے ہوئے پھر فرماتے ہیں کہ (جی چاہتا ہے) کہ ان ٹکڑوں اور چیتھڑوں کو (جو دراصل ان کے اپنے حال کی کیفیت ہے) پہن کر میں بھیک مانگنے والے گروہ میں شامل ہو جاؤں اور بغداد کی گلیوں میں محبت و الفت کی ندا میراں ۔ میراں (۴) پکارتا پھروں۔

بقول رُومی رحؒ ؎

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق　　تا بگویم شرح درد اشتیاق　(۵)

---

(۲) سلطان باہو ۔ دیوان باہو فارسی مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۵ء ص ۶

(۳) سلطان باہو ۔ دیوان باہو فارسی مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۵ء ص ۶

(۴) مراد، سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی

(۵) مفتاح العلوم شرح مثنوی ۔ مولانا محمد نذیر عرشی ۔ دفتر اول حصہ پہلا ۔ ۱۹۵۹ لاہور ۔ ص ۲۶

Marfat.com

ب بغداد شریف وچ کراہاں سودا نے کتوسے ہو (۱)
۲۵ رتی عقل دی کراہاں بھار غماں دا گھدوسے ہو (۲)
بھار بھریا منزل چوکھیری اوڑک وچ پہتیوسے ہو (۳)
ذات صفات صحی کتوسے باہوؒ تاں جمال لدھوسے ہو (۴)

لغت : نے کتوسے : جا کر کیا
کتوسے : ہم نے کیا
بھار : بوجھ
بھریا : بوجھل ۔ وزنی
اوڑک : بالآخر
صحی کتوسے : پہچان لیا
وچ کراہاں : جا کر
کراہاں : کے لئے
گھدوسے : ہم نے لیا
چوکھیری : زیادہ
پہتیوسے : ہم پہنچ گئے
لدھوسے : ہم نے پا لیا

ترجمہ : ۱۔ ہم نے بغداد شریف جا کر سودا کیا۔
۲۔ (اور محسوس کیا کہ) رتی (بھر) عقل (سلیم) کے لیے (ہی) ہم نے غموں کا بار لیا ہے،
۳۔ (غموں کا) بوجھ زیادہ وزنی ہے (اور) منزل زیادہ دور ہے (لیکن) بالآخر ہم پہنچ گئے۔
۴۔ اے باہو جب ہم نے ذات صفات کا عرفان حاصل کر لیا تو تب ہی جمال (رب العزت) کو پا لیا۔

---

(۱) ب و
(۲) ب و
(۳) ب و
(۴) ب و

البتہ (باہو) سے پہلے (حضرت) کا اضافہ ہے۔

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ بغداد شریف (۱) جاکر ایک سودا کیا گیا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سودا اپنی جان دے کر اس کے بدلے رضائے حق اور رویت حق تعالیٰ کو حاصل کرنے کا ہے۔ قرآن حکیم میں وارد ہوتا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے مول لیا ہے مومنوں سے جانوں ان کی کو اور مالوں ان کے کو ساتھ ان کے کہ واسطے ان کے بہشت ہووے (۲) اس عشق و محبت کا ادراک مرشد کامل کا قرب حاصل کرنے پر ہی ہوا ہے

فنا کن خویش را در راہِ جاناں چہ کار آید ترا ایں درم و دینار
اگر یک دل نباشی در طریقت نہ بینی روئے او ہرگز دریں دار (۳)

ساتھ ہی اس حقیقت کا بیت میں اظہار فرماتے ہیں کہ عرفان ذات حاصل کرنے والی رتی بھر عقل سلیم کے حصول کے لئے اس دنیا کی راحت و مسرت دے کر غموں کا بھار لے لیا ہے کیونکہ یہ عقل جو انسان کو ودیعت ہوا ہے اس قابل نہیں کہ پوری مخلوق خدا و کائنات کا ادراک کر سکے چہ جائیکہ خالق حقیقی کا ادراک کامل کر سکے۔ ہم دنیوی معاملات میں توازن کے قیام کے لئے و اخروی نعمتوں کے حصول کے لیے عبادات و ریاضتیں تو اس عقل کے سہارے پر کر سکتے ہیں مگر فقیر جس کا مدعا محض لقائے حق ہے اس کے لئے یہ عقل و فرزانگی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین نے فرمایا ہے

الا اے یار فرزانہ بیا با ما بمی خانہ چوں مرداں باش مستانہ بکن با جام پیمانہ
گرو باید مصلی را بدست آور قدح می را مصفا کن دل و جاں را مشو خود مرد فرزانہ
چہ شد فرزانہ گر گردی بہ نیمی جو نمی ارزی ! ہماں دم مرد میگردی شوی گر مرد دیوانہ
چو مستان نوش ایں می را فنا کن ہُو من خود را بجوای یار باہو را صلا زد پیر میخانہ (۴)

بالآخر ان غموں کے لامتناہی بوجھوں کے ساتھ جب قدرت نے یاوری فرمائی اور حقیقت

---

(۱) بغداد شریف کو سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی سے نسبت ہے جہاں پر انکا مزار مبارک ہے
(۲) ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ (تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر لاہور ۱۳۵۸ھ ص ۱۹۰) (پ ۱۱، توبہ)
(۳) سلطان باہو، دیوان باہو، مرتبہ چنن الدین لاہور ۱۹۵۵، ص ۱۶ غزل ۳۵
(۴) " " " " " ۳ " " ۵

Marfat.com

کا ادراک ہوا تو منزل مقصود مل ہی گیا۔ جمال خداوند تعالیٰ اس وقت عطا ہوا جب اس کی ذاتِ مطلق اور اس کی لامتناہی صفات کی غایت حاصل ہوئی۔ اسم ذات و صفات ذات کی پہچان اور ان سے عرفان کے متعلق ایک اور مقام پر حضرت سلطان العارفین نے وضاحت فرمائی ہے کہ — واضح رہے کہ جس شخص کے وجود میں اسم اللہ ذات یا باریتعالیٰ کے نود نام یا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا یا اسم محمد سرور کائنات یا اسم حضرت ابوبکر یا حضرت عمر یا اسم حضرت عثمان یا اسم حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف اتریں تو اسے جمعیت بخشتے ہیں اور وہ لایحتاج ہو جاتا ہے اور معرفت سے مشرف اور مقرب الٰہی بن جاتا ہے (۵)

شکر للہ کہ نمردیم و رسیدیم بدوست

آفریں باد بریں ہمتِ مردانۂ ما! (۶)

---

(۵) سلطان باہو، عقل بیدار، اردو ترجمہ چنن الدین لاہور ۱۹۷۰ ص ۱۰۷

(۶) سید عبدالقادر جیلانی، دیوان غوث اعظم لاہور

Marfat.com

ب باہجھ حضوری نہیں منظوری توڑے پڑھن بانگ صلاتاں ہو (۱)
۲۶ روزے نفل نماز گزارن توڑے جاگن ساریاں راتاں ہو (۲)
باجھوں قلب حضور نہ ہووے توڑے کڈھن سے زکاتاں ہو (۳)
باھُو باجھ فنا رب حاصل ناہیں ناں تاثیر جماتاں ہو (۴)

لغت : بانگ : اذان صلاتاں : صلوٰتاں
باجھ : بغیر، سوائے کڈھن : نکالیں، ادا کریں
جماتاں : جماعتیں، نماز باجماعت سے : سینکڑوں

ترجمہ : ۱- (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) کی حضوری کے بغیر (کسی فعل وعبادت کو باریتعالیٰ کے ہاں) منظوری حاصل نہیں، خواہ (طالبان حق) (بظاہر) بانگ وصلوٰۃ پڑھتے رہیں۔
۲- روزے رکھیں، نوافل نمازیں ادا کریں خواہ (عبادت میں) ساری ساری راتیں بیدار رہ کر گزاریں۔
۳- (صفائے) قلب کے بغیر حضوریٔ (آنحضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) حاصل نہیں ہو سکتی خواہ (تزکیہ مال ونفس کے لیے) سینکڑوں زکوٰتیں (مال دنیا اور وظائف کی) کیوں نہ نکالیں۔
۴- اے باہو۔ بغیر فنائے (نفس) نہ تو قرب حضور ملتا ہے اور نہ ہی قرب رب تعالیٰ حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی نمازہائے باجماعت میں (اثر وسرور) ہے۔

---

(۱) ا ، ہ

(۲) ا ، ع ، ہ ، ذ ، ش ، ف

ب چ میں مصرعہ یوں ہے ع باجھ حضوری نہیں منظوری بھاویں گن گن پڑھن رکعتاں د

(۳) ا ، ف ، ش ، ع

ب چ میں مصرعہ یوں ہے ع باجھ حضوری نہیں منظوری بھاویں جاگن ساریاں راتاں ہو

(۴) ا ، ف ، ش ، ع ، ذ

Marfat.com

تشریح : نماز میں حضوری کے متعلق حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (۱) فرماتے ہیں کہ جب نمازی التحیات میں درود پڑھنے لگے تو یوں کرے فاحضر فی قلبك النبی علیه السلام وشخصه الکریم ثم تقول من بعد ذالك الصلوٰة والسلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته یعنی پہلے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو تصور میں حاضر کر پھر خوب تشخیص و غور سے کام لے کہ حضور علیہ السلام ہی ہیں۔ پھر جب پتہ چل جائے کہ حضور ہی ہیں تو پھر درود وسلام بھیجے۔ (۲)

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں "معرفت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک باطن میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دست بیعت نہ کرے اور حضور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کا شرف حاصل نہ کرے" (۳)

یہ مقام حضوری اسے ہی حاصل ہو سکتی ہے جس نے اپنے نفس کو فنا کر دیا ہے۔ ورنہ نماز روزہ زکوٰۃ عبادات وصدقات رائیگاں جاتی ہیں اور قرب ربانی حاصل نہیں ہوتا۔ جس نے نفس کو فنا کر دیا وہی رب تعالیٰ کو پا لیتا ہے۔ اس کے بغیر جماعت وجمعیت میں کوئی اثر نہیں رہتا، بقول اقبال علیہ الرحمۃ

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر (۴)

دراصل اس بیت میں حضور قلب کی اہمیت کو ہی بیان فرمایا گیا ہے جیسے کہ حدیث رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی (۵) یہ مقام اور یہ تنبیہ مقربین کے لیے ہی ہے جن کے لیے ارشاد ہوتا ہے۔ نیکوں کی نیکیاں مقربوں کی برائیاں ہیں (۶)

---

(۱) امام غزالی علیہ الرحمۃ۔ وفات ۵۰۵ ہجری۔ غزالی، سنین مطابق تذکرۃ الکرام، تاریخ خلفائے عرب واسلام مولفہ سید شاہ محمد کبیر دانا پوری

(۲) ابوالفیض قلندر سہروردی، الفقر فخری، ص ۲۴۷

(۳) سلطان باہو، امیر الکونین ص ۳۵ ترجمہ از مکتوبہ فارسی ۱۳۳۲ھ

(۴) علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔ بال جبریل۔ ص ۴۶

(۵) لا صلوٰة الا بحضور القلب

(۶) حسنات الابرار سیئات المقربین (بشکریہ سلطان باہو۔ عنتل بیدار ترجمہ اردو چنن الدین ۱۹۷۰ء ص ۸

Marfat.com

ب بے ادباں ناں سارا دب دی گئے ادباں توں وانجے ہو (۱)
۲۷ جیڑھے تھاں مٹی دے بھانڈے کدی نہ ہوندے کانجے ہو (۲)
جیڑھے مڈھ قدیم دے کھیڑے ہو ون کدی نہ ہوندے رانجھے ہو (۳)
جیں دل حضور نہ منگیا باھوؒ گئے دیہیں جہانیں وانجے ہو (۴)

لغت : جیڑھے : جو کوئی
سار : خیال، خبر رکھنا
وانجے : محروم
تھاں : برتن
بھانڈے : برتن

ترجمہ : ا۔ بے ادب (لوگوں) کو (مقام) ادب کی خبر (پہچان) تک نہیں ہے (یہ بدنصیب تو) (حصول) ادب سے بے بہرہ ہی رہ گئے۔
(۲) (فطرت ازلی تبدیل نہیں ہوتی، اس لیے) جو برتن مٹی کے بنے ہوئے ہوتے ہیں وہ کبھی کانچ کا برتن نہیں بن سکتے۔
(۳) (اسی طرح) جو قدیمی کھیڑے ہیں (اور ان کا کردار عاشق کشی ہے اور وہ تو ماہیت عشق سے ناآشنا ہیں) وہ کبھی رانجھے (جو سراپا محوِ عشق ہیں) نہیں بن سکتے۔
(۴) اے باہو (باادب وہی ہوتے ہیں جنہیں قرب وحضوری صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو لہٰذا) جس دل نے حضور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری کی طلب نہ کی وہ دونوں جہانوں میں بے بہرہ رہ گئے۔

---

(۱) ک (۲) ذ ۔ ش ، ہ ، ف
ب ل میں (تھاں) کی بجائے (ہان) ہے
(۳) ہ (۴) ف ، ب ، ش ، ذ ،

Marfat.com

تشریح : اسلامی تعلیمات میں آداب کا گہرا تعلق ہے ۔ حفظ مراتب و آداب اسلامی ثقافت کا اہم جزو ہیں اور آداب عشق کے رسوم تو سب سے نرالے ہیں ۔ ان پر پورا اترنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز نے اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ ادب عشق جاننے والے مخصوص لوگ ہی ہیں اور اس کا تعلق فطرت ازلی سے ہے ۔

پاس ادب کا ایک واقعہ مشہور ہے " جب حضرت فریدؒ (۱) مدینۃ الرسول میں داخل ہوتے ہیں تو خشوع و خشیت کی کیفیت سے بیخود ہو کر چاہتے ہیں کہ آستان بوسی کا فخر حاصل کریں ۔ فوراً جھک جاتے ہیں ۔ پھر سر اٹھا لیتے ہیں ۔ گویا اک گونہ تردد و اضطراب ہے ۔ کسی پہلو کل نہیں پڑتی ۔ آستان بوسی کی جرأت نہیں ہوتی ۔ آپ کی اس کشمکش کو دیکھ کر خادم نے عرض کیا ۔ حضرت جلد ہی آستان بوسی کریجئے ۔ عوام کا ہجوم بڑھتا جا رہا ہے ۔ آپ نے چشم پرنم ہو کر فرمایا ۔ آستان بوسی کے لیے جب جھکتا ہوں تو دل سے آواز آتی ہے ۔ فرید ! حیا کر ۔ تیری زبان اور دہان پلید ہے ۔ محمد مصطفیٰ کا آستان طیب و پاک ہے ۔ اس لیے ارادوں کی تکمیل میں محرومی نصیب ہے ۔ کیا کروں یہ دل کے معاملے ہیں ۔ کوئی اور کیا جانے ... (۲)

ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی شخص نے عرض کیا ۔ کیف تصوم ۔ یعنی آپ کس طرح روزے رکھتے ہیں ۔ گویا وہ آپ کے روزے کی کیفیت اور ترتیب معلوم کر کے اس کی تقلید کرنا چاہتا تھا ۔ تو اس سوال سے آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا ۔ کیونکہ اس کو یہ پوچھنا مناسب تھا کہ میں کس طرح روزہ رکھوں ۔ یا کتنے روزے رکھوں تاکہ اس کے حسب حال جواب دیا جاتا ہے ۔ پیغمبر کے ذاتی فعل کے متعلق سوال کرنا ایک تو سوء ادب تھا ۔ دوسرا غیر ضروری بھی تھا کیونکہ آپ کے اعمال و افعال ایسے مخصوص مصالح پر مشتمل ہو سکتے ہیں جو کسی دوسرے کے لیے لازم اور مناسب نہیں (مشکوٰۃ ۔ حاشیہ) ایک مرتبہ آپؐ نے مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا ۔ کسی نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ آپ تو رکھتے ہیں ۔ تو فرمایا ۔ وایکم مثلی ۔ اور تم میں سے کون میرے برابر

---

۱ ۔ خواجہ غلام فرید (چاچڑاں شریف ۔ ۱۲۶۱ھ ۔ ۱۳۱۹ھ)

۲ ۔ مسعود حسن شہاب ۔ خواجہ غلام فرید ص ۸۱

Marfat.com

ہوسکتا ہے (مشکوٰۃ)"۔ (۳)

قرآن حکیم سے مقاماتِ ادب پر غور کیجئے۔

یاایھا الذین آمنو لاتقدّموا بین یدیِ اللّٰہِ و رسولہ واتقوا اللّٰہ ط

ان اللّٰہ سمیعٌ علیمٌ ٥

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت آگے بڑھو۔ خدا کے اور رسول کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (یعنی مجلس میں کوئی کچھ پوچھے تو حضرت کی راہ دیکھو کہ کیا فرماویں تم اپنی عقل سے آگے جواب نہ دو) (۴)

پھر فرمان ہوتا ہے۔

یاایھا الذین آمنو لاترفعوآ اصواتکم فوقَ صوتِ النّبیّ ولا تجھروا

لہٗ بالقولِ کجھرِ بعضکم لبعضٍ ان تحبطَ اعمالکم وانتم لاتشعرونَ ٥

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بلند کرو آواز اپنی کو اوپر آواز نبیؐ کے اور مت آواز بلند کرو اوپر اس کے بیچ بولی کے جیسا بلند کرتے ہیں بعضے تمہارے واسطے بعضے کے ایسا نہ ہو کہ کھوئے جاویں عمل تمہارے اور تم نہ سمجھتے ہو۔ (۵)

پھر فرمان ہوتا ہے۔

ان الذین ینادونک من وّرآءِ الحجراتِ اکثرُھم لایعقلونَ ٥ ولو

انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکانَ خیرًا لھم ط واللّٰہ غفورٌ رحیم۔

ترجمہ: تحقیق جو لوگ کہ پکارتے ہیں تجھ کو پرے چار دیواروں گھروں کے سے بہت ان کے نہیں سمجھتے۔ اور اگر وہ صبر کریں یہاں تک کہ نکلے تو طرف ان کی البتہ ہوتا بہتر واسطے ان کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۶)

---

(۳) بشکریہ شرح مثنوی مولانائے روم از عرشی صاحب۔ دفتر اول صہ ۲۵۳

(۴) (الحجرات - ۱) (۵) (الحجرات - ۲)

(۶) (الحجرات - ۴ - ۵)

Marfat.com

نیاز اور ادب قائم رکھنے کا چونکہ فطرت ازل کے ساتھ گہرا تعلق ہے اس لیے بیت میں اداب کے بیان کے ساتھ ہی سلطان العارفین نے ہر انسان کی جداگانہ فطرت پر بھی اظہار خیال فرمایا ہے کہ جن کی فطرت میں عشاق ذات سے عناد رکھنا ہوتا ہے وہ خود کبھی عاشق نہیں بن سکتے اسی طرح جام سفال کبھی بلوری جام کی طرح نہیں ہو سکتا۔

فطرت ازلی کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

من یھد اللہ فھو المھتد و من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا۔

ترجمہ: جس کو ہدایت کرے اللہ پس وہی ہے راہ پانے والا اور جس کو گمراہ کرے پس ہرگز نہ پاوے کا تو واسطے اس کے کوئی دوست راہ بتانے والا۔ (۷)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ "جان لے ہر انسانی وجود وصال کے لائق نہیں ہوتا۔ نہ ہر زبان تقریر اور قال کے لائق ہے۔ ہر پتھر لعل نہیں ہوتا۔ ہر دماغ بادشاہی کے لائق نہیں ہوتا اور نہ ہر دل اللہ تعالے کے راز کہہ سکتا ہے۔" (۸)

ایک اور مقام پر حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "جس طرح قبلہ گاہ کا ہر ایک پتھر لائق سجدہ نہیں ہوتا اور نہ ہر ایک پتھر کسوٹی بننے کے لائق۔ نہ ہی ہر پتھر پارس ہوتا ہے۔ نہ ہی ہر پتھر لعل ہوتا ہے۔ اسی طرح نہ ہر انسان کا وجود معرفت اور وصال الٰہی کے لائق ہوتا ہے۔ نہ ہر سر بادشاہی کے لائق ہوتا ہے اور نہ ہر دل الٰہی خزانہ بننے کے قابلیت رکھتا ہے۔ نہ ہر ایک پتھر کوہ طور ہے اور نہ ہر ایک انسان حضرت موسیٰ کی طرح کلیم اللہ ہے۔ نہ ہر ایک پتھر سنگ مرمر ہے اور نہ ہر دل محبت پرور ہے۔" (۹)

اسی ضمن میں صوفیانہ رنگ میں فلسفہ ملاحظہ ہو "ہر عین کا ایک اقتضاے ذاتی ہوتا ہے جس

---

(۷) (الکہف - ۱۷)

(۸) بدانکہ نہ ہر وجود انسان لائق وصال است - نہ ہر زبان بتقریر قال است ..... تا ..... سر الٰہی

(سلطان باہو - اورنگ شاہی صـ۱۶ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

(۹) نہ ہر سنگ قبلہ گاہ ..... تا نہ ہر دل محبت پرور است (سلطان باہو - امیر الکونین صـ۱۳۴ مکتوبہ فارسی ۱۳۳۲ھ)

Marfat.com

کو استعداد یا قابلیت سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ یہ عین کی گویا ماہیت یا فطرت یا خصوصیت یا لازمۂ ذاتی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے اعیان سے ممیز کیا جا سکتا ہے ۔ ہر عین اپنی اس خصوصیت کی وجہ سے ایک متعین صورت ہے ۔ اس تعین و تمیز کی وجہ سے اس کے خاص اقتضائات و قابلیات ہیں جو لعینہٖ کسی دوسرے عین کے نہیں ۔ ہر عین اس معنی میں ایک تقلید ذاتی رکھتا ہے ۔ عین کی اس قابلیت و اقتضاء کو قرآن کی زبان میں ، شاکلہ، کہا گیا ہے " قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۔" (۱۰)

ان تمام مختلف فطرتوں میں وہ بدبخت جنہیں حضور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل نہ ہوئی وہ دونوں جہان میں (عرفان ربی) سے محروم رہے ۔

---

(۱۰) ڈاکٹر میر ولی الدین ۔ قرآن و تصوف صـ۱۲۰ ۔ ترجمہ آیۃ کریم " کہ ہر ایک عمل کرتا ہے اوپر طریق اپنے کے (پ ۱۵ ۔ ع ۹)

Marfat.com

ب بزرگی نوں گھت وہنڑ لوڑھائیے ملے رج مکالا ہو (۱)

۲۸ لا اِلٰہ گل گھنّاں مڑھیا مذہب کی لگدا سالا ہو (۲)

اِلّا اللہ گھر میرے آیا جیں آنڑ اٹھایا پالا ہو (۳)

اساں بھر پیالا خضروں پیتا باھو آبحیاتی والا ہو (۴)

نعت : گھت : ڈالدیں — وہنڑ : ندی

لوڑھائیے : چلتے پانی میں پھینک دیں — رج : اچھی طرح، سیر ہو کر

مکالا : منہ پر سیاہی کرنا، منہ کالا کرنا — گل : گردن

گھنّاں : زیور — مڑھیا : زر میں بند کیا،

پالا : ڈر، خوف — بھر : لبریز

پیالا : پیالہ

ترجمہ : ا (راہِ عشق و معرفت میں) بزرگی (و برتری، کشف و کرامات، ننگ و نام کچھ کارگر نہیں (اس لئے انہیں) (معرفت کی بہتی) ندی میں پھینک دینا چاہیئے اور (سلوک و معرفت حاصل کرنے کے لئے) خوب سیر ہو کر (خواہشات نفس) کا منہ کالا کرنا چاہیئے۔

۲۔ (میں نے) لا اِلٰہ کا زیور مڑھا کر (اپنے قلب و روح کی) گردن میں محفوظ کر لیا ہے (جس سے تمام ماسوی اللہ کی نفی) حاصل ہو گئی ہے۔ مذہب کا مدعیٰ تو یہی ہے کہ توحید کو قائم کر لیا جائے جو کہ میں نے حاصل کر لیا ہے (اس سے زیادہ اور کیا چیز مجھ سے مذہب مانگتا ہے) مذہب کے ساتھ اس سے زیادہ اور کیا رشتہ ہے۔

۳۔ الا اللہ کا اثبات میرے گھر آگیا ہے (یعنی میرے جسم و جان میں سما گیا ہے) جس نے (دل و جان سے) سب خوف اٹھا لیا ہے (الا انا اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون)

۴۔ اے باہو۔ ہم نے (لا الہ الا اللہ) کا آبحیات کا پیالہ (اپنے) خضر (مرشد کامل) (کے ہاتھوں) لبریز کر کے پیا ہے (جس نے حیات جاودانی بخشی ہے)

---

(۱) ک، ب = ب ل میں (وہنڑ) کی بجائے (واہنڑ) ہے (۲) ک، (۳) ب، ش، ع، ب ل میں یوں ہے ع الا اللہ گھر میرے آیا جیں کیتا آن اجالا ہو (۴) ہ

Marfat.com

تشریح : یہ بیت توحید معرفت سے متعلق ہے توحید معرفت کی شرح حصہ ۱ کے بیت ۱۶ میں بیان ہوا ہے۔ حضرت سلطان فین ایک مقام پر فرماتے ہیں ؎

آمد خیالِ در دلم ایں خرقہ را برہم زنم　　تسبیح را دیراں کنم سجادہ را برہم زنم (۱)

یعنی میرے دل میں ایک خیال آیا کہ اس (بزرگی کے) خرقہ کو اتار کر پھینک دوں، تسبیح کو توڑ کر ویران کر دوں اور سجادہ (مصلیٰ) کو بھی پھینک دوں۔

عرفانِ ذات تعالیٰ حاصل کرنے کی راہ میں زہد و اتقا کے جملہ آثار نفس امارہ کو تقویت دینے کا باعث بنتے ہیں، اس لیے اس تمام سامانِ زہد و برتری کو اس راہ میں پہلے ختم کر دینا پڑتا ہے۔

اس امر کی حقیقت پا جانا کہ سوائے ذات رب تعالیٰ کے کوئی موجود بالذات نہیں اور ہر ماسوے اللہ سے بلند و بالا ہو جانا ہی معرفت اصل ہے تو یہاں مذہب کا مقصود حقیقی حاصل ہو جاتا ہے جب یہ اقرار حاصل ہو گیا کہ سوائے ذات رب تعالےٰ کے باقی سب کی نفی ہو گئی۔ اس امر کی کنہ تک پہنچنا گویا نفس کو فنا کا مقام دے دینا ہے جب ذات باریتعالیٰ کی حقیقت میں عارف کو فنا حاصل ہو گئی تو وہاں مذہب کی رسم و رسوم، عبادت ظاہری، ورد و وظائف کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے؛

جب ماسوی اللہ سے انکار کامل ہو تو مگر وہ اللہ خود عارف کامل کے ہاں جاگزین ہو گیا اور عارف کامل کو وہ مقام حاصل ہو گیا جس کے لئے وارد ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۝ ترجمہ: خبردار ہو تحقیق دوست خدا کے نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہونگے (۲) لا الٰہ سے ماسوی اللہ چلا گیا۔ نفس اپنی منہ کی کھا کر مر گیا، زہد و عبادات کے جھمیلے، خود نفسی کی ظاہرداریاں ساتھ ہی فنا ہو گئیں اور جب یہ سب ختم ہو گئے نفس کی ہر قسم کی نمائشیں غائب ہو گئیں، تو وہ آگیا۔ الا اللہ۔ خود ہی آگیا۔ جہاں سوائے اس کے اب کچھ نہ تھا۔ فقیر کے ہاں۔ اور جب وہ خود آگیا تو کیا غم اور کیا خوف۔

جب وصال ہوا، بلکہ وصال کی انتہا، جہاں وصل کا نام نہیں رہتا بلکہ فنائے ذاتی بہ ذات

---

(۱) سلطان باہو، دیوان باہو فارسی۔ مطبوعہ ملک چنن الدین ۱۹۵۵ء ص ۲ غزل ۶

(۲) (سورۃ یونس ۶۲) مزید دیکھئے (البقرہ - ۱۱۲)، (آل عمران ۱۷۰)، (المائدہ - ۶۹)

Marfat.com

باقی حاصل ہوتا ہے یہ ہمیشہ کی زندگی "بقا" حاصل ہوگئی۔ عارف باللہ کو ابدی زندگی کی مے ناب خود اس کے مرشد کامل کے دست فیض رساں سے حاصل ہوگیا۔

خود حضرت سلطان العارفین کی زبانی سنیے شرابِ محبت عشقِ الٰہی پی جائے اور یہ شراب آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے لے کر نوش کیا کر (۳)

چو مصرعیہ کا خلاصہ حضرت سلطان العارفین کی زبان گوہر فشان سے سنیئے عاشق کی طلب موت کا مقصد وصال لایزال ہوتا ہے۔ جس طرح دہقان کا مقصد خوشہ و فصل حاصل کرنا ہے۔ پس عاشق کو فقر حاصل ہوتا ہے اسے مذہب و ملت (کے تکلفات) سے کیا کام۔ (۴)

ایک اور مقام پر اسی حال کی وضاحت میں حضرت سلطان العارفین نے فرمایا۔ واضح رہے کہ اہلِ محبت محبت کے آئینے میں دیکھا کرتے ہیں اور آئینہ محبت شرفِ حضور ہے۔ جس سے اہلِ حضور کو جمعیت حضور بامراد حاصل ہوتی ہے۔ جو دیدار حضور کو پہنچ گیا، اسے مذہب و ملت سے کیا سروکار یعنی جس کا نفس فانی قلب صافی اور روح باقی ہوتی ہے ایسا شخص مذہب و ملت سے بیزار اور مستی کا دوستدار ہوتا ہے (۵)

---

(۳) مَی محبت حق تعالیٰ باید و ساقی احد کوثر حضرت محمد رسول اللہ (سلطان باہو، عین الفقر حصہ دوم، شرح نظام الدین ص ۴۶)

(۴) مرگ عاشق مطلب وصل است چنانچہ دہقان خوش وقت بجہت زراعت فصل است عاشق فقر است فقر ملت مذہب چہ دارد (سلطان باہو۔ عین الفقر حصہ دوم، شرح نظام الدین، ص ۳۶)

(۵) سلطان باہو۔ عقل بیدار، ترجمہ اردو چنن الدین لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۴۷

Marfat.com

ب
۲۹

بسم اللہ اسم اللہ دا ایہہ بھی گہنّاں بھارا ہُو (۱)

نال شفاعت سرورِ عالم چھٹسی عالم سارا ہُو (۲)

حدوں بجید درود نبیؐ نوں جیندا ایڈ پسارا ہُو (۳)

میں قربان تنہانتوں باھو جنہاں ملیا نبیؐ سوہارا ہُو (۴)

لغت : ایڈ : اتنا ۔ اس قدر

پسارا : سازوسامان

سوہارا : صاحب بخت وبرکت ۔

ترجمہ : بسم اللہ (بھی) اللہ تعالےٰ کا اسم (اعظم) ہے ۔ (اور شائستگی ایمان کے لیے) یہ بھی بہت بیش قیمت زیور ہے ۔

۲۔ (لیکن محض توحید باعثِ نجات نہیں اور قیامت کے دن) سارا جہان محض (آنحضور) سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہی نجات حاصل کرے گا ۔

۳۔ جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے (اللہ تعالےٰ نے تخلیق کائنات فرماکر) اتنا ساز وسامان (پیدا) کیا اس پر میں حد سے زیادہ صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہوں ۔

۴۔ اے باہو ۔ میں اس (عارف کامل) کے قربان جاؤں ۔ جس کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضور حاصل ہوا ۔

---

(۱) ع ۔ ف ۔ ش

(۲) ذ ۔ ش ۔ ف ۔ ع

(۳) ک ۔ ش ۔ ع

(۴) ذ ۔ ف ۔ ک ۔

ب ل میں (سوہارا) کی بجائے (دلارا) درج ہے

Marfat.com

تشریح : " ابن عباسؓ (۱) نے روایت کی کہ حضرت عثمان (۲) نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (۳) سے بسم اللہ کے معنی پوچھے - فرمایا کہ بسم اللہ ایک نام ہے ناموں ہائے خداوند تعالیٰ سے اور نام اور اسم اعظم میں اس قدر نزدیکی ہے جیسے کہ آنکھ کی پتلی اور سفیدی میں قرب ہے " (۴)

ایک اور مقام پر حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "بسم اللہ بھی اسم اللہ ہے" - (۵) گویا اسم اللہ کی کنہ تک پہنچ کر ہر شخص نجات و بخشش حاصل کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا - البتہ پھر بیت میں فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہی تمام عالم کو نجات آخروی مل سکتی ہے -

شفاعت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم برحق ہے - حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ میں داخل ہو کر روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں جو دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی اس میں شفاعتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نمایاں ہے - دعا یہ ہے -

اللھم انی اتوجد الیک نبیک علیہ سلامک نبی الرحمۃ یا رسول اللہ انی اتوجہ بک الیٰ ربی لیغفر لی ذنوبی اللھم اسالک بحقہ ان یغفر لی و ترحمنی اللھم اجعل محمداً اول الشافعین و ازجح السائلین .

یعنی - یا رخدایا متوجہ ہوتا ہوں میں تیری طرف بوسیلہ تیرے پیغمبر کے اوپر اس کے سلام تیرا کہ پیغمبر رحمت ہے - اے پیغمبر خدا بذریعہ تیری ذاتِ پاک کے خدا سے چاہتا ہوں کہ بخشے

---

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ - مدینہ - وفات - ۶۶ھ (تذکرۃ الکرام - تاریخ خلفائے عرب و اسلام - مولانا شاہ محمد کبیر دانا پوری)

(۲) حضرت عثمان خلیفہ سوم - مدفن جنت البقیع - ۳۵ھ (تاریخ اسلام حصہ دوم - عبدالرحمٰن شوق امرتسری لاہور)

(۳) محمد مصطفےٰ نبی آخرالزمان صلعم - مدینہ - وفات - ۱۱ ربیع الاول ۱۱ھ (تذکرۃ الکرام - تاریخ خلفائے عرب و اسلام از مولوی شاہ محمد کبیر دانا پوری)

(۴) بشکریہ غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی - غنیۃ الطالبین ص ۳۱۹ -

(۵) "بسم اللہ نیز اسم اللہ است" (سلطان باہو - عین الفقر - شرح نظام الدین ص ۵۱)

Marfat.com

جائیں گناہ میرے ۔ اے خدا بحق پیغمبر خود بخش گناہ میرے بار آلہا کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اول شفاعت کرنے والا ۔ سائلان درگاہ کا" اسی دُعا میں آگے فرمایا گیا ہے ۔ " واجعلنا من اھل شفاعتہ یعنی کر ہمارے تئیں اہلِ شفاعت سے اس کی "۔ (۶)

حضرت ابوالحسن شاذلی (۷) فرماتے ہیں ۔ " اے اللہ درود و سلام بھیج اس ذاتِ مقدس پر کہ ہمارے اگلے بزرگ ان کے وجود سے سابق نہیں ہیں ۔ اور ہمارے پچھلے بزرگوں کو ان کے شہود تک رسائی نہیں ۔ ہر شے ان سے وابستہ ہے کیونکہ بیچ کی کڑی نہ ہو تو طرفین مل ہی کب سکتے ہیں ۔ خدایا وہ تیرے جامع راز ہیں اور تیرے واسطے نور ہیں ۔ جو تیری طرف رہنما ہیں ۔ اور ایک بہت بڑا پردہ ہیں جو تیرے سامنے چھوڑا ہوا ہے ۔ کوئی پہنچنے والا ہرگز نہیں پہنچ سکتا ۔ مگر ان کے دربار کی طرف جو بیچ میں پڑتا ہے ۔ اور کسی حیرت مند کو ندامت نہیں ہوتی " مگر ان کے نورتابان سے "۔ (۸)

ایک مقام پر اسی ضمن میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بیان کے بعد حضرت سلطان العارفین ان پر درود لامحدود بھیجتے ہیں ۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں " درود نامحدود ہو اس کے حضور جو معبود حقیقی کی وحدانیت کے سمندر میں مستغرق کرنے والے تمام عالم کے سردار اور محمود حضرت محمد مصطفےٰ ہیں جن کے سبب سے اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات پیدا کی گئی "۔ (۹) بیت کے آخر میں فرمایا جن کو

---

(۶) غوث الاعظم رح ۔ غنیۃ الطالبین ۔ ص ۳۸

(۷) علی بن عبداللہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ ۔ اسکندریہ ۔ وفات ۶۵۴ھ مطابق سفینۃ الاولیاء نولکشور ص ۱۸۰

(۸) بشکریہ محی الدین ابن العربی ۔ مخصوص الحکم ۔ ص ۳۱۰

(۹) درود نامحدود حضور ..... تا ..... نور ظہور از دیافت سلطان باہو ۔ توفیق الہدایت مکتبہ ۱۳۳۴ھ ص ۳-۲

Marfat.com

آنحضورؐ کا قرب حضوری حاصل ہوا ان کے قربان جائے - اسی طرح سلطان العارفین نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری شرف کے بارے میں فرمایا "اگر زمین کے سارے خزانے دکھائی دیں اور جن انسان اور فرشتے تابعدار غلام بن جائیں تو یہ ہی آسان ہے لیکن مجلس نبوی اور استغراق مع اللہ دائمی طور پر حاصل کرنا سخت مشکل ہے -" (۱۰)

بیان سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز عرفان اور بنی نوع انسان کی نجات کے لیے سب سے پہلے اسم اعظم اسم اللہ کو سمجھنے کی تلقین فرماتے ہیں - اور اس کے ساتھ روح اعظم کی حقیقت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں - اور وہ روح اعظم حقیقت محمدیؐ ہے -

ڈاکٹر میر ولی لدین لکھتے ہیں "ذات احدیت باعتبار تعین اول صوفیہ کرام کی اصطلاح میں "حقیقت محمدیؐ" کہلاتی ہے - مظہر حقیقی احدیت حقیقت محمدیؐ ہے باقی تمام مراتب موجودات مظہر حقیقت محمدیؐ ہیں - اور حقیقت محمدی کو عقل اول کہا جاتا ہے - جو روح اعظم ہے" -

"اول ماخلق اللہ العقل، اول ماخلق اللہ نوری، اول ماخلق اللہ روحی، سے اس کی تائید ہوتی ہے - اسی عقل اوّل کو جو تمام حقائق اشیاء پر اجمالی طور پر محیط ہے ام الکتاب - روح القدس - روح اعظم - قلم اعلیٰ - لوح قضاء - عرش مجید اور درۃ البیضاء کے اسماء سے یاد کیا جاتا ہے" -

"انسان مظہر ذات ہے - اور ساری اشیاء مظہر اسماء - اب افراد انسانیہ میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مظہر اتم ہے - اس لیے آپ سید الانبیاء ہیں اور سید المرسلین ہیں - خاتم النبیین ہیں -"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ انا اور اس کے اعتبارات کا ظہور یہاں کامل ہے - اسی لیے ذات الٰہی کو (جو وحدت کا دوسرا نام ہے) ذات محمدیؐ کی "حقیقت" کہا جاتا ہے -"

---

(۱۰) آنچہ بر روئے زمین غیبی افتادہ می بینند ..... تا ..... مشکل وخیلی دشوار است (سلطان باہو - توفیق الہدایت - مکتوبہ ۱۳۳۴ھ ص ۹-۸

Marfat.com

"مرتبہ وحدت یا حقیقتِ محمدیؐ کو نورِ محمدیؐ بھی کہتے ہیں - اس کی توجیہہ بھی اسی طرح کی جاسکتی ہے - جس طرح کہ حقیقت محمدیؐ کی کی گئی - چونکہ معلومِ محمدی کامل و اکمل ہے اس لیے کامل نور سے اشیاء کی تخلیق ہوتی ہے - اسی لیے کہا جاتا ہے نور محمدیؐ سے اشیاء کی تخلیق ہوتی ہے۔

اَنا مِن نور اللّٰہ و کل شئ من نوری - اسی کی طرف اشارہ ہے"۔ (۱۱)

بالا مضمون اسی بات کی تفصیل ہے کہ بقول حضرت سلطان العارفین ساری دنیا کا ، پسارا، اسی ذاتِ اکمل کے وجود بابرکت کی وجہ سے ہے ۔

اس تمام بحث سے حضرت سلطان العارفین کا یہ مقصد واضح ہو جاتا ہے کہ کس طرح یہ تمام کائنات آنحضور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے قائم ہے - پس یہ حقیقت معلوم کرنے پر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود پڑھنے چاہئیں - اللھم صلِ علےٰ سیّدنا محمد و علےٰ آلِ سیّدنا محمد و بارک وسلم ۔

(۱۱) ڈاکٹر میر ولی الدین - قرآن و تصوف صـ۱۱۲-۱۱۱

Marfat.com

ب بنھ چلایا طرف زمین دے عرشوں فرش ٹکایا ہو (۱)

۳۰ گھر تھیں ملیا دیس نکالا اساں لکھیا جھولی پایا ہو (۲)

رہ نی دنیاں ناں کر جھیڑا ساڈا اگے دل گھبرایا ہو (۳)

اسیں پردیسی ساڈا وطن دوراڈھا باھو دم دم غم سوایا ہو (۴)

لغت : بنھ : باندھ کر

لکھیا : نوشتہ، تقدیر

جھیڑا : جھگڑا

دوراڈھا : دور

ٹکایا : لا رکھا۔

جھولی : دامن

اگے : پہلے ہی

سوایا : بڑھ جانا

ترجمہ : ۱۔ (مجھے عالم ارواح سے) (عالمِ اسفل کی طرف) تقدیر جبراً لے آئی اور عرش معلےٰ سے فرشِ زمین پر لا رکھا۔

۲۔ (ہمیں) (اپنے عالم بالا کے) گھر سے جلا وطن کیا گیا، (اور اس طرح) ہم نے نوشتہ (تقدیر) سے دامن بھر لیا

۳۔ اے دنیا تو میرا پیچھا چھوڑ دے (مجھے مبتلا کرنے کے لئے) مجھ سے نزاع نہ کر، میرا دل تو (اپنے اصلی وطن عالم بالا کے فراق میں) پہلے سے ہی گھبرایا ہوا ہے۔

۴۔ ہم (اس جہان میں) پردیسی ہیں۔ ہمارا وطن (عالم بالا) بہت دور ہے، اے باہو (جس وطن میں) لحظہ بلحظہ میرا غم زیادہ ہو رہا ہے۔

---

(۱) ف ، ش ، ء

(۲) ش ، ف ، ذ ، ء

(۳) ک ، ش

(۴) ف ، ذ ، ش ، ء

Marfat.com

تشریح : عارف باللہ کی ارواح نے سوائے لقائے الٰہی کے کسی دنیا و عقبیٰ کی چیز کو قبول نہ کیا تھا۔ (۱) ان کا اصل وطن گویا عرش معلّٰے یعنی قربِ خداوندی کا لامکان ہے جب آدم علیہ السلام کے ساتھ حادثۂ شجر (۲) پیش آیا اور انہیں بہشت سے نکال کر زمین کی طرف بھیج دیا گیا تو گویا عرش سے فرش پر وہ مجبوراً لائے گئے (۳) اس وقت سے عارف باللہ اور نیک لوگوں کی ارواح اپنے اصل وطن عالمِ بالا سے جدا ہیں اور بے قرار و بے چین ہیں۔ رومیؒ اسی موقعہ کے لیے فرماتے ہیں۔ بانسری کو دیکھ، اس میں یہ درد و سوز کیوں ہے، یہ تو اس لیے ہے کہ اسے اپنے مقام سے کاٹ لیا گیا ہے اور اب یہ اپنے مقام سے جدا ہو کر فریاد کر رہی ہے۔ اس کے سوز سے سب متاثر ہیں۔ (۴)

---

(۱) یک حصہ ارواحہا کہ روبروحق تعالیٰ استادہ ماند، کہ در گوش ایشاں نرسیدہ بانگ دنیا و نہ عقبےٰ مشتاق غرق فنا فی اللہ بقا باللہ متابعت مجلسِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم حضور فقیر عارف باللہ بود کہ در باب ایشاں پیغمبر صاحب فرمود قال علیہ السلام الفقر فخری والفقر منّی۔ قال علیہ السلام الدنیا حرام علی اہل العقبیٰ۔ والعقبیٰ حرام علی اہل الدنیا، الدنیا والعقبیٰ حرام علیٰ طالب المولیٰ قال علیہ السلام من لہ المولیٰ فلہ الکل۔

ترجمہ : ان ارواحوں میں سے دسویں حصہ نے نہ دنیا کی آواز سنی اور نہ عقبےٰ کی اور نہ ہی ان کی نظر دنیا ملعونہ پر پڑی نہ ہی حرد و قصور پر وہ جماعت صاحب روح مشتاق لقا خداوند کریم کی ہوئی۔ اور فنا فی اللہ بقا باللہ میں ہمیشہ کے لیے مستغرق ہوئیں اور متابعت آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہو کر مجلسِ حضور میں مشرف رہیں اور لقب عارف باللہ حاصل کیا۔ اس جماعت کی صفات اور اثبات پر احادیث شاہد ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ اور صاحب عقبیٰ پر دنیا حرام ہے اور طالبِ مولیٰ پر عقبیٰ حرام ہے کیونکہ جس کا مولیٰ اس کا ہی کل ہے۔ (سلطان باہو۔ کلیۃ التوحید شرح نظام الدین ص ۲۳-۲۴)

(۲) ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین۔ مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے (البقرۃ - ۳۵)

(۳) فازلھما الشیطٰن عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر و متاع الیٰ حین۔ تو شیطان نے جنت سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے (البقرۃ - ۳۶) قرآن عظیم مترجمہ احمد رضا خان۔ تاج کمپنی ص ۱۰-۱۱

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں یہ تو ارواح کا مقدر تھا کہ انہیں اپنے مقام ارفع سے ایک وقت معینہ کے لیے دور کر دیا گیا۔ مگر یہ دنیا اور دنیا کی پرستش کرنے والے ارواح کے مالک بھلا ہمیں کیوں ستاتے ہیں۔ جب کہ ہم تو خود ہی یہاں رہنا پسند نہیں کرتے۔ ہم تو رضائے خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے یہاں ایک مقررہ وقت گذار رہے ہیں۔ ہم تو پہلے ہی یہاں کے دنیوی ماحول سے گھبرائے ہوئے ہیں۔

سلطان محمد نواز رح [۵] رسالہ منظوم عندلیب راہوت میں زاغ و بلبل کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک بلبل جب زاغوں کے جنگل میں جا پہنچی تو زاغوں نے بہت برا منایا کہ یہ بلبل ان کے جنگل میں کیونکر آ گیا۔ تو بلبل نے بتایا کہ اس کا اصل وطن واقعی باغ ہے نہ کہ جنگل کا ویرانہ اور اس کی غذا قسم قسم کے میوے ہیں لیکن مشیت ایزدی اسے جنگل کے ویرانے میں لائی ہے۔ ایک معینہ وقت کے بعد اسے واپس اپنے باغ کو چلے جانا ہے کیونکہ اس کے بھیجنے والے نے اسے محض اپنے کسی مقصد کے لیے ادھر بھیجا ہے ورنہ مالک تو اسے بہت چاہتا ہے اور آخر وہ اس کی طرف ہی چلا جائے گا۔ اور فرمایا

؎ صد ہزاراں زاغہا را شہر یار — از برائے بلبلے یک کردخوار
گر پرہ یک بشکند زاغ سیاہ — می نہدش داغ بر زاغ تباہ
اندک اندک کن ای زاغ عقل تو — نشیندہ چون نوح موسےٰ نسل تو
از برائے بلبل شاہ نوح — ریزہ ریزہ گشت زاغاں چو نبوح
از برائی دشت آن شاہ نوح — زانکہ اول جسم شد پس رفت روح
زانکہ اول ساقیاں خواہند جام — می نمی نوشند چون نآرند جام
ایں برائے حکمت است آن پند ما — کے شنوند زاغہا ایں پند ما
کرد شاہم بند در قفس شدید — خود تماشا می کند چون ماہ عید (۶)

---

۴ بشنو از نی چوں حکایت میکند — وز جدائی ہا شکایت می کند
کز نیستان تا مرا ببریدہ اند — از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

۵ ۔ مثنوی ۔ [illegible] منظوم ۱۳۴۷ھ دفتر اول ص ۱)
۵ [illegible] وفات ۱۰۵۷ھ) ابن سلطان نور محمد ہشتم پشت از حضرت سلطان باہو)
۶ سلطان محمد نواز رح ۔ مجموعہ کلام سلطان محمد نواز ۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء ۔ ص ۶۶ تا ص ۷۲ ۔

Marfat.com

ب بے تے پڑھ کے فاضل ہوئے ہک حرف نہ پڑھیا کسّے ہو (۱)
۳۱ جیں پڑھیا تیں شوہ نہ لدّھا جاں پڑھیا کجھ تسّے ہو (۲)
چوداں طبق کرن رشنائی انّھیاں کجھ نہ دِسّے ہو (۳)
باہجھ وصال اللہ دے باھوؒ سبھ کہانیاں قصّے ہو (۴)

لغت : تیں : اس نے
تِسے : اس نے
انھیاں : اندھوں کو
دِسّے : دکھائی دے
رشنائی : روشنی

ترجمہ : ۱ (حروف تہجی ا ب ، ت (سے ترکیب دیئے ہوئے اسباق) پڑھ کر تو (بہت) فاضل ہوگئے (لیکن معرفت ذات کے علم کا) ایک حرف (تک) کسی نے نہ پڑھا۔
۲- جس (کسی) نے اگر (کچھ علم معرفت) پڑھا (بھی) تو وہ انتہائے معرفت ذات تک پہنچ کر وصال) محبوب حاصل نہ کر سکا۔
۳- (نور معرفت ذات سے) چودہ طبقات (ارض و سما) روشن ہیں۔ لیکن (معرفت ذات) سے اندھوں کو کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے۔
۴- اے باہو، اللہ (تعالیٰ) کے وصال کے بغیر باقی (تو) سب کہانیاں اور قصے ہیں۔

---

(۱) ب ، ف ، ذ ، ش ، ء
(۲) ش ، ذ ، ف ، ب ،
(۳) ذ ، ء
(۴) ب ، اک ،

Marfat.com

تشریح : علوم ظاہر کے کئی کتابوں کے انبار پڑھ لیے جاتے ہیں مگر اصل حرف اُسم اللہ ذات کی حقیقت کو نہ کوئی پہنچتا ہے اور نہ اس کی طرف کوئی توجہ دیتا ہے اور اگر کوئی سالک علم معرفت ذات کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو بھی وہ عرفان ذات حاصل کرکے مقام وصال وفنا تک نہیں پہنچ سکتا حالانکہ نور معرفتِ ذات سے اور فنا فی اللہ عارفوں اور فقرا سے دنیا ہمیشہ روشن رہتی ہے

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں ہدایت یافتہ ہدایت کرنے والے اور ولایت کے مالک ولی اللہ فقیر موجود نہیں یہ بات وہ غلط کہتے ہیں (ایسا کہنے والے) مرنے تک اندھے ہی رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری امت میں زبردست فقرا اور اولیا (سورج کی طرح) روشن اور چمکتے رہیں گے۔" (۱)

پھر فرمایا : قولہٗ تعالےٰ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ یعنی جہاں تم ہو خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے لیکن تم گمراہ اور بے بصارت ہو کر سرکشی پر سرگرداں پھرتے ہو (۲)

اس کے بعد فرماتے ہیں اسم اللہ کے سبب سے ہی آسمان و زمین کے طبقات بلاستون قائم ہیں ——— اور علم لدنی بھی اسی اسم ذات کے سبب سے طالب کے قلب پر جلوہ گر ہوتا ہے (۳)

ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں، قولہٗ تعالیٰ ومن کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی، یعنی جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا ؎

گر بہ گویم کور چشمے را ببیں کے بہ بیند کور چشمے بے یقیں

یعنی میں اگر کسی اندھے کو کہوں کہ دیکھو، تو وہ بے یقین اور اندھا بھلا کس طرح دیکھے (۴)

---

(۱) سلطان باہو، محک الفقرا خورد، ترجمہ اردو، ملک چنن الدین، مطبوعہ ۱۹۶۱ء ص ۸، ۹

(۲) قولہٗ تعالیٰ وھو معکم این ما کنتم (الحدید ۴) تا ..... از و گمراہ (سلطان باہو۔ عین الفقر شرح نظام الدین، ص ۲۰)

(۳) ہفت طبق زمین و ..... تا ..... احتیاج نماند (سلطان باہو، عین الفقر، شرح نظام الدین، ص ۴۲)

(۴) قولہ تعالےٰ ..... تا بیت ..... کور چشمے بے یقیں (سلطان باہو، امیر الکونین، مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ص ۱۳)

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ علم ایک حرف ہے اور وہی ایک حرف دونوں جہان میں تیرے لئے کافی ہے۔ وہ کونسا حرف ہے جو سب سے بزرگ ہے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لینا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ العلم نکتۃ وکثرتھا للجھال یعنی اصل میں جو علم ہے وہ ایک ہی نکتہ ہے باقی اس کی کثرت جاہلوں کے لیے ہے۔ علم با اعمال چاہیئے نہ کہ علم وبال۔ علم کمال چاہیئے نہ کہ علم جہال۔ علم وصال چاہیئے نہ کہ علم بدخصال ؎

باہو علم صرف ونحو داری یا علم خوانی اصول　　ایں ہمہ جہل است وغفلت جز خدا کردن حصول

یعنی اے باہو، صرف، نحو اور اصول کے جملہ علوم پڑھنا پڑھانا بھی جہالت وغفلت ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا حصول نہیں ہے' اور واضح رہے کہ فقیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم حاصل ہوتا ہے۔ (۵)

---

(۵) سلطان باہو، محبت الاسرار، مکتوبہ ۱۳۰۶ھ، ص ۲۵ (علم ایک حرف است تا بیت .... جز خدا کردن حصول)

Marfat.com

ب بوہتی مَیں اوگن ہاری لاج پئی گل اسدے ہو (۱)

۳۲ پڑھ پڑھ علم کریہن تکبّر شیطان جیہے اوتھے مسدے ہو (۲)

لکھاں نوں بھَو دوزخ والا ہک نِت بہشتوں رسدے ہو (۳)

عاشقاں دے گل چھری ہمیشاں باھوؒ اگے محبوباں دے کسدے ہو (۴)

لغت : بوہتی : بیحد، بہت ہی — اوگن ہاری : بدنصیب

بھَو : خوف، ڈر — گل : گلے میں

جیہے : جیسے — بہشتوں : بہشت سے

اگے : آگے — مسدے : محروم رہے

رُسدے : روٹھتے — کسدے : ذبح ہوتے

ترجمہ : ۱ (اے درویش) اگر میں بہت ہی بدنصیب ہوں (تو بھی) اپنا آپ اور اپنا سب سود و زیاں اُس ذات پاک کے کلی سپرد ہے لاج (و بھرم) اس (ذات پاک) کے گلے میں (حوالہ) ہے، (تو پھر کوئی غم نہیں)

۲- (ورنہ محض اپنے علم و فضل کے بھروسہ پر) کئی عالم (فاضل) علم پڑھ پڑھ کر شیطان جیسے متکبر ہو کر وہاں اس ذات پاک کے قرب میں (لطف و عنایات سے) محروم رہ گئے۔

۳- لاکھوں (زاہد و عابد) ایسے ہیں (جنہیں شب و روز ذات قہاری سے) خوف دوزخ لاحق ہے اور کئی ایسے (محبوبانِ خدا ہیں جو کہ انتہائے قرب ولایت میں محض دیدار ذات اور زیادہ قرب کے خواہاں ہو کر از روئے ناز) ہمیشہ بہشت سے بھی روٹھتے ہیں۔

۴- اے باہو، عاشقوں کے گلے پر تو ہمیشہ عشق کی چھری (چل رہی ہے) اور محبوب کے سامنے ذبح ہوتے رہتے ہیں۔

---

(۱) و، ن (۲) ع = ب ل میں (مسدے) کی بجائے (لسدے) درج ہے

(۳) ف . ذ . ش ، ع

(۴) ف . ذ ، ش . ع

Marfat.com

تشریح : بیت میں حضرت سلطان العارفین فقیر کا اپنا سب کچھ اس مالکِ حقیقی کے سپرد کر دینے پر اطمینان کا اظہار کرتے ہیں کہ اگرچہ اس کی فردگذاشتیں بہت ہیں مگر اس ذات پاک کی رضا و منشا کے سامنے جب مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کر رکھا ہے تو وہی بہتر جاننے والا ہے اور اس کے لئے یہی کافی ہے۔ حافظ برکت علی رح نے کیا خوب فرمایا ؎

ثقہ بدکردار ہاں عیّار اوگنہار ہاں
پر بندۂ سرکار ہاں تساں ہتھ میری لاج وڈیرم (۱)

آپ فرماتے ہیں" اہل علم کو اسباب پر امید ہے اور فقیر کو سبب پر امید ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکّل کرے اس کے لئے وہی کافی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا بھی تمہارے لئے اور عاقبت بھی تمہارے لئے اور میرے لئے مولا کافی ہے۔" (۲)

دنیوی و اخروی حرص و تمناؤں سے آزاد بننے والے فقراء مقبولِ درگاہ ہوتے ہیں۔ طبقہ زہاد دوزخ سے نجات حاصل کرنے اور بہشت کے حصول کے لئے شب و روز عبادت میں مشغول رہتے ہیں مگر فقراء مقبلانِ درگاہِ الٰہی جن کا شیوہ عجز و انکساری ہے اور وہ اپنا سود و زیان مالک حقیقی کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ان کے سامنے دوزخ اور بہشت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔
(بعض مقبلان درگاہ کو جب بہشت میں داخل ہونے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ انکار کر دیتے ہیں اور بالآخر انہیں آمادہ کیا جاتا ہے۔) (۳)

آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ عشاق ذات فقراء تو ہمیشہ محبوب حقیقی کے حضور میں رہ کر کبھی تو خنجرِ آلام سہ رہے ہوتے ہیں اور کبھی خنجرِ فراق سے ذبح ہو رہے ہوتے ہیں۔ گویا ہر آن اپنا سر دے رہے ہوتے ہیں۔

؎ کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زمان از غیب جانی دیگر است

---

(۱) حافظ برکت علی لاہوری ۔ مے حرفی مقبول (۲) سلطان باہو ۔ محبت الاسرار ص ۳۶
(۳) حدیث شریف:۔ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کو جبراً کھینچ کر بہشت میں لایا جائے گا پھر فرمایا جو محبانِ حق ہیں قیامت کے دن انہیں بہشت میں جانے کا حکم ہوگا لیکن وہ کہیں گے کہ ہم نے بہشت یا دوزخ کے لئے پرستش نہیں کی، ہم نے محض تیری محبت کی خاطر تیری پرستش کی ہے۔ حکم ہوگا واقعی ایسا ہی ہے لیکن دیدار اور وصال کا وعدہ بہشت میں پورا ہوگا۔ وہاں چلو۔ فرشتے انہیں نوری زنجیروں میں جکڑ کر لے جائیں گے۔ (فوائد الفواد۔ حسن سنجری لاہور ص ۱۴۲)

Marfat.com

پ ۳۳ پڑھ پڑھ علم ملوک رجھاون کیا ہویا اس پڑھیاں ہو (۱)
ہرگز مکھن مول ناں آوے پھٹے دودھ دے کڑھیاں ہو (۲)
آکھ چنڈ دراہتھ کے آیتوں انگوری چنیاں ہو (۳)
ہک دل خستہ رکھیں راضی باھو ہیں عبادت درہیاں ہو (۴)

لغت : رجھاون : خوشنودی حاصل کرتے ہیں — مکھن : مکھن
پھٹے : خراب شدہ — دودھ : دودھ
کڑھیاں : ابلنے پر — چنڈورا : ایک پرندہ ، مراد بے عقل
انگوری : بیج کاشتہ کے لگنے کی پہلی منزل — درہیاں : سالہا سال کی

ترجمہ : ۱ (یہ علمائے زمانہ) علم پڑھ پڑھ کر (امراء و سلاطین کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں - بھلا اس پڑھنے (اور حصول علم) سے کیا حاصل (علم تو حصول معرفت ذات کیلئے ہے)

۲ - جو (علم کا) دودھ (جب سلاطین کے بداثر سے) پھٹ جائے اسے خواہ جس قدر ہی (زہد و عبادت کی حرارت سے) ابالا جائے اس سے ہرگز (معرفت الٰہی) کا مکھن نہیں نکل سکتا -

۳ - اے چنڈورے (اے طالب ناقص) تجھے اس سے کیا حاصل کہ تو نے (اپنی مزرعہ کاشت کرتے ہی پھلنے پھولنے سے پہلے (ابتدائی اگی ہوئی) انگوری کو ہی چن لیا -

۴ - اے باہو، اگر تو ایک (ایسا) دل راضی کرلے جو کہ (محبت الٰہی میں) چور چور ہو چکا ہے تو تجھے کئی سالوں کی عبادت (کا ثواب) ملے گا -

---

(۱) ق ، ہ ، ش ، ذ

(۲) ق ، ب ، ء ، ذ ، ش ، ف

(۳) ق ، ک

ب ل میں (چنڈورا) کی بجائے (چندوڑا) ہے

(۴) ق ، ب ، ف ، ذ ، ء

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

علم نہ علم است کہ بر ارباب جاہ جادو است آن از پئی تسخیر شاہ (۱)

نیز فرمایا " علمار کہتے ہیں کہ میاں علم خوب پڑھو تاکہ ہمنشینی بادشاہ کی حاصل ہو یا قاضی کا رتبہ تضامل جائے گا ۔ اور فقیر کہتا ہے کہ توکل کو اپنا شعار کرد ۔ اور خداوند تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرو۔ علمار کہتے ہیں کہ یہاں علم نحو و صرف کو سیکھو ۔ خوب اصولی علم ہے ۔ فقیر کہتا ہے کہ فنا فی اللہ غرق ہو کر علوم متنازعہ کو فراموش کر دے"۔ (۲) عالم اور فقیر کے ایسے ہی فکری امتیاز کی بنا پر حضرت سلطان العارفین بیت میں فرماتے ہیں جس علم سے مقصود نمائش اور حصول دنیا ٹھہر گیا اس کی مثال ایسے دودھ کی ہے جس کی ہیئت بگڑ چکی ہو اس سے نہ مکھن برآمد ہوگا اور نہ گھی ۔ ایسا عالم علم کے مقصود یعنی عرفان ذات حق کو کبھی نہیں پہنچ سکتا ۔ اس نے تو گویا اپنی بوئی فصل کو تیار ہونے سے پہلے ضائع کر دیا

" فرمایا حضور علیہ السلام نے " العلماء امناء لرسول مالم یخالطوا بالملوک والاغنیاء فاذا خلطوا هم فاحذروهم لانهم نصوص الدین وقطاع الطریق ۔ یعنی عالم رسول کے امین ہوتے ہیں جب تک وہ بادشاہوں اور دولتمندوں سے اختلاط نہ کریں اور جب ان میں خلط ملط ہو جائیں تو ان سے بچو کیونکہ وہ دین کے لٹیرے ہیں اور رہزن ۔" (۳)

پھر فرمایا ۔ " علمار اہل دنیا ۔ امرار اور خوانین کے دروازوں پر پریشان حال ہوتے ہیں علمار کو اس وقت ہلاکت اور بھوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب وہ کلام اللہ سے بے اعتقاد ہو جاتے ہیں ۔ فقیر کو اس وقت ہلاکت ۔ پریشانی اور خرابی واقع ہوتی ہے جب وہ خدا تعالےٰ سے ہٹ کر اہل دنیا کا رُخ کرتا ہے "۔ (۴)

---

(۱) سلطان باہو ۔ محک الفقر کلان ۔ لاہور ۔ ۱۹۷۴ء ۔ ص ۱۱۲

(۲) علمار میگوید ..... تا ..... ای مجہول (سلطان باہو ۔ عین الفقر ۔ حصہ دوم ۔ شرح نظام الدین ص ۳)

(۳) سلطان باہو ۔ محک الفقر خورد ۔ ترجمہ اردو ۔ ملک چنن الدین مطبوعہ ۱۹۶۱ء ۔ ص ۳۷

(۴) پریشان بر در اہل دنیا ..... تا ..... بسوئے اہل دنیا آرد (سلطان باہو ۔ عین الفقر حصہ دوم شرح نظام الدین ص ۴۸)

Marfat.com

سیدنا غوث الاعظم کو ارشاد ربانی ہوتا ہے ۔ اے غوث الاعظم تو جب کسی کو فقر و فاقہ میں خستہ دیکھے تو اس کے قریب ہو جا کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں ہے (۵)

حضرت سلطان العارفین بھی خستہ دل فقیروں کی خوشنودی کو بدرجہا عبادات کا مرتبہ دیتے ہیں ۔ اسی طرح مولانا جلال الدین رومی بھی فرماتے ہیں ۔

ے یک زمان صحبتی با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بی ریا (۶)

---

۵ سید عبد القادر جیلانی ۔ رسالہ غوثیہ معراجیہ

۶ جلال الدین رومی ۔ مثنوی شرح بحر العلوم نولکشور ۱۲۹۳ھ ۔ ص ۵۶ ۔

ترجمہ ۔ ایک لحظہ اللہ کے کسی پیارے کی صحبت میں رہنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے ۔

Marfat.com

پ ۳۴ پڑھ پڑھ عالم کرن تکبّر حافظ کرن وڈیائی ہو (۱)
گلیاں دے وچ پھرن نمانے وتن کتاباں چائی ہو (۲)
جتھے دیکھن چنگا چوکھا اوتھے پڑھن کلام سوائی ہو (۳)
دویں جہانیں سوئی مٹھے باھوؒ جنہاں کھادھی وِیچ کمائی ہو (۴)

لغت : وڈیائی : بڑائی — نمانے : بیچارے
چائی : اٹھائے ہوئے — چنگا چوکھا : اچھا بھلا
سوائی : زیادہ — وِیچ : بیچ کر

ترجمہ : ۱۔ علمائے (ظاہر) (علوم ظاہری) پڑھ پڑھ کر تکبر کرتے ہیں (اور بعض) (بے عمل) حافظ (طوطے کی طرح قرآن ازبر کرکے) غرور میں مبتلا ہیں۔

۲۔ (حالانکہ یہ بیچارے معرفتِ حق سے بے بہرہ ہیں) اور کوچہ بکوچہ کتابیں اٹھائے پھرتے ہیں (اور اس فعل پر غرہ ہیں)

۳۔ (ان کا ردِعمل یہ ہے کہ) جہاں ان کو (پیٹ بھرنے کے لیے) اچھی اور زیادہ اشیا نظر آجائیں تو وہاں بڑھ چڑھ کر کلام پڑھتے (اور مسائل بیان کرتے) ہیں۔

۴۔ اے باہو، (جنہوں نے عرفانِ حق سے بے بہرہ ہوکر) اپنے (علم و عمل اور ضمیر) کو بیچ کر زندگی بسر کی وہ دونوں جہانوں میں (عرفانِ حق) سے محروم رہے۔

---

(۱) ل، ا ک = ب د میں یوں ہے ع
پڑھ پڑھ حافظ کرن تکبر ملاں کرن وڈیائی

(۲) ل، ب، ذ، ہ

(۳) ل، ب، ہ، ف، ش، ذ

(۴) ل، ف، ش، ذ، ب
ب ل میں (کھادھی) کی بجائے (کھابدی) درج ہے۔

Marfat.com

تشریح : علمائے ظاہر اور قرآن حکیم کے حفظ کرنے والے اکثر دیکھے جاتے ہیں کہ وہ اپنے حاصل کردہ علوم کی حقیقت کی طرف مائل ہونے اور عالم باعمل ہونے کی بجائے تکبر اور خودستائی کی تاریکیوں میں ڈوب جاتے ہیں۔ حصولِ علم کے بعد یہ لوگ معاشرہ میں آکر بے عمل ہونے کی وجہ سے دنیا کے حصول وحرص میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ دنیا داری انہیں حرص وہوس کی خواہشات کے ساتھ حصول زر کے مواقع کی تلاش میں گلی گلی شہر بہ شہر پھراتی ہے اور ساتھ ہی وہ اپنے علوم کے دفتر بھی اٹھائے پھرتے ہیں : وہ علوم جو معرفت حق سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے اب ان کے لیے بے سود ثابت ہوتے ہیں۔ وہ جس جگہ پر حصول دنیا کے لیے اچھے مواقع دیکھتے ہیں اور جہاں کہیں بھی شکم پروری کا زیادہ سے زیادہ سامان پاتے ہیں وہاں ہی اپنے علوم کا دفتر کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور مسئلہ مسائل کے بیان وتلاوت وقرأت کے ادا کرنے میں زیادہ سے زیادہ زور لگاتے ہیں۔ انہیں پیشہ ور علماء وحفاظ کے بارے میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ یہ لوگ دونوں جہاں میں آخر عرفان حق حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔

قولہ تعالےٰ - ولاتشتروا بایتی ثمنا قلیلا - میری آیتوں کی کم قیمت نہ لو - علم نصیحت اور الٰہی رازوں کی معرفت کے لیے ہوتا ہے"۔ (۱)

امام بخاریؒ (۲) اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں "جس شخص نے کسی ظالم کے سامنے اس لیے قرآن پڑھا کہ اس سے کچھ مالی منفعت حاصل کرے تو ایسے شخص کو ہر حرف کے عوض دس لعنتیں ملیں گی"۔

ایک حدیث کا مضمون ہے "جو شخص قرآن پڑھے اسے چاہیئے کہ وہ قرآن کے واسطے سے

---

(۱) قولہ تعالےٰ ولاتشتروا ..... تا برائے معرفت اللہ راز است (سلطان باہو - امیر الکونین مکتوبہ ۱۳۳۲ھ - ص ۷ -

(۲) محمد بن اسماعیل الحافظ ابو عبداللہ - ۱۹۴ھ - ۲۵۶ھ) مطابق مقالہ - امام اعظم ابو حنیفہ از نور سلطان القادری متخصص جامعہ بہاولپور - ص ۴۷، فٹ نوٹ

Marfat.com

اللہ سے اپنی حاجت مانگے کیونکہ آئندہ کچھ لوگ ایسے بھی آنے والے ہیں جو قرآن کو پڑھ کر لوگوں سے بھیک مانگیں گے" (۳)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں " میں نے کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا جو معرفت قرب اور دیدار کی خاطر علم پڑھتا ہو۔ اور اس کی غرض اس سے روشن ضمیری اور بیداری قلب ہو۔ بلکہ وہ دنیاوی رزق اور روزگار کی خاطر پڑھتے ہیں" (۴)

" ایک دفعہ مسجدِ نبوی میں صحابہ کرام قرآن مجید پڑھ رہے تھے جن میں بدوی، عجمی اور دوسرے صحابہ شریک تھے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نہایت خوش ہوئے۔ فرمایا، پڑھے جاؤ سب کا طرز اچھا ہے۔ اس کے بعد ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن مجید کو تیر کی طرح سیدھا کرے گی لیکن اس کا مقصد ثواب آخرت نہ ہوگا۔ بلکہ دنیا ہوگی" (۵)

جو شخص کلام پاک کو رجوعات خلق کے لیے پڑھتا ہے اور چاہتا ہے کہ خلقت میری مسخر ہو جائے اور ان سے درم و دینار بطور نیاز لیتا ہے اور اسی کو روزی کا وسیلہ قرار دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر اعتبار نہیں کرتا وہ محض ریا اور شرک میں مبتلا ہوتا ہے"۔ (۶)

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر اور پشتو کے عظیم المرتبت شاعر خوشحال خاں خٹک (۷) جو علمائے سوء اور صوفیائے خام کی بے راہروی پر سخت نکتہ چینی کرتا ہے اور علمائے سوء اور صوفیائے خام پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے " جو کوئی کنز و قدوری پڑھ لیتا ہے وہ مُلا بن بیٹھتا ہے۔ پھر حرام و حلال کو اپنے لیے جائز قرار دے لیتا ہے۔ بس کتابیں سر پہ لاد کر مُلا بن جاتے ہیں

---

(۳) بشکریہ سیارہ ڈائجسٹ۔ قرآن نمبر۔ لاہور نومبر ۱۹۶۹ء ص ۲۵۴

(۴) ہیچ عالم ندیدم ۔۔۔۔ تا روزگار معاش است سلطان باہو۔ امیر الکونین مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ص ۱۰۸

(۵) بشکریہ سیارہ ڈائجسٹ۔ قرآن نمبر۔ لاہور نومبر ۱۹۶۹ء ص ۳۱۹

(۶) سلطان باہو۔ مفتاح العارفین۔ ترجمہ اردو۔ ناشران چنن الدین فضل الدین ۱۹۶۳ء۔ ص ۵۲

(۷) خوشحال خان خٹک۔ مدفن اکوڑہ خٹک (۱۰۲۲ھ۔ ۱۱۰۰ھ) بشکریہ اعجاز الحق قدوسی۔ تذکرہ صوفیائے سرحد۔

Marfat.com

اور کاؤں کاؤں محلہ محلہ چوری ٹھگی کرتے پھرتے ہیں۔ مسجد میں آ کے پانچ وقت اذان دیتے ہیں لیکن اگر زکوٰۃ و فطرہ نہ ملے تو مسجد کو بھی آگ دے دیتے ہیں۔ لکھنا پڑھنا کچھ آتا نہیں۔ البتہ ٹھگی خوب جانتے ہیں۔ تعویذ دیتے ہیں اور جھوٹ موٹ کچھ لکھ دیتے ہیں۔" (۸)

اسی مطلب میں ایک عربی مقولہ ہے جس کے معنی ہیں۔ "زبان اللہ اللہ کرتی ہے۔ دل لوگوں کی خوشحالی پر تلا ہوتا ہے"۔ (۹)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "آخری زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین کے ذریعے سے دنیا کماتے پھریں گے۔ لوگوں کو اپنی تزئین دکھانے کے لیے دنبے کی کھالیں پہنیں گے۔ ان کی زبانیں قند سے زیادہ شیریں ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں سے ہوں گے"۔ (۱۰)

---

(۸) پشتو نظم: چہ کنز و قدوری ..... تا ..... دروغ کنبل (خوشحال خان خٹک۔ بشکریہ اعجاز الحق قدوسی۔ تذکرہ صوفیائے سرحد۔ ص ۴۔۳۶۳ منتخبات ص ۳۱۷۔)

(۹) اللسان یسبح و القلب یذبح (بشکریہ مفتاح العلوم شرح مثنوی۔ مولوی محمد نذیر عرشی۔ دفتر اول حصہ پہلا۔ لاہور ۱۹۵۹ء۔ ص ۵۷)

(۱۰) یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من الدین السنتهم احلی من السکر و قلوبهم قلوب الذیاب۔ الخ۔ (مشکوٰۃ) (بشکریہ مفتاح العلوم شرح مثنوی۔ مولوی محمد نذیر عرشی۔ دفتر اول حصہ پہلا۔ لاہور ۱۹۵۹ء۔ ص ۵۷)

Marfat.com

پ ۳۵ پڑھ پڑھ علم مشائخ سداون کرن عبادت دوہری ہو (۱)
اندر جھگی پئی لیڑے تن من خبر ناں موری ہو (۲)
مولا والی سدا سکھالی دِل توں لاہ تکوری ہو (۳)
باھو رب تنہاں نوں حاصل جنہاں جگ ناں کیتی چوری ہو (۴)

لغت : سداون : کہلاتے ہیں — دوہری : دگنا
موری : نقب — لاہ : اتار دے
تکوری : دھوئیں کی تہ

ترجمہ : ۱ (بعض طالبان ناقص علم ظاہری) پڑھ پڑھ کر (اپنے آپ کو) مشائخ کہلاتے ہیں۔ اور بہت زیادہ عبادت بھی کرتے ہیں۔
۲۔ (ان کے) (دل) کے اندر کی جھونپڑی (کا متاع ایمان نفس و شیطان کے ہاتھوں) لٹا جا رہا ہے اور (ان کے) جسم و جان کو نقب زنی کی خبر تک نہیں ہے۔
۳۔ (اے طالب) تو اپنے دل سے (غفلت) کا سیاہ جالہ اتار (اور خوب سمجھ لے) کہ (صرف) مالک والی ہی ہمیشہ شاد و آباد ہوتی ہے۔
۴۔ اے باہو (معرفت) رب تعالیٰ تو ان کو حاصل ہوتی ہے جنہوں نے (اپنے دل کے اندر کی جھونپڑی کا متاعِ ایمان) اس چند روزہ زندگی میں (اپنے آپ) چوری کر کے (ضائع نہ کیا ہو)

---

(۱) ا ک ، ب ، ء

(۲) ش ، ذ ، ء

ب ل میں (موری) کی بجائے (موہری) ہے

(۳) ش ، ذ ، ء ، ف

(۴) ب ، ء

Marfat.com

تشریح : حق جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا۔ کیا حکم کرتے ہو تم لوگوں کو ساتھ بھلائی کے اور بھولے جاتے ہو جانوں اپنی کو اور تم پڑھتے ہو کتاب کیا پس نہیں سمجھتے ہو۔ (۱)

حضرت سلطان العارفین دیوان باہو میں فرماتے ہیں ؎

زنگ از دل دور کن صیقل بزن　　لایزل لاصیقل آمد بالیقین ۔۔ (۲)

یعنی اپنے دل کا زنگ تو دور کر دے تو اس پاکیزہ اور صیقل شدہ مقام میں وہ رب لایزل یقیناً آجاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں "مجھے ان لوگوں کی حالت پر حیرانی ہے جو ظاہر میں لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں اور باطن میں اپنے نفس کے تابع۔ وہ لوگوں کی نظر میں صاحب فیض ہوتے ہیں اور مرتبہ کے لحاظ سے زن اہل حیض ہوتے ہیں" (۳)

قال علیہ السلام۔ لکل شئی مصقل" و مصقل القلب ذکر اللہ تعالےٰ۔ (۴)

ترجمہ : آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر چیز کی صیقل کی جاتی ہے اور دل کی صیقل گری اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنا ہے۔

اور یہ ذکر یقیناً مسلسل ظاہری اور باطنی ورد ذکر اللہ سے صفائی قلب حاصل ہوتی ہے۔ گویا ذکر جلی اور پھر ذکر خفی کی باقاعدگی۔ اسی ذکر پاس انفاس کی اہمیت میں حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا الدنیا ساعۃ فاجعلھا طاعۃ (۵) یعنی دنیا گھڑی بھر کی ہے سو اس کو اطاعت بنالو اور پھر اسی اطاعت میں کوتاہی یا چوری نہ کرنے کی حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ تنبیہہ فرماتے ہیں۔ تاکہ اس اطاعت کی برکت سے عرفان رب حاصل ہو جائے۔

---

(۱) اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم و انتم تتلون الکتب ط افلا تعقلون۔ (البقرۃ۔۴۴)

(۲) سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی۔ ناشران پنجن الدین لاہور مطبوعہ ۱۹۵۵ء۔ غزل نمبر ۲۳۔ ص ۱۱

(۳) "عجب دارم ازاں قوم ..... تا ..... مراتب زن اہل حیض" (سلطان باہو۔ کلید التوحید مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۶)

(۴) حدیث رسولؐ۔

(۵) حدیث رسولؐ (بشکریہ سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۲۴)

Marfat.com

پ ۳۶

(۱) پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں عالم ہوئے بھارے ہو
(۲) اک حرف عشق دا پڑھن نہ جانن بھلے پھرن بچارے ہو
(۳) اک نگاہ جے عاشق ویکھے لکھ ہزاراں تارے ہو
(۴) لکھ نگاہ جے عالم ویکھے کسے نہ کدھی چاہڑے ہو
(۵) عشق عقل دے منزل بھاری سیّاں کو ہاندے پاڑے ہو
(۶) جنہاں عشق خرید نہ کیتا باہر اوہ دو ہیں جہانیں مارے ہو

لغت : بھارے : بہت بڑے، جید — تارے : تیرا کر پار کر دے
چاہڑے : چڑھائے، پار کرے — کدھی چڑھائے : پار لگائے، منزل مقصود تک پہنچائے
کدھی : کنارا — پاڑے : فاصلہ مابین — کو ہاندے : کوسوں کے

ترجمہ : ۱- ہزاروں کتابیں اور (ہزاروں) علوم پڑھ پڑھ کر جید عالم (تو) ہو گئے
۲- (لیکن یہ) بیچارے (نامحرم معرفت عشقِ ذات ہو کر علم) عشق کا ایک حرف (تک بھی) پڑھنا نہیں جانتے اور راہِ عشق (معرفت سے) بھولے (بھٹکے) پھر رہے ہیں۔
۳- عاشق (صادق) اگر (رحمت کی) ایک نظر دیکھے تو لاکھوں ہزاروں (سرگشتگانِ الفت کو وحشت وحیرت کے سمندر سے نکال کر) پار کر دیتا ہے۔
۴- (اس کے برعکس علم ظاہری حاصل کردہ) عالم (جس کی نظر عرفانِ حق اور عشق ذات سے بے بہرہ ہے) اگر لاکھوں دفعہ توجہ کرے تو (اس کی) کسی (پریشان حال کی کشتی) کنارے نہیں لگتی۔
۵- عشق (جو کہ ماسوا اللہ سے روگردان کر کے خویش واستغراق کے راستے معرفت ذات عطا کرتا ہے) اور عقل (نشیب و فراز کو دیکھ کر خیر و شر کو بھانپتا ہے حصول مقصد کا متلاشی تو ہے لیکن اس میں وہ جرات نہیں جس سے وہ منزل اولیٰ تک پہنچے) لہٰذا ان (دونوں قوتوں کے درمیان اکثر اوقات منزل ہے اور سینکڑوں کوسوں کا فاصلہ مابین حائل ہے۔

(۱) ۸ (۲) ۸ (۳) ب، ف، ۸، ۷

Marfat.com

۶۔ اے باہو! جنہوں نے (اپنا متاع دوجہاں دے کر) عشق (حقیقی) خرید نہ کیا وہ دونوں جہانوں (دنیا و عقبےٰ) میں (عرفان حق) سے بے بہرہ رہے۔

---

(۴) ک، ش، ف، ب، ع

(۵) ذ، ش، ف، ع

(۶) ب،

نوٹ۔ نسخہ ل ی میں بھی بیت کی بالکل یہی ترکیب ہے۔

Marfat.com

تشریح : ظاہری علوم کے ہزاروں کتب و رسائل پڑھ لینا اور ان علوم پر حاوی ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ اصل کام تو مکتبِ عشق کا ہوتا ہے جہاں سے عرفان ذاتِ حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر عرفان حاصل نہیں ہوا تو یوں سمجھیں کہ تمام عمر جو اگرچہ کتنے بڑے بڑے علوم کے حصول میں بھی گزری ہو ضائع ہو گئی اور یہ محض بے خبری ہی کا زمانہ سمجھا جائے گا۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "بعض سالک۔ طالب یا مرشد اپنے آپ کو اہلِ حضور سمجھتے ہیں حالانکہ وہ خدا تعالےٰ سے بہت دور ہوتے ہیں۔ وہ اس طرح بے خبری کے عالم میں سرگردان رہتے ہیں جیسے کولہو کا بیل تمام دن بندھی ہوئی آنکھوں کے ساتھ چکر کاٹتا رہتا ہے"۔ (۱)

عاشق کی نظر کے اثر کے بارے میں فرماتے ہیں "کامل فقیر کی نظر تمام عمر کی عبادت سے بہتر ہے نیز فضیلت کے تمام علموں اور فقہ کے تمام مسئلوں سے بہتر ہے کیونکہ علم ظاہر تو جلد و پوست میں ہے اور علم توحید معرفت کے سینہ میں ہوتا ہے جو سرِ الٰہی ہے۔ علماء تو علم مردوں سے سیکھتے ہیں اور فقراء اللہ تعالےٰ حیّ و قیوم سے حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے "وعلمناہ من لدنا علماً"۔ "اسے ہم نے اپنے پاس سے علم سکھایا"۔ (۲)

"جس فقیر کو قربِ ربانی حاصل ہے اس کی نگاہ مردہ دل کے وجود کے تانبے کو کندن بنا دیتی ہے۔ دوم۔ اگر وہ کافر کی طرف نگاہ کرے تو اسے اسی وقت مسلمان بنا دیتی ہے۔ تیسرا اگر عالم کی طرف نگاہ کرے تو اس کے سینے سے علم اس طرح لے لیتا ہے کہ عمر بھر نسیان رہتا ہے۔ اگر نیک نگاہ کرے تو علم باطنی اور معرفت الٰہی منکشف ہو جائیں۔ چہارم۔ اگر جاہل کی طرف دیکھے تو تمام علوم اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ پنجم۔ اگر منافق کی طرف آنکھ اٹھا کر

---

(۱) "بعضے سالک یا طالب ..... تا ..... گرد چاہ گردد"۔ (سلطان باہو۔ عین الفقر حصہ دوم۔ شرح نظام الدین۔ صـ۵۷)

(۲) "یک نظر فقیر کامل ..... تا ..... قولہ تعالیٰ وعلّمناہ"۔ (سلطان باہو۔ محبت الاسرار صـ۱۴ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔

Marfat.com

دیکھے یا تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے یا دیوانہ ہو جاتا ہے ششم - یہ کہ اگر مفلس کی طرف نگاہ کرے تو اسے غنی بنا دے - اگر غنی کی طرف قہر کی نگاہ سے دیکھے تو اسے مفلس کر دے - ہفتم - اگر اہل نور پر نگاہ کرے تو اہل حضور کے مرتبہ پر پہنچا دے - (۳)

حضرت سلطان العارفین نے دراصل بیت میں علم ظاہر کی کم مائگی اور عشق کی بادشاہی اور پرمائگی کی طرف اشارہ فرمایا ہے -

درحقیقت علم تو ایک نکتہ ہے اور اس کی کثرت و تفصیلات جاہلوں کے لیے ہے (۴) نیز بلھے شاہ (۵) نے بھی یہی نکتہ کی بات عیاں فرمائی ہے ع ساتوں الف بکو درکار - (۶) البتہ مرد کامل فقیر کی نظر عطا بخش ہے جو نکتہ رساں و فیض بخش ہے - کیا خوب شعر ہے -

؎ یہ فیض بن نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی (۷)

عقل و عشق میں فرق بھی لامتناہی ہے - جہاں بھی حق کا معاملہ آتا ہے عشق مصلحتوں اور عافیت و آرام کو چھوڑ کر حق کی حمایت میں جان پیش کر دیتا ہے اور عقل بیچارہ اپنی مصلحتوں اور عافیتوں کو سوچتا رہتا ہے - اس لحاظ سے عقل بے مقام اور بے مرتبہ ہے -

؎ بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی (۸)

---

(۳) سلطان باہو - اسرار قادری - ترجمہ اردو - چنن الدین لاہور ۱۹۶۳ء - ص ۷۵-۷۶ تلخیص

(۴) حدیث - العلم نکتۃ وکثرتہا الجہال -

(۵) بلھے شاہ - قصور

(۶) بلھے شاہ - کافیاں

(۷) علامہ اقبال - بال جبریل

(۸) اقبال علامہ - بال جبریل

Marfat.com

پ ۳۷

پڑھیا علم تے ودھی مغروری عقل بھی گیا تلوہاں ہو (۱)

بھلا راہ ہدایت والا نفع نہ کیتا دوہاں ہو (۲)

سر دتیاں جے سرّ ہتھ آوے سودا ہار نہ توہاں ہو (۳)

وڑیں بزار محبت والے باھوؒ کوئی رہبر لے کے سوہاں ہو (۴)

لغت : ودھی : زیادہ ہوگئی

تلوہاں : نیچے کی طرف

دوہاں : دونوں نے

توہاں ، توخرد

وڑیں : داخل ہوویں

سوہاں ، واقف کار

بزار ، بازار

ترجمہ : ۱۔ (اے طالب تونے علم ظاہری) پڑھ لیا اور (تیرا) غرور (نفس) زیادہ ہوگیا (تیرا) عقل بھی (بجائے مقام علیین کے مقام اسفلین کی طرف) نیچے چلا گیا۔

۲۔ (تجھے چونکہ) راہِ ہدایت بھول گیا ہے (اس لئے تیرے علم اور عقل) دونوں نے کوئی نفع حاصل نہ کیا۔

۳۔ (اے سالک ! راہِ معرفت میں) اگر سر قربان کرنے سے رازِ معرفت ہاتھ آئے تو یہ) سودا سودمند ہے تو ہی کہیں سودا ہار نہ جانا۔

۴۔ اے باہو، بازار محبت (الٰہی) میں کوئی واقف کار رہبر (مرشد کامل) کا ساتھ لیکر ہی داخل ہونا۔

---

(۱) ن ، و

(۲) ۵ ، ن ، و

(۳) ہ ، ن ، و

(۴) ہ ، ن ، و

Marfat.com

تشریح : عرفان حق حاصل نہ ہو تو علم وفضل نفس کے فریب میں مبتلا کر کے غرور کا مرتکب کر دیتا ہے انسانی عقل جسے علم سے جلا حاصل ہوتی ہے عشق کے فقدان سے مادہ پرستی کے گھٹیا اور ذلیل خواہشات وحجابات میں غرق ہوتا چلا جاتا ہے -

"جب انسان علم دانا کو اپنا سمجھتا ہے - من حیث الغضب تو ہوئی، پیدا ہوتی ہے - نفس وہوئی کی وجہ سے وہ امانت کی حیثیت سے نکل کر غاصبانہ حیثیت اختیار کر لیتا ہے گویا توحید چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے - ہوئی کی مذمت قران کریم میں کئی جگہ آئی ہے -

قرآن - ۱ لاتتبع الھوٰی فیضلك عن سبیل اللہ - ترجمہ - اور مت پیروی کر خواہش نفس کی پس گمراہ کر دیوے گی تجھ کو راہ خدا کی سے - (۱)

فلا تتبعوا الھوٰی ان تعدلوا - ترجمہ - پس مت پیروی کرو خواہش کی بیچ اس کے کہ عدل کرو - (۲)

اَرَئَیت من اتخذ اِلٰھہٗ ھوٰلہُ - ترجمہ - کیا دیکھا تو نے اس شخص کو کہ پکڑا اس نے معبود اپنا خواہش اپنی کو (۳) اس راہ عشق میں حواس وقیاس وعقل وفہم اس محبوب کی یافت سے عاجز ہیں کیونکہ عقل ووہم وحواس وقیاس سب نوپیدا اور حادثات ہیں اور حادث کو حادث ہی کا ادراک ہو سکتا ہے -

البتہ اس راہ میں غایت ادراک عجز ہے - سر دینا پڑے گا - سر دے کر یہ سودا کرنا پڑے گا - العجز من درك الادراك ادراك - (۴)

"علم کیا ہے راہ ہے اور مرشد کیا ہے رہبر ہے - راستہ بدون رہبر کے طے نہیں

---

(۱) (پ ۲۳ - ع ۱۱)

(۲) (پ ۵ - ع ۱۷)

(۳) (پ ۱۹ - ع ۲)

(۴) حضرت ابوبکر صدیق باتفاق متقدمین ومتاخرین علماء ظاہر وباطن مثلاً امام غزالیؒ - محی الدین العربی - شاہ عبدالعزیز - شاہ عبدالحق محدث وغیرہ -

Marfat.com

ہوسکتا ۔ اس لیے جو خود راہ ہوتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور جو کسی کے ہمراہ ہوتا ہے کامیاب ہوتا ہے ۔ اس طرح طالب صادق مرشد کے ذریعہ اپنے مقامات طے کرتا ہے (۵)

" مفسرین زیرِ آیت واتبع سبیل من اناب الیّ (۶) لکھتے ہیں کہ اس کا اتباع کرو جس نے میری جانب رجوع کیا ہو ۔ اور مقام قرب میں پہنچا ہوا ہو ۔ اس سے مراد بیعت ہے ۔ اللہ کریم جل مجدہٗ جس کی ہدایت چاہتا ہے اسے کوئی سچا راہنما مل جاتا ہے " (۷)

"محض علمِ ظاہر پر اکتفا کرنا کمالاتِ بشری سے محروم رہنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر آدمی باوجود علمی رفعتوں پر فائز ہونے کے بھی اطمینان قلب جیسی نعمت سے محروم رہ جاتے ہیں اور آج تو کثرت سے اہلِ علم حضرات موجود ہیں ۔ جن کے علامہ ہونے میں کلام نہیں اور امر و نواہی کے بھی نمونے سمجھے جاتے ہیں ۔ مگر نفس کی شرارتوں سے مامون نہیں ہیں ۔ غصہ ، حسد ، غرور ، حرص ، ریا ، بخل ، تکبر اور عجب وغیرہ اوصاف رذیلہ میں سے اکثر اوصاف میں ملوث نظر آتے ہیں جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ وہ نعمت قرب ربانی سے محروم ہیں جس پر شرافت و طمانیت کا انحصار ہے ۔ اگر ظاہری علوم ہی صلاح و فلاح کا ذریعہ ہوتے تو تمام اہل علم عارفین حق ہو جاتے ۔ حقیقت یہ ہے کہ کتاب انسان کو راہ حق پیش کر سکتی ہے مگر ہدایت یافتہ نہیں بنا سکتی ۔ قانون کسی جرم کے عوض میں مجرم کو بیڑیاں ڈال سکتا ہے مگر اس کو جرم سے باز نہیں رکھ سکتا ۔ پس یہی سبب ہے کہ قدرت نے تمام کتابوں کے ساتھ عملی نمونے مبعوث فرمائے ہیں اور یہ آیۃ کریم قال لہ موسیٰ ھل اتبعک علیٰ ان تعلّمنِ مما عُلّمتَ رُشدا (۸) اس امر کی کھلی دلیل ہے

---

(۵) سلطان باہو ۔ محبت الاسرار ۔ ترجمہ اردو ۔ ناشران چنن الدین ۔ مطبوعہ ۱۹۶۳ء ۔ ص ۵

(۶) پ ۲۱ ۔ لقمان ، " پیروی کر راہ اس شخص کی کہ رجوع کرتا ہے طرف میری "

(۷) ابوالفیض قلندر سہروردی ۔ الفقر فخری ۔ ص ۱۶۴

(۸) " کہا واسطے اس کے موسیٰؑ نے کیا پیروی کروں میں تیری اوپر اس کے کہ سکھا دے تو مجھ کو اس چیز سے کہ سکھایا گیا ہے تو کچھ بھلائی " (الکہف ۔ ۶۶)

Marfat.com

کہ راہ رشد مرشد کامل ہی سے مل سکتی ہے" (۹)

" امام احمد بن حنبلؒ (۱۰) اکثر حضرت بشر حافیؒ (۱۱) کے پاس جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ شاگردوں نے امام صاحبؒ سے پوچھا کہ آپ تو خود بڑے عالم ہیں اور حدیث و فقہ و اجتہاد میں اپنی نظیر نہیں رکھتے پھر آپ ایک شوریدہ حال کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ امام صاحبؒ نے جواب میں فرمایا۔ بیشک میں ان تمام علوم میں بشرؒ سے بڑھا ہوا ہوں مگر اللہ تعالےٰ کو وہ مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ یعنی اس کو علم معرفت الٰہی مجھ سے زیادہ ہے" (۱۲)

" حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا سلوک طریقت حق تعالےٰ کے ساتھ نہایت کو نہیں پہنچتا تاوقتیکہ وہ کسی پیر کی اقتدا نہ کرے کیونکہ اس طریق میں ایک راہبر کا ہونا لابدی و ضروری ہے تاکہ از راہ حال کے اس کو طریقت و مجاہدہ میں پوری دسترس حاصل ہو"۔ (۱۴)

اور راہ عشق و معرفت میں سر کی بازی لگانے کے بارے میں حضرت سلطان العارفین مزید فرماتے ہیں " خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لن تنالوا البرّ حتیٰ تنفقو مما تحبّون یعنی تم بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے تاوقتیکہ تم اپنی پسندیدہ سے پسندیدہ چیزوں کو خرچ نہ کرو۔ مگر لوگوں نے کیا سمجھا ہے کہ ہم بدون اپنا جان و مال خرچ کیے مراتب و مناصب حاصل کریں گے" (۱۵)

---

(۹) ابوالفیض قلندر سہروردی الفقر فخری۔ صـ۱۶۵

(۱۰) حضرت امام احمد حنبلؒ۔ بغداد۔ وفات۔ ۲۴۱ھ

(۱۱) حضرت بشر حافیؒ۔ بغداد۔ وفات۔ ۲۲۰ھ

(۱۲) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری صـ۱۶۸

(۱۳) حضرت ابو علی دقاقؒ۔ مرو۔ ابوالقاسم نصر آبادیؒ کے مرید تھے جو شبلیؒ کے مرید تھے گویا زمانہ چوتھی صدی ہجری۔ مطابق تذکرۃ الاولیاء (مؤلفہ فرید الدین عطار مطبوعہ ۱۳۱۷ھ لاہور ص ۳۸۸)

(۱۴) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری صـ۱۸۱

(۱۵) سلطان باہو۔ عجت الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ ناشران چنن الدین مطبوعہ ۱۹۶۳ء۔ صـ۵

Marfat.com

پھر فرمایا "ے

ہر کہ جاں خود را فروخت اسم اللہ خرید ہر کہ اسم اللہ خرید بعین العیاں دید"

یعنی جس نے اپنی جان دے کر اسم اللہ خریدا، اس نے اسم اللہ سے دیدار حاصل کیا۔ (۱۶)

بیت کے آخر میں حضرت سلطان العارفین سالک کو کوچۂ محبت کی رسوم و اداب جاننے کے لیے مرشد کامل کی رہبری حاصل کرنے کی تلقین فرماتے ہیں - اس ضمن میں خواجہ حافظؒ نے کیا خوب فرمایا ے

بکوی عشق منہ بی دلیل راہ قدم کہ گم شد آنکہ درین رہ بہ رہبری نرسید (۱۷)

اور رومیؒ بھی یہی تلقین کرتے ہیں ے

روز سایہ آفتابی را بیاب دامن شہ شمس تبریزی بتاب (۱۸)

---

(۱۶) سلطان باہو - عین الفقر - شرح نظام الدین ص ۲۰

(۱۷) حافظ شیرازی - کلیات حافظ - تہران ۱۳۲۸ - ص ۱۲۵

(۱۸) مفتاح العلوم - شرح مثنوی - مولانا محمد نذیر عرشی - دفتر اول حصہ پہلا - لاہور ۱۹۵۹ء - ص ۱۹۵

Marfat.com

پ ۳۸ پاک پلیت نہ ہوندے ہرگز توڑے رہندے وچ پلیتی ہو (۱)
دحدت دے دریا اچھلے ہک دل صحی نہ کیتی ہو (۲)
ہک تبخانیں واصل ہوئے ہک پڑھ پڑھ رہن مسیتی ہو (۳)
فاضل سٹ فضیلت بیٹھے باھو عشق نماز جاں نیتی ہو (۴)

لغت : مسیتی : مسجد میں — سٹ : پھینک کر
نیتی : نیت کی — ہک : ایک ، بعض
تبخانیں : بتخانے ، بتخانے میں

ترجمہ : ۱۔ (فطرت ازلی میں جنہیں تقدس حاصل ہو وہ) پاک ہرگز ناپاک نہیں ہوتے خواہ وہ ناپاکی میں ہی کیوں نہ رہیں (جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہیں ازلی تقدس حاصل تھا آذر کا بتخانہ انہیں کفر میں ملوث نہ کر سکا)

۲۔ وحدت کے دریا (تو) موجزن ہیں (لیکن) بعض دل (اس کی روانی اور تقدس کی) پہچان نہیں کر سکتے۔

۳۔ بعض (انبیاء علیہ السلام اور عارفان حق) بت خانہ میں (پرورش پاکر) (بھی معرفت ذات حاصل کر کے) واصل بحق ہو گئے اور بعض (ازلی بدنصیب) (بلعم باعور کی طرح) مساجد میں پڑھ پڑھ کر بھی (محروم) رہ گئے۔

۴۔ اے باہو، حضرت عشق نے جب (دل وجان پر اثر انداز ہو کر) نماز عشق کی نیت کر لی تو (مولانا روم جیسے کئی) فاضلوں نے فضیلت چھوڑ کر (درویشی) اختیار کر لی۔

---

(۱) ن (۲) ع ، ھ ، ب (۳) ھ ، ذ (۴) و ک ، ع ، ھ ،

ب چ میں یوں بھی ایک بیت درج ہے ؎ پاک پلید نہ تھیندے ہرگز بھاویں نال پلیدی دے گھسے ہو
قرآن دا حافظ نچیل بہشت نہ ویندا بھاویں نال قرآن دے رسے ہو
کوڑے دوست سچے نہیں تھیندے بھاویں لکھ دا جاں ہسے ہو
کافر مسلمان نہیں تھیندے یا حضرت باہو بھاویں وچ مدینے وسے ہو

Marfat.com

تشریح : جو عارفین ہیں وہ بظاہر صورت دنیوی میں ہوتے ہیں کیونکہ ان پر اس دنیا میں احکام دنیا جاری ہوتے ہیں - اور اللہ تعالےٰ نے ان کے باطن کو عالم آخرت کی طرف پھیر دیا ہے - یہ خلوت در انجمن ہے - دل بیار و دست بکار ہے - وہ ظاہری حالات کی وجہ سے پہچانے نہیں جاتے مگر وہ شخص جان سکتا ہے جس کی چشم بصیرت سے اللہ تعالےٰ نے پردے اٹھا دیئے ہیں (۱)

جہل آید پیش او دانش شود — جہل شد علمی کہ در ناقص رود
ہر چہ گیرد علتی علت شود — کفر گیرد کاملی ملّت شود (۲)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں " جان لو کہ جو فقیر فنا فی اللہ اور مستغرق بخدا ہے اگرچہ ظاہر میں لوگوں سے ہمکلام ہوتا ہے لیکن باطن میں تمام معرفت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہوتا ہے" (۳)

پھر فرماتے ہیں " جو طالب اور مرشد کامل ہیں انہیں کسی قسم کا زوال لاحق نہیں ہوتا خواہ وہ دن رات گناہوں میں پھرتے رہیں - وہ دریا میں بلبلے کی طرح رہتے ہیں - ان کا وجود دریا کی طرح ہوتا ہے خواہ اس میں ہزار قسم کی پلیدی بھی گرے تو بھی پاک رہتا ہے نہ اس میں بو پیدا ہوتی ہے نہ اس کا رنگ بدلتا ہے -

دل مرا دریا زان دریائے ہو — از ازل تا ابد موجش پاک زن

یعنی میرا دل اس دریائے وحدت ذات سے دریا بن چکا ہے - ازل سے ابد تک دریائے وحدت کی موجیں اسے پاک رکھتی ہیں" (۴)

دریائے وحدت و معرفت کا سیل جہاں بہتا رہے وہاں کفر و شرک کی پلیدی کا شائبہ

---

(۱) محی الدین ابن العربی - فصوص الحکم - ص ۳۳۱ - ۳۳۲
(۲) مثنوی مع شرح بحر العلوم - نولکشور ۱۲۹۳ھ - ص ۱۰۴ -
(۳) بدانکہ فقیر یکیہ ..... تا ..... در معرفت تمام (سلطان باہو - تیغ برہنہ - مکتوبہ ۱۳۰۶ھ - ص ۱۵
(۴) کامل را و طالب کامل را ..... تا ..... بیت - موجش پاک زن (سلطان باہو - امیر الکونین مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ص ۷۸)

Marfat.com

تک نہیں رہ سکتا ۔ فقیر تو ہمیشہ وحدتِ الٰہی میں مستغرق ہوتا ہے جہاں رحمتِ الٰہی کے عرفان میں وہ محوذات ہوتا ہے ۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے اور رحمت میری کشادہ ہوگئی ہے سب چیز کو ۔ (۵)

خدا تعالےٰ کی رحمت نے ہر چیز کو لپیٹ میں لیا ہوا ہے ۔ اس لیے صرف زندہ دل ہونے اور گوہر نظر رکھنے کی ضرورت ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جن کے لیے عرفان ہوتا ہے وہ بت خانہ میں بھی حاصل کر لیتے ہیں جہاں سراسر کفر ہوتا ہے اور جن کے دل مردہ اور آنکھ میں شناسائی نہیں ہوتی وہ مساجد میں عبادتیں کرتے کرتے تھک جاتے ہیں مگر وہ عرفان حق سے محروم رہتے ہیں ۔ یہ اس لیے کہ رسم ورواج کی عبادتیں بے سود ہوتی ہیں ۔ قلب ونظر کی روشنی کے بغیر اور فکر کامل وعجز عاشقانہ کے بغیر کسی مقام سے حصول مقصد نہیں ہو سکتا ۔ البتہ عشق جب رسومات کی تمام فضول پابندیاں توڑ کر راہِ حق میں داخل ہو جاتا ہے اور مقصد پالیتا ہے تو عقل عیار ورسومات کے اسرار پر بھروسہ کرنے والے منہ تکتے رہ جاتے ہیں ۔

؎ سالہا در کعبہ وبت خانہ می نالد حیات تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بیرون (۶)

علم وفضل، زہد واتقار، عبادات ونوافل سالک کے نفس کو فریب میں رکھنے کا باعث بن جاتے ہیں ۔ بالآخر حضرت عشق جب احساس دردن اور عمل کاملہ کا طمانچہ رسید کرتا ہے تو سالک کو سوائے منزل حقیقی کے اور کہیں قیام کرنے کا لطف ہی نہیں آتا ۔

؎ عقل ودل وگاہ کا مرشد اولین ہے عشق عشق نہ ہو تو شرع ودین بتکدہ تصورات (۷)

یہ امر قابل بیان ہے کہ یہ بیت تصوف کی اصطلاح میں توحید طریقت کے مرتبہ صفاتی سے متعلق ہے ۔ یعنی ”صفات جملہ موجودات کو صفات خدا سمجھنا“ (۸)

---

(۵) ورحمتی وسعت کُلَّ شیءٍ ۔ (۹۴۹) تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر مطبوعہ ۱۳۵۸ھ لاہور ص ۱۵۷

(۶) اقبال

(۷) اقبال

(۸) بشکریہ مولانا گل حسن ۔ تذکرہ غوثیہ ۔ ۱۸۸۴ ۔ ص ۱۳۸ ۔

Marfat.com

پ پیر ملیاں جے پیڑ ناں جاوے اس نوں پیر کی دھرناں ہو (۱)
۳۹ مرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں اوہ مرشد کی کرناں ہو (۲)
جس ہادی کولوں ہدایت ناہیں اوہ ہادی کی پھڑناں ہو (۳)
جے سر دتیاں حق حاصل ہووے باھو اس موتوں کی ڈرناں ہو (۴)

لغت : پیڑ : درد
کی : کس لیے ، کیونکر
دھرناں : رکھنا
پھڑناں : پکڑنا
موتوں : موت سے

ترجمہ : ۱- پیر کے ملنے سے اگر غم واندوہ (دل سے) نہیں جاتے تو (وہ پیر ناقص ہے) اسے (بحیثیت) پیر تسلیم کرنے کی کیا ضرورت ہے،
۲- (اگر) مرشد مل جانے سے دل وجان کو ارشاد حاصل نہیں تو ایسے (ناقص) مرشد کو کیا کرنا چاہیئے۔
۳- جس ہادی کے پاس ہدایت (دینے کی طاقت نہیں ہے) اس (برائے نام) ہادی کا ہاتھ (بہ حیثیت ہادی) پکڑنے سے کیا حاصل۔
۴- اے باہو، اگر سر قربان کرنے سے معرفت حق حاصل ہو تو ایسی موت سے نہیں ڈرنا چاہیئے

---

(۱) ن (۲) ب، ء، ذ، (نوٹ) ب ج میں پہلے دو مصرعے یوں ہیں
ش، ف، ع پیر ملیاں پیڑ نہ مٹے تن دی اس پیر نوں کے دھرنا
مرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں اس مرشد نوں کیا کرنا
(۳) ش، ذ،
(۴) ہ، و،

Marfat.com

تشریح : مرشد کامل وہ ہے جو طالب کی راہِ حق کی تمام مشکلات دور کر دے ۔ طالب کو توفیق اور تحقیق سے آشنا کر دے ۔ اگر ایسا نہیں کر سکتا تو وہ پیر کہلانے کا مستحق نہیں ۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں " جو مرشد بال و پر نہیں رکھتا (طاقت باطن سے خالی ہے) اور اپنے مرید کی خبر نہیں رکھتا اور اس کو معصیت سے نہیں نکالتا اور نزع کے وقت اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے ساتھ اسے محفوظ نہیں کرا سکتا تو اسے پیر نہیں کہا جا سکتا ۔ وہ پیر نہیں اور اس کا مرید نظر سے محروم ہے ۔ پیری اور مریدی آسان کام نہیں ۔ پیری مریدی میں عظیم اسرار ہیں " (۱)

رشد و ہدایت سے تحقیق کے دروازے کھلتے ہیں اور طالب طلب حق کے لیے سر دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے ۔ اس ضمن میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں " (طالب مولیٰ کو غیب سے فرشتہ آواز دیتا ہے) کہ اے طالب مولےٰ ! اگر تو فقر چاہتا ہے تو سر بدن اور گردن سے جدا کر اور بے سر ہو جا ۔ جب تک تو بے سر نہیں ہو گا ۔ راہ نہیں پائے گا اور تجھے فقر الٰہی حاصل نہیں ہو گا " ۔ (۲)

---

۱) پیر کیہ بال و پر ندارد ..... تا ..... پیری مریدی عظیم سر اسرار (سلطان باہو ۔ گنج الاسرار ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ صـ ۱۶)

۲) سلطان باہو ۔ شمس العارفین ۔ ترجمہ اردو ۔ ملک چنن الدین ۔ فضل الدین ۱۹۶۶ء ۔ صـ ۹۱

Marfat.com

پ ۴۰ پاٹا دامن ہو یا پرانا کچرک سیوے درزی ہو (۱)
حال دا محرم کوئی نہ ملیا جو ملیا سو غرضی ہو (۲)
باجھ مربّی کسے نہ لدھی گجھی رمز اندر دی ہو، (۳)
اوسے راہ ول جائیے باھو جس تھیں خلقت ڈردی ہو (۴)

لغت : پاٹا : پھٹا ہوا
کچرک : (کس طرح، کب تک
مربّی : پالنے والا
گجھی : پوشیدہ

ترجمہ : (جستجوئے عشق و معرفت میں میرا زندگی کا تار تار دامن اور زیادہ) پرانا ہو گیا ہے۔
(اسے ماسوائے فضل ایزدی) (تدبیر کا) درزی کیسے سیئے۔

۲۔ (زندگی بھر میں ماسوائے مرشد کامل) کوئی بھی محرم حال و دل نہ ملا (اور) جو بھی ملا (سو) صاحبِ غرض (طالب ماسوائے اللہ) ملا۔

۳۔ (مرشد کامل حادی دارین صلے اللہ علیہ وسلم) مربّی کے بغیر (سالکان عشق و معرفت) کا پوشیدہ راز اندروں کسی (اور) نے نہ پایا۔

۴۔ اے باہو (اگر عشق و دیدار ذات مقصود ہے) تو اسی راہ (عشق ذات) پر گامزن ہونا چاہیئے جس سے لوگ ڈرتے ہیں۔

---

(۱) ـــ ہ ـ ن ـ و

(۲) ـــ ن

(۳) ـــ ن

(۴) ـــ ن

ـــ ہ

Marfat.com

تشریح : بیت میں سب سے پہلے حضرت سلطان العارفین اپنا کیفیت حال بیان فرماتے ہیں کہ ان کا دامن زندگی تلاشِ حقیقت اور پھر مقام معرفت کی مسلسل منازل طے کرنے میں کس قدر تار تار ہوگیا - یہ وہ حقائق ہیں جنہیں ہر کس و ناکس کیا جانے - دیوانِ باہو میں وارد ہوتا ہے ؎

اسرارِ کس نداند این ہائی ہوی ہی را واقف کسی نگردد ہی ہوئے ہائی ہا ہا (۱)

یعنی - اس رازِ عشق کے ہاؤ ہو کیفیات و واردات) کو کوئی نہیں جانتا - اور کوئی بھی افسوس اس کا واقف نہیں ' - راہِ تصوف محض حقیقت کی تلاش ہے - اس میں تحقیق و جستجوی ذات تعالیٰ ہے اور اس راہِ عشق میں جان کا سودا کر کے اس باقی کے ساتھ فانی ہو جانا پڑتا ہے - اس لیے اس راہ میں کئی سالک داخل ہوتے ہیں لیکن تھوڑی دور چلنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اکثر تو دنیا یا عقبےٰ کے طالب ہوتے ہیں گویا سرص و ہوا میں مبتلا ہیں - طالبِ مولیٰ کوئی بمشکل ہی ہوتا ہے - ان مشکلات حال و کیفیات پر قابو پانے کے لیے سلطان العارفین مربی (مرشد کامل) کا دامن تھامنے کی تلقین فرماتے ہیں -

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے - یاایها الذین آمنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون (المائدہ - ۳۵) یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو اس کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اس کی راہ میں (یا اس کی معرفت میں محنت اور کوشش کرو) تاکہ تم فلاح کو پہنچو - آیت مذکورہ بالا میں کلمہ آمنو، کے متعلق قرآن و حدیث اور اتقوا اللہ، میں جہاد امر و نواہی شامل ہیں اور ابتغوا الیه الوسیله سے مراد بیعت یا پیر کامل ہے اور جاهدو سے جہاد اور ریاضت و مجاہدہ نفس اور سبیلہ سے راہ معرفت الٰہی مراد ہے" - (۲)

قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے - یبتغون الی ربهم الوسیلة ایهم اقرب (پ ۱۵ - بنی اسرائیل) یعنی اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کونسا

---

(۱) سلطان باہو - دیوان باہو فارسی غزل نمبر ۲۸ - ناشران چنن الدین - مطبوعہ ۱۹۵۵ - ص ۱۳

(۲) ابو الفیض قلندر سہروردی - الفقر فخری - ص ۱۴۰

Marfat.com

اللہ تعالےٰ کے نزدیک اور زیادہ قریب ہے جس کا وسیلہ اختیار کریں۔ تفسیر موضح القرآن میں اس آیت کے تحت لکھا ہے وہ آپ ہی اللہ تعالےٰ کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ اللہ تعالےٰ کے بہت نزدیک ہو اس کا وسیلہ پکڑیں۔ پھر تیسری جگہ قرآن پاک میں ایک بیعت کے ذکر میں بشارت فرمائی گئی ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ط ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ ومن اوفی بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما (پ ۲۶) یعنی اے محبوب مکرم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت آپ سے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ سے بیعت کرتے ہیں اور آپ کا نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کا ہی ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جو شخص ایسا پکا قول و اقرار کرنے کے بعد اس کو توڑے گا تو توڑنے کا وبال خود اس کی گردن پر ہی پڑے گا اور جو اس عہد کو پورا کرتا رہے گا جو اس نے خدا تعالےٰ کے ساتھ کر لیا ہے تو عنقریب خدا تعالےٰ اس کو بڑا اجر عطا فرمائے گا"۔

(۳) نیز حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

ہر کہ را شد از مربی التفات بی حجاب غرق فی اللہ شد نجات (۴)

گویا مربی یا مرشد کامل کی وساطت سے ہی یہ معرفت کے اور تلاشِ حق کے پنہان راز آشکارا ہوتے ہیں یقیناً لوگ عشق کی راہ سے خائف ہوتے ہیں۔ جان و مال کی دنیوی مصلحت اسی میں دیکھتے ہیں کہ راہِ عشق پر سے بچتے رہنا چاہیئے۔ لیکن حضرت سلطان العارفین جو اپنے مربی و مرشد کامل کی وساطت سے عرفان حاصل کر چکے ہیں فرماتے ہیں کہ ہمیں تو اسی راہِ عشق پر گامزن ہونا ہے جس سے لوگ گھبراتے ہیں۔

راز درون پردہ ز رندان مست پرس کاین حال نیست زاہد عالی مقام را (۵)

---

(۳) ابو الفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ در بیان ضرورت شیخ و بیعت۔ ص ۱۶۲۔

(۴) سلطان باہو۔ محک الفقر کلان۔ ترجمہ اردو۔ لاہور ۱۹۷۴ء۔ ص ۲۹۹۔

(۵) شمس الدین حافظ شیرازی۔ کلیاتِ حافظ۔ مطبوعہ ۱۳۲۷ ش۔ ص

Marfat.com

پ ۴۱

پنجے محل پنجاں وچ چانن ڈیوا کت دل دھریئے ہو (۱)

پنجے مہر پنجے پٹواری حاصلِ کت دل بھریئے ہو (۲)

پنجے امام تے پنجے قبلے سجدہ کت دل کریئے ہو (۳)

باھوجے صاحب سر منگے ھر گز ڈھل نہ کریئے ہو (۴)

لغت : پنجے : پانچوں

چانن : روشنی

ڈیوا : چراغ

ڈھل : تاخیر

ترجمہ : ۱- پانچوں محل ہیں اور ہر پانچ روشن (بھی) ہیں۔ مَیں (اپنی محبت کا) چراغ کس محل میں (روشن کرکے) رکھوں۔

۲- پانچوں ہی مہر (چودھری، نمبردار) ہیں اور پانچوں ہی (سرکار عالیہ کے مقرر کردہ) پٹواری ہیں، مَیں مالیہ کسے ادا کروں۔

۳- پانچوں امام ہیں اور پانچوں قبلے ہیں (مَیں اب) کس کی طرف (اقتدا کرکے) سجدہ کروں۔

۴- اے باہو، اگر وہ صاحب تعالیٰ سر کی (قربانی) چاہے تو ہرگز دیر نہیں کرنی چاہیئے۔

---

(۱) ھ ،

ذ ،

ف ، ع

(۲) ذ ، ف ، ھ ، ع

(۳) ف ، ھ ، ع

(۴) ھ ، ع

ف ،

Marfat.com

تشریح : بیت میں حضرت سلطان العارفین حواس خمسہ کی اہمیت سلوک صوفیہ کے طور پر بیان کرتے ہیں - فرماتے ہیں کہ ان حواس خمسہ میں نور معرفت کا چراغ روشن کرنا ہے اور ان کی خدمات کے بدلہ میں اطاعت و بندگی کا محصول ادا کرنا ہے - نیز یہی حواس خمسہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے قبلہ اور امام کا مقام رکھتے ہیں - کیونکہ انہیں کے تعاون - اطلاع اور مدد سے جسم و روح و قلب انسانی کے لیے علوم ظاہری و باطنی کے حصول میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں -

حواس خمسہ ظاہری اور حواس خمسہ باطنی ہر دو قسم کے حواس کے ربط سے انسانی حواس کامل ہوتے ہیں اور بیت میں ان ہر دو حواس خمسہ ظاہری و حواس خمسہ باطنی کے مربوط کام پر خیال کا اظہار کیا گیا ہے -

حواس خمسہ یہ ہیں -

حواس خمسہ ظاہری = ۱ - شامہ

۲ - باصرہ

۳ - سامعہ

۴ - لامسہ

۵ - ذائقہ

حواس خمسہ باطنی = ۱ - حس مشترک

۲ - خیال

۳ - واہمہ

۴ - حافظہ

۵ - متصرفہ ——— (۱)

فقیر کے پانچوں حواس نور معرفت سے روشن ہوتے ہیں اور ہر حواس ایک روشن محل کی طرح

---

۱ غیاث اللغات - مصنفہ مولانا غیاث الدین ۱۲۴۲ھ - مطبوعہ نولکشور - ص ۱۴۸ تا ص ۱۴۹
ولغات کشوری - مطبوعہ نولکشور ۱۹۲۶ء - ص ۱۶۰

Marfat.com

ہوتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ادراک معرفت تو ہر حواس میں یکساں ہو چکا ہے تو چراغ معرفت کو جلا کہاں رکھا جائے۔ دراصل فقیر کے جسم میں فاینما تولوفثم وجہ اللہ (۲) اور وھو معکم این ما کنتم (۳) کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسے ہر طرف ہر حس میں نور معرفت ملتا ہے۔

پھر ان پانچوں حواس کی خدمات کے صلہ میں جو عطائے الٰہی ہیں، اطاعت وعبودیت کا محصول ادا کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً زبان کو ثنا وحمد کا محصول۔ کانوں کو کلام خدا سننے کا محصول۔ آنکھوں کو حسنات خدا کا مشاہدہ کرنے کا محصول، ہاتھوں کو نیک کام کرنے کا محصول ادا کرنا ہے حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں — اے جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی عبادت وشناخت کے لیے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ سر کو سجدے کے لیے۔ زبان کو اس کی حمد وثنا کے لیے دل کو اللہ کے ذکر کے لیے۔ عقل کو اللہ کی ذات کے متعلق فکر کرنے کے لیے اور علم معرفت حاصل کرنے کے لیے اور کان خدا کا کلام سننے کے لیے اور محبت اللہ کا محرم ہونے کے لیے اور کمر اللہ کی عبادت میں چست وچالاک ہونے کے لیے اور ہاتھ سخاوت اور مسلمانوں سے مصافحہ کرنے کے لیے اور پاؤں بزرگوں کی طرف چلنے کے لیے (۴) یہ پانچوں حواس جسم انسانی میں اتنے اہم ہیں کہ ہر ایک قبلہ اور امام ہونے کا مقام رکھتے ہیں۔ ان تمام انوار معرفت کے محصول چکانے میں سچ تو یہ ہے کہ اصلی ادائیگی تو جان کو مالک حقیقی کے حضور قربان کرنے سے ادا ہو گی۔ اس لیے حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں مالک حقیقی اگر سر طلب کرے تو قربان کرنے میں ذرا بھر دیر نہ کی جائے ایسے ہی عالی جذبات علی ہجویریؒ کی زبان سے سنیئے۔ فرماتے ہیں۔ اے دوست دے مجھے جام شراب کہ میری آنکھ اسے دیکھ لے۔ میرا ہاتھ اسے چھو لے، میری زبان اسے چکھ لے اور میرا ناک اسے سونگھ لے اور پھر میری ایک حس (سمع) بے نصیب رہ جائے تو اسے بھی بے نصیب

---

(۲) پس جدھر کو منہ کرو پس وہیں ہے منہ اللہ کا۔ (پ ۱ ع ۱۴)

(۳) اور وہ ساتھ تمہارے ہے جہاں ہو تم۔ (پ ۲۷ ع ۱۷)

(۴) سلطان باہو۔ محک الفقر خورد۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور ۱۹۶۱ء۔ ص ۶۵

Marfat.com

نہ رہنے دے ۔ پس کہ دے کہ یہ شراب ہے تاکہ کان بھی بے نصیب نہ رہے اور اپنا حصہ پالے اور یوں میرے تمام حواس اسی میں کھو کر رہ جائیں اور سب کے سب اس سے لذت اٹھائیں (۵)

(۵) علی ہجویری ۔ کشف المحجوب ۔ ترجمہ اردو پروفیسر نیے دانی ۔ لاہور ص ۶۵۹

Marfat.com

ت ۴۲ تارک دنیا تد تھیو سے جداں فقر لیو سے خاصا ہو (۱)
راہ فقر دا تد لدھیو سے جداں ہتھ پکڑیو سے کاسا ہو (۲)
دریا وحدت دا نوش کیتو سے اجاں بھی جی پیاسا ہو (۳)
راہ فقر رت ہنجوں روون باھو لوکاں بھانڑے ہاسا ہو (۴)

لغت : کاسا : کاسہ ، پیالہ
ہاسا : ہاسہ ، ہنسی
اجاں : ابھی تک
رَت : خُون
ہنجوں : آنسو
بھانڑے : کے لیے

ترجمہ : (ہم) دنیا (کی محبت سے) تارک تو اس وقت سے ہوئے جب سے ہمیں خالص فقر (محمدی صلے اللہ علیہ وسلم) حاصل ہوگیا۔

۲ - فقر (محمدی صلی اللہ علیہ وسلم) کا راہ تو اُس وقت سے ملا جب سے (شراب محبت) کا پیالہ ہاتھ میں پکڑا ،

۳ - (ہم نے) (انتہائے فقر میں) وحدت کا دریا نوش کر لیا (لیکن) تشنگی (محبت و دیدار) تک فرو نہیں ہوئی۔

۴ - اے باہو۔ فقر (محمدی صلے اللہ علیہ وسلم) کا رستہ (تو) خون کے آنسو رونا ہے (لیکن نامحرم) لوگوں کے لئے ہنسی ہے۔

---

(۱) ا (۲) ا ، اک (۳) ا
(۴) ا ، ب ، ک ، ع

ب د میں (فقر) کی بجائے (فقیری) درج ہے۔

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ دنیا جس میں حرص، ہوس، تکبر، حسد اور ظلم جیسی خرابیاں ہوتی ہیں ان سے مکمل چھٹکارا فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول سے ہوا، فقر اور دنیا ایک دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ جب عرفان حاصل ہوا اور دل نے فقر قبول کیا تو دنیا اور اس کی آلودگیوں کا وہاں نشان ہی نہیں رہ سکتا۔

ابو سعید ابوالخیر نے فرمایا :

دل صافی کن کہ حق بدل می نگرد — دلہائے پراگندہ بیک جو نخرد (۱)
ای ہر کہ کند صاف دل از بہر خدا — گوئی از ہمہ مردم عالم ببرد

پھر فرمایا ؎

ای رہ ز حسد ز پیش بیروں نشود — خود بینان را معرفت افزوں نشود
آں فقر کہ مصطفےٰ بر آں فخر آورد — آنجا نرسی تا جگرت خوں نشود (۲)

اسی طرح جب فقر خاص عطا ہوتا ہے تو ظاہری علوم بھی دنیا کی دیگر آلائشوں کی طرح ہیچ رہ جاتے ہیں اور عالمانہ غرور فرو ہو جاتا ہے ؎

تا دولۂ عشق تو در گوشم شد — عقل و خرد و ہوش فراموشم شد
تا یک ورقِ عشق تو از بر کردم — سی صد ورق از علم فراموشم شد (۳)

اور راہِ فقر اس وقت حاصل ہوا جب ہاتھ میں جام معرفت سنبھالا ؎

بیا ساقی آں جامِ صافی صفت — کہ بر دل کشاید درِ معرفت
بدہ تا صفائی درون آورم — دمی از کدورت بروں آورم (۴)

قصیدہ غوثیہ میں جامِ عشق کی بات ہوتی ہے عشق و محبت نے مجھے وصل کے پیالے پلائے

---

(۱) ابو سعید ابوالخیر، رباعیات، مولوی غلام محمد ابوہری، لاہور، ۱۹۳۴ء، رباعی ۱۵۱، ص ۲۷
(۲) ایضاً " " " " " " " "
(۳) ایضاً " " " " " " " "
(۴) حافظ شمس الدین شیرازی، دیوان حافظ (مجتبیٰ) مرتبہ صاحبزادہ فیروز الدین ۱۳۳۵ھ لاہور، ص ۶۸۸

Marfat.com

پس مَیں نے اپنی شراب کو کہا کہ میری طرف لَوٹ (۵) خواجہ حافظ نے اَور فرمایا :

مادرِ پیالہ عکسِ رخِ یار دیدہ ایم ای بیخبر زلذتِ شربِ مدام ما (۶)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ہم نے دریائے معرفت سے جام بھر کر پیئے مگر تشنگی باقی ہے اسی مفہوم میں خواجہ حافظؒ سے سنیئے ؎

درکعبۂ کوئی تو ہر آنکس کہ درآمد از قبلۂ ابروئی تو درعین نماز است

ای مجلسیاں سوزِ دلِ حافظِ مسکیں از شمع بپرسید کہ درسوز و گداز است (۷)

یہی بات ناشادؔ سے سنیئے ؎

ان کی نظرِ کرم فراواں تھی آتشِ دل مگر بجھا نہ سکا (۸)

اور حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ راہِ عشق میں تو خون کے آنسو بہانے پڑتے ہیں اور لوگ اسے نہیں سمجھتے بلکہ وہ تو عشاق کا مضحکہ اڑاتے ہیں، دراصل عاشق تو وصال محبوب حقیقی کے لئے بیتاب ہو کر نت نئی منزل کے لئے بے قرار و مشتاق ہوتا ہے ؎

تا شدم حلقہ بگوشِ درِ میخانۂ عشق ہر دم آید از غمی نو مبارک بادم (۹)

عشاق ذات اور کامل ایمان رکھنے والوں پر دنیا پرست ہنستے چلے آئے ہیں، قرآن حکیم میں آتا ہے تحقیق وہ لوگ جو گنہگار ہیں تھے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہنستے (۱۰) اور راہ فقر میں دل کا حال ابوسعید ابوالخیر سے سنیئے ؎

با دل گفتم کہ اے دل احوال تو چیست دل دیدۂ پر آب کرد و بسیار گریست

گفتا کہ چگونہ باشد احوال کسے کورا ببرادِ دیگری باید زیست (۱۱)

---

(۵) سفینۃ المحبۃ والوصال نفحات الانس من حضرات القدس (سید عبدالقادر جیلانیؒ، قصیدہ)

(۶) شمس الدین شیرازی، دیوان حافظ (محشی) مرتبہ صاحبزادہ فیروزالدین ۱۳۳۵ھ لاہور، ص ۱۱

(۷) ایضاً " " " " " " "

(۸) سلطان غلام دستگیر القادری ناشاد، کلام غیر مطبوعہ

(۹) حافظ شیرازی، دیوان حافظ (محشی)، مرتبہ صاحبزادہ فیروزالدین ۱۳۳۵ھ لاہور ص ۴۸۵

(۱۰) ان الذین اجرموا کانوا من الذین یضحکون (المطففین ۲۹)

(۱۱) ابوسعید ابوالخیر، رباعیات، مرتبہ مولوی غلام محمد ابوہری۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۳۴ء رباعی ۴۶ ص ۱۰

Marfat.com

لیکن خواجہ حافظ نے کیا خوب فرمایا ؎

ترسم آں قوم کہ بر دردکشاں میخندند　　در سرِ کار خرابات کنند ایماں را　(۱۲)

یاد رہے یہ بیت توحید حقیقت کے مرتبہ شیونا تی کی خبر دیتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ عارف پر بہ تجلی افعال متجلی ظاہر ہوتا ہے اور افعالِ موجودات عین افعالِ حق نظر آتے ہیں ، یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید ، اس مقام میں دہندہ کشندہ دونوں برابر ہیں۔ لیکن ادراک رنج وراحت باقی رہتا ہے۔　(۱۳)

---

(۱۲) حافظ شیرازی، کلیات حافظ، تہران ۱۳۲۸، ص ۹

(۱۳) بشکریہ سید گل حسن قادری، تذکرہ غوثیہ، ۱۸۸۴ ، ص ۱۳۷

Marfat.com

ت تُلہ بنھ توکل والا ہو مَردانہ تریئے ہو ، (۱)
۴۳ جیں دکھ تھیں سکھ حاصل ہوے اس دکھ تھیں نہ ڈریئے ہو (۲)
اِن مَعَ العُسرِ یسرًا آیا چِت اے دل دھریئے ہو (۳)
اوہ بے پرواہ درگاہ ہے باھُو اوتھے رُدرو حاصل بھریئے ہو (۴)

لغت : تلہ : تیرنے کا آسرا لینے کے لیے معمولی گھاس پھوس کا بندھا ہوا گٹھا۔

مردانا : مردانہ ، مردانہ وار ، مردوں کی طرح — تریئے : تیرنا چاہیئے

چت : لگن ، دھیان — دَل : طرف

حاصل : سرکاری محصول یا مالیہ — بھریئے : ادا کریں۔

ترجمہ : ۱۔ (اے سالک!) (دریائے معرفت میں شناوری کے لیے) محض توکل کا تلہ باندھ کر مردانہ وار تیرنا چاہیئے۔

۲۔ جس (تکلیف اور) دکھ (برداشت کرنے کے انجام سے) راحت حاصل ہو اس تکلیف سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔

۳۔ (اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں وارد فرمایا ہے کہ) فانّ مع العسر یسرا (یعنی تکلیف کے ساتھ آسانی اور آرام شامل ہے) اس حکم کی طرف دھیان لگانا چاہیئے۔

۴۔ اے باہو، وہ درگاہ (باری تعالیٰ) تو بے نیاز اور بے پرواہ ہے اس عالی جناب میں (محصول جسم وجان جو کہ عبادت الٰہی ہے) رو رو کر ادا کرنا چاہیئے۔

---

(۱) ۵ ، ۷

ب ل میں (تلہ) کی بجائے (تلہا) ہے

(۲) ۵

(۳) ۵ ، ذ ، ف ، ب

(۴) ۵ ، ء ، ف ، ش ، ذ

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین تلقین فرماتے ہیں کہ بحرِ معرفت میں قدم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ پر توکل کی ضرورت ہے اس سمندر کو عبور کرنے کے لئے توکل کا سہارا چاہیئے، جو لوگ توکل علے اللہ کی کُنہ کو سمجھ گئے وہ دریائے معرفت کے نازک سے نازک مراحل سے تیر کر نکل جاتے ہیں۔

قولَ عزّ وجل، ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ (۱) ترجمہ، اور جو کوئی توکل کرے اوپر اللہ کے پس وہ کفایت ہے اس کو۔ پھر فرمان باری تعالیٰ ہوتا ہے وتوکل علی اللہ ط وکفیٰ باللہ وکیلا، ترجمہ: اور توکل کر اوپر اللہ کے اور کفایت ہے اللہ کارساز (۲)

اس راہِ عشق و معرفت میں گو تکالیف کا سامنا تو ضرور ہوتا ہے لیکن نفس کو فنا کیے بغیر مقصود بھی تو حاصل نہیں ہوتا اس لئے اس راہ کی تکالیف اور دکھ برداشت کر ہی لینا چاہیئے کیونکہ اس کا ثمرہ تب حاصل ہوتا ہے جب سختی اور دکھ اٹھاتے جائیں۔

قولہٗ تعالیٰ: فان مع العسر یُسرا (۳) ترجمہ: پس تحقیق ساتھ سختی کے آسانی ہے۔ اس توکل اور کوشش کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حضرت سلطان العارفین متنبہ فرماتے ہیں کہ سالک کو چاہیئے کہ پھر بھی نیازمندی کے طریق کو ہاتھ سے نہ جانے دے ایسا نہ ہو کہ وہ بے نیاز تمام اعمال کو دردِ دل نہ ہونے کی وجہ سے قبول نہ کرے اس بے پرواہ درگاہ کے حضور میں توکل، کوشش و سعی کے ساتھ ساتھ پر دردِ دل بھی چاہیئے جو اس کے حضور میں رو رو کر آگے بڑھے۔

قرآن حکیم میں فرمان ہوتا ہے، ادعو ربکم تضرعا وّخفیہ: ترجمہ، پکارو پروردگار اپنے کو عاجزی سے (گڑگڑا کر) اور چھپا کر (۴)

توکل حول و قوت سے بری ہوتا ہے۔ ذوالنون (۵) نے توکل کی تعریف اس طرح کی ہے

---

(۱) پ ۲۸، س ۶۵ (۲) الاحزاب، ۳

(۳) انشراح، ۵ (۴) پ ۸، س ۷

(۵) حضرت ذوالنون مصری، مصر، وفات ۲۴۵ھ (سن مطابق تذکرہ اقدام مولفہ سید شاہ محمد کبیر داناپوری)

Marfat.com

التوکل تدبیر النفس والانخلاع من الحول والقوۃ ۔ یعنی توکل نفس کی تدبیر کو چھوڑنا اور اپنی حول وقوت سے نکل آنا ہے۔ اس کا ماخذ قول عزوجل لاقوۃ الا باللہ ہے توکل قلبی عمل ہے حضرت سلطان العارفین نے ہو مردانہ تریئے فرماکر قرآنی توکل کی مزید وضاحت فرمادی ہے کہ یہ توکل ترک عمل وتعطل کا نام نہیں بقول ڈاکٹر میر ولی الدین (۶) توکل علم وحالت کا نام ہے۔ قلبی کیفیت کا نام ہے اس یقین کا نام ہے کہ ہاتھ میں قدرت، حرکت، فعل سب حق تعالیٰ ہی کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں۔ توکل ترک اسباب نہیں، ترکِ رویت اسباب ہے۔ (۷)

اب اس راہِ توکل میں استقامت کی تکلیف اٹھانے سے ہی مقصود حاصل ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ اس راہ میں جب توکل کرلیا ہے تو بیخوف ہوجاؤ اور مردانہ وار چلو آخر اس کے بدلے آرام یعنی مقصود حاصل ہوگا۔ حضرت سلطان العارفین نے اس حقیقت کو ہی بیان فرمایا ہے کہ ہر دکھ کے بعد سکھ حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ توکل کے ساتھ ثابت قدمی رہے اور درگاہ ایزدی میں نہایت صبر سے اور خشوع خضوع کے ساتھ مقصد براری کی جائے۔

آیۃ کریمہ ہے یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (۸) یعنی ایمان والو موجودہ مصائب پر صبر کرو، دوسروں کے ساتھ صبر واستقلال سے کام لو، اور ایسے کاموں میں ثابت قدم رہو جس کا وقت ابھی نہیں آیا۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

کارہا ایں مشکل است ایں کارہا　　زارہا باید دلِ خود زارہا　　(۹)

یعنی یہ کام مشکل آن پڑے ہیں، اپنے دل کو پر درد رکھ کر زاری کرنی چاہیئے۔

---

(۶) ڈاکٹر میر ولی الدین، حیدرآباد دکن، صاحب کتاب قرآن وتصوف۔
(۷) ڈاکٹر میر ولی الدین، قرآن وتصوف، بیان توکل
(۸) اے لوگو، جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور تھام رکھو ایک دوسرے کو اور لگے رہو (بیچ لڑائی کے) اور ڈرو اللہ سے تو کہ تم چھٹکارا پاؤ (آل عمران ۲۰۰)
(۹) سلطان باہو دیوان باہو فارسی، ناشران چنن الدین مطبوعہ ۱۹۵۵ء غزل ۲۱ ص ۱۰

Marfat.com

ت تن من یار میں شہر بنایا دل وچ خاص محلّہ ہو (۱)
۴۴ آن الف دل وسوں کیتی میری ہوئی خوب تسلّہ ہو (۲)
سب کچھ مینوں پیا سنیوے جو بولے ماسوا اللہ ہو (۳)
دردمنداں ایہہ رمز پچھاتی باھو بے دردا سر کھلّہ ہو (۴)

لغت : وسوں : آبادی الف : بمراد اللہ
کھلہ : جوتا ،

ترجمہ : ۱- مَیں نے جسم وجان کو اپنے محبوب کا (تماشاگاہ) شہر بنا لیا ہے اور میرے دل میں خاص محلہ (قائم ہو چکا ہے)

۲ - (جب) اللہ ذات نے میرے (خانہ) دل کو آکر آباد کیا (جس سے) مجھے خوب تسکین حاصل ہو گئی ہے -

۳ - (چونکہ انوارِ ذات میرے دل میں وارد ہے اور تمام کائنات کا تعلق ذات تعالیٰ سے ہے اس لیے) مَیں تمام کائنات کی گفتار سن رہا ہوں اور کائنات کے کردار کا عکس اپنے دل میں معائنہ کر رہا ہوں -

۴ - اے باہو! جنہیں معرفت الٰہی کا درد (وداغ) حاصل ہے ، انہوں نے تو راز (معرفت) پہچان لیا - اور (جنہیں دردِ عشق) حاصل نہیں ان بے دردوں کے سر پہ (غم زمانہ) کا جوتا کافی ہے -

---

(۱) ھ ، ء ، ذ ، ش ، ف

ب ج میں مصرعہ یوں ہے ع تن من میرا میں شہر بنایا دل وچ خاص محلا

(۲) ب ، ھ ، ء ، ف (۳) ء ، ذ ، ش ، ف (۴) ب ، ھ ، ء ، ف ، ذ ، ش ،

ب ج میں مصرعہ یوں ہے ع دردمنداں ایہ رمز پہچانی باہو بیدرداں نایں بھلا

Marfat.com

تشریح : بیت میں تصور اسم اللہ ذات کے فیوضات کا اظہار ہے تصور اسم اللہ کے نقوش سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے لیے حضرت سلطان العارفین کی نثری کتب کا مطالعہ ضروری ہے (۱) حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "جو انسان ہے اس کی ایک ہی بات کی قیمت سونے چاندی سے بہتر ہے آدمی میں جو قدرت ہے تو اس واسطے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے جیسا کہ اس حدیث قدسی میں ظاہر ہوتا ہے کہ انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں (۲) قولہٗ تعالےٰ، انسان کو وہ کچھ سکھا دیا جو اسے معلوم نہ تھا (۳) اس قول اور نیز رحمان نے سکھایا قرآن (۴) سے ظاہر ہے کہ انسان عالم ہے، نیز ہم شہ رگ سے بھی بڑھ کر اس کے نزدیک ہیں (۵) سے بھی یہی بات ثابت ہے اور جیسے کہ تمہارے نفسوں میں ہے کیا تم اسے نہیں دیکھتے (۶) سے ظاہر ہے (۷)

درج بالا بیان کے مکمل طور پر احساس کر لینے اور اس کی کنہ کو پا لینے کے بعد گویا فقیر اپنے تن و من میں محبوبِ حقیقی کے مظاہر کو ہی بسا لیتا ہے جس کا مقام خاص انسان کے دل میں ہے۔ قلب مومن میں مقام رب ہونے کے بارے میں ایک حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے : اللہ تعالیٰ نے فرمایا : میری سمائی کے لیے میرے زمین اور میرے آسمان کی وسعت کافی نہیں، البتہ میرے مومن بندے کا دل میرے سمانے کے لئے کافی ہے (۸) ؎

ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پا سکے　　میرا ہی دل تھا وہ کہ جہاں تو سما سکے (۹)

---

(۱) بالخصوص کتب کلید جنت، گنج الاسرار، شمس العارفین، نور الہدیٰ، عین الفقر، کلید التوحید، نقش صورت وجودیہ ملاحظہ ہو کتاب توفیق الہدایت مصنفہ سلطان باہو ترجمہ اردو چنیوٹ الدین لاہور ۱۹۶۸ء ص ۸۴

(۲) الانسان سری وانا سرہ (حدیث قدسی بشکریہ سلطان باہو، عقل بیدار لاہور ۱۹۷۰ء ص ۶۸)

(۳) علم الانسان ما لم یعلم (العلق ۵)

(۴) الرحمن علم القرآن (الرحمن - ۱، ۲)

(۵) نحن اقرب الیہ من حبل الورید (۲۶ ع ۱۶)

(۶) وفی انفسکم افلا تبصرون (الذریٰت ۲۱)

(۷) سلطان باہو، عقل بیدار، ترجمہ اردو لاہور (۱۹۷۰ء) ص ۶۸، ۶۹

(۸) لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبد المومن (بشکریہ ارحیم حیدر آباد، جولائی اگست، فرید الدین مسعود، رسالہ گنج الاسرار)　　(۹) اقبالؒ

Marfat.com

دل میں اس ذاتِ باری کو پا لینے کے ساتھ اسی میں محویت اور اسی کے ذکر سے حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ اس نے کامل تسکین حاصل کر لی، جس طرح کہ فرمان باریتعالےٰ ہے۔ خبردار ہو ساتھ یاد اللہ کے آرام پکڑتے ہیں دل (۱۰)

جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جانے کا سکون حاصل ہو گیا تو حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ اپنا پھر یہ عالم ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے میں اسے دیکھ رہا ہوں اور سن رہا ہوں، قصیدہ غوثیہ میں آتا ہے۔ میں نے خدا تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر تھے، (۱۱)

بیت کے آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ان جملہ اسرار نفسِ انسانی و نفسِ کائنات کو عشاقِ ذات نے ہی پہچان لیا اور جان لیا، باقی دنیا کے چاہنے والے بیدردوں کو حقیقت سے کیا خاک حاصل ہو سکتی ہے ؎

با مدعی مگوئید اسرارِ عشق و مستی
تا بیخبر بمیرد در دردِ خود پرستی (۱۲)

---

(۱۰) الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (الرعد ۲۸)

(۱۱) نظرت الیٰ بلاد اللہ جمعًا ، کخردلۃ علیٰ حکم اتصالٖ (سید عبدالقادر جیلانی قصیدۂ غوثیہ، لاہور آرمی پریس۔

(۱۲) حافظ شیرازی، کلیات شمس الدین محمد حافظ شیرازی مطبوعہ ۱۳۲۲ش

Marfat.com

ت تورے تنگ پرانے ہودن گجھے نہ رہندے تازی ہو (۱)

۴۵ مار نقارہ دَل وِچ وڑیا کھیڈ گیا اک بازی ہو (۲)

ماردلاں نوں جول دتونیں جدوں تکے نین نیازی ہو (۳)

انہاں نال کیہ ہویا باھو جنہاں یار نہ رکھیا راضی ہو (۴)

لغت : تنگ : گھوڑے کی زین باندھنے والا تنگ

گجھے : پوشیدہ

تازی : اصل (عربی) نسل کے گھوڑے

دَل : میدان

جول دتونے : ہلا دیا

تکے : دیکھے نین : آنکھیں

ترجمہ : ۱- خواہ (اسباب ظاہری) زین و تنگ پرانے ہی کیوں نہ ہوں (راہِ عشق پر گامزن) اصل نسل کے گھوڑوں (کے شاہسوار) پوشیدہ نہیں رہتے۔

۲- (حضرت عشق) بیانگ دہل میدان دل میں آداخل ہوا اور ایک بازی کھیل گیا۔

۳- جب محبوب کی پیاری آنکھیں دیکھیں تو (اس نگاہ محبت) نے ضرب (محبت) سے دلوں کو ہلا دیا۔

۴- اے باہو، ان بدنصیبوں کو کیا ہو گیا جو کہ اپنے محبوب (حقیقی) کو راضی نہ رکھ سکے؛

---

(۱) ع، ہ، ذ، ش، ف

(۲) ن، و

(۳) ب، ہ، ع، ف

ب ل میں (جوں) کی بجائے (جھول) ہے

(۴) ہ،

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ فقر میں یتیمی و غریبی ہوتی ہے۔ فقرا اپنے مال و دولت کو چھوڑ کر منزلِ فقر میں قدم رکھتے ہیں، اپنے نفس کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدانِ توحید میں اسے خوب دوڑاتے ہیں، اپنی جان آتشِ عشق میں خوب جلاتے ہیں اور ہرگز نہیں تھکتے اور اور آخر کار میدان (عشق) سے گیند لے جاتے ہیں (بازی جیت لیتے ہیں) (۱)

یا برو ہم چوں زناں نیز نگ بازی پیشہ کن　　یا بیا ہمچوں سنائی گوئی در میدان بزن (۲)

حضرت سلطان العارفین بیت میں اس حقیقت کا انکشاف فرماتے ہیں کہ عشاق ذات دنیا کے تکلفات اور ظاہری رکھ رکھاؤ کی نمائش سے پاک اور بے نیاز ہوتے ہیں۔ وہ دنیا میں نہایت خاکساری کے انداز میں سادگی اور کہنہ جامی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی مردم شناس کی نگاہ سے وہ پوشیدہ نہیں رہتے۔ عقل و دانش رکھنے والے ان کی عظمت اور بلند مراتب کو بھانپ لیتے ہیں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش　　من اندازِ قدت را می شناسم (۳)

اور　خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر　　تو چہ دانی کہ دریں گرد سواری باشد (۴)

نیز حضرت سلطان العارفین نے فرمایا ؎

حمایت را کہن دامن ز درویش　　بہ از سدِ سکندر در مددِ پیش (۵)

کیونکہ یہ بلند مرتبہ عشاق بے باکانہ منزل عشق میں کود جانے والے جانباز ہوتے ہیں۔ یہی وہ رفیق ہیں جن کے ہاں سچائی اور محبت ملتی ہے، یہ دنیا کی منافقت ظلم و حسد و لہو و لعب و ہوس کاری

---

(۱) در فقر غریبی و یتیمی ..... تا ..... عاقبت گوئے بردہ اند خود را (سلطان باہو عین الفقر، حصہ دوم، شرح نظام الدین، ص ۲۲)

(۲) حکیم سنائی غزنوی (بشکریہ سید گل حسن، تذکرہ غوثیہ ۱۸۸۴ء)

(۳) امیر خسروؒ　(۴) بقول کسے

(۵) بوسیدہ و پرانے دامن والے درویش (کامل) کی حمایت، سدِ سکندری سے بھی بڑھ کر مددگار اور حفاظت کرنے والی ثابت ہوتی ہے (سلطان باہو، فضل اللقاء، ترجمہ اردو چنن الدین ۱۹۶۴ء، ص ۳۷)

Marfat.com

کے جملہ عیوب سے پاک ہوتے ہیں ؎

بمیداں اسپ می تازم توئی داقف نہ از رازم　　چنیں نازیست می نازم سر بازار سربازم (۶)

یہ میدانِ عشق کے بیباک سوار محبوب کی پیاری آنکھوں کو اپنے دلوں میں سمائے ہوئے ہوتے ہیں ؎

بر رخش زیبا چو دیدم نقش و خال　　باز ماندم ماورائش قیل و قال (۷)

چشم محبوب کے بارے میں مزید سُنیے ؎

ان میں ساغر بھی ہے صراحی بھی　　اور لبریز مے سے پیمانہ

ساقیا تیری چشمِ میگوں میں　　کتنا دلکش حسیں ہے میخانہ (۸)

آخر میں حضرت سلطان العارفین ان لوگوں پر سخت حیرت کا اظہار کرتے ہیں جو دنیاوی آلائشوں میں پھنس کر دغابازی فریب منافقت ظلم و ہوس اختیار کر لیتے ہیں اور اپنے محبوب حقیقی کی رضا اور خوشنودی کا خیال نہیں کرتے ۔

فرمان الٰہی ہے ۔ اے آدمی کس چیز نے فریب دیا تجھ کو ساتھ پروردگار تیرے کرم کرنے والے کے (۹) اصل مقصود رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے ۔ ورنہ ہمارے جملہ عبادات و اطاعت بے سود ہیں عبداللہ انصاری (۱۰) کیا خوب فرماتے ہیں کہ الٰہی میں ایسی اطاعت سے بیزار ہوں جو مجھ میں تکبر پیدا کرے و میں اپنے اس گناہ کا خواہاں ہوں جو مجھ میں عجز و معذرت پیدا کرے (۱۱)

فریبِ حسنِ جاناں پیشوا کن　　برو در دِ دل خود را دوا کن

ثباتِ رشتۂ الفت نگہ دار　　ثوابی گر نمی ارزد رخا کن (۱۲)

---

(۶) سلطان باہو ۔ دیوان فارسی مکتوبہ از کتابخانہ حکیم محمد رمضان پہاڑپوری

(۷) 〃 〃 〃 〃 〃

(۸) سلطان غلام دستگیر القادری ناشاد ، کلام غیر مطبوعہ

(۹) یا یھا الانسان ما غرک بربک الکریم (الانفطار ۶) ، قرآن مجید عکسی ترجمہ شاہ رفیع الدین تاج کمپنی ص ۷۱۲

(۱۰) حضرت شیخ ابو اسمٰعیل خواجہ عبداللہ انصاری ہرات ، وفات ۴۸۴ ھ (بشکریہ تذکرۃ الکرام مولفہ سید شاہ محمد کبیر دانا پوری)

(۱۱) الٰہی بیزارم ازاں طاعتی کہ مرا بعجب آورد و بندہ آں معصیتم کہ مرا بعذر آورد

(پیر انصار ہراتی عبداللہ ، اندرز و مناجات)

(۱۲) سلطان غلام دستگیر القادری ناشاد ، کلام غیر مطبوعہ

Marfat.com

ت تسبیح داتوں کسبی ہویوں ماریں دم ولیہاں ہو (۱)

۴۶ من دا منکا اک نہ پھیریں گل پائیں پنج ویہاں ہو (۲)

دین لگیاں گل گھوٹو آوے لین لگیاں جھٹ شیہاں ہو (۳)

پتھر چت جنہاں دے باہو اوتھے زایا وسناں منہاں ہو (۴)

لغت : ولیہاں : ولیوں کا

کسبی : ماہر

پنج ویہاں : ایک سو

چت : دل ، دھیان

گل گھوٹو آوے : گلا گھٹ جائے

زایا : ضائع

ترجمہ ۱- (اے طالب) تو تسبیح (اور ورد اوراد) کا تو ماہر ہو گیا ہے اور (اب) تو اپنے آپ کو ولی اللہ بھی سمجھنے لگ گیا ہے۔

۲- تو نے اپنے گلے میں (تو) ایک سو دانوں کی تسبیح ڈالی ہوئی ہے لیکن تو دل کی تسبیح کا ایک دانہ بھی نہیں پھیرتا۔

۳- (خدا کی راہ میں) دینے کے لئے تو تیرا گلا گھٹ جاتا ہے (یعنی تجھے جینا محال ہو جاتا ہے) اور لینے کے لیے تو تو شیر جیسی جست (اور جرأت) پا لیتا ہے۔

۴- اے باہو، جن (بدنصیبوں) کے دل (بمصداق) سنگ خارا ہوں تو ان پر باران (رحمتِ الٰہی) کا نزول رائیگاں ہے (کیونکہ چٹیل پتھر باران وبہار سے سرسبز وشاداب ہونے کی فطرت ودیعت ہی نہیں رکھتا)

---

(۱) ہ ، ء ، ذ ، ش ، ف

(۲) ہ

(۳) ہ

(۴) ہ ، ء ، ذ

Marfat.com

تشریح : دیوان باہو علیہ الرحمۃ میں ارشاد ہوتا ہے ؎

لباسِ فقر می پوشی شرابِ ہُو نمی نوشی چرا در مکر می کوشی کنی چُوں قصہ افسانہ (۱)

یعنی تو لباس فقر تو پہنتا ہے اور معرفت کی شراب نوش نہیں کرتا تو مکر و فریب میں کوشاں ہو کر زندگی کو محض قصہ کہانی اور افسانہ کیوں بنا رہا ہے۔

حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ تم نفسِ امارہ کی خواہش اور وسوسہ ہائے شیطانی میں گھرے ہوئے ہو اور شیطان تم پر روغن تارمل رہا ہے تم اپنی عبادت ظاہری اور روزہ و نماز اور زکوٰۃ و حج اور ظاہری گناہ سے باز رہنے پر غرور کرتے ہو اور باطن آپ کا تو عبادت ہائے باطنی سے بالکل خالی ہے گھر میں تو اندھیرا ہے باہر روشنی ہوئی تو کیا"۔ (۲)

ایسے ہی ناعاقبت اندیش سنگ دلوں کے بارے میں پھر فرمایا، "اور بیم و ترس کو اپنے دل سے خارج کرتے ہیں اور جن دلوں میں ترس و بیم نہیں ان کی خرابی ہے اور جن دلوں سے ترس و بیم دور ہیں ان میں نورِ حکمت الٰہی خاموش ہو جاتا ہے (۳)

دراصل ایسا زہد و ایسی فکر محض ریاکاری اور منافقت ہے جس کا اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ ایسی زبانی پاکبازی دونوں جہان میں رسوائی کا باعث ہے اور معاشرہ بھی ہمیشہ ایسے افراد سے نقصان اٹھاتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوتا ہے کہ کلمہ طیب زبانی کہنے والے تو بہت ہیں لیکن صاحبِ اخلاص کم ہیں (۴)

قرآن حکیم میں بھی ارشاد ربانی ہوتا ہے۔ کہتے ہیں گاؤں کے رہنے والے کہ ہم ایمان لائے ہیں، کہہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان کو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ کہو تم کہ تابعداری کی ہے اور حکم بجا لائے جو زبان سے کلمہ شہادت پڑھا اور نہیں آیا ایمان تمہارے دلوں میں، دل تمہارا موافق

---

(۱) سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی، غزل ۲۳، ناشران چنن الدین مطبوعہ ۱۹۵۵ء

(۲) سید عبدالقادر جیلانی، غنیۃ الطالبین۔ ص ۳۵۲

(۳) " " " ص ۳۵۵

(۴) "قائلون لا الٰہ الا اللہ کثیراً و مخلصون قلیلاً (بشکریہ سلطان باہو، تیغ برہنہ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

Marfat.com

زبانوں کے نہیں ہے (۵)

حضرت سلطان العارفین بیت میں ایسے زاہدوں پر تنقید کرتے ہوئے ان کی مزید مذمت فرماتے ہیں کہ یہ لوگ دنیا کی ہوس میں گرفتار ہیں جہاں انہیں زر و مالِ دنیا میسر آتا نظر آئے وہاں نہایت پھرتی کے ساتھ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر راہِ خدا میں جہاں دینے کا موقعہ آئے تو یوں لگتا ہے جیسے ان کے لئے موت کا وقت قریب ہو گیا ہو۔

بیت کے آخر میں سلطان العارفین فرماتے ہیں، جن لوگوں کے دل ایسی ریاکاریوں، منافقتوں اور ہوسِ دنیا سے سنگِ خارا ہو چکے ہیں وہاں رحمتِ الٰہی کا نزول کیسے اثر کرے۔

در بہاراں کی شود سرسبز سنگ — خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
سالہا تو سنگ بودی دلخراش — آزموں را یک زمانی خاک باش (۶)

---

(۵) قالت الاعراب اٰمنا ط قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم ط (۲۶ ع ۱۴)

(۶) جلال الدین رومی۔ مثنوی (مفتاح العلوم جلد دوم دفتر اول عرشی مطبوعہ لاہور ۱۹۵۹ء ص ۳۳۹)

Marfat.com

ت ۴۷ تدوں فقیر شتابی بنڈا جدجان عشق وچ ہارے ہو (۱)
عاشق شیشا تے نفس مربی جان جاناں توں وارے ہو (۲)
خودنفسی چھڈ ہستی جھیڑے لاہ سروں سب بھارے ہو (۳)
باھو باہجھ مویاں نہیں حاصل تھیندا تورے سے سانگ اتارے ہو (۴)

لغت : وارے : قربان کرے

لاہ : اتار دے

بھارے : ذمہ داریاں

سانگ اتارے : رنگ بدلے ۔

ترجمہ : ۱۔ (سالک) تب ہی جلدی فقیر (کامل) بنتا ہے جب (بازی) عشق (الٰہی) میں اپنی جان (تک) ہار دے ۔

۲۔ عاشق (اپنا شیشہ (دل) اور نفس مطمئنہ (اور) جان (سب کچھ) محبوبِ حقیقی پر قربان کر دے

۳۔ (اے درویش) خودنفسی اور ہستی (موہومہ) کے جھگڑے چھوڑ دے اور (دنیا اور حیاتِ دنیا کی کمی بیشی) کی ذمہ داریاں (اپنے) سر سے اتار دے ۔

۴۔ اے باہو، (ترکِ خواہشات اور) مرگ (نفس) کے بغیر اگر (انسان) کتنے ہی رنگ بدل لے اسے (وصالِ حق) نہیں حاصل ہوتا ۔

---

(۱) ھ ، ء ، ش ، ف ، ذ

(۲) ھ ، ء ، ذ ، ف ، ش

(۳) ھ ، ف ، ش ،

ء ،

(۴) ھ ،

Marfat.com

تشریح :- یہ بیت توحید معرفت سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصہ ۱ کے بیت ۸ میں دیکھئے ۔
حضرت سلطان العارفین نے نہایت مختصر الفاظ میں حصول فقر کے طریقہ کا انکشاف فرما دیا ہے سالک کو چاہیئے کہ اس راہ میں آتے ہی اپنی جان بازی عشق میں ہار دے

بیت کے اسی مقصد کے لیے پہلے اقتباسات ملاحظہ ہوں ۔

حدیث قدسی میں ہے کہ اپنے نفس کو چھوڑ دے اور تو اوپر آجا ۔ اور وہ صاحب ہدایت و ربوبیت جو کہ سلطان العارفین ہو "۔ (۱) گویا ہر کہ ومہ کیونکر یہ سلوک اختیار کرے ۔
پھر فرمایا "، ذکر با مخلوق چھوڑ ۔ چنانچہ زبان کو چھوڑ دے ۔ دل کو چھوڑ دے اور روح کو چھوڑ دے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ہے ۔ غیر مخلوق کو غیر مخلوق ہی کے ذکر سے یاد کرنا چاہیئے ۔ اسی طرح پر کہ اللہ تعالیٰ ذکر کرے تو بندے کو سنائی دے اور بندہ ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ کو سنائی دے ۔ قرآن شریف میں وارد ہوتا ہے فاذکرونی اذکرکم (۲) یعنی تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں گا ۔ حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے ' اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو ۔ جو شخص نفس سے جدا ہو کر اس کی طرف آتا ہے وہ اسے قبول کر لیتا ہے ' پھر فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ) ' اپنے دل اور روح کو بھی چھوڑ دے ' ۔ پھر فرماتا ہے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ کہ اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دے ' پھر فرماتا ہے ' سبحان اللہ اس کی روح اڑ گئی "۔ (۳) حافظ شیرازی (۴) کیا خوب کہتے ہیں ؎

گفتم کہ کے بہ بخشی بر جان ناتوانم گفت آں زمان کہ نبود جان درمیانہ حائل (۵)

یعنی میں نے عرض کیا اس جان ناتواں کو تو کب (وصال) بخشے گا تو فرمان ہوا جب جان درمیان میں حائل نہ ہو گی ۔

---

(۱) دَع نفسکَ وتعال ۔ صاحب ہدایت و ربوبیت کہ سلطان العارفین (سلطان باہو ۔ محبت الاسرار ۔ صـ۲ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)
(۲) پ ۲ ۔ البقرہ) پس یاد کرو تم مجھ کو یاد کروں گا میں تم کو ،
(۳) حدیث قدسی ۔ ففروا الی اللہ یقبل اللہ فارق النفس ثم قل اللہ دع قلبک ودع روحک ثم قل اللہ کما قال الحبیب قل اللہ ثم ذرھم ثم قال سبحان اللہ طار روحہ (بشکریہ سلطان باہو ۔ محبت الاسرار ۔ صـ۲ ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)
(۴) خواجہ شمس الدین محمد حافظ ۔ شیراز ۷۲۲ھ ۔ ۷۹۱ھ) من مطابق کلیات خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی مرتبہ ایران ۱۳۲۸ شمسی ،
(۵) کلیات خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی مرتبہ ایران ۱۳۲۸ شمسی صـ ۱۷۴ ۔

Marfat.com

اسی طرح رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

گفتم آخر غرق تست ، عقل وجاں — گفت رو رو بر من ایں افسوں مخواں

من ندانم آنچہ اندیشیدۂ — ای دو دیدہ دوست راچوں دیدۂ (۶)

یعنی میں نے عرض کیا یہ عقل وجان تیری معرفت میں غرق ہو چکے ہیں۔ تو فرمان ہوا جاؤ جاؤ ہم پر یہ افسوں مت چلاؤ۔ میں نہیں جانتا تو نے کیا فکر کیا ہے ان دو آنکھوں سے (بھلا) کس طرح اس محبوب کو دیکھا جا سکتا ہے"۔ گویا راہ عشق میں تب فقر حاصل ہوتا ہے جب اس جسم وجان کے تمام لوازمات سے آزاد ہو جائے۔ یہ آنکھ اور کان۔ دل اور حتیٰ کہ نفس مطمئنہ سب کچھ فنا کر دینا ہوگا۔ اسی طور پر حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا "مخلوق تمہارے نفس کے لیے حجاب ہے اور نفس خالق کے واسطے۔ جب تک مخلوق پر نظر رہے گی تو خود کو فراموش کر دو گے اور جب تک نفس پیش نظر رہے گا تو پروردگار کو محبول جاؤ گے"۔ (۷)

قولہ تعالیٰ ۔ یا ایھا النفس المطمئنۃ الرجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ ۵ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ۔ ترجمہ ۔ پھر جا طرف پروردگار اپنے کے کہ خوش ہے تو پسند کی گئی پس داخل ہو بیچ بندوں میرے کے اور داخل ہو بیچ بہشت میری کے (۸)

دیوان باہو میں ارشاد ہوتا ہے ؎

یار باید جان فدا خود کردنی است — غیر جان دادن ندیدم چارہ ۔ (۹)

یعنی۔ دوست کے لیے اپنی جان قربان کرنی ہوتی ہے جان قربان کرنے کے سوا میں نے کوئی چارہ یا طریق نہیں دیکھا۔

---

۶ مثنوی مولانائے روم ۔ المعروف منظوم ۔ دفتر اول مرتبہ مولوی فیروز الدین ۔ ۱۹۲۸ء ۔ ص ۲۰۸

۷ سید عبدالقادر جیلانی ۔ غنیۃ الطالبین صـ ۲۹

۸ (والفجر ۔ ۲۸ ۔ ۲۹ ۔ ۳۰)

۹ دیوان باہو فارسی ۔ مرتبہ چنن الدین ۱۹۵۵ء ۔ غزل ۲۱ ۔ صـ ۱۱ ۔

Marfat.com

ت توں تاں جاگ ناں جاگ فقیرا انت نوں لوڑ جگایا ہو (۱)

۴۸ اکھیں میٹیاں ناں دل جاگے، جاگے جاں مطلب پایا ہو (۲)

ایہہ نکتہ جداں کیتا پختہ تاں ظاہر آکھ سنایا ہو (۳)

میں تاں بھلی وینڈی ساں باہو مینوں مرشد راہ دکھایا ہو (۴)

لغت : انت نوں : آخرکار، انتہائے کار

لوڑ : ضرورت

میٹیاں : بند کیے ہوئے

وینڈی : جارہی

بھلی : بھولی ہوئی

جاگ : بیدار ہو

ترجمہ : ۱- (مرشد نے فرمایا) اے فقیر تو (بظاہر) بیدار ہو یا نہ بیدار ہو بالآخر ضرورت تجھے بیدار کرتی ہے

۲- (محض) آنکھیں بند کرنے (اور مراقبہ میں بیٹھنے سے) دل بیدار نہیں ہوتا (بلکہ دل تو) تب بیدار ہوتا ہے جب (دیدار ذات کا) مطلب پالیتا ہے۔

۳- (میں نے پیرِ طریقت کا فرمایا ہوا مندرجہ) نکتہ (معرفت کو) جب پختہ کرلیا اور اس حقیقت و عرفان کی سیر پر عبور پالیا) تب اعلانیہ کہہ سنایا۔

۴- (کہ) اے باہو، میں تو (محض ورد و وظائف اور مراقبوں کو عرفانِ حق اور بیداری) دل سمجھ کر بھولی جارہی تھی، مجھے تو مرشد (کامل) نے ہی راہِ حق دکھایا۔

---

(۱) ن ، و ، ء

(۲) ء ، ش ، ف ، ذ

(۳) ش ، ف ، ذ ،

(۴) ن ، و

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین اس امر کی طرف متوجہ فرما رہے ہیں کہ اصل بیداری دل کی بیداری ہے اور دل کی بیداری محض جاگنے، ورد وظائف اور چلہ کشی کی ریاضتوں سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ ادراک معرفت کے پیدا ہونے پر منحصر ہے جو مرشد کامل کی توجہ کی مرہونِ منت ہے۔ جب مرشد کامل نے اصل مقصود کی غایت سمجھا دی تو دل کو ہمیشہ کی بیداری نصیب ہو گئی۔ بیداری قلب ہونے پر احساس ہوتا ہے کہ عرفانِ ذات کے بغیر تمام ریاضتیں اور راتوں کا جاگنا محض فریب تھا، اور جب قلب بیدار ہو گیا تو اس کے لئے نیند اور بیداری ایک ہے۔

"حدیث ینام عینی ولا ینام قلبی، یعنی میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا، دل کے سونے سے اس کی غفلت اور اس کے جاگنے سے اس کی بیداری اور یاد الٰہی کرنا مراد ہے۔ اسی طرح فقیر کا حال ہے کہ جب اسے ذکرِ قلبی حاصل ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ خواہ سوتا ہو یا جاگتا ہو ہر وقت یادِ مولا میں رہتا ہے۔" (۱)

مزید تشریح کے لئے حصہ ج کا بیت ۶۰، اور ۵ کے بیت ۱۹۶ کی تشریح بھی دیکھئے،

---

(۱) حدیث، ینام عینی ..... تا ..... دل مولا باشد (سلطان باہو۔ مجالستہ النبی، ص ۱۵ مکتوبہ ۱۳۵۴ھ)

Marfat.com

ت تسبی پھری تے دل نہیں پھریا کی لیٹاں تسبی پھڑکے ہو (۱)
۴۹ علم پڑھیا تے ادب سکھیا کی لیٹاں علم نوں پڑھکے ہو (۲)
چلے کٹے تے کجھ نہ کھٹیا کی لیٹاں چلیاں وڑکے ہو (۳)
جاگ بنا دودھ جمد ناہیں باھو بھانویں لال ہووے کڑھ کڑھکے ہو (۴)

لغت: لیناں: حاصل کرنا، لینا — سکھیا: سیکھا
کٹے: کاٹے
کھٹیا: حاصل کیا — جاگ: (لغت پنجابی بمعنی سیٹھ) دودھ سے دہی بنانے کے لئے جو تھوڑی سی لسی کا خمیر ڈالا جاتا ہے اسے جاگ کہتے ہیں۔

ترجمہ: ۱۔ (اے درویش تونے وظائف پڑھے جن کا مدعائے اصلی کیفیاتِ دل کو معرفت ذات کی طرف راغب کرنا ہے لیکن تری محض) تسبیح پھرتی رہی اور دل (کی کیفیات) متحرک نہ ہوئیں، (ایسی بے معنی) تسبیح کو پکڑنے (اور بغیر حضور دل وظائف پڑھنے) سے کیا حاصل؟

۲۔ (تونے) علم (ظاہری تو) پڑھ لیا لیکن ادب (جو کہ علم کا ماحصل ہے) نہ سیکھا (تو ایسے بے مقصد) علم کو پڑھ کر کیا لینا؟

۳۔ (اے درویش تونے ظاہری وظائف کیلئے) چلے کاٹے (لیکن عرفانِ ذات و معرفت کی دولت) حاصل نہ کی تو چلوں میں داخل ہو کر کیا لینا؛

۴۔ اے باہو (نظر مرشد کامل جو کہ بمنزلہ خمیر یعنی "جاگ" (ہے) کے بغیر (علم ظاہر اور ورد و وظائف (چلہ کشی و ریاضت جو کہ بمنزلہ) دودھ ہیں سے دہی بننے کی (ثانوی کیفیت) حاصل نہیں ہوتی (جس سے عرفان ذات کا مکھن کشید کیا جا سکتا ہے) خواہ (ظاہری ریاضت کے) دودھ کو جوش دے دے کر سخت ہی کیوں نہ کر لیا جائے،

---

(۱) ان، (۲) ان، (۳) این (N)
ان میں (چلیاں) کے بعد (وچ) کا اضافہ ہے۔ (۴) ان

Marfat.com

تشریح : بیت ۴۶ میں بھی حضرت سلطان العارفین نے تلقین فرمائی ہے کہ محض ورد و وظائف کا تسبیح کے دانوں پر پڑھ لینے سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا جب تک دل بیدار ہو کر خود ذاکر نہ ہو جائے۔ اس بیت میں بھی اسی بات کو نئے انداز میں بیان فرمایا ہے کہ اگر تسبیح کے اوراد کے ساتھ دل کی کایا نہیں پلٹی اور دل بیدار نہیں ہوا تو پھر محض تسبیح پھیرنے سے کوئی حقیقی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

بیت میں دوسری اہم تلقین آداب و شائستگی حاصل کرنے کے لیے ہے اگر آداب کا خاصہ حاصل نہیں ہوا تو حصول علم بے سود رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ (۱) یعنی ان کو ادب سکھاؤ (۲)

اور حضور پیغمبرؐ نے فرمایا کہ، حسن ادب ایمان سے ہے، نیز فرمایا میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور بہت اچھا ادب سکھایا۔ (۳)

اسی ضمن میں علی ہجویریؒ (۴) نے فرمایا۔ پس یاد رکھیے کہ دین و دنیا کے تمام امور کی زیب و زینت ادب ہی سے تعلق رکھتی ہے اور ہر قسم کی مخلوق کے ہر قسم کے مقامات سے ہر مقام کے لئے ایک خاص ادب ہے۔ اور لوگوں میں ادب سے مراد مروت کا تحفظ کرنا ہے جبکہ دین میں ادب سے مراد سنت کی حفاظت اور محبت میں ادب سے مراد حرمت کی حفاظت کرنا ہے۔ (۵)

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی (۶)

---

(۱) یاایھا الذین آمنوا قوآ انفسکم واھلیکم نارًا (التحریم-۶)

(۲) قرآن عظیم مترجمہ احمد رضا خاں بریلوی، حاشیہ، ص ۸۹۵

(۳) بشکریہ علی ہجویری، کشف المحجوب، ترجمہ اردو، لاہور- ۱۹۶۸، ص ۵۴۲

(۴) سید ابو الحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری ملقب داتا گنج بخش وفات ۴۶۵ھ لاہور (بشکریہ کشف المحجوب ترجمہ اردو گنج مطلوب ترجمہ یزدانی لاہور، ۱۹۶۸ء ص ۵

(۵) علی ہجویری کشف المحجوب، ترجمہ اردو یزدانی لاہور ۱۹۶۸- ص ۵۴۳

(۶) علامہ اقبال

Marfat.com

بہرحال حضرت سلطان العارفین بھی علم و درس و تدریس کے ساتھ لازم چیز جسے سمجھتے ہیں وہ ادب کا خاصہ ہے جس کے بغیر علم کا حصول بے مقصد رہ جاتا ہے۔

اسی طرح خلوت میں یادِ خدا تعالیٰ کے لیے اگر مقررہ ایام گزارے گئے ہیں تو اس سے کیا فائدہ اگر عرفان ذات حق حاصل نہیں ہوا جو اس چلہ کشی اور خلوت نشینی و تفکر کی اصل وجہ تھی۔

ترا می خواہم ای دلبر کہ ببینم — توی مقصود من در ہر کہ ببینم
مرا چشم از برای دیدنِ تست — تو رخ ننمائیم پس در کہ بلینم (۷)
درختِ عمر مرا بر امید دیدن تست — اگر بغیر تو بینم ز عمر بر نخورم (۸)

سالک یا درویش کی خلوت نشینی میں اگر مراقبہ کا حال و کیفیت پیدا نہ ہو تو اس کی خلوت گزینی تفکر اور ورد اوراد کا کیا فائدہ! اسی ضمن میں مراقبہ کی شرح کرتے ہوئے حضرت سلطان العارفین نے فرمایا مراقبہ دل کی نگہبانی کو کہتے ہیں تاکہ غیر حق دل میں نہ آئے جیسا کہ خطرات نفسانی اور شیطانی وغیرہ وغیرہ۔ مراقبہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔ اسے مشاہدہ خاص نما بھی کہتے ہیں (۹) در اصل اسی تیسرے مصرعہ سے ہی حضرت سلطان العارفین نے مرشد کامل سے فیض حاصل کرنے کی تلقین کر دی ہے جس کے بغیر تمام خلوت نشینیاں اور ورد اوراد بے مقصد رہ جاتے ہیں۔ اسی ضمن میں فرمایا مرشد کا کام ہے اسم اللہ جل شانہٗ کی تلقین اور مرید کا کام ہے اسم اللہ جل شانہٗ پر یقین، کہ اپنی آنکھوں سے ان دونوں حضور کو دیکھ لے جس کو ان مراتب کی آگاہی اور دسترس نہیں وہ پیری مریدی اور طالبی مریدی سے واقف نہیں (۱۰) اسی لیے ایک مقام پر بیت کے آخری مصرعہ کے ضمن میں فرمایا انسانی وجود بمنزلہ دودھ ہے اور کلام ربانی گھی، جب تک کوئی کامل مرشد نہ ملے تب تک دودھ جم کر اس سے مکھن اور گھی تیار نہیں ہوتا۔ (۱۱)

علم باطن ہم چوں مسکہ علم ظاہر ہم چوں شیر — کی بود بے شیر مسکہ کی بود بی پیر پیر (۱۲)

---

(۷) خواجہ معین الدین چشتی، دیوان، لاہور مطبع اسلامیہ سٹیم پرنٹنگ ورکس، ص ۴۰
(۸) 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۴۱
(۹) سلطان باہو، شمس العارفین اردو ترجمہ لاہور ۱۹۶۶ء، ص ۳۷
(۱۰) 〃 〃 عقل بیدار، اردو ترجمہ، لاہور ۱۹۷۰ء 〃 ۸
(۱۱) 〃 〃 توفیق الہدایت 〃 〃 ۱۹۶۸ 〃 ۳۳
(۱۲) 〃 〃 عین الفقر، شرح نظام الدین جلد اول 〃 ۲۹

Marfat.com

ث ثابت صِدق تے قدم اگیرے تائیں رب لبھیوے ہو (۱)
۵۰
لوں لوں دے وچ ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ہو (۲)
ظاہر باطن عین عیانی ہُو ہُو پیا سنیوے ہو (۳)
نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہو (۴)

لغت : اگیرے : آگے آگے ، آگے ہی آگے

لوں لوں : بال بال ، ذرہ ، ذرہ

ترجمہ ۱ (اے درویش) (وصال) رب (تعالیٰ) تو تب حاصل ہوتا ہے (کہ) صدق ثابت رہے اور (راہ معرفت میں ہمیشہ) آگے ہی آگے گامزن رہے۔

۲ - (اور) (قلب و روح تو درکنار) (سالک کے جسم کا) ایک ایک بال بھی ہر دم ذکر اللہ (تعالیٰ) پڑھا کرے۔

۳ - (اور اسے) ظاہر و باطن (میں) اور عین مشاہدہ (میں ذکر) ہُو ہُو ہمیشہ سنائی دیتا ہو۔

۴ - اے باہو، فقیر تو (اُن مردانِ خدا عارفانِ کامل) کا نام ہے جن کی قبر بھی زندہ ہو۔

---

(۱) ھ ، ء

ف ، ش

(۲) ب ، ھ ، ء

ف ، ذ ، ش

(۳) ب ، ھ

ء ، ف

(۴) ھ ، ء

ب ، ف

ذ ، ش

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین راہِ معرفت میں ثابت قدمی اور مسلسل پیشقدمی کی تلقین فرماتے ہیں ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے "مرنے کے بعد جس کے قلب میں ذکر اللہ جاری و ساری رہے اسے ذاکرِ قلب کہتے ہیں، وہ قبر میں نہیں ہوتا بلکہ خلوت خانہ میں خدا تعالٰے سے مشغول ہوتا ہے" حدیثِ قدسی میں آتا ہے : انا جلیس مع من ذکرنی ؛ یعنی میں اس کا ہمنشین ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے اور حدیث شریف میں ہے : ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلون من الدار الی الدار، یعنی بے شک اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں (۱)

گویا عارف کامل کی ثابت قدمی کی انتہا تو یہ ہے کہ وہ ہمہ تن موذکرِ الٰہی میں محو ہونے کے ساتھ اپنی مرقد میں بھی ذاکرِ قلب ہوتے ہوئے ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا ہے ۔

عارف روحانی کو ایمانی نور حاصل ہوتا ہے جس کی قوت سے وہ آدمیوں سے ملتا ہے ۔ اور اس کی قبر سے مذکور کے ذکر کی آواز آتی ہے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا تحیّرتم فی الامور فستعینوا من اھل القبور، یعنی اگر تم کاموں میں متحیر ہو جاؤ تو اہلِ قبور سے مدد مانگو، روحانی کی قبر سے آواز آتی ہے اور عامل کو جمعیتِ جاودانی حاصل ہوتی ہے ۔ اسم اللہ ذات کے تصور والے کا ظاہر باطن یکساں ہو جاتا ہے ۔ قبر شیر کے مکان کی طرح ہے اور قبر میں روحانی شیر ببر کی طرح (۲)

پھر فرمایا جو صاحب نظر ہے وہ ہمیشہ ضمیر پُر نور کے مطالعہ میں ہوتا ہے ؎

گر بمیرم بردمارا زیرِ خاک — جان تن من خوش بگوید ذکرِ پاک

از مردہ دل بہتر بود قبر فقیر! — ہر چہ داری حاجتی زاں خوش طلب گیر

یعنی دمِ مرگ مجھے زیرِ خاک لے جائیں گے، تو میرا جسم و جان ذکرِ پاک میں خوشی کے ساتھ مشغول ہو گا ۔ مردہ دل سے تو فقیر کی قبر بہتر ہے وہاں پر جو حاجت بھی کوئی شخص لائے طلب

---

(۱) ذکر قلب آں را ..... تا ..... حدیث اِنّ اَولیاء اللہ (سلطان باہو، محبت الاسرار ص ۱۹، مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

(۲) عارف روحانی ..... تا ..... در قبر روحانی شیر، (سلطان باہو عین الفقر حصہ دوم شرح نظام الدین ص ۶/۷)

Marfat.com

کرے تو حاصل کرے گا۔

گر پرسند از منِ منکر نکیر! خوش بیا اے طالباں ذکر گیر

قبر خلوت خوش ببیں ای خفتہ اند ہمنشیں مجلس بشو خود گفتہ اند

منکر نکیر اس حال سے آگاہ ہوں گے میری قبر کو مردہ تصور نہ کرو، یہ تو نہایت پر مسرت خلوت گاہ ہے۔ (۳)

پھر فرمایا: جب طالب وحدانیت کے نور میں غرق ہونا چاہتا ہے اور جب طالب آنحضور علیہ السلام کی مجلس میں حاضر ہو کر مشرف بانوار ہونا چاہے اور اپنی جان کو تصدق و قربان اس مجلس آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کر دیتا ہے تو یہ راستہ اور نور و حضور اولیاء اللہ انبیائے کرام اور شہدائے کرام کی قبور کے فیض سے حاصل کرتا ہے اور یہ ہر ایک اہل قبور سے روحانی ملاقات پر حاصل کرتا ہے (۴)

تصوف کی اصطلاح میں یہ بیت توحید حقیقت کے مرتبہ صفاتی سے متعلق ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ سالک کے اعضائے حسی سمع و بصر وغیرہ پر تجلی فرماتا ہے اور بی یسمع و بی یبصر کی کیفیت طاری ہوتی ہے ؎

نیست گشتم من ز ہستی ہائے تو من بروں رفتم دروں شد جائے تو (۵)

---

(۳) ہر کہ صاحب نظر ..... تا ..... خود گفتہ اند (سلطان باہو، عین الفقر، حصہ دوم، شرح نظام الدین، ص ۶/۷)

(۴) ہر وقت کہ طالب ..... تا ..... روحانی ملاقات کند (سلطان باہو، کلید التوحید، مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۴)

(۵) بشکریہ مولانا گل حسن شاہ تذکرہ غوثیہ، ۱۸۸۴، ص ۱۳۷)

Marfat.com

ث ثابت عشق تنہاں نیں لدھا جنہاں تڑی چوڑ چاکیتی ہو (۱)

۵۱ ناں اوہ صوفی ناں اوہ صافی ناں سجدہ کرن مسیتی ہو (۲)

خالص نیل پرانے اتے نہیں چڑھدا رنگ مجیٹھی ہو (۳)

قاضی آکھ شرع دل باھوؒ کدیں عشق نماز نہ نیتی ہو (۴)

لغت : تڑی : سرمایہ

چوڑ : برباد

منجیٹھی : سبز پیلے رنگ

ترجمہ : ۱- ثابت عشق (حق تعالیٰ) تو انہوں نے پالیا جنہوں نے (راہِ عشق و معرفت میں اپنی خواہشات نفس اور آرزوئیں ترک کرکے حیات موہومہ کے) سرمایہ کو برباد کردیا۔

۲- (ایسے سالک) نہ تو صوفی (کہلاتے ہیں) اور نہ صافی (بنتے ہیں) اور نہ وہ مسجد میں جاکر سجدہ کرتے ہیں (بلکہ وہ تو معرفت اور عشق الٰہی کے سُکر میں محو ہیں)

۳- (جہاں) خالص پرانا نیل (عشق ذات کا) رنگ چڑھ جائے اس پر (کوئی اور) سبز پیلا (دنیا و عقبیٰ کی عزت و احترام کا) رنگ (ہرگز) نہیں چڑھ سکتا۔

۴- اے باہو، قاضی شریعت (جو کہ عشاق ذات فقراء اہل اللہ پر معترض ہے) اسے شریعت کی طرف لے آؤ اور اس سے ثبوت دریافت کرو) کہ عشق نے کب نماز کی نیت نہیں کی ؟ (بلکہ عشق تو ہمیشہ محوِ عرفانِ ذات ہوکر سر بہ سجود رہا ہے)

---

(۱) ء ، ش ، ف ، ذ

(۲) ل ك

(۳) ء ، ش ، ف ، ذ

(۴) ع

ذ

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین دیوان باہو میں فرماتے ہیں۔

ثبتوا قدامکو اے سالکاں راہ ملامتہا بجو اے صادقاں

یار سربازی بکن در راہ عشق زانکہ سربازی است بازی عاشقاں (۱)

یعنی اے سالک تو راہِ عشق میں ثابت قدم رہ، اور اے اس راہِ معرفت کے صادق ہر قسم کی ملامت اور اعتراضات برداشت کر (جیسے صوفیہ میں ایک فرقہ ملامتیہ کا کام ہے جن کا ظاہر عوام کے لئے تو غیر شرع نظر آتا ہے مگر دراصل وہ اپنی رسوم راہ کے مطابق ایسے طریق اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں) اے دوست راہِ عشق میں سر کی بازی لگا دے، کیونکہ سر کی بازی لگانا ہی دراصل عاشقوں کا کھیل ہوتا ہے۔

بیت میں بھی یہی ارشاد ہوتا ہے کہ جس نے اپنے جان و مال، نفس، نمود و نمائش غرضیکہ ہر قسم کی خواہشات کو فنا کر دیا وہ ہی راہ عشق پر ثابت قدم ہے۔ یہ برباد حال عاشقان الٰہی ایسے عالم سرمستی میں ہوتے ہیں کہ عوام کے نزدیک جیسے وہ ظاہری عبادات سے بے خبر ہوں، ان کا انداز انہیں خلق سے دور کر دیتا ہے وہ خلق سے آزاد خالق کی یاد میں دل کو معمور کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ ایسا دل ہوتا ہے جس میں نہ دنیا کی محبت کا کوئی رنگ چڑھ سکتا ہے اور نہ عقبےٰ کے بہشت حور و قصور کی خواہشات کا کوئی رنگ اس پر اثر کر سکتا ہے اس کے ہاں تو ایک طلب مولیٰ کا پختہ رنگ چڑھا ہوا ہوتا ہے۔

باخلق آشنا نشود آشنائے تو بیگانہ شود از ہمہ کس آشنائے تو (۲)

ایسا ظاہر در اصل محض خلق سے آزاد و بیگانہ رہنے کے لئے عشاق اختیار کرتے ہیں ورنہ وہ تو ظاہر شریعت میں بھی کسی طرح پیچھے نہیں رہتے اسی ضمن میں اقتباس ملاحظہ ہو،

اور جو شخص نماز حضوری کا دعوےٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے ظاہری نماز کی حاجت نہیں وہ جھوٹا ہے کیونکہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو عارفوں کو مجلسِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز ادا کرنے کے لئے حکم ہوتا ہے۔ (۳)

---

(۱) سلطان باہو، دیوان باہو فارسی مرتبہ چنن الدین، غزل نمبر ۱۵، ص ۷، مطبوعہ ۱۹۵۵ء

(۲) بقول کسے

(۳) سلطان باہو، شمس العارفین، ترجمہ اردو، چنن الدین مطبوعہ ۱۹۶۶ء ص ۹۸

Marfat.com

آخر مصرعہ میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں : قاضی شریعت کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ ثابت کرکے بتائے کہ عاشقانِ خدا کب نماز سے دور رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ عاشقانِ خدا نہ صرف ظاہری پنجگانہ نماز کی ادائیگی میں محکم ہوتے ہیں بلکہ انہوں نے تو ازل سے ابد تک کا ایسا دستور اور ایسی نیت کی ہوتی ہوتی ہے کہ دم دم کے ساتھ محبوب حقیقی کے حضور میں سربسجود ہوتے ہیں۔ ان کا جسم ان کا اپنا نہیں رہتا وہ ہر لحاظ سے فقیر ہوتے ہیں جسم و جان اور نفس کی خواہشات کا خون کرکے دنیوی آلائشوں سے بلند تر ہو جاتے ہیں اور ان کے ہاں خود ذات رب تعالیٰ ہی ہوتا ہے، جہاں خود رب تعالےٰ ہو وہاں کی نماز کی نہایت عارف کامل ہی سمجھ سکتا ہے۔

Marfat.com

ج ؛ جو دل منگے ہووے ناہیں ہوون ریہا پریرے ہو (۱)

۵۲ دوست نہ دیوے دل دا دارو عشق نہ واگاں پھیرے ہو (۲)

اس میدان محبّت دے وچ ملن تاتکھیرے ہو (۳)

میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں رکھیا قدم اگیرے ہو (۴)

لغت :- پریرے = اور دور۔ درکنار تا = تپش تکھیرے = تیز اگیرے = اور آگے

ترجمہ :- ۱- دل جو کچھ چاہتا ہے وہ نہیں ہو رہا (آرزوئے دل کا پورا) ہونا دور ہوتا گیا۔

۲- محبوب (حقیقی) دوائے دل عطا نہیں کر رہا اور عشق اپنا طریق کار نہیں بدل رہا۔

۳- (پختگیٔ عشق کے لئے) محبّت کے اس میدان میں (سوز آرزو۔ فراق زار۔ انتظار اور شوق دیدار کی آتش کی) تیز تر تپش ہوتی ہے۔

۴- اے باہو۔ میں ان (سالکان معرفت) کے قربان ہو جاؤں جنہوں نے (تمام سعوبتوں کے باوجود راہ عشق میں) اور آگے قدم رکھا۔

❊ حضرت سلطان حامد صاحب نے کتاب مناقب سلطانی میں حضرت دیوان غلام رسول سجادہ نشین پاک پٹن کے سامنے یوں اس بیت کو پڑھا تھا ؎ جو دل منگے تھیوے کتھوں تھیون رہیا پریرے

دوست نہ دیوے درد دا دارو دل عشق نہ واگاں پھیرے

ایس میدان محبت دے وچ ملن تاتکھیرے

میں قربان تنہاں توں باہو جنہاں رکھیا قدم اگیرے

دیکھئے مناقب سلطانی - ناشران چنن دین مطبوعہ ۱۹۶۱ء - ترجمہ اردو - صـ۲۶۴

(۱) و ' ہ ' ب (۲) و ' ب ' ہ ' ف ' ژ ' ش

(۳) و ' ر (۴) و ' ر ' ب ' ع ' ف

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

لن ترانی گر رسد گردن متاب
رب ارنی گو تو باری شو شتاب (۱)

یعنی محبوب حقیقی سے 'تو مجھے نہیں دیکھ سکتا' کا جواب اگر آئے تو بھی شوق وصل کے راستہ سے اپنی گردن نہ موڑ بلکہ فوراً بار بار عرضِ طلب کر 'اے خدا اپنا دیدار عطا کر' کا رشتہ آرزو قائم رکھ۔

بیت میں عاشق کے دل کی سچی کیفیات کا بیان ہے۔ نیز ثابت قدمی کی تلقین نہایت مؤثر رنگ میں کی گئی ہے۔ دل کی بیقراری اور محبوب کی بے نیازی کو سادہ اور عام فہم الفاظ میں نہایت سوز و ترنم کے ساتھ ظاہر فرمایا ہے۔

بہرحال حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ اگرچہ راہِ عشق میں صعوبتیں بہت زیادہ ہیں لیکن اس راہ میں وہی لوگ ہی قابل ستائش ہیں جو باہمت اور بردبار ہو کر اپنا ہر قدم آگے کی طرف بڑھاتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

؎ ایمن مشو کہ صدہا روندان تیز گام
دریں شاہراہ بادیہ پی ہا بریدہ اند
نامید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش
با یک خروشِ آہ بہ منزل رسیدہ اند (۲)

---

(۱) سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی۔ ناشران چنن الدین۔ غزل نمبر ۴۶ صفحہ ۲۰۔ مطبوعہ ۱۹۵۵ء

(۲) بقول کسے۔ بشکریہ سلطان غلام دستگیر القادری۔

Marfat.com

ج جے توں چاہیں وحدت لبدی تاں مل مرشد دیاں تلیاں ہو (۱)

۵۳ مرشد لطفوں کرے نظارہ گل تھیون سبھ کلیاں ہو (۲)

انہاں گلاں وچوں ہک لالہ ہوسی گل نازک گل پھلیاں ہو (۳)

دوہیں جہانیں مٹھے باھو جنہاں سنگ کیتا دو ڈلیاں ہو (۴)

لغت : تلیاں : پاؤں کے تلوے سنگ : رفاقت، ساتھ

ترجمہ : ۱۔ (اے سالک) اگر تو (راز وحدت رب تعالیٰ) چاہتا ہے تو مرشد کامل (کی اطاعت کر اور) مرشد کامل کے پاؤں کی تلیاں (اپنے ہاتھوں سے) ملو۔

۲۔ (یہ راہ معرفت نظر سے ملے ہوتا ہے لہذا) مرشد (کامل) جب مہربانی کی نظر فرما دے گا تو سب (آرزوؤں) کی کلیاں (شگفتہ ہو کر) پھول بن جاویں گی۔

۳۔ (ان آرزوؤں کے شگفتہ) گلوں میں (ایک آرزو کی خاص معرفت ذات بمصداق) گل لالہ ہوگا جس کی پتی پتی (اسرار معرفت) کے نازک (راز و نیاز) رکھتی ہے۔

۴۔ اے باہو۔ (جنہوں نے رہروان عشق و معرفت سے تعلق چھوڑ کر) رفاقت کے دو حصے کر دیئے اور راہ نفاق اختیار کر لیا) وہ تو دنیا و عقبیٰ میں (عرفان و معرفت) سے محروم رہے۔

---

(۱) ا، ہ، ۶ (۲) ا، ب، ہ، ۶، ذ

(۳) ۶، ا۔ ک (۴) ا ک، ذ، ب، د، ن، م، ب د میں (سنگ) کی بجائے (من) درج ہے۔

Marfat.com

تشریح: خواجہ حافظ فرماتے ہیں ؎

شبان وادی ایمن گہی رسد بمراد　　کہ چند سال بجان خدمت شعیب کند (۱)

"طالب صادق کو مرشد کی خدمت میں دن مہینے اور سال نہیں گننے چاہئیں۔ اسے مرشد کی رضامندی درکار ہونی چاہیئے۔ جو طالب اپنی خدمت پر مغرور ہے وہ معرفت الٰہی سے دن بدن دور ہوتا جاتا ہے۔" (۲)

"حضرت قطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ شروع سے اللہ تعالیٰ نے روحانی تربیت کا سلسلہ اس طرح جاری کیا ہے کہ ایک فیض دیتا ہے اور دوسرا حاصل کرتا ہے۔ جیسے انبیاء علیہم السلام اور ان کے جانشین، پھر ان کے تربیت یافتہ۔ علیٰ ہذا القیاس۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اور بہ ارشاد الٰہی ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کسی شخص کو دوسرے کی تربیت کے سوا مقامات عالیہ تک ترقی دے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل قائم ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اکثر یہی ہوا ہے کہ سوائے تربیت شیخ کے کوئی شخص منازل سلوک طے نہیں کر سکتا۔ فلا ینبغی لہ ان ینقطع عن الشیخ حتیٰ یستغنی عنہ بالوصول الیٰ ربہ عزوجل۔ یعنی شیخ کی خدمت و ضرورت سے اس وقت تک علیحدہ نہیں ہونا چاہیئے جب تک وصول الی اللہ یعنی منزل مقصود تک نہ پہنچ جائے۔ (کیونکہ رسم و عادات کے خود ساختہ اسلام کو چھوڑنا، حقیقت کی طرف آنا اور تعصب سے پاک ہونا، بدظنی اور سنی سنائی منکرین کی بیہودہ باتوں کے اثر سے محفوظ رہنا سوائے شیخ کامل کی تربیت و صحبت کے ممکن ہی نہیں۔" (۳)

"پیر طریقت کی متابعت کرنا مامور من اللہ ہے۔ جبکہ مولا کریم نے ارشاد فرمایا ہے واتبع سبیل من اناب الیّ ۔ ترجمہ:۔ اور پیروی کر راہ اس شخص کی کہ رجوع کرتا ہے طرف میری۔ (۴)

اور مقام قرب میں پہنچا ہوا ہو۔ پھر فرمان ہوتا ہے کہ فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

ترجمہ: پس سوال کرو ذکر والوں سے اگر ہو تم نہیں جانتے۔ (۵)

مطلب یہ ہوا کہ اگر کسی مسئلہ شرعی کی تصدیق و تحقیق مطلوب ہے تو علمائے مجتہدین کی جانب رُخ

---

(۱) حافظ۔ کلیات۔ حافظ تہران ۔ ۱۳۳۸۔ ص ۴۹

(۲) طالب صادق در خدمت ... تا ... معرفت اللہ حضور (حضور باہو۔ امیر الکونین ص ۱۳۶۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ)

(۳) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری ص ۱۶۶

(۴) (پ ۲۱۔ سورۃ لقمان)

(۵) (الانبیاء ۔ ۷)

Marfat.com

کرو اور اگر علوم مکاشفہ و مسائل طریقت کا حل چاہتے ہو تو اصحاب کشف، اہل اللہ پیران عظام اور اولیائے کرام کی خدمت میں جاؤ۔ (۶)

مرشد کامل کی توجہ سے جب طالب کے باطن کے پھول اسرار معرفت کے کھلیں گے تو ان میں سے نکھرا ہوا پھول اسم اللہ ذات کا ہوگا جو اصل مقصود ہے۔ ماشاء اللہ۔

راہ تصوف میں مرشد اور طالب کا تعلق باہمی رفاقت ہے اور جس نے اس رشتۂ روحانیت کو توڑ ڈالا یا نہ نبھایا تو گویا دونوں جہان میں اس نے خسارہ اٹھایا۔ قرآن حکیم میں بھی یوں ارشاد ہوتا ہے۔ جو پھر کوئی توڑے قول کو سوائے اس کے نہیں یعنی مقرر توڑتا ہے اپنے اوپر۔ یعنی اس قول کے توڑنے کا نقصان اسی پر پڑے گا۔ اور جس نے پورا کیا اس چیز کو جس پر قول کیا تھا۔ خدا تعالیٰ سے پھر جلد دیوے گا خدا تعالیٰ اس کو بدلہ اس کے قول پورا کرنے کا بدلہ بہت بڑا ہے۔ (۷)

---

(۶) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری صـ۱۶۹

(۷) فمن نکث فانّما ینکثُ علیٰ نفسہٖ ومن اوفیٰ بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجراً عظیما۔ (الفتح ۔ ۱۰) ترجمہ از تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر ۱۳۵۸ھ لاہور صـ۵۳۲

Marfat.com

ج جس الف مطالیہ کیتاب دا باب نہ پڑھدا ہو (۱)

۵۴ چھوڑ صفاتی لدھس ذاتی اوہ عامی دُور چاکردا ہو (۲)

نفس امارہ کتڑا جانے نازنیاز نہ دھردا ہو (۳)

کیا پرواہ تنہاں نوں باھو جنہاں گھاڑ ولدھا گھردا ہو (۴)

لغت :- مطالیہ : مطالعہ گھاڑو : کاریگر، کارساز

ترجمہ :- ۱- (عشق و معرفت کے درس میں) جس (خوش نصیب نے) صرف الف (جو کہ اسم اللہ کی ابتدا ہے اور جس میں اسم اللہ پنہاں ہے) کا مطالعہ کر لیا- وہ ب (یعنی ماسوی اللہ) کا باب نہیں پڑھتا اور اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

۲- (ایسا عارف جس نے الف اللہ کا عرفان حاصل کر لیا ہو) وہ (انوار) صفات (جو کہ دنیا و عقبیٰ ہیں) کو چھوڑ کر (انوار) ذات پا لیتا ہے (اور ماسوی اللہ کی) عامی (صفات) کو دور کر دیتا ہے۔

۳- (ایسا عارف کامل نفس امارہ کو ایک ذلیل) کتا سمجھتا ہے (اور اس کے خواہشات کے) ناز و نیاز کو تسلیم نہیں کرتا۔

۴- اے باہو (ان خوش نصیبوں کو) کیا پرواہ جنہوں نے اپنے گھر میں کارساز (مرشد کامل) پا لیا۔

---

(۱) ۵، ۶، ش، ذ

(۲) ۶، ش، ف

(۳) ۵، ۶، ش، ف

(۴) ب، ۶، ذ، ش

Marfat.com

تشریح: ؎ الف اللہ یافتم ب بہرہ بس۔ ہرکہ طلبش غیر حق اہل از ہوس (۱)

بیت میں سب سے پہلے اسم اللہ ذات کے تصور و مطالعہ کا ذکر ہے جس سے عرفان ذات حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین نے فرمایا۔" تو جان لے کہ علم کا ایک حرف الف ایسا ہے جس کے پڑھنے سے (پڑھنے والا) اللہ سے واصل ہو جاتا ہے۔ جو شخص اسے سچے دل اور زبان سے تسبیح پڑھے اس میں دوئی نہیں رہتی۔ جو کوئی الف اللہ کا محرم ہو جاتا ہے اس پر علم الف سے علم (کا دروازہ) کھل جاتا ہے۔" (۲) نیز اکثر فرمایا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس (۳)

اسی طرح ایک مقام پر صفات کے لامتناہی سلسلہ سے آگے چل کر حضرت سلطان العارفین ذاتِ الٰہی کا عرفان حاصل کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں۔" جان لینا چاہیئے کہ جب کہ خدا تعالیٰ غیر مخلوق ہے تو اسے غیر مخلوق ہو کر یاد کرنا چاہیئے۔ مقام قلب اور مقام روح مخلوق ہیں۔ ان سب مقامات سے گزر کر مقام سر میں پہنچنا چاہیئے۔ جو مقام غیر مخلوق ہے۔ جہاں بندے کو اپنے پروردگار سے راز و نیاز حاصل ہوتا ہے۔ بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور پروردگار اپنے بندے کو" (۴)

اس طرح طالب نفس کی سرشت سے بلند ہو کر اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے یہ جملہ عروج مرشد کامل کی ہدایت اور ارشاد سے ہی طالب کو ملتا ہے جو اسے نفس اور اس کی خواہشات سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

یاد رہے یہ بیت توحید طریقت کے مرتبہ توحید ذاتی کی خبر دیتا ہے یعنی" وجود جملہ موجودات کو وجود باری تعالیٰ الیقین کرنا اور مؤثر حقیقی و موجود اصلی ذات حق کے سوا دوسرے کو نہ جاننا" (۵)

---

(۱) سلطان باہو، اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۶۳ء۔ ص ۵۲

(۲) سلطان باہو۔ محک الفقرا، خورد۔ اردو ترجمہ۔ ناشران چنن الدین مطبوعہ ۱۹۶۱ء صـ۲۶

(۳) سلطان باہو۔ تقریباً تمام نثری کتب میں اس جملے کو بار بار استعمال فرمایا ہے۔

(۴) سلطان باہو، حجت الاسرار۔ اردو ترجمہ۔ ناشران چنن الدین مطبوعہ ۱۹۶۳ء صـ۲

(۵) بشکریہ مولانا گل حسن شاہ۔ تذکرہ غوثیہ۔ ۱۸۸۴۔ ص ۱۳۶

Marfat.com

ج جیں دل عشق خرید نہ کیتا سو دل بخت نہ بختی ہو (۱)

۵۵ استاد ازل دے سبق پڑھایا ہتھ وچ دل تختی ہو (۲)

برسر آیاں دم ناں ماریں جاں سر آوے سختی ہو (۳)

پڑھ توحید تاں تھیویں واصل باھو سبق پڑھیوے وقتی ہو (۴)

لغت: برسر آیاں: پورا ہوکر

ہتھ: ہاتھ

جاں: جب

ترجمہ:- ۱- جس دل نے (حیات دنیا میں متاع) عشق خرید نہ کیا- اس دل کو (اگرچہ حصول دنیا و آخرت) کا بخت (حاصل ہو) (پھر بھی محروم متاع عشق ہوکر اس کا بخت) بدبختی ہے۔

۲- (مجھے) استاد ازل نے سبق (عشق پڑھایا اور (اس نے) لوحِ دل (جس پر درس عشق ذات تحریر ہے) میرے ہاتھ میں دی۔

۳- (فرمایا) جب (راہ عشق و وحدت کو) پورا کرکے (جذبات و واردات کی) سختی (کی کیفیت) سر پر طاری ہو تو (مقام عبدیت کو چھوڑ کر انانیت کا) دم نہ مارنا۔

۴- اے باہو- بروقت (عشق کا) سبق پڑھ کر (علم) توحید (ذات) حاصل کر تاکہ واصل (بذات حق) ہو جائے۔

---

(۱) ا، ب، ہ، ۶، ب د

(۲) ا، ب، ہ، ذ، ب دوسب ل میں (دل) کی بجائے (ول) درج ہے۔

(۳) ا، ب، ہ، ۶، ب د

(۴) ا، ا ک

Marfat.com

تشریح :۔ بیت میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ جس نے عشق کا سودا نہ کیا وہی بدبخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فقراء کو ان کے لوح دل پر درس عشق کی تحریر عطا کی ہے۔ اس راہ عشق میں صبر کی تلقین فرمائی گئی ہے کیونکہ عشق میں منازل اور مقامات کی کوئی انتہا نہیں۔ بے صبری قطع مقامات و مانع منازل کا باعث ہو جاتی ہے۔ اسی لئے توحید میں استغراق کا سبق پڑھ کر ہی وصال سے ہمکنار ہونا ہوتا ہے۔ ابیات میں تو کئی مقامات پر حضرت سلطان العارفین عشق کا سودا چکانے کے لئے تاکید فرماتے ہیں۔ مثلاً

ع سر دتیاں جے ہتھ آوے سودا ہار نہ توہاں ہو (۱)

اسی طرح میاں محمد (۲) یوں کہتے ہیں ؎

جنہاں عشق خرید نہ کیتا اینویں آن گئے

عشقے باجھ محمد بخشا کی آدم کی کتے! (۳)

گویا میاں محمد بھی انسانی عظمت کا باعث محض عشق کو ہی گردانتے ہیں۔ اگر عشق نہیں تو پھر محض حیوانیت ہی رہ جاتی ہے۔ حیوانیت انسان کو پستی و ذلت کی طرف لے جاتی ہے۔ عشق کے بغیر بدبختی و ذلت کی نشان دہی کرنے کے بعد حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ عشق کا تعلق تو ازل سے ہے اور اس کی تعلیم لوح دل پر ہوا کرتی ہے۔ اسی انداز میں ایک اور مقام پر فرمایا۔

ع مرشد ہادی سبق پڑھایا بن پڑھیوں پیا پڑھیوے ہو (۴)

قرآن کریم میں بھی ارشاد ہوتا ہے۔ پھر پایا (موسیٰ اور یوشع علیہما السلام نے) بندے پایا کو ہمارے بندوں سے اچھا بندہ ہے۔ جس کو دیا ہم نے اپنے گھر سے اور سکھایا اس کو علم اپنے پاس سے اور دی ہم نے اس کو عقل اور دانائی اور شعور اور سمجھ جو ویسی کسی کو نہیں ہے۔ (۵)

---

(۱) دیکھئے حصہ پ بیت ۳۷

(۲) میاں محمدؒ : مصنف کتاب معروف سیف الملوک

(۳) میاں محمدؒ ۔ سیف الملوک ۔ مرتبہ پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور

(۴) دیکھئے حصہ م بیت ۱۷۲

(۵) فوجدا عبداً من عبادنآ اٰتینٰہُ رحمۃ مِنْ عِندِنا وَعَلَّمنٰہُ مِن لَّدُنَّا عِلمًا (الکہف ۶۵)

Marfat.com

نیز علم عشق و معرفت میں صبر کی زیادہ ضرورت کا اظہار بھی فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ سالک بعض اوقات اپنے محدود علم کے ذریعے سے معرفت کے لامتناہی علوم و منازل کو جب سمجھنے کی کوشش کرتا ہے تو بے بس ہو کر صبر کا دامن چھوڑ بیٹھتا ہے۔ اسی لئے تو عارف شیراز نے کہا ؎

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا (۶)

کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ مقام فنا نظر آنے پر ضبط و صبر کا دامن تار تار ہو جاتا ہے جیسے کہ منصور (۷) کے نعرہ انا الحق کو ساری دنیا نے سُن لیا۔ ایسی واردات محض بے صبری کی علامت ہے۔

اسی موقعہ کے لئے قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہا (حضرت خضرؑ نے کہ) بیشک تو میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکے گا اور کیونکر صبر کر سکے تو اوپر اس چیز کے جو تیری سمجھ میں نہ آوے (۸)

آخر میں علم توحید و معرفت کے حصول کی تلقین ہوتی ہے جس میں واصل بحق ہونے کے لئے حقیقی علم ملتا ہے۔ کیونکہ معرفت کے علم کے بغیر خدا کی پہچان نہیں ہو سکتی ؎

چو شمع از پئے علم باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت (۹)

---

(۶) حافظ شیرازی۔ کلیات حافظ۔ تہران ۱۳۳۸ھ شمسی ص ۳

(۷) منصور حلاج قتل ۳۰۹ھ مطابق ۹۲۲ء (لشکر بہ دین و دانش مجلہ محکمہ اوقاف لاہور۔ اکتوبر ۱۹۷۰ء ص ۵۲)

(۸) قال إنّك لن تستطيع مَعِيَ صبرًا وكيف تصبر على ما لم تحط به خبرًا (الكهف - ۶۷-۶۸)
تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر۔ لاہور ۱۳۵۸ھ ص ۲۰۷

(۹) سعدی: کریما

Marfat.com

ج جیں دل عشق خرید نہ کیتا سو دل درد نہ پھٹی ہو (۱)
۵۶ اس دل تھیں سنگ پتھر چنگے جو دل غفلت اٹی ہو (۲)
جیں دِل عشق حضور نہ منگیا سو درگاہوں سُٹّی ہو (۳)
ملیا دوست نہ انہاں باھو جنہاں چوڑ نہ کیتی ترٹی ہو (۴)

لغت : جیں : جس، جس کے۔

پھٹی : پھوٹا۔ اٹی : کیچڑ میں لوٹ

سُٹّی : پھینکی ہوئی

ترجمہ : ۱۔ جس دل نے عشق (ذات) خرید نہ کیا۔ اس دل میں تو درد (ہی) نہیں پھوٹا
۲۔ جو دل غفلت کی دلدل میں پھنس گیا ہے اس دل سے (تو) پتھر اچھے ہیں۔
۳۔ جس کے دل نے (اُن) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عشق نہیں مانگا وہ تو (درگاہِ الٰہی) سے پھینکا گیا (راندۂ درگاہ ہو گیا)
۴۔ اے باہو، جنہوں نے اپنا سرمایہ حیات (طلب معرفت میں) برباد نہ کر دیا انہیں محبوب (حقیقی) نہیں ملا۔

---

(۱) ک، ۶، ذ
(۲) ک
(۳) ک
(۴) ذ

Marfat.com

تشریح : قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ تحقیق اللہ نے مول لی ہیں مسلمانوں سے جانیں ان کی اور مال ان کے بدلے اس کے کہ واسطے ان کے بہشت ہے۔ لڑیں گے بیچ راہ اللہ کے پس ماریں گے اور مارے جاویں گے۔ وعدہ ہے اوپر اس کے سچا بیچ توریت اور انجیل کے اور قرآن مجید کے اور کون شخص بہت پورا کرنے والا ہے عہد اپنے کو اللہ سے پس خوش وقت ہو تم ساتھ سوداگری اپنی کے جو سوداگری کی ہے تم نے ساتھ اس کے اور یہ وہی ہے مراد پانا بڑا۔ (۱)

حضرت سلطان العارفین کا بھی بیت میں یہی مقصود ہے کہ سب سے اچھی سوداگری اللہ تعالیٰ سے اس کا عشق جان کے بدلے خرید لینا ہے۔ اور اس راہ میں جان و مال قربان کر دینا ہے۔ کامل انسان امانت عشق سنبھالنے کی وجہ سے خلیفۃ اللہ کہلا سکا اور جن لوگوں میں درد عشق نہیں وہ گویا جمادات کی طرح ہیں۔ مرتبہ انسان سے کمتر ہیں۔ تمام انسانی عظمت و بلندی عشق اختیار کرنے سے ہے۔ عشق نہیں تو پھر انسان کے دل اور کسی سنگ و خشت میں کیا فرق۔ عشق ذات الٰہی سے انکار کرنے والا راندۂ درگاہ ہے اور جانوروں سے بدتر ہے۔

فرمان الٰہی ہے۔ پس پھیر دیا ہم نے اس کو نیچے سب نیچوں کے (۲)

آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ جن سالکان راہ معرفت نے اپنا سب کچھ قربان نہ کیا وہ محبوب حقیقی کا وصال حاصل نہیں کر سکتے۔

؎ وفی الکونین کی بیند جمالش فداکن جاں بگرد زلفِ آں یار (۳)

تمام بیت کا مفہوم سرائیکی کے ایک عارف کی زبان سے بھی ملاحظہ ہو۔

؎ جس دل اندر عشق نہ رچیا کتے اس تھیں چنگے خاوندے در راکھی کردے عاجز بھکے ننگے!

جے لکھ زہد عبادت کریئے بن عشقوں کس کاری جاں جاں عشق نہ ساڑے تینوں تاں تاں نبھے نہ یاری

جنہاں درد عشق دا ناہیں کدھیں پان ٹٹ دیداروں جے رب روگ عشق والا دے لوڑ نہیں کوئی داروں (۴)

---

(۱) اِنَّ اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم ... تا ... وذالک فوز العظیم۔ (التوبہ - ۱۱۱)

(۲) ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اسفل سافلین (التین - ۵)

(۳) سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی۔ مکتوبہ از کتاب خانہ حکیم محمد رمضان پہاڑپوری

(۴) میاں محمدؒ۔ سیف الملوک۔ پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور۔

Marfat.com

ج - جیں دِل عشق خرید نہ کیتا سوئی خسرے مرد زنانے ہو (۱)

۵، خنسے خسرے ہر کوئی آکھے کون آکھے مردانے ہو (۲)

گلیاں دیوچ پھرن اربیلے جیوں جنگل ڈھور دیوانے ہو (۳)

مرداں تے نمرداں دی کل تداں پوسی باھو جداں عاشق بنہسن گانے ہو (۴)

لغت: خنسے: مخنث اربیلے: آوارہ

ڈھور: جانور، حیوان بنہسن: باندھیں گے

گانے: کلائیوں میں پھولوں کے کنگن - نشان شجاعت

ترجمہ: ۱- جس کے دل نے عشق (الٰہی) خرید نہ کیا وہ اگرچہ (بظاہر جنس وشکل میں) مذکر دکھائی دیتے ہیں) یا مؤنث (وہ تو سب فی الحقیقت مخنث یعنی) نامرد ہیں۔

۲- (جو طالبان مولیٰ نہیں ہیں) انہیں کون مرد (مولا) کہتا ہے بلکہ انہیں تو ہر (عارف) مخنث ونامرد ہی کہتا ہے۔

۳- (یہ مخنث طالبان دنیا) تو گلیوں میں ایسے آوارہ پھرتے ہیں جیسے کہ جنگل میں حیوانات جانور دیوانہ وار پھرتے ہیں۔

۴- مردان (خدا) اور نامردان (طالب دنیا) کا پتہ تو تب لگے گا جب (قیامت کے دن) عاشقان (ذات الٰہی) اپنے ہاتھوں کی کلائیوں پر (عروسی معرفت) کا کنگن (بطور نشان وصال و نشان شجاعت) باندھیں گے۔

---

(۱) ل

(۲) ل، ب، ہ، ۶

(۳) ل، ب، ۶، ذ

(۴) ل، ہ

Marfat.com

یہ بیت توحید الٰہی سے متعلق ہے "توحید الٰہی وہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ ازل الازال میں بوصف وحدانیت و فردانیت موصوف تھا اپنے آپ نہ کسی دوسرے کی توحید سے کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ والآن کما کان اور ابدالاباد تک اسی صف پر رہے گا۔ کلّ شیٔ ھالك الاّ وجھہٗ یعنی ہستی اشیاء ان کی ہستی میں آپ ہی نیست و نابود ہے یہ ایسی توحید ہے کہ نقصان سے بری ہے اور یہی توحید حق ہے" (۱)

تشریح: "جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ طالب الدّنیا مخنّثٌ وطالب العقبیٰ مؤنثٌ وطالب المولیٰ مذکّرٌ۔ یعنی دنیا کا طالب ہیجڑا ہے۔ عاقبت کا طالب عورت ہے۔ اور مولیٰ کا طالب مرد ہے۔ (۲)

گویا عاشق جو طالب مولیٰ ہے وہی مردانگی کے مقام کا اہل ہے۔ باقیوں کا شمار مونث و نامرد طبقہ سے ہے۔ حضرت سلطان العارفین صاف طور پر فرماتے ہیں کہ جو عاشقِ ذاتِ الٰہی نہیں وہ مرد کہلانے کا اور مرد کے مقام کا مستحق نہیں۔

پھر فرماتے ہیں" وہ لوگ سخت بیوقوف ہیں جو دن رات دنیا مردار کی طلب میں سرگرداں رہتے ہیں اور پھر اس کو فخر و عزت خیال کرتے ہیں اور معرفت الٰہی کی طرف رُخ نہیں کرتے۔ یہ لوگ مومن مسلمان کہلانے کے کیسے مستحق ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ڈھور ڈنگر سے بھی بدتر ہیں" (۳)

پھر فرمایا۔ "آدمی سب سے افضل ہے۔ کوئی چیز انسان کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتی۔ جو کچھ پیدا کیا گیا ہے سب انسان کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور آدمی اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور جو شناخت کی طلب نہیں کرتا وہ بمنزلہ حیوان ہے۔ اس کے بدلے جمادات اور نباتات یا اور قسم کے حیوانات پیدا ہوتے تو اور بہتر تھا۔ ان آدمیوں کی اوقات پر لعنت ہے جو کتّے، گائے اور بھیڑوں کی طرح ہیں۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اپنی بے وقوفی کے سبب قیامت

---

(۱) بشکریہ گل حسن شاہ۔ تذکرہ غوثیہ۔ ۱۸۸۴ء۔ ص ۱۴

(۲) سلطان باہو۔ اسرار قادری ص۱۲ ۔ ترجمہ اردو۔ ناشران چنن الدین۔ مطبوعہ ۱۹۶۳ء

(۳) سلطان باہو۔ امیر الکونین ص۱۰۷۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ (ہر آنکس عجب احمق اند۔۔۔ تا۔۔۔ بدتر از گاؤ شود باشند)

Marfat.com

کے دن دیدار الٰہی کے امیدوار بنتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ جو دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔ قولہٗ تعالےٰ من کان فی ھٰذِہٖ اعمٰی فھو فی الآخرۃ اعمٰی۔" (۴)

" وہ مردان خدا جو عشق الٰہی میں دنیا و عقبیٰ کے متاع اور حور و قصور کو ٹھکرا دیتے ہیں وہی تو حقیقتاً مقربین ہیں جن کے لئے قرآن حکیم میں بشارت ہے۔ فاما اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ۔ ترجمہ: پس جو اگر ہووے مقربوں سے پس راحت ہے۔ اور رزق ہے اور بہشت ہے نعمت کی"۔ (۵) یعنی مقربین کو بعد موت دخول جنّت اور دیدار الٰہی کی بشارت دی جا رہی ہے۔ رَوح و ریحان (راحت و روزی) مقربین کو لقائے الٰہی کے دیدار کے سوا کس چیز سے مل سکتی ہے؟ زندگی میں انہیں وجہ اللہ کی رویت تو حاصل تھی لیکن 'ذات اللہ' بالقائے الٰہی کا اشتیاق تھا۔ اضطرار تھا۔ موت کے وقت یہ اشتیاق و اضطرار بھی اپنے دیدار سے رفع فرماویں گے اور لا بدلہ من لقائی کا وعدہ پورا ہو جائے گا۔ (۶)

قرآن حکیم: وقالوا مالنا لا نرٰی رجالاً کنّا نعدھم من الاشرار۔ اتّخذنٰھم سخریًّا ام زاغت عنھم الابصار۔ اور کہیں (سردار قریش کے دوزخ میں) کہ کیا ہے ہم کو کہ آج نہیں دیکھتے ہم ان مردوں کو کہ دنیا میں کہتے تھے ہم اُن کو بُرے (یعنی بلالؓ، صہیبؓ اور عمارؓ) پکڑا تھا ہم نے ان کو دنیا میں مسخرے (دوزخ میں نہیں آئے) یا ٹیڑھی ہو گئیں ان سے آنکھیں ہماری (آثار میں لایا ہے کہ حق تعالیٰ اس فرقہ فقیروں کے کو فرماوے تو اوپر بالاخانوں بہشت کے کھلاتی دیویں تاکہ کافران کو دیکھیں اور حسرت ان کو زیادہ ہووے۔ (۷)

---

(۴) سلطان باہو۔ محکم الفقرار۔ ترجمہ اردو صـ ۲۳، ۲۴ ناشران چنن الدین مطبوعہ ۱۹۶۳ء

(۵) (الواقعہ۔ ۸۸ - ۸۹) قران مجید عکسی۔ مترجم: شاہ رفیع الدین۔ تاج کمپنی صـ ۶۴۶

(۶) ڈاکٹر میر ولی الدین۔ قرآن و تصوف صـ ۹۲

(۷) (پ ۳۲ - ع ۱۳) تفسیر موضح القرآن از شاہ عبدالقادر۔ مطبع ۱۳۵۸ ہجری۔ صـ ۸۱ - ۴۸۰

Marfat.com

ان مردان خدا کے لئے قرآنِ حکیم میں وارد ہوتا ہے ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت جنّٰتٍ تجری من تحتہا الانہار یحلون فیہا مِن اَساور مِن ذہب ولؤلؤا وَلِباسُہُم فِیہَا حَرِیرٌ ۔ بیشک خدا تعالیٰ لا دے گا جو ایمان لائے اور کام کئے ہیں اچھے، باغوں میں جو بہتی ہیں ان باغوں کے درختوں کے نیچے نہریں اور پہنا دیں گے ان باغوں میں لے جاکر کنگن ہاتھوں میں سونے کے اور موتیوں کے اور پوشاک ہوگی ان کی باغوں میں ریشمی باریک تحفہ کپڑوں کی (۸)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے قرآن حکیم۔ جنت عدن یدخلونہا یحلّون فیہا من اساور من ذہب ولؤلؤا ج ولباسہم حریرٌ ۔ ترجمہ، اور ان لوگوں کے لئے جاودانی جنتیں ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاویں گے اور ان کا لباس ریشمی ہوگا۔ (۹)

صاحب الفوائد الفواد نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن فقراء کو وہ درجے عطا ہوں گے کہ تمام خلقت اس بات کی آرزو کرے گی کہ کاش ہم دنیا میں فقیر ہوتے۔(۱۰)

---

(۸) (الحج - ۲۳) تفسیر موضح القرآن از شاہ عبدالقادر۔ مطبع ۱۳۵۸ ہجری ص۵۱۸ - ۴۸۰

(۹) (ناظر - ۳۳)

مزید دیکھئے (پ ۲۹ - ع ۱۹) "اور پہنائے جاویں گے کنگن چاندی کے اور پلاوے گا ان کو رب ان کا شربت پاکیزہ"۔ قرآن مجید

(۱۰) فوائد الفواد۔ ملفوظات نظام الدین اولیاء۔ ص ۲۱۲

Marfat.com

ج جیں دینہہ دائیں در تینڈے تے سجدہ صحی ونج کیتا ہو (۱)

۵۸ اس دینہہ دا سر فدا اتھائیں میں بیا دربار نہ لیتا ہو (۲)

سر دیون سرّ آکھن ناہیں اساں شوق پیالا پیتا ہو (۳)

میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں عشق سلامت کیتا ہو (۴)

لغت : دینہہ : دن تینڈے : تیرے

اتھائیں : اسی جگہ پہ سر : سر

سرّ : راز سرّ آکھن ناہیں : راز ظاہر نہیں کرتے۔

اساں : ہم نے

ترجمہ : ۱۔ (اے محبوب حقیقی) جس دن کا میں نے تیرے آستانہ پر صحیح سجدہ آکر کیا ہے (یعنی جب سے مقام عبد و معبودیت سے لطف اندوز ہوا ہوں)

۲۔ اس دن کا (میرا) سر (اسی آستانہ حقیقی پہ) فدا ہے اور میں نے کوئی اور دربار (وہم و گمان میں بھی) نہیں لایا۔

۳۔ (عارفان ذات) سر دے دیتے ہیں (لیکن محبوب کا) راز نہیں کہتے۔ ہم نے بھی (ایسا ہی) شوق کا پیالہ پیا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ میں (ان عارفان ذات) کے قربان جاؤں جنہوں نے محو عشق ہو کر اسرار معرفت بھی راز عشق ذات) کو سلامت (اور محفوظ) رکھا۔

---

(۱) ع، ذ، ب د (۲) ع، ذ، ف، ش، ب د،

(۳) ع، ف، ش = ب د میں یوں ہے ع : سرآکھن سر دیون ناہیں اساں شوق پیالا پینا

(۴) ع، ذ، ش، ف = ب د میں (کیتا) کی بجائے (پیتا) ہے۔

Marfat.com

تشریح : بیت میں فقر شبیری کا بیان ہے۔ اس میں آستان گاہ محبوب پر عاشق کی فداکاری اور سرفروشی کا اظہار ہے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ جب سے محبوب حقیقی کے آستان قدس پر سجدہ ریز ہوا اس وقت سے میرا سر وہیں کا ہو رہا ہے۔

؎ صائب زکوئے عشق بجائی نمیروم
چوں کعبہ قبلہ گاہ من آن آستانہ است (۱)

حافظ بھی کہتے ہیں ؎

بر دوختہ ام دیدہ چو بازار ہمہ عالم تا دیدۂ من بر رُخ زیبائے تو باز است (۲)

محبوب کے آستانہ پر جس نے محبت و معرفت کا جام پی لیا وہ پھر محبت کا راز اپنے سینہ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیتا ہے۔ اس راز کو تو فاش نہیں کرتا مگر اس کے لئے اپنا سر قربان کر دیتا ہے ؎

سر داد نداد دست در دستِ یزید حقّا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ (۳)

بیت کے آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ اُن کے قربان جائیے جنہوں نے سر تو قربانِ گاہِ جاناں میں پیش کر دیا مگر سرّ الٰہی ظاہر نہ کیا۔ اور اس طرح سے عشق و محبت کو ہمیشہ کے لئے سلامتی بخش دی۔ گویا ان کو عشق نے منزل مقصود تک پہنچایا۔ اور انہوں نے ہر حال میں عشق کو سربلند رکھا ؎

بنا کردند رسمِ خوش بخاک و خون غلطیدن
خُدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را (۴)

---

(۱) صائب تبریزی ۔کلیات صائب تبریزی ۔ مرتبہ آقائی امیری فیروز کوہی ص ۲۶۸

(۲) حافظ شیرازی ۔کلیات حافظ شیرازی ۔تہران ۱۳۲۸ ش ۔ص ۵۰

(۳) معین الدین چشتی اجمیریؒ ۔ بشکریہ اسرار و رموز مصنفہ اقبالؒ

(۴) مولانا گرامی نام مولوی غلام قادر

Marfat.com

ج جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جاں پلیتی ہو (۱)

۵۹ ہک بتخانیں جا واصل ہوئے ہک خالی رہے مسیتی ہو (۲)

عشق دی بازی انہاں لئی جنہاں سر دتیاں ڈھل ناں کیتی ہو (۳)

ہرگز دوست نہ ملدا باھو جنہاں ترٹّی چوڑ نہ کیتی ہو (۴)

لغت : بن : سوائے، بغیر ماہی : دوست، محبوب۔

ترجمہ: ۱۔ (اے سالک) تقدس تو وہ ہے جس میں محبت، اطاعت اور حضوری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل ہو۔ لہذا) محبوب پاک (محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی (حضوری) کے بغیر جو بھی (اعمال افعال اور مراتب) پاک و مقدس (دکھائی دیتے ہیں) وہ سب (ناشائستہ اور) ناپاک سمجھئے۔

۲۔ ایک تو وہ ہیں (جنہیں حضوری حضور پاک حاصل ہے) وہ بتخانہ میں رہتے ہوئے بھی واصل (بحق) ہوئے۔ اور ایک وہ ہیں (جنہیں حضوری محبوب پاک حاصل نہیں) (وہ تمام عمر زہد و عبادت اور) مساجد میں بسر کرکے بھی (معرفت حق) سے خالی رہ گئے۔

۳۔ بازی عشق تو ان (عارفان حق) نے (جیت) لی جنہوں نے (مال و متاع ننگ و ناموس تو درکنار) اپنا سر تک قربان کرنے میں دیری نہ کی۔

۴۔ اے باہو۔ (وصال حق کے لئے متاع دارین کی قربانی لازم ہے) (اس لئے) (جنہوں نے اپنا سب کچھ راہِ حق میں) برباد نہ کردیا اسے ہرگز (وصال) محبوب حاصل نہیں ہوتا۔

---

(۱) ع، ل، ش، ذ، و۔

(۲) ل، ع، ف، ش،

(۳) ۵، ۸، ک

(۴) ۸

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں جو پاکیزگی محبوب کی رضا کے بغیر ہے وہ کوئی پاکیزگی نہیں کہلائی جا سکتی بلکہ ناپاکی تصوّر ہوگی۔ جس طرح طریقہ مسنونہ کے مطابق وضو کئے بغیر ہم چاہے سارا دن دریا میں غسل کرتے پھریں مگر نماز کے لئے کبھی پاک و صاف نہیں سمجھے جا سکتے۔ اس کے برعکس ہماری ایسی ناپاکی جو رضائے محبوب کے لئے ہم سے واقع ہوتی ہو مکمل پاکیزگی کا درجہ رکھتی ہے۔ مثلاً خون پلید ہے لیکن شہید جو خدا اور رسول کی محبت میں تہ تیغ ہوتا ہے۔ اس کا خون اس قدر پاک ہے کہ اُسے پانی سے دھونا بھی منع ہے۔

؎ خون شہیداں ز آب اولیٰ تر است ایں خطا از صد ثواب اولیٰ تر است (۱)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا وصال ضروری نہیں کہ مسجد یا کعبہ میں ہی ہو بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس ذات بے نیاز کا وصال بت خانے میں ہی ہو جائے۔

؎ کدی گنگے ونجاں کدی مکے او ہے ہر جا یار تھیا پکے او
گیا وہم خیال تے شکے او سو ہنیں یار اساکوں مسرور کیتا (۲)

؎ حسن زبصرہ بلال از حبش صہیب از روم۔
ز خاک تکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبیست (۳)

دراصل راہِ عشق میں کسی کی شستگی و پاکیزگی اور شب و روز مساجد میں نوافل کام نہیں دیتے بلکہ اس راہ میں تو بغیر تامل سر دینا پڑتا ہے۔ یہ فداکاری اگر موجود ہے تو جاں نثار کی ناپاکی بھی پاکی میں شمار ہوگی۔ اور وہ چاہے تمام عمر بت خانے میں گزارے مگر قربِ خداوندی کا لائق گردانا جائے گا۔ آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ جس نے اپنا جان و مال اور سب کچھ

---

(۱) [illegible]

(۲) سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام۔ لاہور۔ ۱۹۶۲ء ص ۱۳۳

(۳) حافظ شیرازی

Marfat.com

محبوب کی راہ میں برباد نہ کیا وہ کیونکر وصال محبوب حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے:

جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا گویا اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔ (۴)

؎ فنا کن خویش را در راہِ جاناں

چہ کار آید ترا ایں درم و دینار (۵)

اسی ضمن میں عطارؒ نے فرمایا ؎

مرد کار افتادہ باید عشق را

مردم آزادہ باید عشق را (۶)

پھر فرمایا ؎

سائلی گفتش کہ اے آشفتہ کار عشق چہ بود سرّ ایں کن آشکار

گفت آں باشد کہ صد عالم متاع جملہ بفروشی برائے یک فقاع

تا چنیں کاری نیفتد مردرا اوچہ داند عشق را او دردرا (۷)

مزید شرح کے لئے دیکھئے حصہ پ بیت ۳۸ اور حصہ و کا بیت ۱۹۱۔

---

(۴) من عرف نفسہٗ بالفنا وفقد عرف ربّہٗ بالبقاء (بشکریہ سلطان باہو۔ اسرار قادری ترجمہ: اردو۔ چنن الدین لاہور ۱۹۶۳ - ص ۳۸)

(۵) سلطان باہو - دیوان باہو: مرتبہ چنن الدین لاہور ۱۹۵۵ء غزل ۲۵ - ص ۱۶

(۶) فریدالدین عطار - منطق الطیر مرتبہ: شیخ مبارک علی لاہور ص ۲۵۹

(۷) 〃 〃 〃 ص ۲۶۰

Marfat.com

ج جو دم غافل سو دم کافر اسانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو (۱)

سُنیا سخن گیاں کھُل اکھیں اساں چت مولا وَل لایا ہو (۲)

کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ہو (۳)

مرن توں اگے مرگئے باھو تاں مطلب نوں پایا ہو (۴)

لغت : چت : دل ، دھیان

وَل : کی طرف

ترجمہ : مجھے مرشد (کامل) نے یہ تعلیم دی کہ جو دم (ذکرالٰہی) سے غافل ہے وہ دم (بوجہ غفلت وترک ذکر) کافر ہے۔

۲- (جب میں نے مرشد کا یہ) فرمان سنا تو (میری) آنکھیں (خواب غفلت سے) بیدار ہوگئیں اور (میں نے اپنا) دل اور مکمل دھیان مالک (حقیقی) کی (یاد اور ذکر) میں لگا لیا۔

۳- (اس راہ سلوک میں) میں نے ایسا عشق (حقیقی پایا کہ) اپنی جان (اور حب ماسوی اللہ) اپنے مالک (حقیقی) کے حوالہ کر دیا۔

(۴) اے باہو۔ جو (موت ظاہری) سے پہلے ہی (اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر گئے۔ اور جان سے دستبردار ہوکر مرگئے۔ وہی اپنے مطلب (معرفت) کو پا گئے۔

---

(۱) ۵، ۶، ف، ذ، ش

(۲) ۵، ۶، ف، ذ، ش

(۳) ۵، ۶، ذ، ف

(۴) ۶، جاں میں (نوں) کی بجائے (نیز نہہ) ہے

Marfat.com

تشریح : حق تعالیٰ سے فرمان منقول ہے " اے میرے بندے میں تیرے گمان کے قریب ہوں حال یہ ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ جب تُو مجھے پکارتا ہے میں تجھے آواز دیتا ہوں یعنی بندہ خدا سے بھی خدا ہی کو چاہتا ہے۔ اب اے میرے عزیز! طاعت باطن یہی ہے۔ پس مرید کو چاہیئے کہ اپنے دل کی صفائی تصفیہ کے لئے کسی لمحہ حق تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ اسی لئے زندگی کے ان سانسوں کو اس فانی جسم میں اہمیت حاصل ہے۔ ہر سانس اپنے ساتھ عمر کا موتی لے جاتا ہے جس کی قیمت دونوں جہان کا خراج ہی ہو سکتا ہے "

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاذکرونی اذکرکم۔ پس مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا۔ جب بندہ اس حد تک یادِ حق میں محو ہو جائے تو وہ خود کو فانی شمار کرتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کو باقی۔ کیا خوب ہے۔ وہ باقی۔ کہ فانی کے قالب میں جاگزین ہوتا ہے " (۱)

حدیث : کل نفس یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میت۔ یعنی جو دم ذکرِ الٰہی کے بغیر لیا جائے وہی مردہ ہے۔ (۲)

حدیث : مثل الذی یذکر ربّہ والذی لا یذکر مثل الحیّ والمیت۔ یعنی جو چیز یادِ خدا سے تہی بنائے وہی تیرے لئے بُت ہے۔ (۳)

حدیث : مثل الذی یذکر ربّہ والذی لا یذکر مثل الحیّ والمیت یعنی ذاکرِ حق اور غافلِ ذکرِ الٰہی کی مثال فی الحقیقت زندہ اور مُردہ کی سی ہے۔ (۴) اس امر کو سمجھنے کے بعد فقیر زندگی میں اپنی جان اور اس کے لوازمات رب تعالیٰ کے حوالہ کر دیتا ہے۔ سیدنا غوث الاعظم فرماتے ہیں " جب تک پہننے کا حکم نہیں ملتا ہے نہیں پہنتا ہوں۔ جب تک کھانے کا حکم نہیں ملتا ہے نہیں کھاتا ہوں۔ جب تک بولنے کا حکم نہیں ملتا ہے نہیں بولتا ہوں " (۵)

---

(۱) حضرت بدرالدین مسعود ابن سلیمان بن ابی بکر عرصلاح۔ رسالہ گنج الاسرار۔ لشکریہ "مجدالرحیم"۔ حیدرآباد سندھ جولائی اگست ۱۹۶۸ء۔

(۲) لشکریہ سلطان باہو۔ شمس العارفین۔ ترجمہ اردو ص ۹۔ ناشر ان چنن الدین۔ مطبع ۱۹۶۶ء

(۳) سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ ناشر چنن الدین ۱۹۶۶ء۔ ص ۵۔

(۴) لشکریہ ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفتح ربانی۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۱۰

(۵) عبدالقادر جیلانیؒ۔ غنیۃ الطالبین۔ جلد اول۔ ترجمہ اردو۔

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں " فقرا نے اپنی جان خدا تعالیٰ کے حوالے کی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ اگرچہ مرجاتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں مردہ نہیں ہوتے " (۶)

جب سب کچھ خدا تعالیٰ کے حوالہ ہو جاتا ہے تو اسکی جملہ حرکات وسکنات اپنی طرف سے نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے وہ خود تو زندگی میں ممات کے مقام پر ہوتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ " فقیر کا پہلا مرتبہ موتوا قبل ان تموتوا۔ مرنے سے پہلے مرجاؤ" ہے۔ اور یہ بات اسم اللہ ذات کی توحید کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ اپنے احوال ومقامات کو اپنی زندگی میں دیکھ لیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ موتاً وّلاحیاتاً وّلا نشوراً (پ ۱۸- ع ۱۶) موت کو اور نہ زندگی کو اور نہ پھر اُٹھنے کو۔ کیونکہ وہ ممات کے درجوں کو زندگی ہی میں طے کر لیتا ہے " (۷)

پھر فرمایا " مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ یہ ہے مراتب کشف کی۔ ذاکر کا وجود زندہ مردہ ہو جاتا ہے اور مردہ زندہ ہوجاتا ہے۔ ذاکر ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ ذاکر اسرار ربانی مشاہدہ پروردگار رہے " (۸)

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے " جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور ہجرت کی اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے، بڑے ہیں درجے میں نزدیک اللہ کے اور یہ لوگ وہی ہیں مراد پانے والے " (۹)

یہ بیت توحید معرفت سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصہ ۱ کے بیت ۸ کی شرح میں بیان ہو چکی ہے۔

---

(۶) (فقرا) خود را بخدائی خود سپردہ اند اگرچہ مردہ اند نمردہ اند (سلطان باہو۔ عین الفقر حصہ دوم شرح نظام الدین صہ ۲۲)

(۷) سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ صہ ۲۶۔ ترجمہ اردو۔ ناشران چنن الدین۔ مطبوعہ ۱۹۶۳ء

(۸) سلطان باہو۔ توفیق الہدایت صہ ۵۲۔ ترجمہ اردو۔ ناشران چنن الدین۔ مطبوعہ ۱۹۶۸ء۔

(۹) التوبۃ۔ ۲۰، قرآن مجید نکسی مترجم۔ شاہ رفیع الدین تاج کمپنی صہ ۲۲۹۔

Marfat.com

ج جتھّے رتی عشق وکاوے اوتھے منّاں ایمان دویوے ہو (۱)

۶۱ کتب کتاباں ورد وظیفے اوتر چا کچیوے ہو (۲)

باجھوں مرشد کجھ نہ حاصل توڑے راتیں جاگ پڑھیوے ہو (۳)

مریئے مرن تھیں اگے باھو تاں رب حاصل تھیوے ہو (۴)

لغت : وکا دے : بکے ،فروخت ہو

منّاں : کئی من دویوے : دے دینا چاہیئے۔

اوتر : زائد

ترجمہ: ۱- (اے درویش) (جس درگاہ عالیہ میں) ایک رتی (کے مقدار میں) عشق فروخت ہوتا ہو (میسّر ہو) (تو اس کے عوض) کئی من (متاع) ایمان دے دینا چاہیئے۔

۲- (اس حصول عشق کے سودا میں علم وفضل کی) کتابیں اور ورد و وظائف (کا ثواب بھی) زائد ادا کر دینا چاہیئے۔

۳- (اے طالب) اگر تو (زندگی کی) تمام راتیں (عبادت میں) جاگتے (اور ورد و وظائف پڑھتے گزار دے تب بھی بغیر (نظر) مرشد (کامل) (اسرار معرفت) کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

۴- اے باہو۔ موت سے پہلے ہی (نفس اور خواہشات نفس) (کو مار کر) مر جانا چاہیئے۔ تب (معرفت) رب (تعالیٰ) حاصل ہوتی ہے۔

---

(۱) ۷، ۵

(۲) ۷، ۵، ۶ = ب ل میں (کچیوے) کی بجائے (چکیوے) ہے

(۳) ۷، ۵، ۶، ذ، ف

(۴) ۷، ۶، ف، ذ۔

Marfat.com

تشریح: عشق ذات اصل سرمایہ ہے اور یہی ایمان کامل کا مقصود ہے۔ اس کے حصول کے لئے ایمان کا سرمایہ صرف کیا جائے۔ عشق کا بھاؤ اتنا تیز ہے کہ اس کی رتی بھر مقدار کے حصول کے لئے ایمان کامل کے منوں کے حساب میں ڈھیر لگانے پڑتے ہیں۔

اسی ضمن میں خواجہ حافظ شیرازی کیا خوب فرماتے ہیں ؎

فدائے پیرہن چاک ماھرویاں باد ہزار جامۂ تقویٰ و خرقۂ پرہیز (۱)

یعنی محبوب کے چاک پیرہن پہ ہماری پرہیزگاری کے ہزاروں خرقے اور لبادے قربان جائیں۔

اور حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

گرو باید مصلی را بدست آور قدح می را مصفّا کن دل و جاں را مشو خود مرد فرزانہ (۲)

یعنی جائے نماز کو شراب (معرفت) کے پیالہ کے بدلے میں گروی رکھ دیا جائے اور اُس پیالہ سے دل و جاں کو پاک و شفاف کر دینا چاہیئے (شراب معرفت کا خمار حاصل کر کے) (عقل) کی فرزانگی کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

اس کے بعد حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں انانیت کا مذکورہ سامان ترک کر دینے اور یکسوئی اختیار کرنے کے ساتھ مُرشد کامل کی نگاہِ کرم کا طلبگار رہنا چاہیئے۔ اسی ضمن میں ایک مقام پر حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "واضح رہے کہ وسیلہ فضیلت سے بہتر ہے۔ کیونکہ گناہ کرتے وقت نفس کو اگر قرآن و حدیث کی فضیلت دوزخ کے خوف، بہشت کی لذت، مسائل فقہ، خدا سے ڈرنے، آنحضرتؐ کی شفاعت، روزِ جزا کے عذاب اور صراط وغیرہ تمام احوال کا علم بھی ہو تو گناہ سے باز نہیں رہ سکتا۔ لیکن اگر اسوقت بطور وسیلہ شیخ کا نام لے کر فریاد کرے تو نفس گناہ سے باز آجاتا ہے۔ اور قہرِ الٰہی سے ڈر جاتا ہے۔ پس وسیلے کا مُرشد فضیلت کے مرشد سے بہتر ہے" (۳)

"امام وہاب الدین شعرانی (۴) نے کتاب انوار قدسیہ میں شیخ کامل کی پیروی کو واجب ثابت کیا ہے۔

---

(۱) حافظ شیرازی۔ کلیات خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی بخط علی شاہمیری۔ مطبوعہ تہران ۱۳۲۸ شمسی۔ صد ۱۴۹

(۲) سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی۔ غزل نمبر ۵۔ صد ۳۔ ناشران چنن الدین۔ مطبوعہ ۱۹۵۵ء

(۳) بدانکہ وسیلت بہتر..... تا... بہتر است از فضیلت (سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ صد ۱۳ مکتوبہ ۱۳۰۶ ھ)

(۴) عبدالوہاب بن احمد بن علی (ابو محمد)، ۸۹۸ ھ۔ ۹۷۳ ھ (الاعلام جلد ۴ ص ۳۳ و ہدیۃ العارفین جلد ۱ ص ۶۴۱)

بشکریہ نور سلطان القادری۔ مقالہ غیر مطبوعہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت۔ ص ۳۴

Marfat.com

وہ لکھتے ہیں کہ اندرونی نجاستوں کا دور کرنا واجب ہے۔ پس اس کے لئے دور کرنے کا طریق بھی حاصل کرنا واجب ہوگا۔ جس سے وہ دور ہو سکیں۔ اور سوائے اتباع شیخ کامل کے اور کوئی طریق نہیں پھر لکھتے ہیں، ولو تکلف لا ینفع بغیر شیخ ولو حفظ الف کتاب۔ یعنی آدمی اگر خود بخود اپنی اصلاح کرنے لگے تو اسے کچھ فائدہ نہ ہوگا اگرچہ ہزاروں کتابیں حفظ کر لے۔" (۵)

"**قولہ تعالیٰ**: یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو طرف اس کے وسیلہ اور محنت کرو بیچ راہ اس کے تو کہ تو فلاح پاؤ۔" (۶)

"**حدیث**: لا دین لمن لا شیخ لہ ومن لا شیخ لہ فلہ شیطان۔ یعنی جس کا رہبر نہیں اس کا دین کامل نہیں اور جس کا رہبر نہیں ہوتا اس کا ابلیس شیخ بن جاتا ہے۔ پیری مریدی۔ مرشدی طالبی۔ عظیم سر اسرار ہے۔" (۷)

آخر میں یہ حقیقت واضح فرماتے ہیں کہ محبوب غنی جل شانہ کے سامنے فقیر ہونا پڑتا ہے اور فقیر کو زندگی میں ہی ممات کے تمام مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ جب اپنی جان۔ آن بان اور ننگ و نام سے ذات فقیر فقیر محض ہو جاتا ہے تو وہاں اور اس موقعہ پر ہی حصول رب غنی ہوتا ہے۔ جب جسم و جان کو فقر کی فنا حاصل ہوتی ہے تو رب باقی سے فقیر کے ہاں بقا کے اسرار کھلتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "کوئی شخص فقر کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک وہ اپنا سر نہ کاٹ دے یعنی رضائے محبوب میں اسقدر گم ہو جائے کہ عاشق کو زندگی میں موت حاصل ہو۔ (۸)

یاد رہے یہ بیت توحید معرفت کے مرتبہ توحید صفات کی خبر دیتا ہے۔ یہ علم قلب ہے عبارت میں نہیں آ سکتا۔ اور جو شخص گمان کرے کہ یہ علم کتابوں سے پورا ہو سکتا ہے وہ ناقص المعرفت ہے۔ علم صفات

---

(۵) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ ص ۱۶۶

(۶) المائدہ۔ ۳۵

(۷) قولہ تعالیٰ ... تا ... مرشدی طالبی عظیم سر اسرار (سلطان باہو۔ گنج الاسرار۔ مترجم ۳۰۶، ص ۲۱)

(۸) بیچکس بمرتبہ فقر ہرگز نمیرسد تا آنکہ سر بریدہ بی سر نمیشود (سلطان باہو۔ نور الہدیٰ ... ص ۹۵)

Marfat.com

عارفین کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتا البتہ جس نے توحید افعال کی طرف سے توحید صفات کی طرف ترقی کی ہے اسکی نسبت یہ توقع ہو سکتی ہے اگر خدا کو منظور ہو تو توحید ذات کا علم اس کو ہو جائے اور جو کوئی بغیر اس طریقہ کے مرتبہ ذات میں تکلف کرے گا وہ تشبیہ و الحاد میں جا پڑے گا اس واسطے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تفکروا فی خلق اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ تعالیٰ۔

اس مقام کے علم کا طریق تفکر فی الافعال اور نظر استدلال ہے کیونکہ افعال صفات سے صادر ہوتے ہیں اور وہ صفات کی رہنمائی کرتے ہیں جو قائم بالذات ہے "۔ (۹)

---

(۹) بشکریہ مولانا گل حسن شاہ : تذکرہ غوثیہ۔ ۱۸۸۴۔ ص ۳۹)

Marfat.com

ج جنگل دے وچ شیر مریلا باز پوے وچ گھر دے ہو (۱)

۶۲ عشق جیہا صراف ناں کوئی کجھ ناں چھوڑے وچ زر دے ہو (۲)

عاشقاں نیندر بھکھ ناں کائی عاشق مول نہ مردے ہو (۳)

عاشق جیندے تڈاں ڈٹھوسے باھو جداں صاحب اگے سر دھر دے ہو (۴)

لغت: مریلا : مارنے والا باز : ایک پرندے کا نام۔ شہباز، عقاب

پوے : پڑتا ہے۔ حملہ کرتا ہے۔ سوئی: وہی۔

نیندر : نیند کائی : کوئی۔

ترجمہ: ۱۔ (عشق بمصداق) مارنے والے شیر کے ہے (جو کہ جسم کے جنگل میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔ اور خواہشات کے گیدڑ اس کے سامنے دم نہیں مار سکتے) (یا بمصداق) شاہ باز کے ہے جو کہ دل کے گھر کے اندر بھی جھپٹے مارتا ہے (اور خناس پرندے سہم جاتے ہیں)

۲۔ عشق جیسا کوئی اور صراف نہیں ہے (جو کہ عاشق کے دل سے تمام کمزوریں کاٹ کر نکال دیتا ہے جیسا کہ صراف) سونے میں کچھ (ملاوٹ) کو باقی نہیں چھوڑتا۔

۳۔ عاشقان (ذات) کو (جو کہ محو تجلیات ہیں) نہ تو نیند (کی غفلت طاری ہوتی ہے اور نہ ہی انہیں کوئی) بھوک اور اشتہا باقی ہوتی ہے اور وہ ہرگز نہیں مرتے۔

۴۔ اے باہو۔ ہم عشاق کو تب ہی زندہ (جاوید) پاتے ہیں جب وہ صاحب (رب تعالیٰ) کے آگے (اس کی رضا پر راضی ہو کر) سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

---

(۱) ل، ب، ھ، ع، ذ

(۲) ھ، ل، ک

(۳) ا، ھ، ع، ذ، ش، ف۔

(۴) ا، ب

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین اس بیت میں عشق کو شیر اور شہباز سے تشبیہ دیتے شیر جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اور عشق جس انسان کے ہاں مسلط ہوجائے تو اس کی جملہ حرکات و سکنات اور خواہشات پر بادشاہ کی طرح حاکم ہوتا ہے۔ جس طرح شیر کے سامنے جنگل کا کوئی جانور سر نہیں اٹھا سکتا اسی طرح حضرت عشق کے سامنے بھی کوئی خناسی وسوسہ اور خواہشات بھی سر نہیں اٹھا سکتیں۔ شہباز کو لیجئے یہ بھی پرندوں میں بادشاہ کا مقام رکھتا ہے۔ گویا اس کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے بھی عشق کو حاکم کا مقام عطا فرمایا۔ شہباز کی پرواز بلند سے بلند تر ہوتی ہے اور عشق کی پرواز اور مطمح نظر بھی بلند سے بلند تر ہوتا ہے۔ شہباز کسی مُردہ شکار کو پسند نہیں کرتا خود شکار کرتا ہے اور اپنی روزی خود تلاش کرتا ہے۔ عشق بھی مردہ سفلی چیزیں پسند نہیں کرتا۔ اس کی پرواز بلند و بالا ہے۔ اپنی تلاش، غذائے رُوح اور حتیٰ کہ غذائے جسم ربِّ تعالیٰ سے حاصل کرتا ہے۔ شہباز بے خوف و خطر بلند پرواز اور عشق بھی بے خوف و خطر ماوٰی و دانیت سے بلند پرواز۔ یہی شیر اور شہباز میں اوصاف تھے جنہیں دیکھ کر حضرت سلطان العارفین نے عشق کے ساتھ یہ تشبیہات اور مماثلتیں پسند کیں۔

گویا مقصود یہ ہے کہ فقیر کے جسم و جان میں عشق کا اس طرح تسلط ہے جس طرح جنگل میں شیر اور ہوا میں شہباز کا ہوتا ہے۔ عشق نے فقیر کے جسم و جان کے گھر میں بھرپور حملہ کر کے نفس و خواہشات کا قلع قمع کر دیا ہے۔

عشق کی صناعی کے بارے میں حضرت سلطان العارفین ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔ "عارف فقیر صراف کی طرح ہیں۔ وہ باطنی صفائی کی وجہ سے نیک و بد کو نظر ہی سے پرکھ لیتے ہیں۔ جس طرح کہ صراف نگاہ سے سونا چاندی پرکھ لیتے ہیں" (۱)

پھر فرماتے ہیں "عشق بمنزلہ صراف کے ہے۔ کھرے کو کھرا اور کھوٹے کو کھوٹا کر دیتا ہے"۔ (۲)

---

(۱) فقیر عارف خدائی ..... تا با نظر صراف شناسد زر، سلطان باہو۔ امیر الکونین، صد ۳۰ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ)

(۲) عشق ہمچناں است چنانچہ صراف زر قلب را قلب کند و راست را راست (سلطان باہو۔ عین الفقر حصہ دوم شرح نظام الدین۔ صد ۸۳۔

Marfat.com

عشاق ذات کا تعلق حیّ و قیوم سے ہے غفلت کی نیند اور حیوانی خورد و نوش سے آزاد ہو کر رہتے ہیں۔ ان کا مطمحِ نظر دُنیا کا آرام اور خورد و نوش ہرگز نہیں۔ ان کا کھانا پینا چُونکہ لذتِ کام و دہن کے لئے نہیں اس لئے اُس خوراک کا شمار و تعلق عام حیوانی خورد و نوش سے ہرگز نہیں حضرت سلطان العارفین فقیر کو محض ایک مراقبہ خاص کے اثر میں فرماتے ہیں " واضح رہے کہ جو شخص خواب یا مراقبہ میں بہشت کے اندر آئے اور بہشتی کھانا کھائے اور عزبت کی ندی کا پانی پیئے اور حُورِ قصور کا تماشا دیکھے تو جب وہ خواب و مراقبہ سے باہر آئے گا اُسے عُمر بھر کھانے پینے کی ضرورت نہ رہے گی اور بھوک پیاس اُس کے وجُود سے دور ہو جائے گی اور عمر بھر اُسے نیند نہ آئے گی " (۳)

اور جب فقیر اپنے مالک حقیقی کے حضور میں فنا ہو جاتا ہے سر قربان کرتا ہے تو اُسے حیاتِ جاودانی کی بقا حاصل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں اور اُس کی راہ میں سر دینے والوں کے لئے قرآن حکیم میں وارد ہوتا ہے۔

" اور مت کہو واسطے ان لوگوں کے کہ مارے جاتے ہیں۔ بیچ راہ اللہ کے مردے ہیں، بلکہ زندہ ہیں۔ اور لیکن نہیں تم سمجھتے " (۴)

پھر فرمان الٰہی ہوتا ہے " اور مت گمان کر ان لوگوں کو کہ مارے گئے بیچ راہ اللہ کے مُردے بلکہ زندہ ہیں نزدیک رب اپنے کے رزق دیے جاتے ہیں " (۵)

---

(۳) سلطان باہو۔ شمس العارفین۔ ترجمہ اُردو۔ صفحہ ۴۰۔ ناشران چنن الدین۔ مطبوعہ۔ ۱۹۶۶ء

(۴) (البقرۃ - ۱۵۴)

(۵) (آلِ عمران - ۱۶۹)

Marfat.com

ج جنہاں عشق حقیقی پایا موہوں نہ کجھ الاون ہو (۱)

۶۳ ذکر فکر وچ رہن ہمیشاں دم نوں قید لگاون ہو (۲)

نفسیٔ قلبیٔ روحیٔ سرّی خفی اخفیٰ ذکر کماون ہو (۳)

میں قربان تنہاں توں باھو جیہڑے اکس نگاہ جواون ہو (۴)

لغت: موہوں : منہ سے۔

الاون : بولتے ہیں۔

جواون : زندہ کرتے ہیں۔

اکس : ایک۔

ترجمہ: ۱۔ جن (عارفان سالک نے) عشق حقیقی پالیا وہ منہ سے کچھ نہیں بولتے۔ (ان پر خاموشی طاری ہو جاتی ہے)

۲۔ (وہ عارف تو) ہمیشہ ذکر فکر میں (مستغرق) رہتے ہیں۔ اور (اپنے ہر) دم یعنی سانس کو (ذکر اللہ کی) قید لگا دیتے ہیں۔ (ان کا کوئی دم ذکر اللہ کے بغیر خارج نہیں ہوتا)

۳۔ (وہ عارف تو دن رات مختلف لطائف) سرّی، روحی، قلبی، خفی، اخفی (اور سلطان الاذکار) کے ذکر کی کمائی کیا کرتے ہیں۔

۴۔ اے باہو۔ میں ان (عارفان کامل) کے قربان جاؤں جو کہ ایک نگاہ سے (مردہ دلوں کو) زندہ کر دیتے ہیں۔

---

(۱) ب، ۵، ۶، ذ (۲) ب، ۵، ۶، ذ

(۳) ا ک، ۵ (نوٹ) تزکیہ نفس کے اذکار کی یہی ترتیب شرح تزکیہ نفس کے بیان میں کتاب اسرار قادری من تصنیف حضرت سلطان باہو۔ ترجمہ اردو صفحہ ۴۶ تا ۵۰۔ ناشران پیر محمد دین۔ طبع [illegible]

(۴) ۶۔ ا ج، ف، [illegible]

Marfat.com

یہ بیت توحید معرفت کے مرتبہ توحید صفات سے متعلق ہے۔ توحید معرفت بمرتبہ صفات کی تفصیل حصہ ج کے بیت ۶۱ میں بیان ہو چکی ہے۔

تشریح: "من عرف ربہٗ فقد کلّ لسانہٗ - جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اُس کی زبان گنگ ہو گئی"۔ (۱) جب یہ حالت ہو تو پھر عارف باللہ کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ (۲) اسی مقام کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

برخش زیبا چو دیدم نقش و خال　　بازماندم ماورائش قیل و قال (۳)

یعنی محبوب کے حسین چہرہ کے جب خد و خال پر نگاہ پڑی تو میں سب کچھ بھول بیٹھا اُس کا رخ تو، قیل و قال سے بہت بلند ہے۔ بھلا انسانی زبان کیونکر اُس محبوب حقیقی کی صفات ذاتی بیان کر سکے۔ جب ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو سالکان راہ محبت ذکر و فکر میں محو ہو کر اپنے دم کو بطریق خاص نگرانی میں رکھتے ہیں۔ "انسان کو حق تعالیٰ نے اپنی حقیقت کا نمونہ بنایا ہے اور اس کے اندر لطائف ستہ پیدا فرماتے ہیں اور اسے اپنی جمالی و جلالی صفتوں سے نواز کر سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اور تمام نیکیوں اور سعادتوں کا منبع گردانا اور اپنے نور سے منور کیا۔ نور ذات وہ نور ہے کہ اس کا بیان مشکل و کیفیت بغیر نشان کے محال۔ البتہ بزرگانِ دین نے راسخ العقیدہ درویشوں کی تعلیم کے لئے چند علامتیں مقرر فرمائی ہیں۔ اگر ان علامتوں کو معمول بنایا جائے تو مقصود حاصل ہو سکتا ہے"۔ (۴) علامات کی تفصیل یہ ہے:-

"اوّل لطیفۂ نفسی: اسم اللہ کو ترہ سے کہ اسے لطیفۂ نفسی اور قلب نیلوفر کہتے ہیں اس طریق پر ملاحظہ کرے کہ وضو کرکے اور قبلہ رُو ہو کر سر کو مراقبہ میں جھکا کر ناف پر نظر رکھتے ہوئے نام پاک اللہ اللہ ناف سے ذرا اُوپر دل سے ذکر کرے اور زبان بند رکھے اور اندرونی آواز سے مشغول ہو۔ اور جیسا کہ استاد شاگرد کو تعلیم دیتا ہے سالک خود بھی ساتھ اللہ اللہ کرے اور یہ مراقبہ اس طریق پر ہو کہ فرشِ زمین سے عرش تک سوائے ذات اللہ کے اور کچھ اس کے خیال میں نہ آئے۔ یہاں تک کہ فیوض الٰہی

۱۔ لشکریہ سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اُردو۔ ناشران چنن الدین۔ ۱۹۶۸ء۔ صـ۹۷

(۲) سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اُردو۔ ناشران چنن الدین۔ ۱۹۶۳ء۔ صـ۳۸

(۳) سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی۔ نولکشور۔ ۱۸۷۵ء۔ ص ۴۔

(۴) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ اللفظ فخری۔ تلخیص۔ ص ۲۹۰۔

Marfat.com

اسے ڈھانپ لیں"۔

"دوم لطیفۂ قلبی : قلب بائیں پہلو میں ایک مخروطی اور انڈے کی شکل کی ایک چیز ہے جسے قلب صنوبری کہتے ہیں، اور وہ بائیں پستان کے نیچے ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ صبح اور دوپہر دن میں اور شام کو گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر زبان کو تالو سے لگا کر لفظ اللہ جو کہ باری تعالےٰ کی ذات اور صفات پر حاوی ہے سر نیچے کر کے قلب صنوبری پر ضرب دے اور اتنی ہی دیر تک یہ وظیفہ جاری رکھے کہ لفظ اللہ دل سے سُنا جا سکے ۔ مزید حقیقت طور قلب کے بارے میں غوث علی شاہ قلندرؒ سے حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کے خیالات میں ملاحظہ ہوں ۔(۵)

"سوئم لطیفہ رُوحی : لطیفۂ قلبی کی حقیقت کھل جائے تو درویش لطیفۂ رُوحی کی طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ یہ لطیفہ حامل انوارِ الٰہی ناختم ہونے والی تجلیات کی بنا ہے۔ اس طریقہ سے سالک کو چاہیئے کہ اپنی توجہ رُوح کی جگہ پر متوجہ کرے جو کہ دائیں طرف قلب کے سامنے داہنی پستان کے نیچے ہے۔ لفظ اللہ کو اندرونی آواز سے رُوح کو تلقین کرے۔ اور یہ اس طرح ہو کہ زبان کو مطلق اس کی خبر نہ ہو اور اتنا کھو جائے کہ عالم اجسام جبروت نظر نظر آئیں۔ اور رُوح کو کہ سبز رنگ کا ہے ملاحظہ کرے۔ جب سالک رُوح کو اس رنگ میں دیکھے تو یقین کرے کہ ذاتِ باری کا عکس رُوح پر پڑے گا اور تجلیات اس پر اس طرح وارد ہوں گی کہ اسے بیخود بنا دیں گی"۔

"چہارم لطیفہ سِرّی : درویش جب لطیفہ رُوحی سے کامل طور پر مستفیض ہو جائے اور اس طرح جان جائے جیسا کہ جاننے کا حق ہے تو اُسے لطیفہ سِرّی کی طرف توجہ کرنا چاہیئے یہ لطیفہ دونوں چھاتیوں کے درمیان واقع ہے سالک کو چاہیئے کہ وقت مراقبہ لفظ اللہ اللہ کو سینہ پر کہ لطیفہ سِرّی کی جگہ ہے۔ اس طرح لے جیسے جانوروں کو سکھایا جاتا ہے لیکن زبان کو بغیر ہلائے ہوئے محض اندرونی آواز کے ساتھ اس طرح ذکر میں مشغول ہو کہ فکر اور تصور میں ڈوب جائے اور ہر چیز سوائے اسکی یاد کے محو ہو جائے تجلیات کے رنگ ظاہر ہونے کے بعد اس لطیفہ کا رنگ سفید تجلیات میں وارد ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے عشق کی آگ ہر غیر خواہش کو جلا دے گی۔ اور جب مراد سے صدائی (انی انا اللہ) کہ میں خود خدا ہوں پیدا ہو گی"۔

---

(۵) گفت خوش سلطان با ہو این سخن — محو ہو شد رست چوں از خویشتن
جسم خود در اسم اللہ کن نہاں — چوں الف در بای بسم ای نور جاں
شو مراقب زاں سپس ای تیز ہوش — ہمچو گربہ بر سر سوراخ موش
غرق این دریا چو گردی لا تخف — نور سرخی آوری از وی بکف

(بشکریہ سید محمد حسن شاہ قادری ۔ تذکرہ غوثیہ ۔ سنہ ۱۸۸۴ء ۔ ص ۱۵۶)

Marfat.com

پنجم لطیفہ مخفی: بالالطائف کے بعد طالب لطیفۂ خفی کی طرف رجوع کرے۔ لطیفۂ خفی کا مرکز و مکان دونوں (حاجبین) جبڑوں کے درمیان ہے اور اس کو قلب عبریت اور قلب انوار بھی کہتے ہیں طالب کو چاہیئے کہ لفظ ہو کو دونوں ابروؤں کے درمیان سے اندرونی آواز کے ساتھ نیچے لے جائے جہاں کہ لطیفہ سری و نفسی ہے اور دہان و زبان کو اسکی مطلق خبر نہ ہو اور حاجبین کے درمیان سے بائیں طرف کھینچے اور لطیفہ سری کے درمیان لے جا کر لطیفہ نفسی پر پہنچائے یعنی ہو کو پیشانی کے اوپر سے تمام قوت سے نیچے کی طرف لائے۔ اور دوسری مرتبہ لفظ ہو کو دونوں حاجبین کے درمیان لمبا کر کے نیچے سے اوپر کو لے جائے اور اس طرح دیر تک یہ عمل دہراتا رہے اور بے کیف ذات مطلق کی تفتیش کرے اور نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجبین کے درمیان تلاش کرے۔ ذات اللہ اور نور رسول مقبولؐ کی مدد اور فیض چاہے۔ نیز چاہیئے کہ یہ بھی کرے کہ دونوں کانوں سے ہو کی آواز متواتر باہر آئے اور یہ آواز، آوازِ ذاتِ خدا ہو گی۔ اس لطیفہ کا رنگ بزنگ نور ہے۔ یہ نور خدا تعالیٰ کا نور ہوتا ہے۔ جو (چھ) طرفوں سے گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور اس طرح تصور کرے کہ اپنے جسم کو خود نور سمجھتے ہوئے اس نور میں داخل ہو جائے۔

ششم لطیفۂ اخفیٰ: لطیفۂ خفی کے بعد لطیفۂ اخفیٰ کی جانب توجہ کرنا چاہیئے۔ اس کا مکان و نشان ام الدماغ بیان فرمایا گیا ہے۔ قلب احمر اور قلب مدور بھی اسی کے نام ہیں اس موقع پر انوار و اسرار ام الدماغ سے ڈھونڈنے چاہئیں۔ طریقہ یہ ہے کہ جب لطیفۂ قلبی اور وہ انوار و اسرار جو اس میں پوشیدہ ہیں تجھ پر منکشف ہوں اور اللہ اللہ کی آواز جو کہ ذات کو پہنچاتی ہے قلب کے اندر سے ظاہر ہو اور حقیقت لطیفہ آدمی اور اس کے آثار انوار اللہ اللہ کی آواز روح کے مکان کے اندر سے ظاہر ہو اور کیفیات لطیفۂ نفسی مکمل طور سے تجھ پر اظہار کریں اللہ اللہ کی ندا لطیفۂ سری سے ہویدا ہو اور لطیفۂ سری بطور بیان معلوم و روشن ہو جائے تو طالب کے شایان شان یہ ہے کہ یہ آواز جو ان لطیفوں سے آتی ہے سب کو جمع کرے اور ہو کی صورت میں لا کر ام الدماغ کے اندر قلب احمر اور قلب بے رنگ اور قلب مدور بھی کہلاتا ہے اور گیارہواں دروازہ بھی اسے کہتے ہیں۔ ظاہر ہوئے عرش مجید پر لے جائے اور یہ تصور کرے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک [illegible] ذات الٰہی ہی ہو [illegible] ہے تمام موجودات عالم کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ ھو الاول والاٰخر والظاہر والباطن [illegible] اور اپنی ذات [illegible] کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں فانی [illegible] اور اپنے آ [illegible] ہوئے [illegible] ذات باری ہو [illegible] اور موجود جانے اور اس کو لطیفۂ اخفیٰ کے سامنے دیکھے [illegible]

Marfat.com

خداوندعالم اسی میں ہے۔ اگرچہ اس کا کوئی مکان نہیں لیکن کوئی جگہ اس سے خالی بھی نہیں "۔

نیز فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انا فی جسد بنی آدم قلب وفی قلب روح وفی روح نفس وفی النفس سر وفی السر خفی وفی الخفی اخفیٰ وفی الاخفیٰ انا۔ تحقیق فرزندِ آدم کے جسم میں دل ہے اور دل میں رُوح اور رُوح میں نفس اور نفس میں سر اور سر میں خفی اور خفی میں اخفیٰ اور اخفیٰ میں مَیں ہوں "۔ (۵)

قولہُ تعالیٰ: کہ اللہ تعالیٰ کو گڑگڑا کر اور خفیہ طور پہ یاد کرو (۶)، اسم اللہ ذات کے خُفیہ تصور سے وجُود میں غیر مخلوق نُور کے چودہ لطیفے پیدا ہوتے ہیں۔ خُفیہ ذاکر ہمیشہ معرفت توحید مع اللہ ہمیشہ قربِ حضور اور مجلسِ انبیاء و اولیاء کا ہم مجلس اور ہم سخن ہوتا ہے۔ اُسے اللہ تعالیٰ ہی مدِنظر اور منظور ہوتا ہے۔ خُفیہ ذکر میں تمام نیکیاں جمع ہیں "۔ (۷)

اور جو مردانِ کامل رب تعالیٰ کو ہر دم دل میں یاد کرنے کے جملہ اسرار پا گئے وہ اپنی ایک ہی نظر میں مردہ دل کو زندہ کر دیتے ہیں ؎

صائب جماعتے کہ بہ معنی رسیدہ است
تسخیرِ دِل بہ یک نگہ پاک کردہ اند (۸)

---

(۵) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ تلخیص ص ۲۹۰ تا ۲۹۶ نیز سلطان الاذکار کے اصوات کے لئے دیکھئے۔ داراشکوہ۔ رسالہ حق نما۔ ترجمہ اردو المعروف راہِ ہدیٰ۔ مطبوعہ حمیدیہ لاہور۔

(۶) (پ ۸-ع ۱۴) القرآن۔

(۷) قولہُ تعالیٰ ادعوا ربکم ... تا ... مجموعہ حسنات است (سلطان باہو۔ تیغ برہنہ۔ ص ۱۸۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

(۸) صائب اصفہانی محمد علی۔ وفات اصفہان ۱۰۸۰ھ

Marfat.com

ج جیوندے کے جانن سار موریاں دی سو جانے جو مردا ہو (۱)

۶۴ قبراں دے وچ اَن ناں پانی اتھے خرچ نہ وڑیندا گھردا ہو (۲)

اک وچھوڑا ماپیو بھائیاں دُوجا عذاب قبر دا ہو (۳)

واہ نصیب انہاندا باھو جیہڑا وچ حیاتی مردا ہو (۴)

لغت: جیوندے: زندہ سار: خبر، معلومات

ان: اناج، خوراک وچھوڑا: جدائی۔

ترجمہ: ۱۔ (حیات ظاہری میں) زندہ رہنے والے مرنے والوں کے حال کی کیا خبر جانیں (یہ حال تو صرف) وہی جانتا ہے جو مر جاتا ہے

۲۔ قبر میں تو کھانا (ملتا ہے) اور نہ پانی (میسر ہے) (موت کے سفر میں تو) گھر سے (یعنی حیات زندگی سے اعمال حسنہ اور ذکر الٰہی) کا متاع ذاتی ساتھ لے جانے کی ضرورت ہے۔

۳۔ (اس زندگی کو چھوڑتے وقت) ایک تو ماں باپ بھائیوں (اور جمیع لواحقین جن سے وابستگی ہے) ان کی جدائی (کا غم) اور دوسرا عذاب قبر (کا خوف ہوتا ہے)۔

۴۔ اے باہو۔ کتنا خوش نصیب ہے (وہ عارف کامل) جس نے (اس حیات ظاہری میں زندہ رہتے ہوئے) موت (نفس) حاصل کر لی۔

---

(۱) ذ، ل ف ش ع (۲) ذ، ہ، ش ف، ب د

(۳) ل ہ ش، ذ، ع = ب د میں (دوجا) کی بجائے (دُوا درج ہے

(۴) ہ

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ جس نے فقر فنا فی اللہ حاصل کر کے موتو قبل ان تموتو مرنے سے پہلے مرجاؤ (۱) کا مقام حاصل کر لیا اس نے گویا تمام عالم برزخ کی کیفیات کو بھی سمجھ لیا۔ کیونکہ مرنے کا معاملہ مرنے والا ہی سمجھ سکتا ہے۔ جیسے کہ مولانا جلال الدین رومی نے مثال دی کہ قیامت کو دیکھنا ہے تو خود پہلے قیامت ہو جاؤ۔ (۲)

آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ جو اس دنیوی زندگی میں اپنے نفس کو ہلاک کر کے گویا اسی دنیا میں یہاں کی لذات و خواہشات حرص و ہوا سے بلند ہو جاتے ہیں۔ ان کے نصیب بہت اچھے ہیں۔

بیت میں حضرت سلطان العارفین نے زندگی میں ہی مر جانے کی کیفیت کی اہمیت بیان فرمائی ہے کیونکہ فقیر پر اس حالت انتقال کا وارد ہونا لازمی امر ہے۔ لیکن جو فقر سے عاری ہو وہ اس لذت مرگ کو کیا سمجھے۔ انتقال احوال کے خیال کے ساتھ ہی حضرت سلطان العارفین قبر اور عالم برزخ میں پیش آنیوالے حالات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ جہاں پر اپنے ہی افعال و کردار کی کمائی کا ماحصل سامنے آتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوتا ہے دنیا آخرت کی کھیتی ہے (۳) اس کے بعد حضرت سلطان العارفینؒ طریقہ مسنونہ کے مطابق قبر کے عذاب کی طرف بھی توجہ دلا دیتے ہیں۔ جس کے لئے آیۃ کریمہ سے دعائے مسنونہ موجود ہے۔ (۴)

اسی ضمن میں میاں محمدؒ (۵) نے یوں اظہار کیا ہے ؎

مر کے جیون دی گل بھائی وسے کوئن زبانوں — بعث بعد الموت سخن دے معنی دور بیانوں
مر کے جیون دی گل چنگی سوجھائے جو کر دا — جس دے سر پر ورتی ہووے کم نہیں ہر ہر دا
اپنی موت حیاتی اندر جب لگ تیرا ڈیرا — اس منزل وچ کدھرے پووے گا نہ تیرا (۶)

---

(۱) بشکریہ سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور ۱۴۰۲ھ ص ۱۵

(۲) ؎ پس قیامت شو قیامت را ببیں — دیدن ہر چیز را شرط است ایں مثنوی رومیؒ

(۳) الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ بشکریہ سلطان باہوؒ، عقل بیدار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور ۱۹۷۰ء ص ۰

(۴) دعائے مسنونہ۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا (عذاب القبر وقنا عذاب الحشر وقنا) عذاب النار (۹۲۲)

(۵) مصنف کتاب معروف سیف الملوک۔ (۶) میاں محمد سیف الملوک۔ مرتبہ پنجابی اکیڈمی لاہور۔ ص ۳۹

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین نے ایک مقام پر حیاتی میں مرنے کی حقیقت واضح فرماتے ہوئے فرمایا۔
"طریقت میں ایک مرتبہ ہے جس میں ایک حال سے دوسرے حال میں آتے ہیں جس کو انتقال احوال کہتے ہیں اور وہ موتوا قبل ان تموتوا مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ دراصل انتقال سے مراد وہ وصال ہے جو فقرا اولیاء اللہ کو موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ بعض کا انتقال بذریعہ موت ہوتا ہے، بعض کا بذریعہ مراقبہ، بعض کا باعیان بعض کا بوسیلہ خواب اور بعض کا بوسیلہ خواب اور بعض کا بذریعہ استغراق۔ اولیاء اللہ ایک دم میں ہزارہا احوال سے آگاہ ہوجاتے ہیں، کبھی وہ لا الٰہ کے مرتبے میں ہوتے ہیں کبھی اِلَّا اللہ کے مرتبے میں، کبھی محمد رسول اللہ کے مرتبے میں اور کبھی نور حضورؐ کے مرتبے میں ہوتے ہیں۔ اس فانی وجود کا مرکز قبر میں انتقال ہونا اور بات ہے اور باتصور ذاتی اور باقرب انتقال اور ہے۔ اور نفس قلب اور روح اور سر کا انتقال اور ہے۔" (۷)

---

(۷) سلطان باہو۔ عقل بیدار۔ ترجمہ: چنن الدین لاہور۔ ۱۹۷۰ء ص ۶۴ تا ۶۵

Marfat.com

ج جیوندیاں مر رہناں ہووے تاں ویس فقیراں جیئے ہو (۱)

۶۵ جے کوئی سٹے گوڈڑ کوڑا وانگ اروڑی سہیئے ہو (۲)

جے کوئی کڈھے گالاں مہنے اس نوں جی جی کہیئے ہو (۳)

گلا اُلاہماں بھنڈی خواری یار دے پاروں سہیئے ہو (۴)

قادر دے ہتھ ڈورا ساڈی باھو جیوں رکھے تیوں رہیئے ہو (۵)

لغت : ویس: لباس۔ وانگ : مثل۔ اروڑی : کوڑا کرکٹ کا ڈھیر۔ مہنے: طعنے الاہماں: طعنہ۔ بھنڈی : بدنامی - جیوں : جیسے۔ تیوں : ویسے۔ جے: اگر سہیئے : برداشت کرنا چاہیئے۔

ترجمہ :۱۔ (اے درویش) اگر (موتوا قبل ان تموتوا کے مصداق) جیتے جی (عشق ذات) میں مرنے کی طلب ہو تو فقراء (حارفان ذات) کے لباس (میں ملبوس ہو کر) بیٹھ جانا چاہیئے۔

۲۔ (اس راہ سلوک میں فنائے نفس کے لئے ایسی محویت چاہیئے) کہ اگر کوئی (تم پر) کوڑا کرکٹ پھینکے تو (اسے بھی) گندگی کے ڈھیر کی طرح برداشت کر لینا چاہیئے۔

۳۔ اگر کوئی گالی گلوچ دے تو اس کو بھی جی جی کہنا چاہیئے۔

۴۔ (راہ عشق میں دنیا بھر کے) گلے، طعنے، بدنامی اور خواری سب (خوشدلی) محبوب (حقیقی) کے لئے سہنا چاہیئے۔

۵۔ اے باہو (ہماری) (باگ) ڈور تو اس قادر (مطلق) کے دستِ قدرت) میں ہے۔ وہ جس حال میں رکھے ویسے رہنا چاہیئے۔

---

(۱) ع، ش، ف (۲) ل، ذ

(۳) ع، ف، ذ، ل۔

(۴) ع، ع، ف، ذ، ل۔

(۵) ع، ف، خ ش

Marfat.com

یہ بیت توحید معرفت سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصہ ۱ کے بیت ۸ میں دیکھئے۔

تشریح :- فقیر کر موتوا قبل ان تموتوا کی حقیقی موت حاصل کرکے پوری طرح فقیری کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ وہ فقیری جس میں ذات خداوندی کے سوا کوئی غنی نظر نہ آئے۔ یہ تسلیم کرے کہ ملک وحکومت، افعال وصفات اور وجود اصل میں ہمارے لئے نہیں بلکہ حق تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔

قال اللہ تعالےٰ : واللہ الغنی وانتم الفقرآء ترجمہ : اور اللہ بے پرواہ ہے اور تم محتاج ہو (۱)

یاایتہا الناس انتم الفقراء واللہ ھوالغنی الحمید۔ اے لوگو تم محتاج ہو طرف اللہ کی اور اللہ وہی ہے بے احتیاج تعریف کیا گیا (۲)

تسلیم کرے کہ ملک وحکومت حق تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔

ان الحکم الا للہ - نہیں حکم مگر واسطے اللہ کے (۳)

ولم یکن لہ شریک فی الملک اور نہیں ہے واسطے اس کے شریک بیچ بادشاہی کے (۴)

لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض - واسطے اس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے (۵)

یہ فقر جس کی ہیئت اوپر بیان کی گئی ہے اگر اختیار کیا ہے تو یہ عشق الٰہی ہے اور اپنی ذات کی بقائے ذات کے لئے نفی ہے اور اس راہ میں پھر جو دنیوی اور اخروی مصائب درپیش ہوں انہیں بغیر کسی اعتراض وتذبذب کے برداشت کرنا ہوگا اور ماننا ہوگا کہ افعال کی تخلیق خدا تعالیٰ ہی کر رہے ہیں

واللہ خلقکم وما تعملون - اور اللہ نے پیدا کیا تم کو اور جو کچھ کرتے ہو تم - (۶)

---

(۱) (۲۶ ع ۸)

(۲) (فاطر - ۱۵)

(۳) (۱۳ ع ۷)

(۴) (۱۵ ع ۱۲)

(۵) (۳ ع ۱)

(۶) (۲۳ ع ۷)

Marfat.com

تسلیم کرلیا ہے کہ قل اللہ خالق کلّ شیئٍ وّھوالواحد القھّار۔ کہہ اللہ ہی ہے پیدا کرنیوالا ہر چیز کا۔ اور وہی ہے غالب۔ (۷)

بقول حضرت سلطان العارفین کے اس طرح برداشت کرو جیسے کوڑا کرکٹ کا ڈھیر ہر چیز کو برداشت کرتا ہے اور یہ سب کچھ حصول مقصد (رضائے محبوب کے لئے) برداشت کرنا ہوگا۔ اور مان لینا ہوگا کہ رضائے الٰہی ہمیں جس طرف موڑ رہی ہے ہم اسی طرف جارہے ہیں۔ کیونکہ ھوالحیّ القیّوم۔ وہ زندہ ہے۔ قائم رہنے والا ہے (۸)

علم و قدرت ان ہی کے۔ وھوالعلیم لقدیر۔ اور وہ ہے جاننے والا صاحب قدرت (۹)

ارادہ و مشیت ان ہی کے۔ وماتشاؤن اِلّاان یّشاءَ اللہ۔ اور نہیں چاہتے تم مگر یہ کہ چاہے اللہ۔ (۱۰)

سماعت و بصارت ان ہی کے۔ انّہٗ ھوالسّمیع البصیر۔ تحقیق وہ ہے سننے والا۔ دیکھنے والا۔ (۱۱)

امن یملک السّمع والابصار۔ فسیقولون اللہ۔ کون شخص ہے مالک سننے کا اور دیکھنے کا۔ پس البتہ کہیں گے اللہ۔ (۱۲)

جب ان تمام حقائق قرآنی کو فقیر راہ فقر میں تسلیم کرتا ہے تو دل و جان سے مان لینا ہے کہ ہماری ڈور قادر کریم کے ہاتھ میں ہے۔ اور رضائے الٰہی کو مانتے ہوئے اس کی مطابقت میں زندگی بسر ہوتی ہے۔

اس راہ عشق میں چاہے دنیا دار اور بے درد لوگ عاشق پر ٹھٹھا مذاق کرکے ہنستے ہی کیوں نہ رہیں وہ اس سے بے نیاز ہوکر اپنے آپ کو مالک کے حوالے کرچکا ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ تحقیق وہ لوگ جو گنہگار ہی تھے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہنستے "۔ (۱۳)

عاشق ان تمام مضحکوں اور خرابیوں سے بے نیاز ہوکر اپنی زندگی کی ڈور قادر مطلق کے حوالے کئے ہوتا ہے۔

---

(۷) (۱۳ ع ۸) (۸) (۳ ع ۹) (۹) (۲۱ ع ۹)

(۱۰) (۲۹ ع ۲۰) (۱۱) (۱۵ ع ۱)

(۱۲) (۱۱ ع ۹) (۱۳) (المعففین - ۲۹) قرآن مجید

Marfat.com

ج جے رب ناتیاں دھوتیاں ملدا تاں ملدا ڈڈواں مچھیاں ہو (۱)

۶۶ جے رب لمیاں والاں ملدا تاں ملدا بھیڈاں سنّیاں ہو (۲)

جے رب راتیں جاگیاں ملدا تاں ملدا کال کڑچھیاں ہو (۳)

جے رب جتیاں ستیاں ملدا تاں ملدا ڈاندا ں خصیاں ہو (۴)

انہاں گلاں رب حاصل ناہیں باھو رب ملدا دلیاں اچھیاں ہو (۵)◉

لغت : ناتیاں : نہانے سے ملدا : ملتا جتیاں ستیاں : مجرد رہنا

ڈاند : بیل کال کڑچھی : ایک پرندہ کوئل

ڈڈواں : مینڈکیں گلاں : باتیں

ترجمہ : ۱:۔ اگر (دیدار) رب تعالیٰ (زیادہ) نہانے دھونے میں حاصل ہوتا تو مینڈکوں اور مچھلیوں کو ہوتا (جو کہ پانی میں زندگی بسر کرتی ہیں)

۲۔ (اور) اگر (دیدار) رب (تعالےٰ) لمبے بال بڑھانے میں حاصل ہوتا تو بھیڑیں اور بکریاں پالتیں (جن کے لمبے لمبے بال ہوتے ہیں)

۳۔ (اور) اگر (دیدار) رب (تعالیٰ) رات بھر جاگنے اور بلند آواز میں شور مچانے سے) حاصل ہوتا تو کال کڑچھی (جیسے پرندوں) کو مل جاتا (جو کہ رات بھر جاگتے اور شور مچاتے رہتے ہیں)

۴۔ (اور) اگر (دیدار) رب (تعالےٰ) مجرد رہنے والوں (یا مخنثوں کو) حاصل ہوتا تو خصی (قوت تولید ختم کردہ) بیلوں کو ملتا (جو کہ مخنث ہو چکے ہیں)

۵۔ اے باہو۔ دیدار رب تعالیٰ ان باتوں سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ انہیں حاصل ہوتا ہے جن کے دل (تعمیل امر رب تعالیٰ اور حصول معرفت میں) صادق ہیں (ان کی نیتیں صاف ہیں)۔

---

(۱) ۵ (۲) ا ک ◉ ا ج کے مطابق : جے رب منیاں کتریاں ملدا (۳) ا ج (۴) ۵

(۵) ا ج ◉ ۵ کے مطابق یوں ہے : رب انہاں نوں ملدا باہو نیتاں جنہاں دیاں اچھیاں ہو۔ جاں میں (دلیلاں) کی بجائے (نیتاں) درج ہے

Marfat.com

تشریح : عرفان رب تعالیٰ ظاہری پاکیزگی، صفائی، ریاضت وعبادت برقرار رکھنے اور شہوات نفس سے آزاد رہنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے اصل چیز نیک نیتی اور صفائی قلب ہے حقیقت یہ ہے کہ جملہ عبادات و ریاضت کا مقصود تزکیہ نفس حاصل کرنا ہے۔ جب باطن نفس کو اصل پاکیزگی حاصل ہوجائے تو اسے عرفان ذات رب تعالیٰ حاصل ہوجاتا ہے۔ گویا طہارت وعبادات وریاضت کے جملہ اسباب عارف کامل کے سامنے ظاہری رسم ورواج اور تکلفات سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے، اگر دل کو حقیقت سے آشنائی نہیں ہوئی۔ یہی نظر عارفانہ تھی جب منصور حلاّج (۱) نے کہا "بعض لوگ اللہ سے براہ راست تعلق پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ وہ اس کی طرف کعبہ یا بیت اللہ جیسے مناسب وموزوں وسائل سے جاتے ہیں۔ اگرچہ اللہ کی طرف اس سفر کی ابتدا کعبہ ہی سے ہونی چاہیئے۔ لیکن وہ اس وقت تک اللہ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ کعبہ کو مکمل طور پر اپنے پیچھے نہ چھوڑ جائیں۔ جب تک تم کعبہ سے وابستہ رہوگے، تم اللہ سے دور رہوگے۔ لیکن اگر تم نے واقعتہً کعبہ کو چھوڑ دیا تو پھر تمہیں کعبہ کے بنانے والے کا وصل نصیب ہوسکے گا۔" (۲)

اور فیضی (۳) کی دقیق نظر اسی حقیقت پر تھی جب اس نے کہا ؎

کعبہ را ویران مکن اے عشق! کانجا یک نفس
گر گہے پس ماندگان راہ منزل می کنند (۴)

(اے عشق! کعبہ کو ویران نہ کرنا کبھی کبھی منزل سے پیچھے رہ جانیوالے یہاں قیام کرتے ہیں)

اصل چیز تو دل کی صفائی ہے۔ عارف رومی کیا خوب کہہ گئے ہیں ؎

---

(۱) شیخ منصور حلاّج - وفات ۳۰۵ھ مطابق "تذکرۃ الکرام من تالیف سید شاہ محمد کبیر ابوالعلاء دانا پوری

(۲) در تفسیر آیۃ کریمہ (۳، ۶۹) از الحلاج - مسک مسلمان (عربی متن) پیرس - ۱۹۵۴ء ص ۳۶۳ (مرتبہ پروفیسر لوئیس ماسینوں) (بشکریہ مجلہ دین ودانش - محکمہ اوقاف پنجاب لاہور - اکتوبر ۱۹۷۰ء ص ۶۰)

(۳) فیضی ملک الشعراء ابن شیخ مبارک (۹۵۴ھ - ۱۰۰۴ھ) بشکریہ شعر العجم - حصہ سوم از مولانا شبلی نعمانی ص ۲۴

(۴) فیضی

Marfat.com

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیل آذر است　　دل گزرگاہ جلیل اکبر است (۵)

حضرت سلطان العارفین کا بھی اس بیت میں یہی مقصود بیان کرنا ہے کہ محض رسم ورواج نمود ونمائش اور ظاہری تکلفات میں پھنسے رہنے سے گوہر مقصود دیدار رب تعالیٰ قطعاً حاصل نہیں ہوتا۔ اس حقیقت کی یافت کے لیے تو قلب صادق کی ضرورت ہوتی ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہوتا ہے۔" جس دن کہ نہ نفع دے مال اور نہ بیٹے مگر جو کوئی لا دے اللہ کے پاس دل سلامت"۔ (۶)

حضرت سلطان العارفین اپنی ایک تصنیف میں فرماتے ہیں "یہ مراتب زندہ دل۔ بیدار باطن اور ظاہری شریعت میں ہوشیار کے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے انّ اللہ لا ینظر الیٰ صورکم ولا ینظر الیٰ اعمالکم ولٰکن ینظر فی قلوبکم ونیاتکم۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے" (۷)

؎ دل کعبہ اعظم است بکن خالی از بتاں　　بیت المقدس است مکن جائے بتگراں (۸)

---

(۵) رومی۔ مثنوی　　(۶) (الشعراء۔ ۸۸ - ۸۹)

(۷) ایں مراتب زندہ قلب ۔ ۔ ۔ ۔ تا ۔ ۔ ۔ حدیث (سلطان باہو۔ تیغ برہنہ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ - ص ۱۴)
مزید دیکھئے۔ سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین ۱۹۶۳ء　　ص ۴۴

(۸) سلطان باہو۔ توفیق الہدایت اردو ترجمہ۔ چنن الدین لاہور - ۱۹۶۸ء - ص ۵۵

Marfat.com

ج جنہاں شوہ الف تھیں پایا پھول قرآن ناں پڑھدے ہو (۱)

ہ اوہ مارن دم محبّت والا ، دُور ہو یونیں پردے ہو (۲)

دوزخ بہشت غلام تنہاندے جہا کیتو نے بردے ہو (۳)

میں قُربان تنہاں دے باھوؒ جہڑے وحدت ڈیوچ وڑدے ہو (۴)

لغت : پھول : کھول کر۔ کیتو نے : انہوں نے کیا

بردے : غلام وڑدے : اندر داخل ہوئے

ترجمہ : ۱:- جن (عارفان کامل) نے محبوب (حقیقی) کو (اسم اللہ) کی الف میں پالیا ہے (وہ تو حافظ و مفسّر قرآن بن گئے) انہیں قرآن (پاک) کھول کر پڑھنے (کی احتیاج) نہیں ہے۔

۲- وہ (عارفان کامل) (فی الواقع) محبّت (الٰہی) کا دعوےٰ کرتے ہیں (اور اسم اللہ کے عرفان سے) ان کے (قلوب سے) پردے دور ہو گئے ہیں۔

۳- دوزخ اور بہشت (ایسے عارفان کامل) کے غلام ہیں (بلکہ ذات باری تعالیٰ سے بہشت دوزخ) ان کے غلام بنائے گئے ہیں۔

۴- اے باہو۔ میں (ان عارفان کامل) کے قربان جاؤں جو کہ (دریائے) وحدت میں داخل ہو کر (غوطہ زن) ہوتے ہیں

---

(۱) ا ک ٥ باقی تمام نسخوں میں 'پھول' کی بجائے لفظ 'پھیر' درج ہے۔

(۲) ل، ذ، ف، ء (۳) ء، ل، ف، خ

(۴) ذ، ش، ل، ا، س، ء۔

Marfat.com

تشریح :- عارف کامل پر تمام علوم قرانی منکشف ہو جاتے ہیں ۔ وہ حقیقت مطلق کو پا کر ظاہری ورق گردانی سے آزاد ہو جاتا ہے ۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں"۔ یہ معمہ لسان الغیب ہے کہ قرآن شریف کو بغیر زبان کے پڑھنا ۔ بغیر ظاہری آنکھ کے دیکھنا اور مکان لاہوت پہنچنا۔ اس بارے میں احمق و پریشان لوگوں کے سامنے بیان دینے کی کیا ضرورت ہے"۔ (۱)

پھر فرماتے ہیں" دونوں جہان علم قرآن کی قید میں ہیں اور علم قرآن کلمہ طیبہ لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ کی طے میں ہے ۔ اور کلمہ طیبہ اسم اللہ ذات کی طے میں ہے۔ کلمہ طیبہ اور اسم اللہ ذات سارے وجود کو یکبارگی پاک اور پاکیزہ بنا دیتا ہے ۔ اور وجود سے پردہ اٹھا کر دیدار سے مشرف کر دیتا ہے ۔ اس پر تو تعجب نہ کر اور نہ اس سے انکار کر کیونکہ علم غیب، غیب تک پہنچاتا ہے علم باطن باطن تک اور علم ظاہر وجود کو تاثیر و تفسیر کے سبب پاک کر دیتا ہے ۔ علم اللہ کافی ہے ۔ باقی ہوس ہے" (۲)

حدیث : من لہ المولیٰ فلہ الکل ۔ جس کا مولیٰ ہے اس کا سب کچھ ہے (۳)

کیا مقامات بہشت و دوزخ سب اس کے سامنے غلام ہیں ۔ نیز سلطان العارفین فرماتے ہیں فقر وہ ہے جو عشق وحدانیت میں فنا ہوتا ہے۔ (۴)

؎ جے کوئی غرق نہ ہویا بھائی وحدت دے دریاوے
کی ہویا جے آدم دسدا لیک نہ مرد کہاوے (۵)

---

(۱) ایں معما لسان الغیب ... تا ... مردم احمق پریشان (سلطان باہو۔ اورنگ شاہی ص ۱۶ ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

(۲) ہر دو جہان در قید ... تا ... ہر کہ سوائے اللہ طلب کند اہل ہوس (سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ ص ۵۱ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ

(۳) سلطان باہو۔ محبت الاسرار ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۲۲

(۴) فقر بوحدانیت عشق فنا فی اللہ غرق است (سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ ۔ ص ۲۲)

(۵) میاں محمد بخش ۔ سیف الملوک ۔ مرتبہ پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور۔ ص ۳۶

Marfat.com

ج جے کر دین علم وچ ہوندا تاں سر نیزے کیوں چڑھدے ہو (۱)

۶۸ اٹھاراں ہزار جو عالم آہا اوہ اگے حسینؑ دے مردے ہو (۲)

جے کجھ ملاحظہ سرور (صلی اللہ علیہ وسلم) دا کردے تاں خیمے تنبو کیوں سڑدے ہو (۳)

جیکر مندے بیعت رسولی تاں پانی کیوں بند کردے ہو (۴)

پر صادق دین تنہاں دے باھو جو سر قربانی کردے ہو (۵)

لغت: جے کر: اگر۔ اگے: آگے۔ سامنے۔ ملاحظہ: لحاظ۔ احترام

تنبو: تنبو۔ خیمہ

ترجمہ: ۱۔ اگر دین (حق محض) علم (حاصل کرنے) میں ہوتا تو معرکۂ کربلا میں مقدس ہستیاں کیوں شہید ہوتیں اور ان کے) سر مبارک کیوں نیزوں (کی نوک) پر چڑھتے۔

۲۔ (اس واقعہ کربلا کے ایام میں) جب اٹھارہ ہزار عالم موجود تھے تو وہ (ظالموں کے مقابلہ میں دین حق کے احیا کے لیے) (حضرت سیدنا) حسین (علیہ السلام) کے سامنے جانیں قربان کر دیتے۔

۳۔ اگر (اس زمانہ کے عالم و فاضل اپنے دلوں میں) کچھ سرور (کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) کا خیال و احترام کرتے تو (معرکۂ کربلا میں اہل بیت کے) خیمے (ظالموں کے ہاتھوں) کیوں جلنے پاتے۔

۴۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو وہ لوگ (علمائے دین) تسلیم کرنے والے ہوتے تو (امام حسینؑ اور ان کے خانوادہ کے لئے) پانی کیوں بند کرتے۔

۵۔ لیکن اے باہو۔ (صادق دین محض علم ظاہر حاصل کرنے میں نہیں بلکہ) صادق دین تو ان (مجاہدوں) کا ہے جو کہ (حفظ و احیائے دین کے لئے) اپنا سر قربان کر دیتے ہیں۔

---

(۱) ذ، ع، ش، ف (۲) ذ، ع، ش ف (۳) ذ، ع، ش، ف (۴) ذ، ع، ش، ف،

(۵) ذ، ش، ف

٥ اکثر علماء اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے وقت عالم اسلام میں اٹھارہ ہزار علماء موجود تھے۔

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین اس بیت میں لفظ دین کی وضاحت فرماتے ہیں۔ دین کیا ہے۔ یہ محض علم اور مذہبی امور کو سمجھ لینے کا نام نہیں بلکہ اس کا تعلق معرفت حق اور عمل کے ساتھ ہے۔ عمل کے زمرہ میں انسان کے جملہ معاشرتی، سیاسی، مذہبی اور اقتصادی امور شامل ہیں۔ جن سے مرد حق یا دین کامل رکھنے والا بخوبی نپٹ لینا جانتا ہے۔ دین کے ان معاملات میں عمل اس کا صحیح ہے جو معرفت حق رکھتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں اگر دین کا تعلق محض علم سے ہوتا تو ہمارے اکابرین دین اور بالخصوص سیدنا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام میدان کربلا میں فسق و فجور کی بے پناہ طاقت سے کیوں ٹکر لیتے۔ اور بمعہ اپنے تمام خانوادہ کے کیوں شہید ہو جاتے۔ معلوم ہوتا ہے اصل دین معرفت وحق گوئی اور حق کے نظام کے قیام کے لئے برسرِ پیکار رہنا ہے۔ یہ معرفت فقر شبیری کا ہی کام ہے۔ فقر شبیری نے سر دینا تو منظور کیا مگر مملکت اسلامی میں ایک فاسق و فاجر کو حاکم تسلیم نہ کیا۔ یہ ہے اصل دین۔ معرکۂ کربلا کے وقت ہزاروں صاحب علم و دانش مسلمان موجود تھے۔ مگر کسی نے باہر نکل کر حسینؑ کے دوش بدوش ہو کر اسلام کے باغیوں اور فاسقوں کا مقابلہ نہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے یہ تمام ہزارہا عالم فاضل مسلمان اور اسلام کے داعی دین کی کنہ سے ناواقف اور دین کی اصل غایت سے بے بہرہ تھے۔ وہ ایک مذہب کے عالم اور ایک مذہب کے پیروکار تو کہلائے جا سکتے ہیں مگر ان میں اسلام کی فعال رُوح نہ تھی۔ اس لئے ان کا تعلق دین سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دین کامل تو خدا تعالیٰ اور اس کے قانون کے تحفظ کے لئے جان کی بازی لگا دینے کا نام ہے۔ جو داعی اسلام یہ سرفروشی کا عملی جذبہ نہیں رکھتا وہ کس طرح دین کے جملہ معاشرتی، سیاسی، مذہبی اور اقتصادی امور کی حفاظت کر سکتا ہے۔

"دیوان باہو" میں ارشاد ہوتا ہے ؎

یار باید جان فدا خود کردنی است
غیر جاں دادن ندیدم چارہا (۱)

---

(۱) سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی۔ نولکشور ۱۸۷۵ - ص ۶

Marfat.com

دوستی اپنی جان کو قربان کرنے کا نام ہے۔جان دینے کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے۔
پھر فرمایا ؎

پیش جاناں گر بمیرم تا سزاواری مراست　　زانکہ شیوہ دوستی جز دوستاں مردن خطاست
یاررا باید کہ خوں ریزد بہ پیش دوستاں　　تا بزیر چشم بیند یارکیں یار مراست (۲)

محبوب کے سامنے جان دے دینا ہی مجھے زیب دیتا ہے۔کیونکہ سوائے سر قربان کرنے کے اور سب کچھ بے جا ہوتا اور یہی دوستی کا قرینہ ہے۔دوست کو چاہیئے کہ اپنے محبوب کے سامنے جان کا خون کر دے تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ یہ میرا ہی دوست ہے جس نے قربانی دے دی۔

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالےٰ ہوتا ہے۔ البتہ ایمان لانے والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں خدا تعالیٰ پر اور اس کے بھیجے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، پھر شک نہیں لاتے دل میں ایمان لانے کے بعد کچھ کسی طرح کا اور کافروں سے لڑتے ہیں اپنا مال اور جان دیتے ہیں خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ سچے ہیں ایمان والے۔ (۳)

---

(۲) سلطان باہو - دیوان باہو فارسی - چنن دین ۱۹۵۵ء - ص ۱۷ غزل ۳۹

(۳) انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہٖ ثم لم یرتابوا وجٰھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصٰدقون۔

(الحجرات - ۱۵) تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر لاہور ۱۳۵۸ھ ص ۵۳۹

Marfat.com

ج :- جدوں مرشد کاسا دِتڑا تد دی بے پروا ہی ہو (۱)

۶۹ کی ہویا جے راتیں جاگیوں جے مرشد جاگ نال لائی ہو (۲)

راتیں جاگیں تے کریں عبادت ڈینہہ نندیا کریں پرائی ہو (۳)

کوڑا تخت دنیا دا باھو تے فقر سچی بادشاہی ہو (۴)

لغت : کاسا : کاسہ ، پیالہ دِتڑا : دیا ، عطا کیا۔ جاگیوں : تو بیدار رہا۔
جاگ : دودھ میں لسی ڈالی ڈینہہ : دن نندیا : افترا ، بہتان ، غیبت۔
پرائی : دوسری کی ، اوروں کی۔ کوڑا : جھوٹا۔

ترجمہ :- (مجھے) جب سے مرشد (کامل) نے (شراب عشق الٰہی) کا پیالہ عطا فرمایا ہے تب سے (دل کو ماسوی اللہ سے) استغنا حاصل ہے۔

۲- (اے طالب) جب تک مرشد (کامل) (تیرے ایمان کے دودھ میں محبت الٰہی کا) خمیر نہ ڈالے (تیرے زہد و عبادت) میں راتوں کو بیدار ہو کر بسر کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔

۳- (اے طالب) تو رات کو تو بیدار رہ کر عبادت کرتا ہے اور دن کو لوگوں کی عیب جوئی کرتا ہے (اس سے کیا حاصل)

۴- اے باہو۔ تخت (و تاج وحکمرانی) دنیا تو جھوٹی (اور ناپائیدار) ہے۔ (بلکہ صرف) فقر (محمدی صلی اللہ علیہ وسلم (جو کہ لایحتاج بنا کر استغنیٰ بخشتا ہے) حقیقی شہنشاہیت (دارین) ہے۔

---

(۱) ا ک ، ع ش ، ف ○ اکثر نسخوں میں 'دِتڑا' کے بجائے لفظ 'دتا' ہے

(۲) ذ ، ف ، ش ◎ درج بالا ان نسخوں میں بھی جاگیوں' کی بجائے 'جاگے' مندرج ہے۔

(۳) ذ ، ع ش ، ف ،

(۴) ذ ع ش ، ف ۔

Marfat.com

تشریح : قرآن حکیم میں وارد ہوتا ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم۔ البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ مسلمانوں سے جس وقت کہ بیعت کرتے تھے تجھ سے نیچے درخت کے۔ پس جانا جو کچھ بیچ دلوں ان کے کے تھا پس اتاری تسکین اوپر ان کے (۱) صاحب کتاب الفقر فخری کہتے ہیں۔ "اس آیت سے معلوم ہوا کہ بیعت کرنے سے سکینہ کا نزول ہوتا ہے اور تسکین قلب نصیب ہوتی ہے"۔ (۲)

یقیناً مرشد کامل سے بیعت تسکین کے باعث ہے اور جب مرشد کامل سے شراب معرفت کا جام بھی حاصل ہو جائے تو فقیر کیوں نہ مستغنی ہو جائے۔

ہر قسم کی ریاضت اور علوم و عبادات کی مثال دودھ کی سی ہے جس طرح دودھ میں کوئی خمیر نہ ڈالا جائے تو وہ جم کر روغن نکالنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب تک صاحب ریاضت اور شب بیدار طالب پر مرشد کامل کی نظر التفات اور تلقین و ارشاد نہ ہوگا راہ معرفت سے نا آشنا رہے گا۔ مرشد کی ہدایت و نظر کے بغیر شب بیداری محض اپنی نیند کو خراب کرنے کے مترادف ہوگا۔

دودھ وجود ترے وچ شیریں روغن دار سمائی
مرشد لاوے جاگ پرم دی تاں جمیں دودھ پائی
گل وچ پیاہ غماں دا گھت کے ذکروں چھک مدھانی
ہمت نال محمد بخشا مکھن آیا جائی! (۳)

---

(۱) (الفتح - ۱۸)

(۲) ابوالفیض قلندر سہروردی - الفقر فخری ص ۱۶۹

(۳) میاں محمد بخش - سیف الملوک - پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور - ص ۳۰

Marfat.com

راہ فقر کے لئے ریاضت وعرفان تو مقصد اولیٰ ہے۔ مرشد کامل سے نسبت پیدا کر کے سرمایہ معرفت جو اصل سرمایہ ہے کو حاصل کرنا ہی افضل ہے۔ اور یہی فقر سچی لازوال بادشاہت ہے۔ دنیا کے تمام جاہ وجلال فقر کے سامنے ہیچ ہیں۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "فقر کیا ہے لازوال بادشاہ ہے"۔ (۴)

؎ مرا داد است ایزد ایں بقوت — کہ ریشی را نگہدارم بافتوت
ہر آنکس را کہ خواہم می نوازم — ہر آنکس را کہ خواہم جاں ستانم (۵)

پھر فرمایا ؎

فقر رحمت را ز وحدت نور حق — در حکم فقرش بود جملہ خلق
فقر را عاجز مبیں مفلس حقیر — نظر فقرش کیمیا روشن ضمیر (۶)

---

(۴) فقر چیست لازوال بادشاہ است (سلطان باہو۔ محبت الاسرار ص ۳۵ ۔ مکتبہ ۱۳۰۶ھ)

(۵) سلطان باہو ۔ اسرار قادری ۔ ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۔ ۱۹۶۳ء ص ۴۰

(۶) " " " " ص ۸۰

Marfat.com

ج۔ جاں تائیں خودی کریں خود نفسوں تاں تائیں رب نہ پانویں ہو (۱) ○

ک شرط فنا نوں جانیں ناہیں تے نام فقیر رکھاویں ہو (۲)

موئے باہجھ نہ سوہندی الفی اینویں گل وچ پانویں ہو (۳)

نام فقیر تد سوہندا باھو جد جیوندیاں مرجاویں ہو (۴) ○○

لغت: تائیں: تک، تلک سوہندی: زیب دیتی، اچھی لگتی

الفی: کفنی، بغیر سیئے گریبان کی جگہ پھاڑ کر کپڑا گلے میں ڈال لینا۔

ترجمہ: (۱) اے درویش جب تک تو اپنے نفس میں انانیت (ماسوا اللہ پاتا ہے تب تک (عرفان ذات، رب تعالیٰ نہ پائے گا۔

(۲) (عرفان ذات کے لئے تو فنا فی الذات ہونا شرط ہے) تو فنا کی شرط کو تو جانتا ہی نہیں (اور تو نے خواہ مخواہ بغیر فنائے نفس و عرفان ذات حاصل کئے اپنا) نام فقیر رکھ لیا ہے۔

(۳) (تو نے اپنے آپ کو فقیر کہلا کر یہ جو درویشانہ الفی گلے میں ڈالی ہے) یہ الفی تو (موت قبل ان تموتوا) کی موت حاصل کئے بغیر گلے میں پہن لینا زیب نہیں دیتی (تو نے یہ درویشان فنا فی اللہ کا لباس، بوجھ، گلے میں پہن لیا ہے۔

۴۔ اے باھو۔ فقیر نام (کہلانا) تو تب زیبا ہے جب (مقام سلوک میں فنائے نفس حاصل کر کے، جیتے جی مرجائیں۔

---

(۱)۔ **لک** ○ صوفیائے کبار کے نزدیک لفظ خودی انانیت، خود بینی اور تکبر کے مضمون میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت سلطان العارفین کا بھی یہاں یہی مقصد ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک اپنے میں انہی صفات پیدا کرنے کا نام خودی ہے۔ گویا اقبال نے لفظ خودی کو نیا رنگ دے کر مخصوص اصطلاح کے طور پر استعمال کیا ہے۔

○ نسخہ ع۔ ف۔ ف اور س میں یوں ہے: ؎ جب لگ خودی کریں خود نفسوں تب لگ رب نہ پاویں ہو۔

(۲)۔ ع۔ لک، ذ، ش، ف ◎ مذکورہ نسخوں میں نام کی بجائے اسم مندرج ہے۔ یہ تصحیح لک کے مطابق ہے۔

(۳) ع۔ ذ، ش، ف

(۴) ع، لک، ذ، ش، ف، ○○ سوائے لک کے بقیہ مذکورہ نسخوں میں یوں ہے۔ ؎

تدوں نام فقیر ہے سوہندا باہو جے جیوندیاں مرجاویں ہو

Marfat.com

یہ بیت توحید معرفت سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصّہ ا کے بیت ۸ میں ملاحظہ ہو۔

تشریح :۔ "دع نفسك وتعال ۔ نفس کو چھوڑ کر اوپر آجا۔ جو شخص فنائے نفس طے نہیں کرتا اور بقائے روح حاصل نہیں کرتا وہ نہ معرفت و لقائے الٰہی کے لائق ہوتا ہے اور نہ ہی مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق"۔ (۱)

پھر حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "۔ یاد رہے کہ خودی خدا تعالیٰ کے ساتھ نہیں سماتی جیسے آگ اور پانی ۔" (۲)

بنی اسرائیل میں ایک زاہد تھا جس نے ستر سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ستر سال بعد اسے کوئی ضرورت پیش آئی وہ حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کی لیکن روا نہ ہوئی ۔ بعدازاں ایک گوشے میں جاکر نفس سے جھگڑنا شروع کیا ۔ کہ اے نفس تونے ستر سال اللہ کی عبادت کی ۔ بیشک تیری عبادت میں اخلاص نہ ہوگا ۔ اگر اخلاص ہوتا تو ضرور حاجت پوری ہوجاتی ۔ جب وہ اپنے نفس سے جھگڑ رہا تھا تو پیغمبر وقت کو حکم ہوا کہ اس زاہد سے کہو کہ تیرا نفس کے ساتھ جھگڑا اس ستر سالہ عبادت سے بڑھ کر ہے ۔ (۳)

"جو صادق طالب کامل مرشد کی طرف رجوع کرتا ہے تو ایک لحظہ میں وصال کو پہنچ جاتا ہے کیونکہ بندے اور اللہ تعالےٰ کے مابین کوئی دیوار یا پہاڑ نہیں ہے ۔ جو کچھ ہے خود ہی ہے۔ جو خودی کو چھوڑ دے وہ خدا رسیدہ ہوجاتا ہے"۔ (۴)

جب خود کو اور اپنی جملہ خواہشات کو چھوڑ دیا تو مرنے سے پہلے مرجاؤ' کا مقام آجاتا ہے ۔ اگر یہ مقام حاصل نہیں تو فقیر کہلانا غلط ہوگا اور فقیری کا جامہ پہننا بالکل بیجا ہوگا۔

---

(۱) سلطان باہو ۔ اسرار قادری ۔ ترجمہ اردو : ناشر چنن الدین ۱۹۶۳ء ص ۸۶

(۲) بشنو خود و خدا در یک خانہ نگنجد چنانچہ آتش و آب (سلطان باہو ۔ عین الفقر حصہ دوم شرح نظام الدین ص ۱۱)

(۳) نظام الدین اولیاء ملفوظات فوائد الفوائد : مرتبہ حسن سنجری ۔ ترجمہ اردو ۔ لاہور ص ۱۱۴

(۴) سلطان باہو ۔ محکم الفقراء ۔ ترجمہ اردو ۔ ناشر چنن الدین ۱۹۶۳ء ۔ ص ۸۔

Marfat.com

"فقر کا پہلا مرتبہ موتوا قبل ان تموتوا (مُرنے سے پہلے مر جاؤ) ہے۔ اسم اللہ ذات کی توحید کے تصوّر سے اپنی موت کے احوال و مقامات کو دیکھ سکتا ہے (۵)

گفتم آخر غرق تست ایں عقل و جان
گفت رو رو برمن ایں افسوں مخواں (۶)

اسی ضمن میں خواجہ حافظ نے خوب فرمایا ؎

گفتم کہ کی بہ بخشی بر جان ناتوانم
گفت آں زمان کہ نبود جان درمیانہ حائل

---

(۵) سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ ناشر چنن الدین ۔ ۱۹۶۳ء ص ۵۰

(۶) مفتاح العلوم۔ شرح مثنوی۔ محمد نذیر عرشی۔ دفتر اول حصّہ دوم لاہور ۱۹۵۶ء ص ۲۹۰

(۷) حافظ شیرازی۔ دیوان حافظ۔ ۱۳۲۸ ش ۔ ص ۱۷

Marfat.com

ج ۔ جل جلیندیاں جنگل بھوندیاں میری ہکّا گل نہ پکی ہو (۱)

۱، چلّے چلیئے مکے حج گزاریاں میری دل دی دوڑ نہ ڈکی ہو (۲)

ترتھے روزے پنج نمازاں ایہہ بھی پڑھ پڑھ تھکی ہو (۳)

سبھے مراداں حاصل ہویاں باھو جاں کامل نظر مہر دی تکی ہو (۴)

لغت : جل : پانی ، دریا جلیندیاں : بسر اوقات کرتے ۔

ہکا : ایک گل : بات

ڈکی : رکی

ترجمہ : ۱۔ (اے درویش تلاش حق کے لئے) دریاؤں میں بسر اوقات کرتے (اور) جنگل (بیاباں) پھرتے ہوئے میری ایک بات (بھی) مکمل نہ ہوئی ۔

۲۔ چلے چلے (کاٹتے اور) مکّہ کا حج گزارتے (بھی) میرے دل کی دوڑ نہ رک سکی ۔

۳۔ تیسوں روزے اور پانچوں نمازیں بھی پڑھ پڑھ کر تھک گئے (لیکن مقصد عرفان ذات حاصل نہ ہوا ۔)

۴۔ اے باہو (اس وقت) سب مرادیں حاصل ہوئیں جب (مرد) کامل نے رحمت کی ایک نظر دیکھی ۔

---

(۱) ب لا ۔ (۲) ب لا ۔

(۳) ب لا

(۴) ب لا

البتہ (باہو) سے پہلے (حضرت) کا اضافہ ہے ۔

Marfat.com

تشریح: بیت میں حضرت سلطان العارفین تلقین فرماتے ہیں کہ محض دنیا ترک کرنے سے یا ورد و وظائف وعبادات و ریاضت کرنے سے فقر حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ان طریقوں سے نفس نہیں مرتا۔ نفس مارنے کے لئے مرشد کامل کی نظر چاہیئے۔ اس بات کو سمجھانے کے لیے آپ کسر نفسی فرماتے ہوئے اپنے آپ کو ایک عام سالک کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ میں نے حصول فقر کے لئے کئی جنگل اور دریا عبور کئے گویا تارک دنیا ہوئے اور اسی طرح کئی ورد وظائف بھی کئے۔ حج بیت اللہ شریف ادا کیا۔ مگر صفائے قلب حاصل نہ ہوسکا۔ جو فقر کے لئے لازم ہے۔ نیز عبادات کی ادائیگی میں بھی کوئی کمی نہیں رہی۔ یعنی رمضان المبارک کے پورے روزے اور پانچوں وقت کی نمازیں بھی ادا ہوتی رہیں۔ مگر حصول مقصد تو اس وقت ہی حاصل ہوا۔ جب مرشد کامل نے نظر عنایت مبذول فرمائی۔ گویا مرشد کامل کے بغیر نفس کو پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی۔ اور اگر نفس پاک نہ ہو تو فقر کا حصول کیسے ہو کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ایک پاک چیز ہے۔ جو ایک پاکیزہ مکان کے سوا کہیں قیام و قرار نہیں کرتا۔ (۱)

ے فقر یک نظر است نظرش باخدا — فقر یک سخن است سخن از مصطفیٰ
زاں سخن شد فقر یکتا یک وجود — گوئی از مردان میدان او ربود (۲)

اسی بیت کے مفہوم میں سرائیکی کے مزید شعر ملاحظہ ہوں۔

ے رولیوئی یار تتی کوں تھل جنگل — سٹیوتی یار سجن ڈس کہڑے گل
نت بھجن تیرے میں گاندی ہاں — گل جنجوں تلک لگاندی ہاں
کڈی گنگے ونجاں کڈی مکے میں — سب بت دوارے ٹکے ہیں

---

(۱) اسم اللہ شئی طاہر لا یستقر الا بمکان طاہر (تذکرہ سلطان باہو "توفیق الہدایت":
ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۶۰ء ص ۱۰

(۲) سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور ص ۲۲

Marfat.com

کر صبر نواز خاموشی کر　　پکڑ محکم پیر مغاں دا در
اس در تے وج توں جیندا مر　　جیں دسیا سب اسرار مینوں　(۳)

اور عطار نے کیا خوب فرمایا ؎

نہ بسیم ایں یافتم من نی بزر
ہست ایں دولت مرا از یک نظر　(۴)

مزید تشریح کے لئے حصّہ س کا بیت ۱۰۵ بھی دیکھئے۔

---

(۳) سلطان محمد نواز ۔ مجموعہ کلام ۔ لاہور ۔ ۱۹۶۲ء ۔ غزل ۱۶ ص ۱۲۱

(۴) فریدالدین عطار ۔

بتصحیح دکتر محمد جواد مشکور تہران ۱۳۵۲ ص ۱۰۷

Marfat.com

ج جاں جاں ذات نہ تھیوے باہو تاں کم ذات سدیوے ہو (۱)

۲، ذاتی نال صفتی نا ہیں تاں تاں حق لبھیوے ہو (۲)

اندر بھی ہو باھر بھی ہو باھو کتھے لبھیوے ہو (۳)

جیندے اندر حب دنیا باھو اوہ مول فقیر نہ تھیوے ہو (۴)

لغت : سدیوے : کہلاتا ہے۔ جیندے : جس کے۔

مول : ہرگز۔ جاں جاں : جب تک۔

ترجمہ : ۱۔ (اے درویش) جب تک (عارف کی) ذات **ھو** کے ساتھ (محو وفنا) نہ ہو جائے تب تک وہ ادنیٰ مرتبہ والا (ناسوتی) کہلاتا ہے۔

۲۔ (اصل) ذات (لاہوت) میں جب (ناسوتی) صفات نہیں رہتیں تب جا کر حق (یعنی عین العین) حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ اندر بھی **ھو** سی کیفیت کے بعد عارف کے وجود کے) باہر بھی ھو (ہوتا) ہے (حیرت و محویت طاری ہوتی ہے اور عارف جو کہ) **ھو** میں محو ہوتا ہے (اسے) کہاں تلاش کیا جاوے۔

۴۔ (لیکن) اے باہو۔ جس کے اندر حب دنیا (ہو) وہ ہرگز فقیر (فنا فی اللہ) نہیں ہو سکتا۔

---

(۱) ب ا و

(۲) ب ا و

(۳) ب ا

(۴) ب ا

البتہ (باہو) سے پہلے حضرت کا اضافہ ہے۔

Marfat.com

تشریح : بیت میں حضرت سلطان العارفین فقر کامل حاصل کرنے کے لئے سالک کو فنا فی اللہ ہوکر بقائے دوام کی تلقین فرماتے ہیں۔ اسی لئے فرماتے ہیں کہ سالک جب تک اس ذات مطلق کی احدیت میں اپنی ذات کو فنا نہ کردے وہ کم ذات ہی رہے گا۔ ظاہر ہے کہ مرتبہ صفات مرتبہ ذات سے ہمیشہ کمتر ہے۔ فقر صفات کے مراتب و کرشموں سے بلند تر ہوکر ذات واحد کی احدیت میں یک ذات ہوجاتا ہے۔

ہر یکے از قطرہ یابد من بدریا یافتم
چوں عین دریا یافتم خود گم بدریا ساختم (۱)

دوسرے مصرعے میں حضرت سلطان العارفین واضح طور پر فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا وصال تو تب ہی حاصل ہوتا ہے جب ذات فقیر اسی ذات مطلق میں محو ہوجائے نہ کہ گوناگوں صفات کے مظاہر سے لحظہ بہ لحظہ مانوس ہوتا رہے۔ کیونکہ صفات اگرچہ ذات خداوندی سے جُدا تو نہیں ہیں مگر خود ذات خداوندی نہیں ہوسکتیں۔ فقیر کا تعلق تو ذات اللہ سے ہوتا ہے۔

فنا شد جسم وجاں در ذات باہو — بہ ہستی ہم جمال اللہ جویم (۲)
بلکہ ہوالاوّل ہوالآخر ظہور آمد تجلّی او — بذاتِ خود ہویدا حق کہ فی الکونین اِلّاہو (۳)

تیسرے مصرعہ میں فرمایا وہ ذات باری تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔ میرے من میں بھی اور مجھ سے باہر بھی گویا ہر کہیں وہ ہے۔

جلوہ بخشی ز بہر مشتاقی — رفت فانی چہ یافتم باقی (۴)

---

(۱) سلطان باہوؒ۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ چشتی الدین لاہور۔ ۱۹۶۲ء۔ ص ۶۲

(۲) سلطان باہوؒ۔ دیوان باہو۔ مرتبہ چشتی الدین لاہور۔ ۱۹۶۲ء۔ (معہ ترجمہ منظوم

(۳) سلطان باہوؒ۔ دیوان باہو۔ مرتبہ چشتی الدین لاہور۔ ۱۹۵۵ء غزل ۱ ص ۱

(۴) سلطان باہوؒ۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو چشتی الدین لاہور۔ ۱۹۹۳ء ص ۶۲

Marfat.com

نیز اسی مفہوم میں بیان ہوا ہے ؎

خود ذات سجن دی ظاہر ہے　　خود اندر ہے خود باہر ہے
بن عارف نہ کوئی ماہر ہے　　گھن رہبر عشق درود جانے ٹ　(۵)

یہ حال تو فقر فنا فی ہو بقا باللہ کا ہے۔ مگر دنیا سے محبّت رکھنے والا تو کبھی فقر کا محرم نہیں ہو سکتا۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "فقیر دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا نہ عاقبت پر راضی ہوتا ہے وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی پر کفایت نہیں ہوتا۔ فقیر کہتے ہی اسے ہیں جس کو کوئی ضرورت نہ ہو۔

؎ مرا از پیر طریقت نصیحتی یاد است　　کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است
دولت بسگان دادند نعمت بخران　　من امن امانیم تماشا نگران　(۶)

پھر فرمایا۔ جو دل حرص و طمع سے پر ہے وہ دنیائے فانی کے بکھیڑوں میں پھنس کر مردہ رہتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید و معرفت میں قدم ہی نہیں رکھتا۔ خواہ تمام قرآن شریف کی آیتیں، تفسیر، احادیث، مسائل فقہ، خوف و رجا۔ اقوال مشائخ اسے پڑھ کر سنائی جائیں۔ اس کے کان پر جوں تک نہیں چلتی اور اسے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ (۷)

حدیث شریف میں وارد ہوتا ہے۔ دنیا کا ترک کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے اور دنیا کی محبّت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ (۸)

مزید تشریح کے لئے حصہ ذ کا بیت ۹۴ بھی ملاحظہ ہو۔

---

(۵) سلطان محمد نواز رح۔ مجموعہ کلام۔ لاہور ۱۹۶۲ء　ص ۱۳۲

(۶) سلطان باہو رح۔ توفیق الہدایت۔ اردو ترجمہ۔ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۶۸ء　ص ۱۰۳

(۷) سلطان باہو رح۔ اسرار قادری　"　"　"　۱۹۶۳ء　ص ۲۴

(۸) تعلّق الدّنیا رأس کل عبادۃ وحبّ الدّنیا رأس کل خطیئۃ۔

(بشکریہ سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ اردو ترجمہ چنن الدین لاہور ۱۹۶۳ء ص ۲۳)

Marfat.com

ج جس دل اسم اللہ دا چمکے عشق بھی کردا ہلّے ہو (۱)

۷۳ بھار کستوری دے چھپدے نا ہیں بھانویں دے رکھیئے پلّے ہو (۲)

انگلیں پچھے دیہنہ نا ہیں چھپدے دریا نہیں رہندے ٹھلّے ہو (۳)

اسیں اوسے وچ اوہ اساں وچ باھو یاراں یار سوہلے ہو (۴)

لغت: ہلّے: پرزور یورش، حملے۔ بھار: انبار، بوجھ

کستوری: خوشبودار پودے کا نام۔ دیہنہ: آفتاب

ٹھلّے: رک جانا (ہاتھوں سے روکنا) سوہلے: بالکل قریب، نزدیک۔

ترجمہ: ۱۔ جس دل (میں) اسم اللہ (ذات) کا نور (روشن ہوکر) چمکتا ہے (وہ دل مقدس ہوکر عشق ذات کے قابل بن جاتا ہے اور اس دل میں اللہ تعالیٰ کا) عشق بھی (ازخود) حملے کرکے وارد ہوجاتا ہے)

۲۔ (عشق ذات کا) بوجھ کستوری (و مشک کے مصداق ہے جو کہ) (چھپائے) نہیں چھپتا خواہ اسے سینکڑوں پردوں سے (کیوں نہ) ڈھانپا جائے۔

۳۔ (اسی طرح عشق کی کیفیت سورج اور دریا کی سی ہے) انگلیوں کے پیچھے سورج نہیں چھپتا اور روکنے سے دریا نہیں رکا کرتے۔

۴۔ اے باہو۔ (عشق کی بدولت ہمہ اوست کا عالم پاکر) ہم اس (کے اعیان ثابتہ) میں ہیں اور وہ ہمارے دلوں اور انفاس) میں ہے (لہٰذا) یار سے یار تک (کوئی مسافت و بُعد نہیں بلکہ) قرب ہی قرب حاصل ہے۔

---

(۱) ب ع۔ (۲) ب ع۔ (۳) ب ع۔

(۴) ب ع۔ ل ک۔

ب ع میں البتہ یاراں یار کی بجائے یار و یار اس نسخہ میں ہے)

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین نے فرمایا۔ جس شخص کو اسم اللہ کے الف سے دل میں روشنی پیدا ہوگئی اس کا دِل جام جہاں نما اور آئینہ سکندری بن جاتا ہے اور صفائی پکڑ جاتا ہے۔ (۱)

اسی ضمن میں مزید فرمایا۔ جب اسم اللہ کی چمک، لوح دل پر پڑتی ہے تو صاحب لوح کا نام علم معرفت الٰہی میں لکھا جاتا ہے۔ (۲)

مزید فرمایا۔ اگر وجود میں اسم اللہ ذات مقام کر جائے تو تصفیہ قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور دل مستغرق ہو جاتا ہے۔ جس سے دل میں لقائے الٰہی کی رویت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ یہ موتوا قبل ان تموتوا ۔ مرنے سے پہلے مر جاؤ کا ازلی کرشمہ ہے۔ (۳)

اسی بیان میں آگے چل کر فرمایا۔ جب اسم اللہ کا تصوّر درست ہو جاتا ہے تو نفس بالکل مر جاتا ہے۔ اور جس طرف نگاہ کرتا ہے اسم اللہ کی تجلیات کے بے شمار انوار اسے نظر آتے ہیں۔ اسے لامکان کہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ہے۔ ازل و ابد یا دنیا و عقبیٰ اور بہشت سے تشبیہ دینا موجب کفر و شرک ہے۔ مومنوں اور عاشقوں کو دیدار وصال لامکان میں ہوا کرتا ہے۔ اس سے بدن میں نور اور روح میں رحمت آجاتی ہے۔ کتنا ہی وہ دیکھتا رہے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ بلکہ ھل من مزید ہی پکارتا ہے۔ (۴)

بالا اقتباسات سے بیت کے ابتدائی مصرعوں کا مطلب واضح ہو جاتا ہے کہ اسم اللہ جب جائے گیر ہوتا ہے تو عشق بھی ہر لمحہ فزوں تر ہو جاتا ہے

---

(۱) سلطان باہو۔ شمس العارفین ترجمہ اردو۔ لاہور۔ ۱۹۶۶ء ص ۱۷

(۲) " " " " " ۱۹۷۰ء ص ۲۱

(۳) " قرب دیدار " " " ۱۹۷۰ء ص ۴۷

(۴) " " " " " ص ۱۴۵

Marfat.com

؎ نغمۂ عشق اگر آں سوئے جہاں می آید　　بمشام دلم از عالم جاں می آید (۵)

بلکہ سالک اگر اسم خدا تعالیٰ سے رابطہ رکھے اور اس کا تصوّر حاصل کرے تو خود بخود تجلّی ذات اس پر عیاں ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

؎ ربود جان و دلم را جمال نام خدا　　نواخت تشنہ لباں را زلال نام خدا
وصال حق طلبی ہمنشیں نامش باش　　بہ بیں وصال خدا در وصال نام خدا
میان اسم و مسمّٰی چو فرق نیست بہ بیں　　تو در تجلّی اسما کمال نام خدا (۶)

سبحان اللہ۔ اور جب اسم ذات کے فیضان سے عشق اللہ ذات ہویدا ہو جاتا ہے تو اس کی خوشبو کسی پردے سے چھپ نہیں سکتی۔

؎ آتش عشق تو در جان معین افتاد است　　وز دمش بوئے دل سوختگان می آید (۷)

اسی ضمن میں مزید سنیے۔

؎ اے بسا دلہا درون سینہ کاندر بزم عشق　　ز آتش سوز فراقش عود مجمر کردہ اند (۸)

شان عاشق میں یہ محبوب کی تجلی جو آفتاب کی طرح روشن اور دریا کی طرح پرزور ہے نہ انگلیوں سے اس کی تابانی چھپائے چھپ سکتی ہے اور نہ اس کے دریا کی موجیں روکنے سے رُک سکتی ہیں۔

؎ بہر نادیدن خفاشش نگردد پنہاں　　آفتابی کہ زبر ذرہ عیاں تافتہ است (۹)

حضرت سلطان العارفین نے بیت کے آخر میں فرمایا جب حال یہ ہو تو ظاہر ہے کہ وہ محبوب حقیقی جان عاشق کے کس قدر قریب ہے۔ اسی ضمن میں مزید فرمایا۔

؎ ھو معکم اینما کنتم نگر　　در نخوانمدی او تو در قرآن نگر
قرب حق با تو چناں دارد یقیں　　تو ہمی دانی کہ از ما دُور تر!
قرب حق نزدیک من جبل الورید　　تو جمالش را نہ بینی بے نظر
وادئ طے کن کہ خود نزدیک تر　　منزل جانان در جان خود نگر

---

(۵) خواجہ معین الدین چشتیؒ۔ دیوان چشتیؒ۔ لاہور　　ص ۲۵
(۶) 〃　　〃　　〃　　〃 ۲
(۷) 〃　　〃　　〃　　〃 ۲۵
(۸) 〃　　〃　　〃　　〃 ۲۴
(۹) 〃　　〃　　〃　　〃 ۷
(۱۰) سلطان باہو۔ دیوان باہو۔ مرتبہ چنن الدین لاہور — ۱۹۵۵ء — 〃 ۱۱

Marfat.com

چ۔ چڑھ چناں تے کر رُشنائی ذکر کریندے تارے ہو (۱)

۴، گلیاں دے وچ پھرن نمانے لعلاں دے وانجارے ہو (۲)

شالا مسافر کوئی نہ تھیوے کلھ جنہاں توں بھارے ہو (۳)

تاڑی مار اڈاؤں ناں باھو اساں آپے اُڈن ہارے ہو (۴)

لغت: نمانے: عاجز، بے چارے وانجارے: جوہر شناس، تمیز کرنیوالے، بیوپاری

شالا: خدا کرے۔ کلھ: خس وخاشاک۔ آپے: اپنے آپ، خود بخود

ترجمہ: اے (آسمان معرفت کے) چاند (اے محبوب حقیقی جل شانہٗ) تو (عطاء رحمت کی بلندی پر) جلوہ گر ہو اور سالکوں کے دلوں کو منور فرما۔ تمام سالکان جو کہ طریقت کے) ستارے (ہیں) تیرا (ہی) ذکر (پاک) کر رہے ہیں۔

۲۔ (ان درویشوں سالکوں میں بعض غواصان معرفت) جو اہر شناس ہیں لیکن (راہ سلوک کی) گلیوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔

۳۔ (یہ اہل اللہ عارفان حق اس دنیا میں مسافر ہیں اور طلب معرفت میں سفر طے کر رہے ہیں خدا کرے مسافر تو کوئی بھی نہ ہو (مسافر) سے تو (مقامی) خس وخاشاک بھی وزنی ہوتے ہیں۔

۴۔ اے باہو (اہل دنیا ہم عالم ارواح کے پرواز کرنے والے شہبازوں کو) تالی بجا بجا کر نہ اڑائے۔ ہم تو خود بخود (اس جہان فانی سے عالم بقا کو) پرواز کرنے والے ہیں۔

---

(۱) ۶۔ ○ بعض نسخوں میں "تے" کی بجائے "توں" مندرج ہے۔

(۲) ۶، ۷، ف، ش،

(۳) ۷، ۶ ○○ مذکورہ نسخوں کے سوا باقی نسخوں میں "توں" کی بجائے "تے" مندرج ہے۔

(۴) ۶، ف، ش

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ نے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو چاند کہہ کر پکارا ہے اور باقی تمام موجودات عالم کو بمثل تاروں کے تشبیہہ دی ہے۔ رومیؒ کہتے ہیں:

؎ حق پدیداست از میان دیگراں ہمچو ماہ اندر میان اختران (۱)

یعنی اللہ تعالیٰ دوسری موجودات کے درمیان اس طرح عیاں ہے جیسے ستاروں میں چاند۔ اور یہ تمام ستارے اپنے رب کی تسبیح کر رہے ہیں۔ قرآن حکیم میں وارد ہوتا ہے۔

"پاکی بیان کرتے ہیں واسطے خدا کے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہیں بادشاہ ہے بہت پاک غالب باحکمت" (۲)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ کائنات میں تمام مخلوقات، جمادات، نباتات وحیوانات سب اپنے قادر مطلق کی یاد میں مگن ہیں۔ اور بالخصوص مخلوقات میں سالکان معرفت تو اپنے چاند (محبوب حقیقی) کے جلووں کے آسمان میں تاروں کی طرح یادوں کے دیپ منور کئے ہوئے اس کے دیدار کے وعدہ کے منتظر ہیں۔

ارشاد ربانی ہوتا ہے "جو کوئی امید رکھتا ہے ملاقات خدا کی پس تحقیق وعدہ اللہ کا البتہ آنے والا ہے۔ اور وہ ہی سننے والا جاننے والا ہے" (۳)

اور وہ ذات باری کس طرح اپنا دیدار دے گا۔ حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں: "اے چاند تو چڑھ۔ سامنے آ۔ یہ انداز حدیث نبوی صلعم میں دیکھئے۔ "عنقریب تم اپنے رب کو ضرور اس انداز سے دیکھو گے کہ جیسا تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو" (۴)

---

(۱) جلال الدین رومی ۔ الہام منظوم مولانا روم مرتبہ مولوی فیروز الدین ۔ دفتر اول ۱۹۲۸ء ص ۱۶۹

(۲) (الجمعہ ۱) قرآن پاک ۔ عکسی ۔ مترجم ۔ شاہ رفیع الدین ۔ تاج کمپنی ص ۶۶۷

(۳) (العنکبوت ۵) " " " " " ص ۴۷۸

(۴) فقول علیہ السلام انکم سترون ربکم کما تدون القمر لیلۃ البدر۔ شرح عقائد ص ۱۴۱ - ۱۴۰

مطبع نور محمدی (بشکریہ صاحبزادہ نور سلطان ۔ مہتمم جامعہ انوار باہوؒ ۔ جھنگ)

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے"۔ کتنے منہ اس دن تازے ہیں طرف پروردگار اپنے کی دیکھنے والے ہیں" (۵)

اس دنیا میں سالکان راہِ خدا کا جو حال ہے اس کا ذکر فرماتے ہوئے سلطان العارفین بیان کرتے ہیں کہ ان سالکوں کا ظاہر پریشان ہے اس میں شک نہیں کہ وہ اس دنیا کے گلی کوچوں میں تو پھر رہے ہیں اپنے دنیوی اور دینی فرائض ادا کر رہے ہیں مگر حقیقتاً تو وہ لعل و گوہر (حقیقت باری تعالیٰ) کے شناسا ہیں اور وہ انہیں لعل و گوہر (عرفان و حقیقت) کا سودا کرنے میں مصروف ہیں

انسان اپنے اصل مقام سے جُدا ہو کر اس دنیا میں لایا گیا ہے۔ جو اس کا اصل وطن نہیں۔ جو سالکان معرفت ہیں انہیں تو اپنا اصلی وطن قطعًا بھولتا ہی نہیں۔ وہ اس دنیا میں مسافر کی طرح زندگی گزار رہے ہوتے ہیں اور حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں پردیس میں تو مسافر (جو بڑا ہی بلند مرتبہ اور عظیم کردار کا مالک ہے) کے سامنے مقامی رہنے والے (دنیا والے) چاہے جس قدر گھٹیا اور کم کردار والے ہی کیوں نہ ہوں بڑی آن بان دکھاتے ہیں گویا تنکے بھی مسافر کے سامنے زیادہ باحیثیت اور باوزن نظر آتے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں مسافر کی روح نے تو بالآخر اپنے اصلی وطن کو پرواز کر ہی جانا ہے۔ یہ دنیا سے دل لگانے والے بھلا کیوں ہم مسافروں کے درپے آزار ہیں۔

---

(۵) (پ ۲۹ - ع ۱۷) قرآن پاک عکسی - مترجم - شاہ رفیع الدین - تاج کمپنی - ص ۰۰۰

Marfat.com

چ چڑھ چناں تے کر رشنائی تارے ذکر کرینڈے تیرا ہو (۱) ○

۵ تیرے جہے چن کئی سے چڑھدے سانوں سجناں باجھ ہنیرا ہو (۲)

جتھے چن اساڈا چڑھدا اُتھے قدر نہیں کجھ تیرا ہو (۳)

جس دے کارن اسان جنم گوایا باھو یار ملے اِک پھیرا ہو (۴)

لغت: رشنائی : روشنائی - ہنیرا: اندھیرا، تاریکی

ترجمہ: ۱- اے (آسمانی چاند میری فراق کی رات میں تو تو) طلوع کر کے (ماحول کو) روشن کر۔ آسمانی ستارے تیرا ہی ذکر کیا کرتے ہیں۔

۲- (اے چاند) تجھ جیسے چاند تو سینکڑوں (کی تعداد میں) طلوع ہوتے رہتے ہیں (جن کی روشنی تو مجھے نفع نہیں دیتی) مجھے تو اپنے محبوب (حقیقی) کے بغیر اندھیرا (ہی اندھیرا دکھائی) دیتا ہے۔

۳- جہاں ہمارا (معرفت ذات کا) چاند طلوع ہوتا ہے وہاں (تیری شعاعوں) کی تو کوئی قدر (و منزلت) نہیں ہے۔

۴- اے باہو۔ جس (محبوب حقیقی کے لئے) ہم نے ساری حیاتی کو قربان کیا (وہ محبوب حقیقی) ایک بار مل جائے)

---

(۱) ۶ ش ○ نسخہ ہ اور ف میں یوں ہے ع چڑھ چناں توں کر روشنائی تارے ذکر کرین بہتیرا ہو

(۲) ۶ - ا ک ، ش ف

○○ تمام نسخوں میں سوائے یادداشت ا ک 'ہنیرا' کی بجائے لفظ 'اندھیرا' مندرج ہے۔ نسخہ ل میں 'ہنیرا' درج ہے۔

(۳) ۶ - ہ - ف ۔ ش

(۴) ۶ - ہ - ○ اکثر نسخوں میں سوائے نسخہ ہ کے 'اک پھیرا' کی بجائے 'اک ویرا' درج ہے۔

Marfat.com

تشریح :۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کا بیت اور یہ بیت دونوں کھلی فضا اور قدرتی مناظر میں رات کے اندھیرے میں لکھے گئے جبکہ ستارے پوری طرح درخشاں تھے اور چاند طلوع ہو رہا تھا۔ قیاس کہتا ہے کہ حضرت سلطان العارفین نے یہ دونوں بیت جب لکھے تو چاند کی آخری تاریخیں تھیں اور لازماً نیم شب کے بعد کے اوقات تھے۔ چونکہ چاند کو مخاطب ہو کر بیت کہے گئے ہیں۔ اس لئے یقیناً وہ قدرتی مناظر دیکھ رہے تھے اور کھلی فضا میں بیٹھے ہوئے کائنات قدرت پر غور کر رہے تھے۔ بہرحال اس شرح میں یہ بات قابل غور ہے کہ پہلے بیت میں چاند سے مراد محبوبِ حقیقی جل شانہٗ ہے۔ اور اس بیت میں چاند سے مراد عام آسمانی چاند ہے۔

اس بیت میں حضرت سلطان العارفین آسمانی چاند سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمام درخشاں ستارے گویا تجھے یاد کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس امر کا احساس فرماتے ہیں کہ چاند کے طلوع سے تمام فضا تو روشن ہو جائے گی مگر محبوب حقیقی کے وصال و لقا کے بغیر فقیر کی دنیا تو اسی طرح تاریک رہے گی۔ پھر فرماتے ہیں ایسے چاند تو خدا کی کائنات میں کئی ہیں اور یہ چاند تو کئی بار طلوع و غروب ہوتا ہے لیکن مجھے اپنے محبوب کے دیدار کے بغیر تاریکی ہی تاریکی نصیب ہے۔ ان خیالات کے ساتھ ہی حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کو اپنے محبوب حقیقی کے نور کامل اور اس کی ضوفشانیوں کا احساس ہوتا ہے۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض (۱) کی حقیقت سامنے آتی ہے تو پکار اٹھتے ہیں۔ اے چاند۔ میرے محبوب کے سامنے تیری کیا حقیقت۔ خواجہ حافظ شیرازی کیا خوب کہتے ہیں ؎

آفتاب از روئے او شد در حجاب
زندہ را باشد حجاب از آفتاب

---

(۱) (النور ع ۱۰) "اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا"

(۲) شرح دیوان حافظ۔ از مولانا سید محمد صادق علی لکھنوی۔
نولکشور ۱۹۰۰ء ص ۵۹۔

Marfat.com

ے شمس درخارج اگرچہ ہست فرد
مثل او ہم میتواں تصویر کرد

ے لیک آں تسمیکہ شد مستش بگیر
نبودش در ذہن و در خارج نظیر (۳)

نور مطلق کے سامنے آفتاب ایک سایہ کی مانند رہ جاتا ہے۔ جس طرح آفتاب کے سامنے ایک ذرہ پردے میں آجاتا ہے۔ یا اس کا وجود سایہ سے زیادہ نہیں رہتا۔

نور مطلق کے خیال کے آتے ہی اس کے دیدار کی آرزو بڑھ جاتی ہے۔ اور فرماتے ہیں جس کی رضا کے لئے ہم نے اپنی یہ زندگی وقف کر دی۔ اے کاش وہ ذات حقیقی ایک بار اپنے دیدار سے مشرف فرماوے۔

---

(۳) مفتاح العلوم ۔شرح مثنوی دفتر اول حصہ پہلا۔ محمد نذیر عرشی لاہور ۱۹۵۹ء ص ۸۶

Marfat.com

ح حافظ پڑھ پڑھ کرن تکبّر مُلّاں کرن وڈیائی ہو (۱)

ق ساون مانہہ دے بدلاں وانگوں پھرن کتاباں چائی ہو (۲)

جتھّے ویکھن چنگا چوکھا اُتھّے پڑھن کلام سوائی ہو (۳)

دوہیں جہانیں مُٹھّے باھو جنہاں کھادھی وچ کمائی ہو (۴) ◎

لغت: مانہہ: ماہ - چائی : اٹھائے پھرتے ہیں۔

بدلاں: بادل وانگوں: کی طرح

سوائی: اور زیادہ کھادھی : کھائی۔

ترجمہ: ۱۔ حافظ پڑھ پڑھ کر تکبر کرتے ہیں اور ملّا مسئلہ مسائل کے علوم پر) غرور کرتے ہیں۔

۲۔ (وہ) ساون کے مہینہ کی گھنگھور گھٹاؤں کی طرح کتابیں اٹھائے پھر رہے ہوتے ہیں۔

۳۔ جہاں کہیں وہ (حلوہ مانڈا اور مرغن غذا) ذرا زیادہ اور اچھا دیکھ لیں، وہاں پہ بڑھ چڑھ کر کلام پڑھتے اور مسئلہ مسائل سناتے) ہیں۔

۴۔ اے باہو۔ جنہوں نے اپنے (علم اور ضمیر کے) ماحصل کو بیچ کر کھایا وہ دونوں جہان میں (حصول معرفت) سے محروم رہے۔

○۔ سوائے یادداشت ا ک کے باقی تمام نسخوں میں 'پڑھ پڑھ' کی بجائے 'حفظ کر' مندرج ہے۔

•(۱) ا ک - و - ن (۲) ع ، ف ، ف ، ش -

(۳) ع ، ش ، ف ، ف ، و ، ن (۴) و ، ن ، ع -

◎ سوائے ن - و - باقی تمام نے مصرعہ سے پہلے ' اوہ ' کا اضافہ کیا ہے۔
ب ل میں (کھادی) کی بجائے (کھاہدی) ہے۔

Marfat.com

تشریح : اس سے پہلے حصہ پ میں اسی موضوع پر لکھا جا چکا ہے۔ یہاں بھی حضرت سلطان العارفین کی یہی مراد ہے کہ علمائے سوء اپنے علم و فضل پر متکبر ہوتے ہیں۔ دنیا پرستی میں پڑ جاتے ہیں۔ اپنے علم و فضل کی نمود و نمائش کے لئے اور علم کے بدلے دنیا حاصل کرنے کے لئے وہ کتابوں کے انبار اٹھائے پھرتے ہیں۔ ان کا مقصود جیبیں بھرنا اور کھانا پینا ہے۔ اسی لئے وہ جہاں کہیں پیٹ کے لئے اچھا اہتمام پاتے ہیں۔ کلام اللہ (جل شانہٗ) اور مسئلہ مسائل کو وہاں پر بڑھ چڑھ کر سناتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین ایسے لوگوں کے دونوں جہان میں خسارہ کی نشاندہی فرماتے ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ :" اور مت مول لو بدلے نشانیوں میری کے مول تھوڑا۔" (۱)

حدیث : " بریدہ رضؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے تاکہ اس کی وجہ سے کھاوے لوگوں سے۔ قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ محض ہڈی ہوگا جس پر گوشت نہ ہوگا۔" (۲)

جلال الدین رومی فرماتے ہیں ؎

علمہائے اہل دل حمال شاں — علمہائے اہل دل احمال شاں
علم چوں بر دل زند یاری شود — علم چوں بر تن زند باری شود

---

(۱) (پ ۲ ع ۱۱)

(۲) رواہ البیہقی فی شعب الایمان

(۳) مثنوی مولانا روم مع شرح مولانا عبدالعلی محمد بحرالعلوم۔ نولکشور۔ ۱۲۹۳ھ دفتر اول۔ ص ۲۱۱

Marfat.com

خ۔ خام کیہ جانن سار فقر دی جہڑے محرم ناہیں دل دے ہو (۱)

،، آب مٹی تھیں پیدا ہوئے خامی بھانڈے گل دے ہو (۲)

لعل جواہراں دا قدر کی جانن جو سوداگر بل دے ہو (۳) ◎

ایمان سلامت سوئی ویسن باھو جہڑے بھج فقیراں ملدے ہو (۴)

لغت: خام: کچے، ناقص، سار: خبر، تھیں: سے۔ بھانڈے: برتن

بل: بلور، کانچ۔ لے ویسن: لے جاویں گے۔ بھج: دوڑ کر

ترجمہ: ۱۔ اے طالبان ناقص جو (اسرار) دل کے محرم نہیں ہیں انہیں راز (معرفت) فقر کی کیا خبر۔

۲۔ (ایسے نامحرم اسرار معرفت تو محض) مٹی کے کچے برتن ہیں (جو کہ) پانی اور مٹی (کے خمیر) سے (تو) بنائے گئے ہیں (لیکن آتش عشق کی بھٹی میں انہیں پختگی حاصل نہیں ہوتی)

۳۔ (طالبان ناقص جو کہ) بلور اور کانچ کے سوداگر ہیں وہ (توحید و معرفت الٰہی) کے لعل و جواہرات کی کیا قدر و (منزلت) جانتے ہیں۔ (جوہر شناسی تو جوہری کا کام ہے)

۴۔ اے باہو (اس دنیا سے) وہ (خوش نصیب) ایمان سلامت لے جاویں گے جو کہ دوڑ دوڑ کر فقراء (اہل اللہ) کو ملتے ہیں۔

---

(۱) ع۔ ○ سوائے مذکورہ نسخہ کے باقی نسخوں میں 'کیہ' کی بجائے 'کی' مندرج ہے۔ نسخہ ل میں 'کے' لکھا ہے جو دراصل 'کیہ' کی آواز دیتا ہے۔

○○ نسخہ ل اور ب میں 'سار' کی بجائے 'راہ' مندرج ہے۔

(۲) ع، ل، ب، ہ، ذ۔ (۳) ل، ب، (نوٹ) بل کے معنی چھڑ یا خربوزے بھی لئے گئے ہیں۔

◎ مذکورہ نسخوں کے سوا باقیوں میں مصرعہ یوں ہے۔ ع قدر کی جانن لعل جواہراں جو سوداگر بل دے ہو

(۴) ذ، ف، ش

● نسخہ ب اور ہ میں 'ویسن' سے پہلے 'لے' کا اضافہ مندرج ہے۔

Marfat.com

تشریح: دل کا راز نہ جاننے والے خام لوگ بھلا فقر کی راہ کو کیا جانیں۔ فقر کا تعلق عشق الٰہی سے ہے اور عشق کا مقام دل میں۔ عشق الٰہی سے جس درویش نے پختگی حاصل نہیں کی وہ گویا مٹی کے کچے برتن کی طرح ہے جو بالکل خام رہ جاتا ہے۔

پھر حضرت سلطان العارفین ایک پر اثر مثال بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح کانچ کے برتن یا کانچ کے سامان کا سوداگر ہیرے اور لعل و جواہر کی شناخت نہیں کر سکتا، اسی طرح ایک خام اور ناپختہ آدمی صاحبِ دل کو اور اس کے راز کو نہیں پہچان سکتا اور نہ اسکی قدر و منزلت سمجھ سکتا ہے۔

آخر میں سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ان صاحبِ دل اور محرم اسرار ذات فقراء کو جو لوگ بخوشی و رغبت کے پہچان کر ملتے ہیں اللہ ان کے قریب ہوتے ہیں وہی تو ہیں جو اپنے ایمان سلامت رکھتے ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے: ۔ اور روک رکھ جان اپنی کو ساتھ ان لوگوں کے کہ پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو صبح اور شام کو چاہتے ہیں رضامندی اس کی۔ (۱)

- کہہ سب تعریف واسطے اللہ کے ہے اور سلام اوپر بندوں اس کے جن کو برگزیدہ کیا۔ (۲)
- اور پیروی کر راہ اس شخص کی کہ رجوع کرتا ہے طرف میری۔ (۳)
- اے جان آرام پکڑنے والی پھر جا طرف پروردگار اپنے کے کہ خوش ہے تو پسند کی گئی۔ پس داخل ہو بیچ بندوں میرے کے اور داخل ہو بیچ بہشت میری کے۔ (۴)

گویا فقراء اہلِ عشق سے قرب، سلامتی ایمان کے موجب ہے۔

---

(۱) واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداوۃ والعشی یریدون وجہہ (پ ۱۵ ع ۱۶) قرآن مجید مترجم شاہ رفیع الدین ص ۳۵۰۔

(۲) قل الحمد للہ وسلم علی عبادہ الذین اصطفی (پ ۱۹ ع ۲۰) قرآن مجید مترجم شاہ رفیع الدین۔ تاج کمپنی ص ۴۵۹

(۳) واتبع سبیل من اناب الی (پ ۲۱ ع ۱۱) " " " ص ۴۹۶

(۴) یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبدی وادخلی جنتی (الفجر ۲۷ تا ۳۰)

Marfat.com

د دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو (۱)

۷۸ وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ موہانے ہو (۲) ○○

چوداں طبق دِلے دے اندر جتھے عشق تمبو ونج تانے ہو (۳) ◎

جو دل دا محرم ہووے باھو سوئی رب پچھانے ہو (۴)

لغت : سمندروں : سمندر سے ڈونگھے : گہرے۔

ونجھ : وہ بڑے بانس جن کی مدد سے کشتی چلائی جاتی ہے۔

موہانے : ملاح، کشتی ران۔ تانے : تنے ہوئے

تمبو : تنبو، خیمہ۔

ترجمہ : ۱۔ (عارفان اہل اللہ کے) دل (تو ایسے) دریائے (عمیق) ہیں (جو کہ) سمندروں سے بھی زیادہ گہرے ہیں۔

۲۔ (جیسا کہ دریا کے اندر) کشتیاں (جہاز) جھگڑے ملاح وغیرہ موجود ہیں (اسی طرح عارفان کامل کے دلوں میں تمام کائنات موجود ہے)

۳۔ چودہ طبقات (ارض وسما) (عارف کامل کے دل میں سمائے ہوئے ہیں) جہاں پر (حضرت) عشق نے اپنے خیمے گاڑ دیئے ہیں۔

۴۔ اے باہو جو (کوئی) دل (کے راز) کا محرم ہو وہی رب (تعالیٰ) کو پہچانتا ہے۔

---

(۱) ا ب ○ نسخوں میں 'ڈونگے' درج ہے نسخہ۔ ب ۔ع ۔ ذ۔ ف، ش۔ میں 'ڈھنگا' مندرج ہے۔

(۲) ا ۔ ب۔ ذ۔ ش ۔ ف۔

○○ نسخہ ا میں مصرعہ یوں ہے ع وچ ہن بیڑے وچ ہن جھیڑے وچ ہن ملاح مہانڑے ہو

نسخہ ب ف میں یوں ہے ع وچے بیڑے، وچے کھوئیے وچے ونجھ موہانے ہو

(۳) ا ج ۔ ◎ ب ف ذ ف میں مصرعہ یوں ہے ع چوداں طبق دلے دے اندر تنبو انگوں تانے ہو

(۴) ب۔ ذ ش ف ◎ سوائے نسخہ ب کے باقی مذکورہ نسخوں میں 'سوئی' کے بجائے 'سویو' مندرج ہے۔

Marfat.com

تشریح : شیخ الاسلام فریدالدین دالحق قدس اللہ سرہ العزیز رسالہ گنج الاسرار میں فرماتے ہیں :" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل فرمایا ہے کہ

لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدالمؤمن - میری سمائی کے لئے میری زمین اور میرے آسمان کی وسعت کافی نہیں البتہ میرے مومن بندے کا دل میرے سمانے کے لئے کافی ہے۔ اس کا مقصد مومن بندے کے دل کی وسعت جتانا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمان وزمین میں اتنی فراخی نہیں ہے ۔ جتنی کہ بندہ مومن کے دل میں ہے۔(۱)

چار بیتی میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز انسان کامل کے قلب شہید کی کیفیات اور وسعت بیان فرماتے ہیں۔ اسی موضوع پر ابن العربی کہتے ہیں " ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب والقی السمع وھو شہید - اس میں یاددہانی ہے جس کے سینے میں دل ہو اور اپنے کان جھکا دے اور وہ دیکھتا ہو۔ یہ قلب نعمت سماعت وشہود باطنی سے ممتاز ہوتا ہے اور کلام وشہود حق سے سرفراز ہوتا ہے۔ اس کو ہمیشہ دوام حضور رہتا ہے ۔قرب فرائض میں رہتا ہے۔ قلب مومن عارف میں ہر طرح کی وسعت ہے ۔ ہر تجلی کی سمائی ہے ۔ آسمان وزمین کسی میں جمیع تجلیات خصوصاً تجلی الٰہی و شان معبودیت کی گنجائش نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کامل خلیفۃ اللہ اور مسجود ملائک ہوتا ہے۔" (۲)

"قلب عارف کی اتنی وسعت ہے۔ بایزید بسطامی (۳) فرماتے ہیں اگر عرش اور عرش کے دائرے میں جو کچھ ہے دس کروڑ بار دل عارف کے گوشے میں آجائے تو اس کو احساس بھی نہ ہوگا اسی معنی میں جنید بغدادی (۴) فرماتے ہیں۔ حادث جب قدیم کے نزدیک ہوتا ہے حادث کا پتہ بھی نہیں رہتا۔ وہ قلب جو قدیم کو سمالے بھلا حادث کو کیونکر موجود پائے گا۔" (۵)

---

(۱) حضرت فریدالدین مسعود ابن سلیمان ابن ابی بکر ابن عمر صلاح ۔ رسالہ گنج الاسرار ۔ اقتباس و ترجمہ بشکریہ مجلہ الرحیم حیدرآباد سندھ جولائی اگست ۱۹۶۸ء ۔ حصہ اول کے بیت ۱۸ کی تشریح کے فٹ نوٹ ۳ کو بھی دیکھئے ۔

(۲) محی الدین ابن العربی ۔ فصوص الحکم ۔ ترجمہ اردو ص ۲۰۰

(۳) حضرت ابوالبایزید بسطامی عارفؒ ۔ بسطام ۔ وفات ۲۳۴ھ

(۴) حضرت شیخ جنید بغدادیؒ بغداد ۔ وفات ۲۰۲ھ (۵) محی الدین ابن العربی ۔ فصوص الحکم ترجمہ اردو ص ۵

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں" دل کیا ہے، یہ چودہ طبقات سے بھی زیادہ وسیع ہے"(۶)
پھر فرمایا" دل ہی شریعت ہے، دل ہی طریقت اور دل ہی معرفت ہے۔ وہی محرم ہوتا ہے جو دل کا محرم ہوتا ہے۔" (۷)

پھر فرمایا" دریائے وحدت الٰہی کی قدرتِ توحید مومن کے دل میں جاگزیں ہے۔ اور جو شخص خواہش رکھتا ہے اور واصل بخدا ہونا چاہتا ہے تو وہ پہلے مرشد کامل صاحبِ راز کی تلاش کرے کیونکہ وہ گنجینۂ دل کا مالک ہے۔ (رازدان ہوتا ہے) اسم اللہ کے تصور کے تاثیر اور اسم اللہ کے ذکر سے اس فقیر کا وجود منور ہوتا ہے جو راز دل کا محرم ہوتا ہے۔ وہ نعمت الٰہی سے محروم نہیں رہتا" (۸)

---

(۶) دل چیست وسیع از چہاردہ طبقات است (سلطان باہو رح۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین۔ ص ۶)

(۷) سلطان باہو۔ جامع الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین۔ ص ۸۱ - ۱۹۶۸ء

(۸) قدرت توحید دریائے وحدت ... تا ..... ہرکہ محرم دل شود از نعمت حق تعالیٰ محروم نماند

(سلطان باہو۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین۔ ص ۵)

Marfat.com

د دل دریا سمندروں ڈونگھا غوطہ مار غواصی ہو (۱)

۷۹ جیں دریا وچ نوش نہ کیتا رہسی جان پیاسی ہو (۲)

ہر دم نال اللہ دے رکھن ذکر فکر دے آسی ہو (۳)

اس مرشد تھیں زن بہتر باھو جو پھند فریب لباسی ہو (۴)

لغت:- ڈوگھا: گہرا، عمیق رہسی: رہے گی آسی: آس رکھنے والا

لباسی: فریبی غواصی: غوطہ لگانے والا

ترجمہ: ۱- (اے درویش) دریائے دل تو سمندروں سے زیادہ گہرا ہے۔ اس میں غواصوں کی طرح غوطہ مار کر اعرفان ذات کے بیش قیمت موتی نکال لے)

۲- (پیاس تو دریائے وحدت نوش کرنے سے بجھ سکے گی) (لہذا) جس نے دریائے (وحدت) نوش نہ کیا اس کی روح تو ہمیشہ (دیدار ذات) کی پیاسی رہے گی۔

۳- (اے درویش جو سالک) ذکر و فکر (ذات) کی آس لگائے ہیں وہ تو (اپنے) ہر (ایک) دم کو (ذکر) اللہ (جل شانہ) میں (مستغرق) رکھتے ہیں۔

۴- (اے طالب) جو مرشد (محض زہد و ریاضت سجود سجادہ جبہ و دستار کے فریب میں مبتلا ہے۔ اور دریائے معرفت وحدت میں غواصی نہیں کرا سکتا۔ وہ تو) طالب المولیٰ مذکر کے مصداق مرد مولیٰ نہیں بلکہ) مکار اور فریبی ہے (اس سے تو طالب العقبیٰ مؤنث کے مصداق) عورت (کا درجہ) بہتر ہے۔

---

(۱) ۶- ا ک، ف، ش، خ ○ سوائے یادداشت ا ک کے باقی تمام نسخوں میں 'ڈونگا' یا 'ڈونگھا' مندرج ہے

(۲) ۶، خ، ش، ف (۳) ا ک ۶ خ

○○ سوائے یادداشت ا ک کے باقی تمام نسخوں میں 'دے آسی' کی بجائے 'د کی آسی' مندرج ہے۔

(۴) ۶- ا ک، ذ، ش، ف

◎ سوائے یادداشت ا ک کے باقی تمام نسخوں میں 'پھند' کی بجائے 'فند' مندرج ہے۔

Marfat.com

تشریح : ۔ حضرت سلطان العارفین اس بیت میں فرماتے ہیں کہ خود طالب کا دل سمندر سے زیادہ گہرا ہے ۔ اسے چاہیئے کہ اس میں غواصی کرے اور اس سے معرفت کے آبدار موتی حاصل کرے ۔ جس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے شراب معرفت حاصل نہ کی اس کی تشنگی کیسے دور ہو سکتی ہے ۔

ایک مقام پر فرمایا ۔ قلب ایک سمندر ہے بشرطیکہ صاحب قلب صاحب توحید ہو جب اس سمندر میں غوطہ لگائے تو تینوں زمانوں یعنی ماضی، حال اور مستقبل کے حقائق اور علوم اس پر منکشف ہوں اور وہ روشن ضمیر بن جائے ۔ بلکہ اس سمندر میں غوطہ لگانے سے قلب اور روح ضمیر واضح اور کشادہ ہو جاتی ہے ۔ یہ مراتب طالب اللہ کو کامل مرشد جو صاحب قلب ہے صرف نگاہ ہی سے عنایت کر دیتا ہے اور معرفت الٰہی میں عارف بنا دیتا ہے (۱)

؎ صحبت عاشقاں صادق جوئی ہمدم ہمراہ موافق جوئی
چند گردی بگرد کعبۂ گل یک نفس کن طواف کعبہ دل (۲)

کامل مرشد فقیر ہے جو ذکر اور فکر کے جملہ مراتب طے کئے ہوئے ہوتا ہے ۔ اور بقا باللہ ہوتا ہے طالب کو بھی چاروں ذکروں مراقبوں اور چاروں فکروں میں پختہ ہونا ہوتا ہے ۔ تاکہ اس کا وجود ممدی مجلس کے لائق ہو جائے ۔ چار ذکر ہ ۔ ذکر زوال، ذکر کمال، ذکر وصال اور ذکر احوال ہیں ۔ چار مراقبے مشاہدہ غرق فنا فی اللہ ۔ حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ ماسوٰی اللہ سے نکلنا اور بقا باللہ کو پہنچنا ہیں ۔ چار فکر تستور اللہ ۔ لیس ۔ لہٗ ادھو کے ہیں ۔ ان اذکار، افکار اور مشاہدات سے ہی ۔ فقیر فنا فی شان استغراق ملتا ہے ۔ جس میں فقیر ہر وقت محویت کے عالم میں رہتا ہے ۔ (۳)

---

(۱) سلطان باہو ۔ توفیق الہدایت ۔ ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۶۸ء ۔ ص ۲۵ ، ۲۶

(۲) حکیم سناؔئی ۔ طریق التحقیق ۔ مطبوعہ امرتسر ۱۹۳۶ء ص ۲۳

(۳) تلخیص از شمس العارفین مصنفہ حضرت سلطان باہوؒ ۔ ص ۱۰ تا ۳۶

Marfat.com

اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "کامل مرشد صادق طالب کو پہلے ہی روز ابتدائی اور انتہائی تمام مراتب عطا کر دیتا ہے۔ فقیر صاحب قلب کی کیا علامت ہے۔ یہ کہ ظاہر میں خاموش ہو لیکن وجود میں اس کا قلب قلبی ذکر کی وجہ سے جوش کرتا ہو اور اس کا خواب خلوت میں مشرف بدیدار پروردگار ہوتا ہو۔ اس کی بیداری نفس کی ترک اور بیزاری ہو۔ اس کا کھانا خاتمہ بالخیر۔ اس کی بھوک برکتیں، اس کا ذکر ذکر الٰہی، اس کا سننا الہام مع اللہ، اس کی نظر معرفت پر ہو۔ اس کے قلب کو ایمانی نور حاصل ہو۔ تجرید اور تفرید کی وجہ سے اس کے قلب کو صفاتی نور حاصل ہو۔ اور حضوری قلب حاصل ہو۔ ہر دم اللہ کی یاد میں رہے۔" (۴)

پھر فرمایا۔ ذکر الٰہی ہمیشہ شوق میں مبتلا اور محبت الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہی خدا پرست ہوتا ہے۔ جو پروردگار کے دیدار کی طلب میں زندہ قلب اور بیدار دل ہوتا ہے۔ عام طور پر جو ذکر کیا جاتا ہے یہ ذکر نہیں بلکہ ریا ہے۔ جو محض دنیاوی ننگ و ناموس کے لئے کیا جاتا ہے(۵)

اسی لئے فرمایا۔ طالب مرد کون ہے؟ اور طالب نامرد کون ہے؟ نامرد طالب وہ ہے جو مرشد سے دنیاوی زر و مال کی طلب کرتا ہے۔ اور مرد طالب وہ ہے جو جان و مال راہِ خدا میں صرف کر کے راہِ حق کا متلاشی ہوتا ہے۔ کونسا مرشد مرد ہے اور کونسا نامرد؟ نامرد مرشد اعضاء کے متعلق اعمال میں مشغول کرتا ہے اور جو مرشد مرد ہے وہ پہلے ہی روز لامکان، لاہوت، اور لانہایت کا سبق دیتا ہے اور معرفت الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔ (۶)

---

(۴) سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین۔ لاہور۔ ۱۹۶۸ء ص ۵

(۵) " " " " " " ۳۱۰

(۶) " " " " " " ۳۴، ۳۵ "

Marfat.com

د دل دریا خواجہ دیاں لہراں گھمن گھیر ھزاراں ہو (۱)

۸۰ رہن دلیلاں وچ فکر دے بیحد بے شماراں ہو (۲)

ہک پردیسی دوجانیوں لگ گیا تریا بے سمجھی دیاں ماراں ہو (۳) ◎

ہسن کھیڈن سبھ بھلیا باھو جد عشق چنگھایاں دھاراں ہو (۴)

لغت:- رہن: رہتی ہیں۔ ہک: ایک۔ نیوں: عشق، محبت۔ تریا: تیسرا دوجا: دوسرا۔ ہسن: ہنسنا۔ کھیڈن: کھیلنا۔ دھاراں چگھناں: محاورہ ہے بہ معنی گرفت میں آنا

ترجمہ:- ۱- میرا دل (معرفت الٰہی) کا دریا ہے (جس میں) ہزاروں بھنور اور خواجہ (خضر علیہ السلام) کی لہریں ہیں۔

۲- (دریائے معرفت کے ان گھمن گھیر اور نشیب و فراز سے) میرے تفکرات میں (اس کی شان استغنائی کی) بے حد و بے شمار دلیلیں رہتی ہیں۔

۳- (یہ فکر بھی لاحق ہے کہ) ایک تو میں اس دنیائے فانی میں) پردیسی ہوں دوسرا عشق میں مبتلا ہو گیا ہوں (اور) تیسرا میرے لئے اس معرفت کی رسوم راہ سے (بے سمجھی کا خمیازہ (تکلیف دہ) ہے۔

۴- اے باہو جب سے عشق (حقیقی) نے (میرے دل کو) اپنی گرفت میں لے لیا ہے (مجھے) (ماسوا اللہ کا لہو و لعب اور) ہنسنا کھیلنا سب بھول گئے ہیں۔

---

(۱) ۶، ذ، ف، ش ۵ (۲) و ک ○ باقی تمام نسخوں میں 'رہن' کی بجائے 'دیہن' درج ہے۔

○○ باقی تمام نسخوں میں 'بیحد' کی بجائے 'بے انت' درج ہے۔

(۳) و ک۔ ◎ باقی نسخوں میں یوں ہے ← اک پردیسی دوجانیوں لگا سو تریا بے سمجھی دیاں ماراں ہو

ب ل میں (لگ گیا) کی بجائے (لگا) ہے

(۴) ۶، ذ، ف، ش۔

Marfat.com

تشریح : جب انسان کامل مختلف تجلیات کے ساتھ متغیر نہ ہو وہ صوفیہ کے پاس بمنزلہ حیوان کے ہے ۔ اس چار بیتی میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ قلب منیب کی کیفیات بیان فرماتے ہیں ۔

" من خشی الرّحمٰن بالغیب وجاء بقلبٍ منیب (۱) جو باوجود غیبت کے رحمٰن سے ڈرتا ہے اس کے جلال سے مرعوب و متاثر ہوتا ہے ۔ قلب منیب سے توبہ پیدا ہوتی ہے خطرات نیک ظاہر ہوتے ہیں ۔ تقویٰ ۔ ریاضت اور عبادت اس کی صفت ہوتی ہے ۔" (۲)

بیت میں حضرت سلطان العارفین اپنی مثال ایک ایسے غریب الوطن سے دیتے ہیں جو پردیسی ہونے کے علاوہ محبت کی چوٹ بھی کھا بیٹھا ہو اور رسوم راہ محبت سے نابلد ہو ۔ یہ تینوں حالتیں پریشان حالی کی بہترین مثالیں ہیں ۔ جب ایسا حال ہو تو واقعی سب خوشی اور تفریح کی باتیں بھول جاتی ہیں ۔ جس کے سر پر عشق کی ذمہ داری آ چکی ہو وہ بھلا کسی دیار غیر میں اس کی دلفریبیوں سے کسی طرح مسرور ہو سکتا ہے ۔

---

(۱) (ق ۔ ۳۳) " جو کوئی کہ ڈرتا ہے اللہ سے بن دیکھے اور آتا ہے ساتھ دل رجوع کرنیوالے کے " ۔

(۲) محی الدین ابن العربی ۔ فصوص الحکم ۔ ترجمہ اردو ۔ ص ۲۰۰

Marfat.com

د دے وچ دل جو آکھیں سو دِل دور دلیلوں ہو (۱)

۸۱ دل دا دور اگواہاں کیجے کثرت کنوں قلیلوں ہو (۲)

قلب کمال جمالوں جسموں جوھر جاہ جلیلوں ہو (۳)

قبلہ قلب منوّر ہویا باھو خلوت خاص خلیلوں ہو (۴)

لغت: آکھیں: تو کہتا ہے۔ کنوں: سے۔ جاہ: مراتب، شان۔ دلیلوں: دلیل سے۔
قلیلوں: قلیل سے۔ جلیلوں: رب جلیل سے خلیلوں: محبوبِ خدا سے دوست سے۔

ترجمہ:- ۱- (اے درویش) تو جو (اپنے) دِل کے اندر (ذکر الٰہی کرنے والا) دل بتاتا ہے ایسا دل (جو کہ تجلیات ذات کے لائق ہو) تیرے (فکر اور) دلیل سے بھی دور ہے۔

۲- (اے درویش) اپنے دِل کا دور (علم اسباب) قلیل سے (مظہر وحدت) کثرت کی طرف بڑھاؤ۔

۳- قلب یعنی دِل جسموں کے جمال اور کمال کا جوہر ہے اور رب جلیل کا ٹھکانہ اور جائے نزول ہے۔*

۴- اے باہو۔ محبوب خدا (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) کی محبت و تجلیات نے میرے دل کو خلوت (گاہ خاص) بنالیا ہے جس سے میرا قلب منوّر ہو کر قبلہ (حقیقت) بن گیا ہے۔

---

(۱) ل، ب، ع، ذ (۲) ل، ب، ع، ذ

(۳) ب، ع، ذ، ش۔

٥ نسخہ ل میں 'جسموں' مندرج ہے

(۴) ل، ب، ع، ذ

*- ترجمہ شکریہ انوار سلطان از فقیر نور محمد کلاچوی ص ۱۴۱

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین تلقین فرماتے ہیں کہ وہ دل بیدار جسکا دعویٰ ہے اُس کا مقام تو بہت دُور ہے اس کے حصول کے لئے لازم ہے کہ دنیا کی ہر شے کی محبت ختم کی جائے اور صرف اُس وحدہٗ لاشریک سے لَو لگائی جائے ۔

فرماتے ہیں "تحقیق فقر کے لئے اُس کا قلب طُور ہے ۔ اُس کا جسم کوہ طور ہے ۔ فقر خود کلیم اللہ ہے جو موسےٰ علیہ السلام کی طرح جواب باثواب اور ذکر مذکور میں ہے ۔" (۱)

پھر فرمایا" میں دیدار کا علم جانتا ہوں اور پڑھتا ہوں مجھے یہ مراتب جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، آنجناب کے صحابہ کرام اور پنجتن پاک کی رفاقت سے حاصل ہوئے ہیں" ۔ قولہٗ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور الرحیم (۲) اے محمدؐ کہہ دے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تم سے پیار کرے اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۳)

"قولہٗ تعالیٰ اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ۔ (۴) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھا گیا ہے اور جنہیں اپنی رُوح سے مدد دی گئی ہے ۔ اس قسم کے دلوں کو جنہیں قرب الٰہی کا تعلق حاصل ہے قلبِ سلیم کہتے ہیں اور ایسے لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں ۔ انکے نفس مُردہ اور قلب زندہ اور روشن ضمیر اور رُوح بینا ہوتی ہے ۔ قلب ہی صراطِ مُستقیم ہے بشرطیکہ بحق تسلیم ہو اور یہی مجموعہ کُل ہے ۔" (۵)

پھر فرمایا ؎ منور گشت جانم ھم چو خورشید ہویدا کرد بر ما جملہ اسرار
دلم چوں دید نورِ آں تجلّی معلّےٰ گشت با اسرار با اقرار (۶)

---

(۱) تحقیق است فقر را کہ قلب نور و قالب مثل کوہِ طور و خود کلیم اللہ جواب باثواب مثل موسیٰ علیہ السلام با ذکر مذکور ۔ سلطان باہو رح ۔ امیر الکونین ۔ ص ۴ ۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ج)

(۲) کہہ اگر ہو تم چاہتے اللہ کو پس پیروی کرو میری چاہے تم کو اللہ بخشے واسطے تمہارے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (آل عمران ۔ ۳۱)

(۳) من علم درس دیدار دانم ... تا ... قولہٗ تعالیٰ (سلطان باہو ۔ امیر الکونین ۔ ص ۔ ۷۰ ، مکتوبہ ۔ ۱۳۳۲ھ ج)

(۴) ترجمہ : یہ لوگ لکھ دیا ہے اللہ نے بیچ دلوں اُن کے ایمان اور قوت دی ہے ان کو ساتھ رُوح کے اپنی طرف سے (پ ۲۸ ۔ ع ۳)

(۵) قولہٗ تعالیٰ ... تا ... بحق تسلیم مجموعہ کل (سلطان باہو ۔ امیر الکونین ۔ ص ۲۳ ۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ج)

(۶) سلطان باہو ۔ دیوان باہو فارسی ۔ نولکشور ۔ ۱۸۷۵ء ۔ ص ۵

Marfat.com

د۔ دل کالے کولوں مُنہ کالا چنگا جے کوئی اس نوں جانڑے ہو (۱)

۸۴ مُنہ کالا دل اچھا ہووے تاں دل یار پچھانڑے ہو (۲)

ایہہ دل یار دے پچھے ہووے تاں یار دی کدی پچھانڑے ہو (۳)

سے عالم چھوڑ مسیتاں نٹھے باھو جدھر لگے نیں دل ٹکانڑے ہو (۴) ○○

لغت: کولوں: سے چنگا: بہتر ہے اچھا: پاک صاف وی: بھی

کدی: کبھی مسیتاں: مساجد نٹھے: بھاگ گئے ٹکانے: ٹھکانے

ترجمہ: ۱۔ (اے درویش راہ سلوک میں) دل کی سیاہی (غفلت شرک کفر بغض حسد شہوت وغیرہ) سے مُنہ کی سیاہی (ملامت تہمت وغیرہ) بہتر ہے اگر کوئی اس (راز) کو سمجھے۔

۲۔ (راہِ عشق میں عوام الناس کے سامنے ملامت و تہمت کی) روسیاہی چاہیئے (اور مالک حقیقی کے سامنے) دل پاک و صاف چاہیئے تب محبوب (حقیقی) کو دل جا پہچانتا ہے۔

۳۔ (اے طالب) ایسا پاک دل (بھی ہمیشہ) محبوب حقیقی (کی طلب اور یاد میں) پیچھا کئے ہوئے ہونا چاہیئے شاید کبھی (وہ) محبوب بھی (نظر رحمت سے) پہچانے۔

۴۔ اے باہو۔ سینکڑوں عالم (جنہوں نے ظاہری زہد و ریاضت کو ہی راہِ نجات سمجھا تھا) (جب حضرتِ عشق نے) ان کے دلوں کو (نور معرفت سے) ٹھکانے لگایا تو وہ مساجد سے بھاگ کر (راہِ معرفت کی طرف) آ گئے۔

---

(۱) ب اب۔ ک، ع، ذ، ف ○ تمام نسخوں میں سوائے یادداشت اک اور نسخہ اب، کنوں، مندرج ہے۔

(۲) ۔ب۔ اب، ع، ف، ش ○○ نسخہ ب میں، تاں، کی بجائے، مت ایہہ، مندرج ہے۔

(۳) ۔ع۔ اب، ف، ش ◉ نسخہ ب میں، یار، کی بجائے، دوست مندرج ہے، اس میں، وی کدی، کا اضافہ نہیں ہے۔

(۴) ب، ○○ باقی نسخوں میں مصرعہ کے شروع میں، باھو، آتا ہے۔

Marfat.com

تشریح و صدبت دردل بداری بُت تراش — تا توانی ایں بتاں را کن خراش
دعویٰ اسلام داری ای فقیر — روسیاہت باز از قلبت حقیر
روسیاہت خوب از قلب سیاہ — چوں قلوبت پادشاہ جمعت سیاہ
ہر طرف شاہی رود لشکر رود — ہر طرف بادی رود آنگر رود
قلب شاہ مست و سپاہی کل وجود — دور کن از قلب سیاہی ودود (۱)

انسانی کردار کا تعلق اس کے دل سے ہے اس کی عظمت بھی دل کی وسعت کے ساتھ ہے۔ راہ عشق میں تو بالخصوص نمود و نمائش کی گنجائش ہی نہیں وہاں تو صادق دل چاہیئے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

روئی سیاہ بہ بود از دل سیاہ
دل سیاہ شد ز دنیا عزّ و جاہ (۲)

سیاہ دل سے چہرے کی سیاہی اچھی ہے دنیوی عزّ و جاہ کی آلودگیوں سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ حدیث قدسی میں آتا ہے "خدا تعالیٰ نہ تو تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے کاموں کو۔ مگر وہ تمہارے دل اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے"۔ (۳)

شیشۂ دل آلودگیوں سے پاک ہے اور دل اپنی آرزو پر قائم ہے تو محبوب حقیقی بھی دلداری فرمائے گا۔ مسجد عبادت گاہ اور مساجد منزل کا مقام رکھتی ہیں نہ کہ منزل مقصود۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ سینکڑوں علما مساجد سے بھاگ کھڑے ہوئے جب انہیں حضرتِ عشق نے محبت و معرفت سکھا کر ان کے دلوں کی کایا پلٹ دی جب انہوں نے منزل مقصود کو پالیا تو منزل کے تکلفات سے بلند ہو گئے جس طرح حضرت شمس الدین تبریز رح (۴) سے ملاقات ہو جانے پر مولانا جلال الدین رومی رح (۵)

---

(۱) سلطان محمد نواز رح۔ مجموعہ کلام۔ لاہور ۱۹۶۲ء۔ ص ۳۵

(۲) سلطان باہو رح۔ امیر الکونین۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ص ۱۰۔ ۱۹۵۶ء

(۳) بشکریہ سلطان باہو رح۔ محبت الاسرار، ترجمہ اردو۔ چنن الدین۔ ص ۲۲۔ ۱۹۶۳ء

(۴) حضرت شمس الدین تبریزی رح۔ تونیہ ارض روم۔ وفات ۶۴۴ ھ

(۵) مولانا جلال الدین رومی رح۔ تونیہ۔ وفات ۶۷۲ ھ

Marfat.com

پر عشق و سرمستی کا عالم چھا گیا اور انہوں نے عالمانہ جُبّہ دستار اور تکلفات کے لباس اُتار پھینکے (۶) اسی علوم ظاہر کے سینکڑوں فاضلوں کے ساتھ یہی ہوا۔ جب بھی انہیں راہ حقیقت کی جھلک نظر آئی تو اُن کی کایا پلٹ گئی۔ حکیم سنائی رح (۷) جو بڑے عالم اور شاعر تھے امراء اور بادشاہوں کے قصیدے لکھا کرتے تھے ایک مجذوب الحال لائی خور کی ایک سچی بات سے آپکی کایا پلٹ گئی۔ خوشا دنیاداری کی زندگی ترک کر دی سب سے پہلے شاعر ثابت ہوئے جنہوں نے تصوف کو باقاعدہ موضوع کلام بنایا (۸) خواجہ عطار رح (۹) کی زندگی پر نظر ڈالیں۔ عطاری کا پیشہ کرتے تھے۔ اور اپنے کارخانہ و دُکان کو خوب بارونق بنایا ہوا تھا کسی طرف سے ایک فقیر آنکلا اور ان کی دکان کے ساز و سامان و آرائش کو دیر تک غور سے دیکھا خواجہ صاحب نے ناراض ہو کر کہا کیوں بے فائدہ اوقات ضائع کرتے ہو؟ اپنا راستہ لو۔ اس نے کہا تم اپنی فکر کرو میرا جانا کیا مشکل ہے۔" میں یہ چلا" کہکر وہیں لیٹ گیا۔ خواجہ صاحب نے اُٹھ کر دیکھا تو تمام ہو چکا تھا۔ سخت متاثر ہوئے، کھڑے کھڑے دکان لٹوا دی (۱۰) گویا دع نفسک و تعال۔ اپنے نفس کو چھوڑ اور پرے آجا (۱۱) کے مصداق عارف اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگتے ہیں" ففروا الی اللہ یقبل اللہ فارق النفس۔ اللہ تعالےٰ کی طرف بھاگو۔ جو شخص نفس سے جدا ہو کر اس کی طرف آتا ہے وہ اُسے قبول کر لیتا ہے"۔ (۱۲) اور پھر جب حصول ہو گیا تو: پیر دستگیر محی الدین جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ من اراد العبادۃ بعد الحصول فقد کفر و اشرک باللہ تعالیٰ۔ جس نے حصول کے بعد عبادت کا ارادہ کیا گویا اس نے کفرانِ نعمت کیا اور اللہ تعالیٰ سے شرک کیا۔ (۱۳)

---

(۶) مقبول بیگ بدخشانی۔ ادب نامۂ ایران۔

(۷) حکیم سنائی غزنوی۔ غزنی۔ وفات ۵۲۵ ھ۔

(۸) مقبول بیگ بدخشانی۔ ادب نامۂ ایران۔ (۹) خواجہ فریدالدین عطار رح۔ نیشاپور۔ (۵۱۳ ھ۔ ۶۲۰ ھ)

(۱۰) مولانا شبلی نعمانی۔ شعر العجم۔ حصہ دوم۔ ص ۱۰ (۱۱) سلطان باہو رح۔ محبت الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ص ۲۔ ۱۹۶۶ء

(۱۲) بشکریہ سلطان باہو رح۔ محبت الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ص ۳۔ ۱۹۶۶ء

(۱۳) بشکریہ سلطان باہو رح۔ محبت الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ص ۲۸۔ ۱۹۶۶ء

Marfat.com

د دل تے دفتر وحدت والا دائم کریں مطالیا ہو (۱)

۸۳ ساری عمراں پڑھدیاں گزری جہلاں دے وچ جالیا ہو (۲)

اِکو اسم اللہ دا رکھّیں اپنا سبق مطالیا ہو (۳)

دوہیں جہان غلام تنہاندے باھو جیں دِل اللہ سمجھالیا ہو (۴)

لغت:- مطالیا : مطالعہ۔ جہلاں : جہالتوں میں۔

جالیا : گزارا۔ تنہاندے : اُن کے۔

ترجمہ:- ۱۔ اے طالب معرفت ذات تیرے) دل پر (علم) وحدت (ذات جل شانہٗ کا تمام) دفتر (روز ازل سے تحریر شدہ ہے تو اس کا) ہمیشہ مطالعہ کر۔

۲۔ (تیری) ساری عمر تو (باقی علوم) پڑھتے پڑھتے گزر گئی اور (تو نے علم معرفت ذات سے ناآشنا ہو کر اپنی ساری عمر) جہالتوں میں ہی گزاری۔

۳۔ (تجھے چاہیئے کہ عرفان ذات کے لئے) صرف ایک اسم اللہ (ذات) کے تصور اور ذکر) کا سبق ہی اپنا مطالعہ رکھے۔

۴۔ اے باہو۔ دونوں جہان تو اس کے غلام ہیں جس کے دل نے (امانت) اسم اللہ (ذات) کو سنبھال لیا۔

---

(۱) ب، ع، ذ، ف، ش

۵۔ سوائے ب کے باقی نسخوں میں 'کرے' مندرج ہے۔

(۲) ع، ب، ف، ذ۔

(۳) ع، ذ، ش، ف، ن

(۴) ل ک

ع۔ذ میں (تنہاندے) کی بجائے (تنہیدے) درج ہے

Marfat.com

تشریح :- یہ بیت توحید معرفت سے متعلق ہے۔ جس کی تفصیل حصہ الف (۱) کے بیت ۸ میں ملاحظہ ہو۔
اس بیت میں حضرت سلطان العارفین درویش سے قلب سلیم کے بارے میں گویا ہیں۔

"یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم (۱) اس دن کہ نہ مال کام آئے گا نہ اولاد کام آئے گی مگر جو اللہ کے پاس قلب سلیم لائے۔ یہ قلب جب غیر اللہ سے محفوظ رہتا ہے۔ ادراک عبد و رب طلب علم و عرفان اور شوق سلوک الی اللہ سے مالا مال رہتا ہے"۔ (۲)

"قلب صرف گوشت کا لوتھڑا ہی نہیں بلکہ یہ توحید الٰہی کا سمندر ہے۔ قلب قرب اللہ اور ذات اللہ ہے جو کہ آفتاب سے بہتر روشن ہے۔ ہمیشہ اللہ کی حضوری ہوتی ہے۔ اللہ کے قرب اور نور سے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ظاہری اور باطنی خزانے بعینہٖ روشن و ظاہر ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام شرف تصور اسم اللہ ذات سے ہے"۔ (۳)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "۔ جس کو اسم اللہ ذات کے ساتھ آشنائی ہو گئی وہ دونوں جہان سے معرفت کی بازی جیت کر لے گیا۔ اسم اللہ وہ عظیم نام ہے جس میں ابتدا سے انتہا تک مشاہدہ نور و معرفت ہے۔ اسم اللہ سے تعلق والا اپنے دل میں مطالعہ اسم ذات میں اس طرح ہمیشہ مستغرق رہتا ہے جیسے علماء ہمیشہ کتابوں کی ورق گردانی میں غرق رہتے ہیں"۔ (۴)

پھر فرمایا "۔ مسلک فقر سے چار متعلقات ہیں۔ متعلقہ ازل، متعلقہ ابد، متعلقہ دنیا، متعلقہ عقبیٰ۔ جو مسلک فقر حاصل کر گیا ان چاروں پر حاکم ہو گیا۔ تمام کائنات اس کی غلام ہو جاتی ہے۔ فقر غنی ہے۔ اور سب اہل متعلقات فقیر کے سامنے مفلس و گدا ہیں"۔ (۵)

---

(۱) (پ ۱۹ ع ۹) "جس دن کہ نہ نفع دے مال اور نہ بیٹے مگر جو کوئی لاوے اللہ کے پاس دل سلامت"

(۲) محی الدین ابن العربی۔ فصوص الحکم۔ ترجمہ اردو ص ۲۰۰

(۳) قلب لقمہ گوشت مضغہ نیست ..... تا ..... پس این شرف ہم (سلطان باہو۔ تیغ برہنہ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۲۳

(۴) ہر کہ باللہ آشنائی ..... تا ..... ورق بورق غرق آنرا (سلطان باہو۔ کلید التوحید۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۲۱)

(۵) از ملک فقر چہار متعلقہ ..... تا ..... مفلس و گدا (سلطان باہو۔ امیر الکونین مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ص ۴)

Marfat.com

آخر میں حضرت سلطان العارفین قلب سلیم کی اہمیت بیان فرمانے کے بعد سالک کو اسم اللہ کی معرفت کے حصول کی تلقین کرتے ہیں۔ جس سے دونوں جہان سالک کے سامنے مسخر ہو جاتے ہیں۔ اسی ضمن میں ابن العربی کہتے ہیں "۔ جس طرح عالم میں کوئی شے ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح اور تحمید نہ کرتی ہو۔ اسی طرح عالم میں کوئی شے نہیں جو حقیقت صورت انسان کی وجہ سے اس کی مسخر و مطیع نہ ہو۔ فرماتا ہے وسخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض جمیعاً منہ (۶) اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو اپنی طرف سے تمہارا مسخر کر دیا۔ پس عالم میں جو کچھ ہے، وہ سب تحت تسخیر انسان ہے۔ اس بات کو انسان کامل جانتا ہے"۔ (۷)

اور" فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص ماسوی اللہ کے کسی چیز کی طلب کرتا ہے اس میں بھلائی نہیں دیکھ سکتا۔ اور جو شخص اپنے مولیٰ کی طلب میں لگا رہتا ہے اس کے لئے تمام جہان ہے" (۸)

---

(۶) (پ ۲۵ ع ۱۸) " اور مسخر کیا واسطے تمہارے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے سارا اپنی طرف سے"۔

(۷) محی الدین ابن العربی ۔ فصوص الحکم ۔ ترجمہ اردو ۔ ص ۳۹۸

(۸) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من طلب شیئاً فلا تجدہ خیرا ومن طلب المولیٰ فلہ الکل۔

(بشکریہ سلطان باہو رح ۔ عین الفقر ۔ نظام الدین ص ۳

Marfat.com

د۔ درد اندر دا اندر ساڑے باھو کراں تا گھائل ہو (۱)

۸۴ حال اساڈا کیویں اوہ جانن جو دنیا تے مائل ہو (۲)

بحر سمندر عشقے والا ہر دم رہندا حائل ہو (۳)

پہنچ حضور آسان نہ باھو اساں نام تیرے دے سائل ہو (۴)

لغت :۔کیویں : کیسے، کیونکر۔

جانن : جانیں، سمجھیں۔

ساڑے : جلاتا ہے۔

ترجمہ :۔(راز عشق جو کہ میرا) درد اندرون ہے میرے (دل) کے اندر جلا رہا ہے۔اگر (اس کا (راز) افشا کروں تو (تعزیر کی تلوار سے) گھائل ہوتا ہوں۔

۲۔ جو (لوگ) دنیا پر مائل ہیں وہ ہمارے اس حال (درد عشق) کو کیسے سمجھیں۔

۳۔ عشق (الٰہی) کا بحر عمیق (میرے دل و جان میں) ہر دم حائل رہتا ہے

۴۔ اے باہو (اس بارگاہ عالیہ کے) حضور میں پہنچنا آسان (کام) نہیں ہے (البتہ) (اے محبوب حقیقی) ہم تیرے نام کے سائل ہیں۔

---

(۱) ا ک میں (ساڑے) کی بجائے (ساڈے) درج ہے

ہ، ع، خ، ش

(۲) ع، خ، ش، و

(۳) ہ، ع، ش، خ

(۴) ع، خ، ش، و

Marfat.com

؎ بدردعشق بساز و خموش کن حافظ رموز عشق مکن فاش پیش اہل عقول (۱)

تشریح :- پشتو کے معروف صوفی شاعر رحمٰن بابا نے بھی فرمایا ۔ اے رحمٰن اپنے دل کا حال کسی کو نہ بتانا ۔ دل کا حال منصور نے ظاہر کیا تو اس کا سر دار پر چڑھایا گیا ۔ (۲)

حضرت سلطان العارفین بھی یہی بات فرماتے ہیں کہ دردعشق جو دل میں پنہاں ہے اسے ظاہر کیا جائے تو دل کا اور جان کا خون ہوتا ہے اور پھر حال کس کو بتایا جائے ۔ دنیادار اور دنیا سے محبت کرنے والا بھلا کیونکر ایک عاشق کی کیفیت حال کو سمجھ سکتے ہیں ۔ گویا نامحرم حال کو کچھ بتانا عبث ہے ۔

؎ شب تاریک و بیم موج و گردابی چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا ! (۳)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ فقیر کے سامنے عشق کا لامتناہی سمندر ہے جس میں فقیر غوطہ زن ہوتا ہے ۔ اس بحر عشق کی مشکلات کو عبور کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے ۔ اور پھر بحر عشق سے کامیابی کے ساتھ گزر کر اس بارگاہ عالی میں پہنچنا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے ۔ اس کے لئے تو اسی ذات باری تعالےٰ کا اپنا فضل شامل حال ہو تو وصل و قرب حاصل ہو سکتا ہے ۔ عاشق کے لئے تو بحر عشق عبور کرتے ہوئے محض اسی کی طلب جاری رکھنی ہوتی ہے ۔

؎ در بیابان طلب گرچہ زھر سو خطریست
میرود حافظ ببدل بتولائی تو خوش (۴)

---

(۱) حافظ شیرازی ۔ کلیات حافظ شیرازی ۔ تہران ۱۳۲۸ ش ص ۱۸۶

(۲) ؎ دزڑہ حال چا تہ مہ وایہ رحمٰن دزڑہ حال منصور ویل سرئے پہ دارش

(۳) (عبدالرحمٰن بابا ۔ دیوان عبدالرحمٰن)

(۴) حافظ شیرازی ۔ کلیات حافظ شیرازی ۔ تہران ۱۳۲۸ ش ۔ ص ۳

(۴) 〃 〃 〃 ص ۱۸۸

Marfat.com

ک دردمنداں دے دُھوئیں دُھکھدے ڈردا کوئی ناں سیکے ہُو (۱)

۸۵ اِنہاں دُھواں دے تاءِ تکھیرے محرم ہووے تاں سیکے ہُو (۲)

چھُک شمشیر کھڑا ہے سِر تے ترس پوس تاں تھیکے ہُو (۳)

ساہورے کُڑیئے اپنڑے ونجناں باھو سداں رہناں پیکے ہُو (۴)

لغت: دُھکھدے: آگ لگدی ہے - ڈردا، ڈر کے مارے

سیکے: تاپتا ہے تاء: تپش تکھیرے: تیز تر

چھک: کھینچ کر پوس: پڑے تھیکے: نیام میں ڈالے

ساہورے: سُسرال ونجناں: جانا پیکے: میکے

کُڑیئے: اے دُلہن

ترجمہ: ۱- دردمندان (عشق) کے دُھوئیں پیدا ہو کر (آتش عشق کا ثبوت اور نشاندہی کر رہے ہیں) لیکن ڈر کے مارے کوئی (اس آگ کے نزدیک آ کر اپنے آپ کو) نہیں تاپتا -

۲- (ان عاشقان الٰہی) کے دُھوئیں بھی تیز تپش (رکھتے ہیں) کوئی محرم (راز الٰہی ہو) تو وہ (اپنے دل کو) تاپ کے (فیضیاب ہو)

۳- (حضرتِ عشق) (ننگی) تلوار سونت کر (عاشقان الٰہی) کے سر پر کھڑا ہے (خدا کرے) اسے رحم آوے تاکہ (یہ تلوار لمحہ بھر) نیام میں کرے -

۴- اے باہو - (اے درویش) عروسہ (روح) نے میکے (دُنیا میں) ہمیشہ نہیں رہنا (اسنے عاقبت) کے اپنے سُسرال کو (بھی) ضرور جانا ہے -

---

(۱، ب، ع، ذ، و (۲)، ع ب، ہ، و - ب ل میں دُھواں، کی بجائے (دھوئیاں) ہے ب میں الٰہی دھوئیں دے ہن (ج ہے

(۳)- ب ہ باقی نسخوں میں 'دھرو' درج ہے -

(۴)- ب ہ ہ میں یوں ہے ؎ سر پر ساہورے جانا ہی کُڑیئے (حضرت باہو) ایتھے رہن نہ دیندے پیکے ہُو -

باقی نسخوں میں یوں ہے ؎ سر پر باہو تدھ ساہورے ونجناں سدا نہ رہنا پیکے ہُو

Marfat.com

تشریح :- عاشقِ ذات کے قریب آکر اس کا سوز حاصل کرنے سے لوگ ڈرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل دنیوی آلائشوں سے ملوث ہوتے ہیں۔ اور وہ دنیا کی قلیل دولت میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں۔ گویا وہ عاشق ذات کے قریب ہو کر اپنا دنیوی گھر اور متاع برباد نہیں کرنا چاہتے۔ حالانکہ وہ سمجھتے نہیں۔ اس میں ان کی بربادی نہیں بلکہ آبادی ہے۔ یہ متاع دنیا تو قلیل ہے اور اس کا انجام ذلت ہے۔ اس طرح عاقبت کے چاہنے والے زاہد اور ملا بھی عاشق کے قریب نہیں آنا چاہتے۔ کیونکہ وہ تو بہشت اور حور و قصور کی تمنا رکھنے والے ہیں۔ اور عاشق کے ہاں دل میں سوائے محبوب حقیقی کے کسی بہشت یا حور و قصور کی گنجائش نہیں۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ البتہ فقیری کے عشق کی آگ جو ہر لمحہ بڑھ رہی ہوتی ہے اور اس کی تپش جو زیادہ سے زیادہ ہو رہی ہوتی ہے کے قریب وہی جا سکتا ہے جو اس کے راز کا شناسا ہوتا ہے۔ عشق تو ہر لمحہ سوز و فراق کی تلوار عاشق کے سر پر سونت کر کھڑا ہے اور جب عنایت و فضل فرماوے گا تو دولت وصل و فنا فی الذات عطا فرما کر ہجر کی تلوار کو نیام میں کرے گا۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ اس درویش اور عروسۂ معرفت ذات کو معلوم ہو کہ اس دنیا کے میکے میں جہاں اس کی روح جسم خاکی میں داخل ہوئی ہمیشہ نہیں رہ سکتی بلکہ اسے واپس اپنے اصل گھر جہاں سے اس کی روح متعلق ہے وہاں کو لوٹ جانا ہے۔

فرمان الٰہی ہے۔ واسطے اس کے ہے حکم اور طرف اسی کی پھیرے جاؤ گے (۱)

ہر جی چکھنے والا ہے موت کا پھر طرف ہماری پھیرے جاؤ گے (۲)

؎ لوئی لوئی بھرے کڑیئے جے تدھ بھانڈا بھرناں
شام پئی بن شام محمدؐ گھر جاندی نے ڈرناں (۳)

---

(۱) لہ الحکم والیہ ترجعون (پ ۲۰ ع ۱۲) قرآن مجید عکسی ترجمہ شاہ رفیع الدین۔ تاج کمپنی۔ ص ۴۷۷

(۲) کل نفس ذائقۃ الموت ثم الینا ترجعون (العنکبوت ۵۷ قرآن مجید " " ص ۴۸۵

(۳) میاں محمد بخش۔ سیف الملوک۔

Marfat.com

د۔ دردمنداں دا خون جو پیندا کوئی ○ برہوں باز مریلا ہو (۱)

۸۶ چھاتی دے وچ کیتس ڈیرا جیویں شیر بیٹھا ل بیلا ہو (۲)

ہاتھی مست سندوری وانگوں کردا پیلا پیلا ہو (۳)

اس پیلے دا وسواس ناں کیجے باھو پیلے باجھ ناں ہوندا میلا ہو (۴)

لغت: پیندا: پیتا ہے۔ برہوں: عشق، فراق۔ کیتس ڈیرا: قبضہ کر لیا۔ وانگوں: کی طرح

پیلا: حملہ، یلغار، میلا: ملاپ۔ سندوری: سرخی مائل رنگ

ترجمہ: ۱۔ (یہ) عشق تو کوئی لڑاکا (سرکش۔ تند خو) شاہباز ہے جو کہ دردمندان د (اسیران محبت) کا خون پیتا ہے۔

۲۔ (اس عشق نے تو میرے) سینہ میں ایسا ڈیرہ لگایا ہے۔ جیسے شیر جنگل میں قبضہ کئے ہوتے ہو۔

۳۔ (یہ عشق) سندوری (رنگ والے) مست ہاتھی کی طرح (جوش و خروش میں ہے) (اور خواہشات ماسوا اللہ پر) یلغار پر یلغار کرتا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ (عشق کے مست ہاتھی کے) یلغار کا کوئی (فکر اور) وسواس نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یلغار (عشق) کے بغیر وصال (محبوب) نہیں ہوتا۔

---

(۱) ا۔ ○ ۔ باقی تمام نسخوں میں 'کوئی' کا اضافہ نہیں ہے۔

(۲) ا، ب، ف، ذ، ع

(۳) ا، ب، ع، ذ، ف

ب ل میں (سندوری) کی بجائے (سندھوری) ہے

(۴) ا، ب، ع ○○ نسخہ ب میں (وسواس) کی بجائے 'افسوس' درج ہے

○ باقی نسخوں میں یوں ہے ؎ اس پیلے دا وسواس نہ باھو اس بن ہووے نہ میلا ہو

Marfat.com

تشریح:۔ حضرت سلطان العارفین اس بیت میں غم عشق کو شہ زور عقاب اور شیر سے تشبیہ دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں عشق تند خو سرکش باز کی طرح عاشق کی جان سے خون پیتا ہے۔ اور جس طرح شیر پورے جنگل پر قابض ہو کر بیٹھتا ہے۔ اسی طرح عشق بھی عاشق کی جان پر قابض ہو جاتا ہے اور پھر عشق کے عاشق کی جان پر ہاتمی کی طرح بھرپور حملے ہوتے ہیں۔ گویا عشق میں تکالیف و اذیتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ اسی شدت کی یلغار یا تکالیف و اذیت کے بعد ہی تو وصل محبوب ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا غم نہ کرنا چاہیئے۔

؎ اے کہ گفتی ہیچ مشکل چوں فراق یار نیست
گر امید وصل باشد ہمچناں دشوار نیست (۱)

اور فرمان الٰہی ہے:

پس تحقیق ساتھ سختی کے آسانی ہے (۲)

تحقیق ساتھ سختی کے آسانی ہے (۳)

---

(۱) سعدی قصائد و دیوان ۔ مطبوعہ نولکشور ص ۱۵

(۲) فانّ مع العسر یسرا (الشراح ۔ ۵)

(۳) انّ مع العسر یسرًا (الشراح ۶)

Marfat.com

د۔ دین تے دُنیاں سکیاں بھیٹاں تینوں عقل نہیں سمجھیندا ہُو (۱)ہ

۸۷۔ دونویں اِکس نِکاح وچ آون تینوں شرع نہیں فرمَیندا ہُو (۲)ہ

جوّیں اگ تے پانی تھاں اِکّے وچ وسا نہیں کریندا ہُو (۳)

دوہیں جہانیں مُٹھا ہاھو جیہڑا دعوے کوڑ کریندا ہُو (۴)ہہ

لغت : بھیناں: بہنیں دوہیں : دونوں مٹھا : محروم رہا وسا : گزارن

ترجمہ :۔ ۱۔ اے درویش، تجھے عقل (سلیم) نے یہ نہیں سمجھایا کہ دین اور دُنیا تو دونوں سگی بہنیں ہیں۔

۲۔ دونوں (بہنیں) ایک (ہی) (عقد) نکاح میں آجائیں (ایسی بات کی) شریعت اجازت نہیں فرماتی۔

۳۔ اے درویش، جسطرح آگ اور پانی ایک برتن میں یکجا نہیں رہ سکتے (اسی طرح دین اور دُنیا کی محبت ایک دل میں نہیں رہ سکتی)

۴۔ اے باہو۔ (ان حالات میں جس نے (دین اور دُنیا کو یکجا رکھنے کا) جھوٹا دعویٰ کیا وہ دونوں جہانوں میں (معرفت الٰہی سے) محروم رہا۔

۱۔ ی۔ اج

ہ باقی نسخوں میں مصرعہ یوں ہے ع دین تے دُنیا دوہیں بھیناں تینوں عقل نہیں سمجھیندا ہو۔

۲۔ ے، اج

ہ باقی نسخوں میں مصرعہ یوں ہے ع دونویں وِچ نِکاح کِی دے شرع نہیں فرمیندا ہو۔

نسخہ ہ میں یوں ہے ع دوہیں وِچ نکاح کِتے دے تینوں شرع نہیں فرمیندا ہُو۔

۳۔ ے، اج، ب، ع، ذ

ہہ نسخہ ہ میں 'جویں' کا اضافہ نہیں ہے۔

ہہ ۴۔ ے، اج، ب، ذ، ہ، و، ن۔ میں یوں ہے۔ ع دوہیں جہانیں مٹھے باہو جنہاں دعویٰ کیتا میندا ہو۔

م، ف، ع، ش میں یوں ہے ع دوہیں جہانیں سوئیہ مٹھے باہو جنہاں دعویٰ کیتا نیندا ہو۔

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں:" اس گروہ (ریاکار طائفہ) کے اکثر آدمی کہتے ہیں کہ دین و دنیا دونوں ہم پر بخشش ہیں۔ پس پیغمبر علیہ السلام سے کوئی بہتر نہیں ہو سکتا۔ وہ تارک الدنیا تھے۔ (نیز) وہ (ریاکار) یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کچھ دنیا کے نقد و جنس سے ہمارے پاس ہے وہ سب کچھ حقداروں، گوشہ نشینوں، بیوہ عورتوں، یتیموں، سائلوں، محتاجوں اور مسلمانوں کے فائدے کے لئے ہے اپنی طمع کے لئے نہیں۔ یہ یقینی طور پر جان لینا چاہیئے کہ یہ سب گفتگو مکر و فریب اور شیطانی حیلہ ہے۔ (۱)

فیض حدیث شریف میں ہے حب دنیا اور حبِ دین ایک دل میں نہیں سما سکتیں۔ جیسا کہ ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے۔ اور جیسے کہ کسی نے بیت میں کہا کہ زبان پر تو اللہ کا نام ہو اور دل میں گاؤ خر کا دھیان تو ایسی تسبیح خوانی سے کیا فائدہ۔" (۲)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ یہ دعوے قطعاً جھوٹا ہے اگر کوئی کہے کہ وہ دین اور دنیا دونوں کی محبت دل میں رکھے ہوئے معرفت الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔ حقیقت میں ایسا دعویٰ دار دونوں جہانوں میں معرفت الٰہی سے محروم ہوتا ہے۔

جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔" ٹوٹے میں وہ دنیا اور آخرت کو یہ ہے وہ ٹوٹا پانا ظاہر" (۳)

البتہ حضرت سلطان العارفین ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ دین اور دنیا صرف قادری کو عطا ہوتے ہیں ملاحظہ ہو:" مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے جو کہتے ہیں کہ ہمیں دین و دنیا دونوں عطا ہوتے ہیں۔ یاد رکھو یہ محض شیطانی مکر و فریب اور نفسانی حرص و ہوا ہے۔ دین اور دنیا دونوں صرف قادری کو عطا ہوتے ہیں جس کے سبب وہ دونوں جہان پر حکمران ہوتا ہے۔" (۴)

---

(۱) سلطان باہو، محک الفقراء۔ ترجمہ اردو۔ چشتی الدین لاہور ص ۵۸۔ ۵۹ مطبوعہ ۱۹۶۱ء

(۲) قال علیہ السلام حب الدنیا والدین لا یسعان فی قلب واحد کالماء والنار فی اناء واحد۔

بیت: بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر۔ ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر (سلطان باہو۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین۔ ص ۱۶)

(۳) خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ھو الخسران المبین (پ ۱۷ ع ۹) قرآن مجید عکسی مترجم شاہ رفیع الدین ص ۱۰۰

(۴) سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو چشتی الدین مطبوعہ ۱۹۶۳ء ص ۷۵

Marfat.com

لیکن یاد رہے ہر کہ ومہ قادری کے مقام پر نہیں ہوتا۔ قادری کی تعریف حضرت سلطان العارفین یوں کرتے ہیں "اس کے تصرف میں تمام الٰہی غیبی خزانے ہوتے ہیں۔ اسے عنایت، ہدایت، ولایت اور عنایت چاروں حاصل ہوتی ہیں۔ اس کا دل غنی ہوتا ہے۔ اسے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری دائمی طور پر نصیب ہوتی ہے۔" (۵)

یاد رہے فقیر قادری کو دنیا یا دنیا کی جو حکمرانی حاصل ہوتی ہے اس سے قطعاً یہ مراد نہیں ہے کہ اسے سونا چاندی کے انبار مل جاتے ہیں بلکہ مراد یہ ہے اسے دنیا پر تصرف حاصل ہو جاتا ہے اسے امر کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور اس کا دل دنیا سے مستغنی ہو جاتا ہے۔

---

(۵) سلطان باہو، اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین مطبوعہ ۱۹۶۳ء ص ۵۷

Marfat.com

د۔ دُنیا گھر منافق دے یا گھر کافر دے سو نہدی ہُو (۱) ٥

۸۸ نقش نگار کرے بہتیرے زن خوباں سبھ موہندی ہو (۲) ٥٥

بجلی وانگوں کرے لشکارے سر دے اتّوں جھوندی ہو (۳)

حضرت عیسیٰؑ دی سِلھ وانگوں باہورا ہ دیندیاں نوں کونہدی ہُو (۴) ◎

لغت: دے: کے سونہدی: نبھا سکتی ہے۔ پھل پھُول سکتی ہے سبھ: سب کو موہندی: لُوٹ لیتی ہے، فریفتہ کرتی ہے بجلی: برق آسمانی جھوندی: چمکنے کے ساتھ پھرتی ہے سِلھ: اینٹ، خشت کونہدی: ذبح کرتی ہے

ترجمہ: (اے درویش) دُنیا (تو وہ مکّارہ عورت ہے جو کہ صرف) منافق کے گھر یا کافر کے گھر (ہی) گزارا وقات کر سکتی ہے۔

۱۔ (دُنیا وہ) زنِ خوباں ہے (جو کہ) بہت نقش و نگار کر کے سب کو لُوٹ لیتی ہے۔

۲۔ (یہ دُنیا) برق کی طرح چمکتی ہے اور سر کے اُوپر سے جھلکتی پھرتی ہے۔

۴۔ اے باہو! یہ دنیا (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی اینٹ کی طرح (بے گناہ) راہ روؤں کو ذبح کرتی ہے۔

۱۔ ا۔ ب۔ ہ ٥ باقی نسخوں میں یوں مندرج ہے ع دُنیا رن گھر منافق یا گھر کافر سو نہدی ہُو

۲۔ ا۔ ٥ ب میں 'سبھ' کی بجائے 'جیویں' درج ہے۔

٥٥ باقی نسخوں میں یوں ہے ع نقش نگار کرے جیویں کر دی عورت سو موہنہ موہندی ہُو۔

۳۔ ب۔ ع۔ ذ۔ ش

۴۔ ا۔ ب۔ ذ ◎ نسخہ ہ میں مصرعہ یوں ہے ع حضرت عیسیٰؑ دے سِلاں وانگوں (حضرت باہو) ایہہ راہ ویندیاں نوں کونہدی ہُو۔

باقی نسخوں میں مصرعہ یوں ہے ع عیسیٰؑ دی سِل وانگوں باہو ویندیاں راہ کو ہنیدی ہُو۔

ب ل میں بھی (سلہہ) کی بجائے (سل) درج ہے۔

Marfat.com

تشریح:۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ دنیا مکر ہے اور اس کو مکر ہی سے حاصل کر سکتے ہیں۔(۱) جو مکر کا طالب ہے اس کا مرتبہ خدا سے دور ہے۔ پس دنیا کو منافق کے سوا اور کوئی دوست نہیں رکھتا۔ کیونکہ دنیا جھوٹ ہے۔ اور اس کا طالب جھوٹا ہے" (۲)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں"۔ فقیر کے دشمن تین شخص ہیں اور یہ تینوں ہی دنیا کے دوست ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ منافق، حاسد، کافر" (۳)

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ وما الحیٰوۃ الدّنیآ اِلّا متاع الغرور"۔ نہیں زندگانی دنیا کی مگر فائدہ اٹھانا فریب کا۔" (۴)

پھر فرمان باری تعالیٰ ہوتا ہے۔ وما ھٰذہ الحیٰوۃ الدّنیا اِلّا لھو ولعب۔ اور نہیں یہ زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور مشغولہ۔ (۵)

حضرت سلطان العارفین دنیا کو ایک فریب کار اور فتنہ پرداز عورت سے تشبیہ دیتے ہیں جو ہر ایک کو اپنے فریب میں مبتلا کر کے مقصد زندگی سے غافل کر دیتی ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ فلا تغرّنکم الحیٰوۃ الدّنیا۔ پس نہ فریب دے تم کو زندگانی دنیا کی۔ (۶)

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ تلقین و تنبیہہ فرماتے ہیں"۔ اے ابوالہوس! دنیاوی راحت بجلی کی چمک کی طرح بے ثبات ہے اور اس کی محبت بادل کی تاریکی کی طرح بے بقا ہے۔ نہ اس کی نعمتوں کے فوائد سے الفت کرنی چاہیئے اور نہ اس کے رنج کی سختیوں کا غم کرنا چاہیئے۔" (۷)

---

(۱) الدّنیا مکرٌ لا تحصل الّا بالمکر (شکریہ سلطان باہو۔ محبت الاسرار قلمی۔ ص ۲۴ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

(۲) ہر کہ طالب دنیاست مرتبہ او از خدا دور است پس دنیا را دوست ندارد مگر منافق دروغ است و طالبش دروغ گوئی (سلطان باہو۔ محبت الاسرار قلمی۔ ص ۲۴۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

(۳) سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ص ۵۳ مطبوعہ ۱۹۶۳ء (۴) (پ ۲ ع ۱۰)

(۵) (پ ۲۱ ع ۳) (۶) (پ ۲۱ ع ۱۳) (۷) سلطان باہو۔ مفتاح العارفین ترجمہ اردو چنن الدین لاہور۔ ص مطبوعہ ۱۹۶۳ء

Marfat.com

بیت کے آخر میں دنیا کی رہزنی کے بارے میں حضرت سلطان العارفین نے ایک تلمیح کے ذریعہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی فرمایا۔ یہ دنیا یہاں کے مسافروں کو جو اصل میں آخرت کے راہرو ہیں فریب میں مبتلا کر کے اس طرح ہلاک و نامراد کرتی ہے۔ جس طرح حضرت عیلی علیہ السلام کے زمانہ میں سونے کی ایک اینٹ کے لئے تین آدمیوں کو حرص دنیا کے فریب میں آکر جان دینا پڑی۔ روایت یوں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ (۸) کے زمانہ میں تین مسافروں نے کسی جنگل میں ایک سونے کی اینٹ دیکھی۔ تینوں بہت خوش ہوئے اور طے پایا کہ اس اینٹ کو برابر برابر تقسیم کر لیں گے۔ ایک مقام پر جا کر ان تینوں نے قیام کیا اور ایک مسافر کو بازار سے کھانا لانے کے لئے بھیج دیا۔ کھانا لانے والے نے دل میں سوچا کہ کیوں نہ ان دونوں کو ہلاک کر دوں۔ اور سونے کی اینٹ کا واحد مالک بن جاؤں۔ چنانچہ اس نے کھانا خریدا۔ اور اس میں زہر ملا دی۔ ادھر دونوں ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ کیوں نہ کھانا لانے والے ساتھی کو ہلاک کر دیا جائے تاکہ وہ دونوں سونے کی اینٹ کو دو حصّوں میں تقسیم کر لیں۔ جب ساتھی کھانا لایا تو دونوں نے مل کر اس کا کام تمام کر دیا۔ اور کھانا اٹھا کر کھانے لگے۔ کھانا کھاتے ہی یہ دونوں بھی زہر کے اثر سے مر گئے۔ (۹) گویا تینوں دنیا کے طالب نامراد و ناکام ہو کر مر گئے۔ اور فریب دنیا کی اینٹ اسی طرح کسی اور راہرو کی عاقبت تباہ کرنے کے لئے اپنی جھوٹی کشش کے ساتھ راستے میں رہ گئی۔

---

(۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر خدا۔ ابن مریم بنت عمران بن ہامان (مطابق نسب نامہ کلاں از حاجی شاہ ضیاء اللہ مطبوعہ لاہور ۱۲۹۶ھ)

(۹) روایت مطابق تفسیر نور محمد کاچوری متوفی (۱۹۶۰ء) کتاب انوار سلطانی ص ۴۳ ناشر صاحبزادہ عبدالرشید خاں ۱۹۶۶ء۔ نیز روایت شیخ مطابق یادداشت لیکچر محررہ دسمبر ۶۸ء

Marfat.com

د۔ دنیا ڈھونڈن والے کُتے دَر دَر پھرن حیرانی ہو (۱)

۸۹ ہڈی اُتے ہوڑ تہاں دی لڑدیاں عمر وہانی ہو (۲)

عقل دے کوتاہ سمجھ نہ جانن ٹوبن لوڑن پانی ہو (۳)

باجھوں ذکر ربے دے باھو کوڑی رام کہانی ہو (۴)

لغت: ہوڑ: بضد تصرف کرنا۔ حریصانہ قبضہ ۔ وہانی: بیت گئی۔

لوڑن: ڈھونڈھتے ہیں۔ کوڑی: جھوٹی ۔ رام کہانی: قیل وقال

ترجمہ: طالبان دنیا (جن کے دلوں میں طلب معرفت نہیں ہے) (بمصداق) کتوں (کے) در بدر حیران پھر رہے ہیں۔

۲۔ (بے گوشت و پوست یا مردار) ہڈی کے لئے (یہ کتے) بضد ہیں اور اسی طلب جیفہ) کی جنگ و جدال میں (ان کی تمام عمر بیت گئی۔

۳۔ یہ (لوگ) عقل کے کوتاہ ہیں (اور اتنا) نہیں سمجھ سکتے (کہ اللہ تعالیٰ انہیں رزق عطا فرما رہا ہے۔ اور وہ کھا پی رہے ہیں (اور پھر بھی) پانی کی تلاش میں پریشان ہیں۔

۴۔ اے باہو (رب تعالیٰ کے ذکر (پاک) کے بغیر (ساری جدوجہد حصولِ دنیا فانی ہے۔ اور) جھوٹی قیل وقال ہے۔

---

(۱) و ک، ب، ٹ، ذ، ز، ش، ف، ن، ہ۔

(۲) ب ل۔ ن، و، ہ میں 'ہوڑ' کی بجائے 'ہود' درج ہے۔

○ باقی نسخوں میں 'ہوڈ' مندرج ہے۔

(۳) ب، و، ہ، ذ

ب ج میں یوں ہے ؎ عقل کروں سمجھ نہ جانن پیئے ولوٹن پانی

(۴) ب، و، ہ، ذ، ف

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں" طالب کو چاہیئے کہ طالب طریقہ فاقہ فقر محمدی کو اختیار کرے اور جو شخص اس طریق کو چھوڑ کر دُنیائے دوں کے درپے رہتا ہے اور دربدر اس کے پیچھے چکر کھاتا پھرتا ہے اُس کو بندہ کہنا نامناسب ہے بلکہ وہ سگ ہے" (۱) چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ "دُنیا مُردار ہے اور اس کے طالب کُتّے ہیں" (۲) قرآن حکیم میں آتا ہے - من دون اللہ لا یملکون لکم رزقاً فابتغوا عند اللہ الرزق ۔ سوائے خدا کے نہیں مالک واسطے تمہارے رزق کے ۔ پس ڈھونڈو نزدیک خدا کے رزق (۳)

پھر ارشاد ہوتا ہے ۔ وکاین من دابۃ لا تحمل رزقھا اللہ یرزقھا وایاکم - اور کتنے چلنے والے ہیں بیچ زمین کے کہ نہیں اُٹھاتے پھرتے رزق اپنا خدا ہی رزق دیتا ہے ان کو اور تُم کو (۴)

لیکن حضرت سلطان العارفین کی نگاہ میں یہ لوگ ان آیہ کریمہ پر شاید غور نہیں کرتے اور وہ مالک حقیقی سے رزق اپنے حصّہ اور کوشش کے مطابق حاصل کر رہے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی رزق کی تلاش میں دربدر پریشان پھرتے ہیں ۔ یہ اُن کی نادانی ہے ۔ یہ فعل انسانی خصائص سے پست ہے یہ فعل حیوانی اور کُتّوں جیسا ہے ۔

حضرت سلطان العارفین کے نزدیک" موت کے وقت اللہ کی توفیق کے ساتھ سوائے طلب اللہ کے گمراہی ہے" (۵) حدیث شریف میں ہے کہ طلب خیر اللہ کی طلب ہے (۶) اور پھر فرمان ہوتا ہے کہ ذکر خیر اللہ کا ذکر ہے (۷) ماسوائے اس کے گمراہی ہے (۸) حدیث میں ہے کہ "دُنیا مُردار ہے اور اس کے طالب کُتّے ہیں" (۹) "ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو شب و روز تلاوت کرتے ہیں ۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ (۱۰) اور لا یحب الدنیا (۱۱) جو کہ عبادت کا راز اور راہِ سعادت ہے (لیکن نہ اس پر عمل کرتے ہیں اور نہ اسے سمجھتے ہیں) ۔۔۔ دُنیا کا غلام اندھا ہے اُس کا دل سیاہ وجود میں غضب و غصّہ ہوتا ہے ۔ اکثر دُنیا کا غلام کم عقل ہوتا ہے کیونکہ اُس کے مغز کو دُنیا کھا جاتی ہے ۔ بے مغز غمزدہ رہتا ہے" (۱۲)

---

(۱) بندہ را نباید ... تا ... سگ است (سلطان باہو ۔ عین الفقر ۔ شرح نظام الدین ۔ حصّہ دوم ۔ ص ۵۵) (۲) الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب (لشکریہ سلطان باہو ۔ عین الفقر ۔ شرح نظام الدین ۔ حصّہ دوم ص ۵۵) (۳) (پ ۲۰ ع ۱۴) (۴) (پ ۲۱ ع ۲) (۵) وقت جان کندن رفیق دم بتوفیق الٰہی بجز طلب اللہ دیگر ہمہ گمراہی (سلطان باہو ۔ عین الفقر ۔ شرح نظام الدین ۔ ص ۲۵) (۶) قال علیہ السلام طلب الخیر طلب اللہ (لشکریہ سلطان باہو ۔ عین الفقر ۔ شرح نظام الدین ۔ ص ۲۵) (۷) قال علیہ السلام ذکر الخیر ذکر اللہ (لشکریہ سلطان باہو ۔ عین الفقر ۔ شرح نظام الدین ص ۲۵) (۸) سلطان باہو ۔ عین الفقر ۔ شرح نظام الدین ص ۲۵) (۹) الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب (لشکریہ سلطان باہو ۔ گنج الاسرار ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۲۰) (۱۰) تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں بیچ زمین کے نائب" (پ ۱ ع ۴) (۱۱) لا اجمع حبی وحب الدنیا فی قلب واحد (حدیث قدسی ۔ تجہ تیسویں سورت توریت ، حدیث قدسی مرتبہ نوابزادہ غلام علی خان ۔ لائلپور ۔ مطبوعہ ۔ لاہور ۔ ص ۸۷) ترجمہ ۔ میں ہرگز اپنی محبت کے ساتھ دُنیا کی محبت کو جمع نہیں کرتا (۱۲) سر عبادت و راہ سعادت ... تا ... بی مغز غم دارد (سلطان باہو ۔ گنج الاسرار مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۹ ۔ ۲۰)

Marfat.com

؎ دنیاست عین جیفہ کلاب اند طالباں — دیں قول واضح است از نبی آخر الزمان (۱۳)
بیرنج و محنتِ تو چو روزی دہد خدا — محنت چرا کشی پے جیفہ چوں سگان

یعنی، دُنیا فضول محض ہے اور اس کے طالب کُتّے ہیں۔ اور یہ قول حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔
جب خدا تعالےٰ تمہیں بیرنج و زحمت روزی عطا کر رہا ہے تو پھر تو کُتّوں کی طرح اس کے پیچھے کیوں سرگرداں ہے
اسی ضمن میں ایک مقام پر حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "جو شخص الحمد للہ رب العٰلمین (۱۴) پڑھتا ہے اور اسکی تفسیر بھی جانتا ہے اور مخلوق کے سامنے التجا کرتا پھرے تو سمجھ لو کہ وہ شیطان ہے ؎ صد شکر کردم بمنت صد ہزار نیت مارا جز خدا اعتبار (۱۵) جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طلب الرزق اشد من طلب الجنۃ (۱۶) قولہٗ تعالیٰ وما من دآبۃٍ فی الارض الا علی اللہ رزقھا (۱۷) روئے زمین پر کے سب جانوروں کے رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔ ؎ اے نفس چون بسوزی کم نشود آنچہ روزی ما (۱۸) بعض رزق کو طلب کرتے ہیں اور رزق اُن سے دُور بھاگتا ہے۔ بعض ایمان کی طلب کرتے ہیں اور ایمان ان سے بیزار ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی طلب کرتا ہے رزق اُسکی طلب کرتا ہے اور ایمان اس کے رگ و ریشے میں سرایت کر جاتا ہے (۱۹)

؎ بگرد عالم چو گردیدم ہو الحق ہو پسندیدم — یکی خواندم، یکی دیدم، ندیدم غیر اللہ ہو (۲۰)

---

(۱۳) سلطان باہو، دیوان باہو فارسی - مرتبہ چنن الدین لاہور - غزل نمبر ۳۶ ص ۱۶ - مطبوعہ ۱۹۵۵ء
(۱۴) سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا (الفاتحہ - ۱)
(۱۵) اس ذات کے ہزار ہا احسانات کا ہی میں شکر کرتا ہوں - خدا کے بغیر مجھے کسی پر اعتبار نہیں۔
(۱۶) رزق کی طلب جل کی طلب سے زیادہ سخت ہے (التذکرہ سلطان باہو) امیر الکونین - قلمی - ص ۲۷ - مکتوبہ ۱۳۳۲ھ)
(۱۷) اور نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے مگر اوپر اللہ کے ہے رزق اس کا (پ ۱۲ - ع ۱)
(۱۸) اے نفس ہماری جو روزی ہے اس میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی چاہے تو سوزش میں جلتا بھی ہے۔
(۱۹) ہر کہ الحمد اللہ رب العٰلمین میخواند ..... تا ..... در رگ و پوست (سلطان باہو - امیر الکونین - قلمی - ص ۲۷ - مکتوبہ ۱۳۳۲ھ)
(۲۰) میں نے تمام عالم میں گھوم کر خوب دیکھا تو سوائے حق تعالیٰ ہی کو پسند کیا۔ میں نے اسی کو واحد پڑھا اور واحد دیکھا سوائے اس کے سوا کسی کو نہیں جانتا (سلطان باہو - دیوان باہو فارسی - نولکشور - ص ۳ - مطبوعہ ۱۸۷۵ء)

Marfat.com

د - دُودّھ تے دہی ہر کوئی رِڑکے عاشق بھا رِڑکیندے ہُو (۱)

۹۰ تَن چٹورا من مندھانی ، آہیں نال ھلیندے ہُو (۲) ○

دکھاں دا نیترا کڈھے لسکارے غماں دا پانی پیندے ہُو (۳) ○

نام فقیر تنہاں دا باھو جیہڑے ہڈاں توں مکھن کڈھیندے ہُو (۴) ◎

لغت :- بھا : آگ رِڑکے : دُودھ بلونا - بلونا مَن : رُوح

چٹورا : مٹی کا بڑا برتن جس میں دودھ بِلو کر لسی بنائی جاتی ہے - ہانڈی -

مندھانی : دودھ بلونے کا آلہ جو کہ دہی کی ہانڈی میں ہلایا جاتا ہے -

نیترا : دُودھ بلونے کے لئے مندھانی کو ہلانے والی رسّی یا چمڑے کا تسمہ

لسکارے : چمک دمک - تب و تاب -

ترجمہ :- ۱- دودھ اور دہی کا بلونا تو ہر ایک جانتا ہے لیکن عشاق (ذات) (عشق کی) آگ (کو اپنے جسم میں) بلویا کرتے ہیں -

۲ - (عاشقان ذات اپنے ہی) جسم کی ہانڈی میں (ذکر نفی اثبات کے دودھ کو بلونے کے لئے) رُوح کی مندھانی کو (درد) و آہ کے ساتھ ہلاتے ہیں -

۳ - (ان عاشقانِ ذات) کا درد عشق (جو کہ اس عملیہ کا) نیترا یعنی (تسلسل ذکر نفی اثبات کی رسی) ہے، (کل یوم ہو فی شان کی طرح) نمایاں چمک دمک سے (متجلّی ہوتی ہے) اور (عاشقان ذات اِس عملیہ معرفت ذات میں حق و باطل، عبد و معبود، حادث و قدیم کا امتیاز کرنے کے لئے) مصائب یعنی (آزمائش حق تعالیٰ میں ثابت قدم رہنے) کا عرق ڈالتے ہیں -

۴ - اے باہُو - فقیر تو (اس عارف باللہ ذات کا) نام ہے جو کہ (عملیہ ذکر نفی اثبات سے) اپنے (ہی جسم فانی کی) ہڈیوں سے (معرفت اللہ ذات) کا مکھن نکالے -

---

(۱) - ۵ - ل م (۲) - ۵ ○ ل م میں یوں ہے ؎ تن دا چٹورا من دی مدھانی ہاتیں نال ہلیندے ہُو (۳) - ۵ ○ ل م میں مصرعہ یوں ہے ؎ دُکھاں دا نیترا مارے لشکارے ہنجوں پانی پویندے ہُو - (۴) - ۵ ◎ ل م میں مصرعہ یوں ہے ؎ میں قربان تنہاں تھیں یا حضرت باہُو جیہڑے ہڈاں چوں مکھن اڈیندے ہُو -

نوٹ :- مذکورہ نسخہ ۵ اور مذکورہ یادداشت ل م کے بغیر اور کسی نسخہ میں یہ بیت نہیں ملتا -

Marfat.com

تشریح :۔ اس بیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے ان رموز کو جان لینا ضروری ہے کہ یہاں دودھ سے مراد علم و فضل ہے۔ دہی سے مراد طریقت و سلوک ہے اور مکھن معرفت ذات ہے۔ انسانی وجود کو اس روحانی غذا کی تیاری کے لئے حضرت سلطان العارفین نے ایسے برتن سے تشبیہ دی ہے جس میں سلوک یعنی معرفت ذات کے جملہ مراتب کو بروئے عمل لایا جاتے اور وجود کو ذکر اسم اللہ ذات اور ذکر نفی اثبات کے بیلنے سے روح کی صحیح اور خالص غذا کی تیاری کے لئے آمادہ و تیار کیا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ دردِ عشق اس عمل کو قائم رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ اور بالآخر فقیر کو معرفتِ ذات کا روغن یعنی عرفان ذات حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "انسانی وجود دودھ کے برتن کی طرح ہے اسی دودھ میں دہی مکھن گھی چھاچھ وغیرہ ہے۔ مرشد وہی ہے جو یہ ساری چیزیں الگ الگ کر کے دکھاتے۔ مطلب یہ ہے کہ طالب کے دل میں کسی قسم کا وسواس نہ رہے"۔ (۱)

پھر فرمایا "انسان کے وجود کی مثال شیر مادر کی ہے کیونکہ دہی، چھاچھ، مسکہ، روغن یہ تمام چیزیں دودھ سے ہی بن جاتی ہیں اور انسان کے وجود میں یہ سب چیزیں موجود ہیں اور انسان کے اندر ہی نفس و قلب و روح و ستر وغیرہ اور ان سب کا ایک ہی خانہ ہے اور مرشد کامل بھی اسی کو کہتے ہیں جو اس فن کا ماہر ہو اور شیر کو بقدر ضرورت جاگ لگا کر اس سے گھی نکال لے"۔ (۲)

اور "انسانی وجود بمنزلہ دودھ ہے اور کلام ربانی گھی۔ جب تک کوئی کامل مرشد نہ ملے تب تک دودھ جم کر اس سے مکھن اور گھی تیار نہیں ہوتا پس کامل مرشد وہی ہے جو علم کے دودھ سے معرفت کا روغن نکالے اور وجود کے دودھ سے مقام نفس۔ مقام قلب۔ مقام روح اور مقام سر کو جدا جدا کرے"۔ (۳)

کبیر (۴)، کہتے ہیں ؎ تن مٹکی من دہی سرت بلوون ہار۔ کبیرا مکھن کھا گیو چھاچھ پیئے سنسار (۵)،

---

(۱) سلطان باہو۔ جامع الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چشتی الدین لاہور۔ ۱۹۶۸ء ص ۳۴

(۲) لشکر وجود مثل شیر است دودھ در شیر جمرات در شیر و مسکہ در شیر و روغن در شیر ... تا ... از مسکہ بطرف گرد و خالص روغن پاک (سلطان باہو۔ عین الفقر۔ حصہ اوّل۔ شرح نظام الدین۔ ص ۷۲)

(۳) سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو، چشتی الدین لاہور۔ ۱۹۶۸ء ص ۳۳

(۴) کبیر۔ ولادت قریب بنارس۔ ۱۳۹۸ء برہمن زادہ تھے۔ پرورش ایک مسلمان جولاہے کے ہاں پائی (لشکریہ نگار پاکستان کراچی ص ۹۸ ایڈیٹر نیاز فتح پوری نمبر۔ ۱۹۶۴ء) (۵) (لشکریہ تذکرہ غرشیہ مولفہ مولانا گل حسن قلندر قادری۔ محرر تاریخ ۱۸۸۴ء مطبوعہ شمبلی برقی پریس دہلی ص ۲۷۷،

Marfat.com

د - دردمنداں دیاں آہیں کوہوں پہاڑ پتھر دے جھڑدے ہو (۱)

۹۱ دردمنداں دیاں آہیں کوہوں بھج نانگ زمین وچ وڑدے ہو (۲)

دردمنداں دیاں آہیں کوہوں آسمانوں تارے جھڑدے ہو (۳)

دردمنداں دیاں آہیں کوہوں باھو عاشق مول نہ ڈردے ہو (۴)

لغت : - دردمنداں دیاں آہیں : آتش عشق ، امانت ، نیابت الٰہی

کوہوں : سے، بھج : دوڑ کر جھڑتے : گرتے ہیں نانگ : سانپ : ناگ

ترجمہ : (عاشقان ذات جل شانہٗ جو کہ) دردمنداں عشق حقیقی ہیں) کی آہ سے۔

پتھروں کے پہاڑ (بھی) (ریزہ ریزہ ہوکر) گر (جاتے) ہیں

۲۔ دردمندان (عشق ذات) کی آہ سے (خوف زدہ ہوکر) سانپ (اژدہا) (بھی) زمین میں دوڑ کر گھس جاتے ہیں۔

۳۔ (عاشقان ذات کی) آہ (کی آتش عشق) سے آسمان کے ستارے (بھی تاب نہ لاکر) جھڑنے لگتے ہیں۔

(۴) اے باہو۔ (لیکن) عاشقانہ آہ کی جلن اور سوز سے عشاق (ذات) قطعاً نہیں ڈرتے۔

(کیونکہ وہ اسی سمندر عشق کے شناور ہیں اور اسی میں محو اور مستغرق ہیں اور وہ ہمیشہ ھل من مزید کہتے ہیں۔

---

(۱) ع، ف، ش، ذ (۲) ب، ذ، ف، ش

ہ نسخہ ب میں 'ہاہیں' درج ہے اور نسخہ ع میں 'آہاں' درج ہے۔

(۳) ب، ع، ذ، ش (۴) ب، ع، ذ، ش

ب د میں (باہو) کے بعد (کہے) کا اضافہ ہے۔

نوٹ :۔ نسخہ ب میں تینوں آخری مصرعوں میں 'ہاہیں' درج ہے۔

Marfat.com

تشریح: اس بیت میں حضرت سلطان العارفین اس حقیقت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ عشاق ذات نے امانت فقرالٰہی کو قبول کر لیا۔ لیکن زمین و آسمان کی کسی شے میں اس امانت کو اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس کے باوجود کہ کائنات کی ہر شے اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کرتی ہے اور سجدہ کرتے ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ: کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں واسطے اس کے جو کوئی بیچ آسمانوں کے اور جو کوئی بیچ زمین کے ہیں۔ اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمیوں میں سے" (۱)

البتہ نیابت الٰہی اور فقرالی اللہ کو قبول کرنا صرف عشاق ذات (فقیر کامل) کا خاصہ ہے۔

حضرت سلطان العارفین ایک مقام پہ لکھتے ہیں:" اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید بڑی نعمت ہے۔ بے مثل اور بے مثال ہے۔ ذکر کی آگ سے وجود بمنزلہ تنور ہو جاتا ہے۔ جو اعضا کو اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح خشک ایندھن کو۔ اگر اس جلالیت حضوری کی آگ کا ایک ذرہ زمین و آسمان پر نگاہ کرے تو سب کچھ جل جائے۔ آفرین ہے انسان کی ہمت پر کہ جلتا ہے اور دم نہیں مارتا۔ اور قیامت تک اس آگ میں جلے جاتا ہے۔ اس ریاضت سے بڑھ کر کوئی ریاضت سخت نہیں۔ بعض انسان مراتب پر پہنچ کر کافر اور مشرک ہو جاتے ہیں۔ بعض مجنوں اور دیوانے، بعض مخمور و مجذوب لیکن جو شخص اس بوجھ کو اٹھا لیتا ہے وہ شریعت کا لباس پہن کر باخبر اور ہوشیار رہتا ہے۔ خلقت کو ستاتا نہیں، ہزارہا اس آگ میں جلتے ہیں۔ ان میں سے شاذ و نادر کوئی ایک آدھ معرفت الٰہی کے آب رحمت سے سرد ہوتا ہے۔ اور محبوب کے مرتبے پر پہنچتا ہے۔ یہ قال میرے حال پر صادق آتا ہے اللہ بس۔ باقی ہوس"۔ (۲)

قولہٗ تعالیٰ: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ علی السّمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوماً جھولا۔ تحقیق روبرو کیا تھا ہم نے امانت کو اوپر

---

(۱) (پ ۲۲ ع ۹)

(۲) سلطان باہو۔ کلید جنت۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۶۸ء ص ۳۲-۳۳

Marfat.com

آسمانوں کے اور زمین کے اور پہاڑوں کے پس انکار کیا سب نے یہ کہ اٹھا دیں اس کو اور ڈر گئے اس سے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے تحقیق وہ تھا بے باک نادان (۳)

اور جو عشاق ذات یہ امانت کامیابی کے ساتھ اٹھا لیتے ہیں۔ انہیں کے لئے تو ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ویتوب اللہ علی المؤمنین والمؤمنت وکان اللہ غفوراً رحیماً اور پھر آگے اللہ ساتھ رحمت کے اوپر ایمان والوں کے اور ایمان والیوں کے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان (۴)

آیۃ کریمہ انا عرضنا کو بیان کرنے کے بعد حضرت سلطان العارفین لکھتے ہیں "سنو! یہ امانت کا بوجھ واقعی بہت بھاری ہے۔ اسے وہی اٹھاتا ہے جو اس کے لائق ہے۔ پس جبکہ زمین و آسمان اور پہاڑ اس کے اٹھانے سے عاجز آ گئے تو بے چارے کمزور انسان کی کیا طاقت تھی کہ اس بوجھ کو اٹھاتا۔ صرف اس نے اٹھایا تو اسم اللہ ذات کی قوت سے اٹھایا۔ جیسا کہ لاملجا ء ولا ماوٰی الا الی اللہ۔ (۵) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جائے بازگشت اور جائے پناہ نہیں" سے ظاہر ہے" (۶)

اسی آیۃ کریمہ کے ضمن میں حضرت سلطان العارفین مزید لکھتے ہیں "معرفت اللہ و توحید اور جمال لازوال کا مشاہدہ آسان کام ہے اور وجود میں اسم اللہ کے بارگراں ربانی قہاری جلال اور جمالی کی نگہداشت کرنا بہت مشکل اور بہت دشوار ہے۔ طالب حقیقی کو وسیع حوصلہ رکھنا چاہیئے اور ہمیشہ باطن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ہونا چاہیئے" (۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اسم اللہ سوائے پاک مقام کے کہیں قرار نہیں پکڑتا۔ (۸)

پس یاد رہے کہ بیت میں دردمند سے مراد مظلوم نہیں ہے بلکہ صاحب عشق مراد ہے جس کو بلا وضاحت کے مطابق نیابت الٰہی کا نہ صرف احساس ہے بلکہ اسی نیابت کے دستور

---

(۳) (الاحزاب - ۷۲)

(۴) (پ ۲۲ ع ۶)

(۵) حدیث (شکریہ سلطان باہوؒ۔ کلید جنت)

(۶) سلطان باہو۔ کلید جنت۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۶۸ء۔ ص ۳۳ - ۳۴

(۷) معرفت اللہ تو توحید شاہدہ ..... تا ..... در مجلس (سلطان باہو۔ اورنگ شاہی۔ کمتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۲۳

(۸) قال النبی صلعم اسم اللہ شئ طاہر لا یستقر الا بمکان طاہر (شکریہ سلطان باہو۔ اورنگ شاہی۔ کمتوبہ ۱۳۰۶ھ ص

Marfat.com

کے ماتحت زندگی کو عشق الٰہی میں وقف کئے ہوئے ہوتا ہے۔ اور ایسے دردمند عاشق ذات کے راز کے سامنے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔

سیدنا غوث الاعظم نے فرمایا اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں ایسے مل جائیں کہ ان میں اور ریت میں فرق نہ رہے۔ (۹)

اسی طرح سوز عشاق ذات کے سامنے زہریلے ناگ بھی اپنا دم خم توڑ دیتے ہیں۔ جیسے کہ مچن بابا (۱۰) ہوتک بابا (۱۱) بٹی کوٹ بابا (۱۲) اور دوست محمد قندھاری (۱۳) نے جب اپنا راز زہریلے سانپوں پر ظاہر فرمایا تو ان کے سامنے سانپوں نے سر زمین پر رکھ دیئے۔ اور آج تک ان درمندان عشق اولیائے کرام کے اسماء مبارک اور ان کے فرمودہ الفاظوں میں وہ اثر موجود ہے کہ زہریلے ناگ ان فرمودہ الفاظوں کے سامنے سر زمین پر رکھ دیتے ہیں اور اسی طرح مار گزیدہ سے زہر کا اثر بھی زائل ہو جاتا ہے۔

فقیر اگر عاشق ذات کی امانت و نیابت کا راز آسمانوں پر ظاہر کیا جائے تو آسمانوں کے تارے ٹوٹنے لگیں گے۔ جس طرح روز قیامت ستارے بحکم رب تعالیٰ جھڑنے لگیں گے۔

قولہٗ تعالیٰ : اور جس وقت کہ تارے جھڑ جاویں (۱۴) بقول اقبال ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے — پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے
قدسیہ الاصل ہے رفعت پہ نظر رکھتی ہے — خاک سے اٹھتی ہے گردوں پہ گزر رکھتی ہے (۱۵)

---

(۹) ولو القیت سری فی جبال۔ لدکت واختفت بین الرمال۔

عبدالقادر جیلانی۔ القصیدہ غوثیہ۔ مزینہ حافظ برکت علی لاہوری۔ مطبوعہ آری پریس لاہور ص ۴

(۱۰) مچن بابا کا مزار جنوبی وزیرستان میں وانا سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ سن ولادت و وفات نامعلوم ہے۔ جنڈولہ جنوبی وزیرستان کی بھٹنی قوم میں قبیلہ شیخ مچن بابا کے ان الفاظوں کا پشت در پشت اجازت یافتہ ہے۔ جن کے اثر سے زہریلا ناگ بے اثر ہو جاتا ہے۔

(۱۱) ہوتک بابا۔ مزار قلعت ڈیرہ ژن میں ہے۔ (۱۲) بٹی کوٹ بابا۔ مزار جلال آباد۔ کابل میں ہے۔

(۱۳) دوست محمد قندھاری نقشبندی قندھار افغانستان کے تھے۔ زیادہ معلومات نہ مل سکیں۔ ان کے اس اثر کے بارے میں سلطان غلام دستگیر القادری ابن سلطان محمد نواز میرے برادر بزرگوار نے بیان فرمایا۔

(۱۴) واذا الکواکب انتشرت۔ (الانفطار ۲) (۱۵) اقبال۔ جواب شکوہ۔

Marfat.com

سیّد عبدالقادر جیلانی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ نے فرمایا ہے "مردانِ راہ خدا کی ہمت پہاڑوں کو بنیادوں سے اکھیڑ دیتی ہے اور پہاڑوں سے مراد قساوت قلبی (سنگدلی) ہے جو اللہ کے بندوں کی دعا اور ان کی گریہ وزاری سے مٹ جاتی ہے۔ (۱۶)

آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ عشاق ذات اُس نیابت و امانت الٰہی کے بار اور سوز و تکالیف سے قطعاً نہیں گھبراتے اور نہ ڈرتے ہیں۔ جیسا کہ موسیٰؑ (۱۷) کا جلوہ طور کے بعد چہرہ مبارک تجلی نور سے اس قدر منور ہوا۔ کہ جو چیز سامنے رکھتے وہ جل جاتی۔ چنانچہ آپ نے کپڑا، لکڑی لوہا، سونا، چاندی، پتھر، سب چیزوں کے پردے بنا کر منہ پر رکھے اور وہ سب جل گئے۔ بارگاہِ الٰہی سے حکم ہوا کہ تم کسی ایسے درویش کے جسم کا کپڑا لاکر منہ پہ پردہ بنا لو جو کہ فقر و فاقہ میں جل رہا ہو تو وہ نہ جلے گا۔ کیونکہ وہ کپڑا درویش کے جسم میں رچا ہوا ہے۔ اس پر یہ صفاتی تجلی جلا دینے کا اثر نہیں کر سکتا۔ (۱۸)

---

(۱۶) سرالاسرار عبدالقادر جیلانی۔ ص ۸۵

(۱۷) موسیٰ علیہ السّلام بن عمران بن زاہث بن لاوی بن یعقوبؑ۔ (بمطابق نسب نامہ کلاں مرتبہ حاجی شاہ ضیاء اللہ۔ ۱۲۹۶ھ۔ لاہور

(۱۸) مولوی گل حسن شاہ۔ تذکرہ غوثیہ۔

Marfat.com

د۔ دلیلاں چھوڑ وجودوں ہو ہشیار فقیرا ہو (۱)

۹۲ بھ توکّل پنچھی اُڈدے پلے خرچ نہ زیرا ہو (۲)

روز روزی اُڈکھان ہمیشہ نہیں کردے نال ذخیرا ہو (۳)

مولا خرچ پوہنچاوے باھو جو پتھر وچ کیڑا ہو (۴)

لغت: وجوداں: اپنے وجود سے۔ من گھڑت۔ پلے: دامن سے بندھا ہوا۔
زیرا: ذرہ بھر۔ زیرے کا دانہ اڈ: اُڑ کر۔

ترجمہ:۔ ۱۔ (اے درویش راہ حق میں) من گھڑت (عقلی) دلائل ترک کر دے اور ہوشیار ہو جا۔

۲:۔ (دیکھ کہ) پرندے بھی (اس ذات پاک پر) توکّل (باندھ) کر (ہی) ذرہ بھر نا دانہ اُٹھائے بغیر اُڑتے ہیں۔

۳:۔ (اور وہ پرندے) ہر روز اُڑ کر (از غیب رزاق مطلق سے) روزی حاصل کرتے ہیں (اور اپنے) ساتھ ذخیرہ نہیں کرتے۔

۴:۔ اے باھو اللہ تعالیٰ (اس) کیڑے کو بھی روزی پہنچاتا ہے جو کہ پتھر کے اندر (پیدا) ہوتا ہے۔

---

(۱) ت ۔ ب ج

(۲) ت ۔ ب ج ۔ البتہ (اُڈدے) سے پہلے (نے) کا اضافہ ہے۔

(۳) ت ۔ ب ج ۔

(۴) ت ۔ ب ج میں یوں ہے: ع یا حضرت باھو مولا خرچ پہنچاوے جو پتھر وچ کیڑا ہو۔

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین سالک وطالب راہ معرفت کو تلقین فرماتے ہیں کہ وہ اپنی دنیوی لوازمات کے لئے قطعاً غم نہ کرے کیونکہ اس میں سے جو حصّہ اس کے لئے مقرر ہے اسے ملے گا۔ بالخصوص روزی کے بارے میں اسے کوئی وہم وگمان نہ کرنا چاہیئے۔ پرندے بھی خدا تعالےٰ کے توکل پر جب اڑتے ہیں تو ان کے پاس ایک ذرہ کے برابر بھی کوئی چیز نہیں ہوتی مگر وہ جب اپنے آشیانوں کو واپس آتے ہیں تو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔ اسی طرح انسان کے لئے بھی دن معاش اور روزی کی تلاش کے لئے مقرر ہے اس میں اسے خدا کے فضل سے روزی کا حصّہ مل کر رہے گا۔

فرمان خداوندی۔ خدا تعالیٰ روزی کھولتا ہے جس کی چاہتا ہے۔ اور تنگ روزی کرتا ہے جس کی چاہتا ہے (۱) ڈھونڈو تم نزدیک خدا کے روزی کو اور پوجو تم خدا کو اور شکر کرو تم خاص اسی کو طرف اس کے پھر پھیرے جاؤ گے۔ (۲)

پرندے بھی اپنے پاس کچھ جمع کر کے نہیں رکھتے مگر اپنی کمزوری اور بے بضاعتی کے باوجود ہر روز انہیں اپنی غذا مل جاتی ہے۔ پس انسان جس کو عقل دانائی اور قوت عطا کی گئی ہے وہ بھلا کیوں ناامید ہوتا ہے اور جمع کرنے کی فکر کرتا ہے۔

فرمان خداوندی۔ وہ جو جمع کرتا ہے مال کو اور گن کر رکھ چھوڑتا ہے گمان کرتا ہے کہ وہ مال جمع کیا ہوا ہمیشہ رہے گا اس کے پاس۔ (۳)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں خدا تعالیٰ تو وہ ہے جو پتھر کے اندر کیڑے کو بھی روزی پہنچاتا ہے تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے اسے روزی کا کیوں غم ہو۔

بیت میں تمام تلقین کا مقصود یہ ہے کہ فقیر سالک کو روزی کا غم قطعاً نہیں کرنا چاہیئے۔ روزی تو ہر ایک کو مل جاتی ہے۔ البتّہ وہ ہوشیار رہو اور مقصد زیست کو جانے۔

---

(۱) اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر (الرعد ۲۶) تفسیر موضح القرآن عبدالقادر لاہور ۱۳۵۸ھ ص ۲۵۴

(۲) فابتغوا عند اللہ الرزق واعبدوہ واشکروا لہ الیہ ترجعون (۲۹ع ۱۴) تفسیر موضح القرآن عبدالقادر لاہور ۱۳۵۸ھ ص

(۳) ان الذی جمع مالا وعددہ یحسب ان مالہ اخلدہ (الھمزہ ۲-۳) تفسیر موضح القرآن عبدالقادر لاہور ۱۳۵۸ھ ص ۱

Marfat.com

انسانی زندگی کا مقصد عرفان ذات رب تعالیٰ حاصل کرنا ہے۔

؎ دلم پُر زخطرہ شکم بی طعام
ریاضت ریا شد زکفد مدام (۴)

اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین مزید فرماتے ہیں: "اللہ تعالےٰ کے اسماء پاک ہیں۔ اس کی کبریائی بلند ہے وہ تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا ہے۔ چنانچہ جن وانس وحوش اور چرند وغیرہ اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ خود فرمایا ہے قولہٗ تعالےٰ:
اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب رزق دیتا ہے (۵)

قولہٗ تعالیٰ - روئے زمین پر کوئی ایسا ذی روح نہیں جس کے رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ نہ ہو - (۶) - (۷)"

---

(۴) سلطان باہو - توفیق الہدایت - ترجمہ اردو - چنن الدین لاہور ۱۹۶۸ء ص ۱۹
(۵) واللہ یرزق من یشآء بغیر حساب (پ ۲ ع ۱۰)
(۶) وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا - (پ ۱۲ ع ۱)
(۷) سلطان باہو - اسرار قادری ترجمہ اردو - چنن الدین لاہور ۱۹۶۳ ص ۱

Marfat.com

د۔ دِل بازار تے مُنہ دروازہ سینہ شہر ڈسیندا ہو (۱)

۹۳ روح سوداگر نفس ہے راہزن جہڑا حق داراہ مریندا ہو (۲)

جاں توڑی ایہہ نفس نہ ماریں تاں ایہہ وقت کھڑیندا ہو (۳)

کردا ہے زایا ویلا باھو جان نوں تاک مریندا ہو (۴)

لغت: ڈسیندا: دکھائی دیتا ہے۔ جاں توڑی: جب تک۔ جان: زندگی۔
کھڑیندا: ضائع کرتا ہے ویلا: وقت۔ زایا: ضائع نوں: کو تاک: دروازہ
مریندا: بند کرتا ہے۔

ترجمہ: ۱:۔ اے درویش) دل (بمصداق) بازار ہے (جس میں مختلف متاع معہ عرفان کے موتیوں کے موجود ہیں) (اور اس بازار کے دروازوں سے) منہ (ایک) دروازہ ہے (جس سے درخشانی ہوتی ہے) اور سینہ (ایک وسیع) شہر ہے (جس میں ایک کائنات) دکھائی دیتی ہے

۲۔ (روح اس سینہ کے شہر اور دل کے بازار میں عرفان کے موتیوں کا) سوداگر ہے (لیکن اسی جسم کے اندر کا حریف) نفس (ہے جو کہ) رہزن ہے (اور (اسے) راہ حق سے بازرکھتا ہے۔

۳۔ (اے درویش) جب تک اس نفس (رہزن) کو نہ مارا جائے اتنے تک یہ (نفس) (غفلت میں مبتلا رکھ کر) وقت کو ضائع کراتا رہتا ہے۔

۴۔ اے باہو (یہ نفس بیش قیمت زندگی کا) وقت ضائع کرتا ہے اور (اسی غفلت میں) زندگی کے دروازے بند کر دیتا ہے۔

---

(۱) این (N) ہ ت میں (ڈسیندا) کی بجائے (بندے دا) درج ہے۔

(۲) ت (۳) این (N)

ت میں یوں ہے ع جاں جاں توڑی نفس نہ ماریں تاں تاں دست کھڑیندا ہو

(۴) این (N)

ف میں یوں ہے ع کردا ہے ضائع ویلا باھو جاں جاں تاک مریندا ہو

Marfat.com

تشریح :۔ بیت میں حضرت سلطان العارفین نے انسانی جسم میں موجود پانچ ایسے عوامل کا ذکر فرمایا ہے کہ جن پر غور و فکر کرنے اور ان کی نگہداشت کرنے میں انفرادی عظمت مضمر ہے۔ جس نے ان کی نگہداشت کی وہ وقت سے پورا فائدہ حاصل کر گیا۔ وہ پانچ عوامل جو جسم انسانی میں کارفرما ہیں۔ دل، منہ، سینہ، روح اور نفس ہیں۔

دل ایک ایسا بازار ہے جس میں گوناگون احساسات کے متاع گراں بہا کے علاوہ معرفت ذات کا بیش قیمت سرمایہ و مال موجود ہے۔ سینہ میں دل (۱) کے علاوہ سرّ اور روح کی پُرعظمت قیام گاہ ہے ہر فرد میں جو پنہاں شخصیت موجود ہے اس کی حقیقت دل اور سینہ میں ہے۔ منہ کو حضرت سلطان العارفین نے اسی لئے دروازہ کہہ کر پکارا ہے کہ دل اور سینہ میں جو اصل حقیقت موجود ہوتی ہے اس کی عکاسی منہ کے دروازہ سے ہوتی ہے۔ انسانی روح دل کے بازار سے متاع عرفان و حقیقت کا سودا کرنے میں مشغول ہوتی ہے۔ نفس امّارہ رہزنی کرتے ہوئے روح کو دل سے دُور رکھنا چاہتا ہے۔ پس جس نے نفس کے فریب میں دل کا راستہ کھو دیا اس نے اپنی مختصر زندگی کا قیمتی وقت ضائع کیا۔

ایک مقام پر حضرت سلطان العارفین نے فرمایا کہ آدمی کے وجود میں تین چیزیں ہیں۔ اول نفس نجس مردود جس کا خاتمہ شر پر ہوتا ہے اس کا انجام مردود ہے۔ دوسرا قلب جو اصلی مقصود ہے زندہ دل والا اپنے مقصود کو پہنچتا ہے۔ تیسرا روح محمود ہے۔ جو ممدوح کی طالب ہے۔ یہ نیک طلب ہے اس کا خاتمہ اور انجام بالخیر و محمود ہے۔ (۲) ایک اور مقام پر ان تینوں چیزوں کو جسم انسانی کے سات قفلوں میں بھی شمار فرمایا ہے۔ ان تینوں کے علاوہ زبان جس کا تعلق منہ سے ہے اور سرّ جس کا تعلق سینہ سے ہے انسانی جسم میں دو مزید قفل ہیں (۳) جب تک انسانی روح کا قفل اسم اللہ کی کنجی سے کھل کر فریب نفس سے آزاد نہ ہو جائے۔ اس وقت تک گویا اس کے انسانی وجود پر مکمل قفل لگے ہوئے ہیں اور نفس اس کا وقت برباد کر رہا ہے۔

---

(۱) دل کے بارے میں مزید دیکھئے۔ حصہ دوم کے ابیات ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹ کی تشریحات

(۲) سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ لاہور ۱۹۶۳ء ص ۵۵

(۳) دیکھئے " " " " " ص ۳

Marfat.com

ذ ذاتی نال ناں ذاتی رلیا سو کم ذات سڈیوے ہو (۱) ٥

۹۴ نفس کتّے نوں بنھ کراہاں فہماً فہم کچیوے ہو (۲) ◎

ذات صفاتوں مہنّاں آوے جداں ذاتی شوق نپیوے ہو (۳) ٥٥

نام فقیر تنہاں دا باھو قبر جنہاں دی جیوے ہو (۴) ؏

لغت :- سڈیوے : کہلاتا ہے نپیوے : پکڑا جائے مہنّاں : شرمندگی

ترجمہ :- ۱:- (عارفان ذات میں) وہ کم ذات کہلاتا ہے (جس کا ذکر (اسم اللہ ذات (عین) ذات (اللہ جل شانہٗ) میں نہ جا ملا۔

۲- (اس مقام کو حاصل کرنے کے لیے سالک کو چاہیئے کہ) سگ نفس کو (پہلے) مقید کرلے - (اور پھر معرفت و استغراق ذات) میں فہم کریں۔

۳۔ جب (سالک ذکر ذات میں) ذاتی شوق پکڑتا ہے تو اسے (اپنی) ذات وصفات) سے (بوجہ کم مائیگی) شرمندگی آتی ہے۔

۴۔ اے باہو۔ فقیر تو ان عارفان کامل کا نام ہے۔ جن کی قبر بھی حیات جاودانی حاصل کر چکی ہے

---

(۱) ا'ب ٥ نسخہ ھ میں 'کذاب' درج ہے۔

٥ - باقی نسخوں میں مصرعہ یوں ہے ع ذاتے نال نہ ذاتی رلیا سو کذاب سدیوے ہو

(۲) ا'ب ، ذ - البتہ ذ میں 'فہما فہم' سے پہلے (چا) کا اضافہ ہے۔

◎ باقی نسخوں میں مصرعہ یوں ہے ع نفس کتے نوں بنھ کراہاں چا قیما قیم کچیوے ہو
ب ل میں (کچیوے) کی بجائے (چکیوے) ہے۔ (۳) ۶

٥٥ باقی نسخوں میں مصرعہ یوں ہے ع ذات صفات توں مہنہ آوے جداں ذاتی شوق نہ پیوے ہو
اور نسخہ ھ میں مصرعہ یوں ہے ع ذات صفاتوں منہ نہ موڑے جدوں ذاتی شوق نہ پیوے ہو

(۴) ا - البتہ ا میں 'تنہاندا' کی بجائے 'تہیندا' درج ہے۔
بسمہ ون ٥ باقی نسخوں میں مصرعہ کے شروع میں 'تے' کا اضافہ ہے۔

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں اس وقت تک ذاتِ فقیر کی تکمیل نہیں ہوسکتی جب تک وہ مقام حاصل نہ کرسکے۔ اس مقام کے لئے پہلا مرحلہ اپنے نفس کو ترک کردینا ہے۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں "متقی وعارف باللہ اسے کہتے ہیں کہ اول نفس بت پرست کی گردن میں طاعت وعبادت کی سلیمانی زنجیر ڈال دے۔ اور ہمیشہ اسے فنا فی اللہ کے قید خانہ میں رکھے۔ اور اسے اسم ذات کے تصور میں محو کردے۔" (۱)

فقیر جب ذات اللہ کے عشق میں محو ہوکر مرتبہ فنا حاصل کرتا ہے تو اسے وحدت کے سمندر میں اپنی جان کا قطرہ نہایت حقیر نظر آتا ہے۔ والی اللہ ترجع الامور۔ اور طرف اللہ کے پھیرے جاتے ہیں سب کام۔ (۲) پس ففروا الی اللہ۔ (۳) اور واللہ الغنی وانتم الفقراء۔ (۴)

جب یہ مقام حاصل ہو تو ایسے فقیر کی قبر بھی زندہ جاوید ہوجاتی ہے۔ حضرت سلطان العارفین لکھتے ہیں۔ اگرچہ خلقت انہیں جانتی ہے کہ وہ خاک تلے سوئے پڑے ہیں لیکن دراصل وہ قبر اُن کے لئے قرب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مجلس ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ فقیر جس طرح زندگی میں لوگوں کو طالب اور مرید کرکے تعلیم وتلقین کرتے ہیں۔ اسی طرح ممات میں بھی بلکہ حیات سے دوچند۔ کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور کے سبب وہ حیات وممات دونوں سے نجات پاکر فنا فی اللہ وفنا فی التوحید اور فنا فی النور ہوتے ہیں۔

ع در قبر جسم برد بیروں باخدا — در قبر ہرگز نباشد اولیائ
باحضوری مصطفےٰ ام مجلس دوام — بر قبر حاضر شود گفتن بنام (۵)

---

(۱) متقی عارف باللہ آنرا گویند ... تا ... محو سازد (سلطان باہو۔ محبالستہ النبیؐ۔ ص ۴۴۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ

(۲) (پ ۲۰، ع ۱۰) قرآن مجید مترجم شاہ رفیع الدین۔ تاج کمپنی۔ ص ۶۴۷

(۳) (پ ۲۷ ع ۲) ترجمہ: پس بھاگو طرف اللہ کے

(۴) (پ ۲۶ ع ۸) ترجمہ: اور اللہ بے پرواہ ہے اور تم محتاج ہو۔

(۵) اگرچہ خلق میداند ... تا ... ابیات (سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ قلمی ص ۱۰۴۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ

Marfat.com

گویا خلقِ خدا فقیر کے وصال کے بعد بھی اس سے اسی طرح فیضیاب ہوتی ہے جس طرح فقیر کی زندگی میں۔ اور یہی فقیر کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ کوٹ جعفر کے حکیم مولوی عبدالکریم جو غالباً اب بھی زندہ ہی ہوں گے بیان کرتے ہیں کہ ان کے ماموں صاحب اپنے والد حافظ میاں نورالدین جو استاد الوقت ہیں ان سے قرآن حفظ کرنے کی بہتیری کوشش کی مگر حفظ نہ کر سکے۔ والد نے گھر سے نکال دیا۔ سیدھا دربار مقدس حضرت سلطان باہوؒ پر حاضر ہوئے اور کئی دن روتے رہے۔ ایک ہفتہ کے بعد خواب میں حکم ہُوا۔ جاؤ میاں خداوند کریم نے تم کو حافظ قرآن بنا دیا ہے۔ اپنے گاؤں میں جا کر رمضان المبارک میں قرآن شریف سناؤ۔ وہ جب گاؤں واپس آئے۔ اور لوگوں نے آپ سے قرآن کریم سنا تو سب حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کا فیض بعد از وصال دیکھ کر حیران رہ گئے۔ (۶) سبحان اللہ

---

(۶) بشکریہ رسالہ سلطان العارفین - ماہ نومبر دسمبر ۱۹۵۹ء - گکھڑ - گوجرانوالہ - ص ۱۵

Marfat.com

ذ۔ ذکر فکر سب اُلے اریرے جاں جان فدا ناں فانی ہو (۱)

۹۵ فدا فانی تنہاں نوں حاصل جہڑے وسن لامکانی ہو (۲)

فدا فانی اونہاں نوں ہویا جنہاں چکھی عشق دی کانی ہو (۳)

باھو ہودا ذکر سڑیندا ہر دم یار ناں ملیا جانی ہو (۴)

لغت: ارے اریرے: نزدیک جاں: جب تک

وسن: بستے ہیں۔ کانی: تیر

ترجمہ: ۱۔ (اے درویش) ذکر فکر تو سب (معرفت ذات سے) بہت ادھر ہیں۔ جب تک جان (محبوب حقیقی پر) فدا (نہ ہو) اور فنائے (نفس) حاصل نہ ہو۔

۲۔ (مقام) فدا (اور مقام) فنا تو ان (عارفان کامل) کو حاصل ہے جو کہ (واصل باللہ ہو کر) لامکان میں بستے ہیں۔

۳۔ فدا اور فنا تو انہیں عاشقان ذات کو حاصل ہے جنہوں نے تیرِ عشق (سے گھائل ہونے کی) لذت چکھی ہے۔

۴۔ اے باہو۔ (ذات محبوب) ھو کا ذکر (تو اسی کے فراق کی وجہ سے) ہمیشہ جلاتا ہی رہتا ہے (افسوس) دل کا محبوب نہ ملا۔

---

(۱) ب، ہ، ع، ذ

(۲) ب، ہ، ع، ذ ○ نسخہ ہ میں، وسدے، لکھا ہے۔

(۳) ب، ع، ذ، ش ● نسخہ ہ میں، اونہاں نوں، کی بجائے، اوتی ہوئے، درج ہے۔

(۴) ذ، ف، ش، ز

Marfat.com

یہ بیت توحید الٰہی سے متعلق ہے۔ جس کی تفصیل حصہ ج کے بیت ۵، میں دیکھئے۔

تشریح تزکیہ نفس اور محاسبہ کلی کے لئے ذکر و فکر کو خاص اہمیت حاصل ہے ذکر خدا تعالیٰ کو یاد کرنا ہے اور قرآن حکیم میں فرمان ہوتا ہے۔

پس پاکی بیان کر ساتھ نام پروردگار اپنے بڑے کے۔ (۱)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کو یاد کرنا بہت (۲)

اور یاد کرو پروردگار اپنے کو بیچ جی اپنے کے عاجزی سے اور ڈر سے اور کم آواز سے (۳)

ذکر تزکیہ نفس کے لئے ضرورت ہے اور عبودیت کی نشانی ہے اور فکر انسان کو انسان بناتا ہے قرآن حکیم میں فرمان ہوتا ہے۔

آیا کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اور اتارا واسطے تمہارے آسمان سے پانی۔ پس اُگائے ہم نے ساتھ اس کے باغ رونق والے۔ (۴)

کہہ سیر کرو بیچ زمین کے۔ پس دیکھو کہ کیونکر ہوا آخر کام گنہگاروں کا (۵)

کیا نہیں فکر کیا انہوں نے بیچ جیوں اپنے کے کہ نہیں پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور کچھ درمیان ان دونوں کے ہے مگر ساتھ حق کے اور وقت مقرر کے اور تحقیق بہت لوگ ساتھ ملاقات پروردگار اپنے کے البتہ کافر ہیں (۶)

اس تمام ذکر و فکر کی غایت عشق و محبت الٰہی ہے۔ جس میں فنا ہو جانا مقصود عبودیت و عظمت انسانی ہے اور یہ ذکر و فکر معرفت کے حصول میں ابتدائی مراحل ہیں۔ اگر عرفان پاک فنا حاصل نہ کیا تو گویا مقصد نہ ملا۔ کیونکہ اصل ضرورت اور تیاری تو ـــــ پس بھاگو طرف اللہ کے۔ (۷)

---

(۱) فسبح باسم ربک العظیم (الواقعہ ۷۴) مزید دیکھئے (الواقعہ ۹۶، المعارج ۵۲)

(۲) یایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا (الاحزاب ۴۱)

(۳) واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر (پ ۹ ع ۱۴)

(۴) امن خلق السمٰوٰت والارض وانزل لکم من السمآء ماءً فانبتنا بہ حدائق ذات بھجۃ (پ ۲۰ ع ۱۴)

(۵) قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین (النمل - ۶۹)

(۶) اولم یتفکروا فی انفسھم ماخلق اللہ السمٰوٰت والارض وما بینھما الا بالحق واجل مسمی وان کثیرا من الناس بلقآی ربھم لکفرون (الروم) (۷) ففروا الی اللہ۔ (پ ۲۷ ع ۲)

Marfat.com

کی ہے۔ اور یہ عارف کا کام ہے۔ جو عشق میں فنا حاصل کر کے مکانی آلائشوں سے دور لامکان کے معراج میں جا پہنچتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ یہ مقام فنا تو انہیں کو حاصل ہوتا ہے جنہیں عشقِ الٰہی کا تیر لگتا ہے۔ اور وہ۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ذات اس کی (۸) کی غایت کو پا جاتے ہیں اور آخر میں فرماتے ہیں کہ محض ذکر و فکر بغیر عرفان ذات اور وصال حق کے تو ہمیشہ کی جلن بن جاتا ہے۔ پس ذکر و فکر کی غایت حاصل کی جائے یعنی عرفان ذات حق حاصل ہو۔

چونکہ عاشق ذات اللہ لامکانی کیفیات میں ہوتا ہے۔ اس لئے اس بیت کے ضمن میں حضرت سلطان العارفین ہی کی زبان مبارک میں اس مقام کی مزید وضاحت کی جاتی ہے فرمایا جہاں پر لاہوت کا دیدار اور لامکان کا راز ہے وہاں پر نہ سرود ہے، نہ آواز ہے، نہ صوم ہے، نہ صلوٰۃ ہے، نہ حج نہ کعبہ، نہ زکوٰۃ ہے، نہ مکان نہ درجات ہے۔ وہاں پہ فنا فی اللہ بعینہٖ نور عین اللہ ذات لازوال ہے۔ یہ مرتبہ اسے حاصل ہے جو معرفت میں فنا فی اللہ بقا باللہ اور وصال لازوال کے مرتبے پہ پہنچا ہوا ہے۔

؎ گر تو خواہی دیدن رویت خدا — سر ز گردن کن جدا بینی لقا

بے زبان ہم سخن باشی عیان — مرتبہ لاہوت این است لامکان

سر بریدہ بے سرائی طالب بیا — بعد ازاں دیدن خدا بر تو روا (۹)

---

(۸) کل شیٔ ھالک الا وجھہٗ (پ ۲۰ ع ۱۲)

(۹) سلطان باہو، قرب دیدار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور ۱۹۷۰ء۔ ص ۶۴

Marfat.com

ذ۔ ذکر کنوں کر فکر ہمیشاں ایہہ لفظ تکھا تلواروں ہو (۱)

۹۶ کڈھن آہیں تے جان جلاون فکر کرن اسراروں ہو (۲)

ذاکر سوئی جہڑے فکر کماون ہک پلک ناں فارغ یاروں ہو (۳)

فکر دا پھٹیا کوئی نہ جیوے پٹے مڈھ چا پاڑوں ہو (۴) ۵

حق دا کلمہ آکھیں باھو رب رکھے فکر دی ماروں ہو (۵) ◎

لغت :۔ تکھا : تیز، دا : کا پاڑوں : بیخ سے رکھے : بچائے

ترجمہ :۔ ۱۔ (اے درویش) ذکر (الٰہی) کے واسطہ سے (حصول معرفت کے لئے) ہمیشہ فکر (اسرار ذات) کیا کر۔ (حالانکہ) یہی لفظ (فکر اسرار ذات مقام سلوک میں) تلوار سے بھی زیادہ تیز ہے۔

۲۔ جو (عاشقان ذات الٰہی) اسرار ذات میں فکر کرتے ہیں۔ وہ (ایسی پرسوز) آہیں نکالتے ہیں۔ (جس سے خواہشات نفس تو درکنار) جان (تک) جلا دیتے ہیں۔

۳۔ ذاکر (اسم اللہ ذات) تو وہ ہیں جو کہ (اسرار ذات کا) فکر (حاصل کرنے کے لئے کمائی کرتے ہیں اور ایک پلک (جھپکنے کی دیر بھی ذکر و فکر) محبوب سے فارغ نہیں ہوتے۔

۴۔ فکر (اسرار ذات ایسی تلوار ہے کہ اس کا) پھٹا ہوا کوئی بھی (حیات نفس میں) زندہ نہیں رہتا۔ (فکر اسرار ذات تو خواہشات نفس اور توہمات ماسوی اللہ) کے (درخت کے) تنے کو بیخ سے اکھاڑ دیتا ہے۔

۵۔ اے باہو (میں) کلمۂ حق کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فکر (اسرار ذات) کی مار سے بچائے۔

---

(۱) ۵، ع، ش، ف نسخہ ۵ اور ب د میں 'تلوار کنوں' درج ہے اور یہی انداز آگے ہے۔ اسرار کنوں، پار کنوں، مار کنوں وغیرہ۔

(۲) ۵، ع، ذ، ش (۳) ا ک۔ (۴) ا ک ◎ باقی نسخوں میں یوں ہے ع ... پٹے مڈھ پہاڑوں ہو

(۵) ع، ش، ف، ذ

◎ نسخہ ۵ میں یوں ہے ع حق دا کلمہ آکھیاں (حضرت باہو) جند رکھے نہ فکر دی مارکنوں

Marfat.com

تشریح: فکر را تو اندرون دل گمار — ہر مطالب دین و دُنیا راست آر
شو مراتب با تفکر جان من — تا شوی حاضر بدرگاہ ذوالمنن

یعنی تو دل کے اندر جب فکر و غور کرے گا تو دینی دُنیاوی ہر ایک مطلب اس میں سے حاصل کر یگا۔ نیز میری جان تفکر سے مراتب حاصل ہوتے ہیں اسی سے تو بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو سکے گا۔ (۱)

بیت میں فکر کی اہمیت اور صاحب فکر کا بیان ہے۔ حضرت سلطان العارفین ایک مقام پر فرماتے ہیں "درود نماز سے دعوت میں دیر ہوتی ہے۔ اس کے لئے تیز تلوار کی طرح دم جاری درکار ہے"۔ (۱)

قال علیہ السلام تفکر ساعتے خیر من عبادۃ الثقلین۔ ایک گھڑی کا غور و فکر دونوں جہانوں کی عبادت سے بہتر ہے (۲)۔ نیز فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یشغلھم شیٔ عن ذکر اللہ طرفۃ العین۔ یعنی (صاحب فکر و ذکر فقیروں کو) کوئی شے اللہ کے ذکر سے لمحہ بھر کے لئے بھی غافل نہیں کر سکتی (۳)۔

حضرت سلطان العارفین نے فرمایا "ذکر دوام ایسا خفیہ ذکر ہے کہ ذاکر کو بظاہر معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ ذکر خفیہ اسم اللہ کے تصور کرنے سے ہے۔ جو کہ تمام وجود میں اس طرح جاری ہو جاتا ہے جیسے طعام میں پانی میں نمک مل جاتا ہے۔ صاحب ذکر خفی چار چیزوں سے پہچانا جاتا ہے اوّل یہ کہ اس کو تاثیر اسم ذات سے وہ لذت و حلاوت حاصل ہوتی ہے کہ اگر اس کا ایک ذرہ مشرق سے مغرب تک مخلوقات کو پہنچے تو سب مست ہو جاویں دوم اگر کوئی اس کے جسم پر تلوار مارے اس کے وجود کو ذرہ ذرہ کر دے ہرگز جنبش نہ کرے۔ سوم یہ کہ مال و زر دُنیا و ما فیہا اس کی نظر میں ہیچ ہوتا ہے اور خاک اور زر اس کے نزدیک برابر ہو چہارم یہ کہ بوجہ تصور اسم ذات کے اشتغال و استغراق اللہ کے وہ لی مع اللہ (۴) پر پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ دیکھو میرا بندہ کس قدر استغراق و مشاہدہ و انوار و تجلیات و مقام مقرب حاصل کر رہا ہے، کہ بجز میرے کسی دوسری چیز کی خبر نہیں رکھتا اور ہر دو جہان کو اس نے بھلا دیا ہے اور مجھے اپنی عزت جلالیت کی قسم ہے کہ اس اپنے بندے کو دونوں جہان سے زیادہ ثواب دونگا چنانچہ فرمان عالی اس پر شاہد ہے کہ ایک ساعت خداوند کریم کی قدرت کی نشانیوں کو غور سے دیکھنا دو جہان

---

(۱) سلطان باہو۔ کلید جنت۔ ترجمہ اردو۔ چشتی الدین لاہور۔ ۱۹۶۸۔ ص ۴۹
(۱) سلطان باہو۔ نور الفقر خورد۔ ترجمہ اردو۔ چشتی الدین لاہور۔ ۱۹۶۱ء ص ۸۹ (۲) لشکریہ سلطان باہو۔ محبت الاسرار ترجمہ اردو۔ چشتی الدین لاہور ۱۹۶۶ء ص ۴۴۔ (۳) لشکریہ سلطان باہو۔ نور الفقر خورد۔ ترجمہ اردو چشتی الدین ۱۹۶۱ء ص ۲۸۔ (۴) لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ میرا ایسا وقت بھی ہے جس میں مجھے نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ نبی مرسل پہنچ سکتا ہے (لشکریہ سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ چشتی الدین لاہور ۱۹۶۳۔ ص ۴۴)

Marfat.com

کی عبادت کرنے سے بہتر ہے (۵) ولقولہٗ تعالیٰ واذکر ربک اذا نسیت (۶) یعنی اپنے رب کو یاد کر جبکہ تُو بھول جائے (۷) نیز حضرت سلطان العارفین نے فرمایا۔ کہ فنائے نفس کو کہتے ہیں جس شخص کو فنائے نفس حاصل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے فیض۔ راز۔ قرب اور معرفت کی خبر دیتا ہے (۸)

"حضور علیہ السلام پر جب یہ آیت نازل ہوئی ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیٰتٍ لاولی الالباب (۹) تو فرمایا خرابی ہو اسکی جو اس آیت کو پڑھے اور فکر نہ کرے۔ ایک حدیث شریف میں ہے اپنی آنکھوں کو عبادت میں انکا حصہ دو (۱۰) کسی نے عرض کیا کہ آنکھوں کو عبادت میں کیا حصہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ کلام الٰہی میں نظر و فکر کرنا۔ سورۃ روم میں ارشاد ہے۔ اولم یتفکروا فی انفسھم ما خلق اللہ السمٰوات والارض وما بینھما الا بالحق (۱۱) یعنی کیا انہوں نے غور نہیں کیا اپنے دل میں کہ اللہ نے انہیں پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ مگر ساتھ حقیقت اور تدبیر کے"۔

"حضرت حسن بصریؒ (۱۲) یہ بھی فرماتے ہیں کہ اہلِ عقل ہمیشہ ذکر سے فکر کے عادی ہوا کرتے ہیں اور فکر سے ذکر کے یہاں تک کہ ان کے دل گویا ہو جاتے ہیں اور اسرار و حکمت میں بولنے لگتے ہیں"۔

"تفکر دو حال سے خالی نہ ہوگا تفکر یا تو خدا کی ذات میں ہوگا اور یا اس کی صفات اور مخلوقات میں ہوگا۔ حضور رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے "تم اللہ کی مخلوق میں تفکر کرو اور اللہ کی ذات میں نہ کرو۔ پس چاہیئے کہ ذات میں فکر نہ کیا جائے کیونکہ ذات میں فکر سرگردانی ہے" (۱۳)

---

(۵) تفکر ساعۃٍ خیر من عبادۃ الثقلین

(۶) (پ ۱۵ ع ۱) قرآن مجید عکسی ترجمہ شاہ رفیع الدین۔ تاج کمپنی ص ۲۵۷ (ترجمہ: اور یاد کر دے پروردگار اپنے کو جب بھول جاوے)

(۷) ذکر دوام ذکری ... تا ... قولہٗ واذکر (سلطان باہو۔ گنج الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۲۲)

(۸) سلطان باہو ــــ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو۔ منہاج الدین لاہور ۱۹۶۸۔ ص ۳۶

(۹) ترجمہ: تحقیق ہے پیدائش آسمانوں کے اور زمین کے اور آنے جانے رات کے اور دن کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے عقل والوں کے۔ (آل عمران ۔ ۱۹۰)

(۱۰) اعطوا عینکم حقھا من العبادۃ (لشکریہ الفقر فخری من تصنیف ابو الفیض قلندر (سہروردی۔ ص ۲۵۷)

(۱۱) (پ ۲۱ ع ۴) ترجمہ: کیا نہیں فکر کیا انہوں نے بیچ جیتوں اپنے کے کہ نہیں پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے مگر ساتھ حق کے۔

(۱۲) حضرت حسن بصری تابعیؓ۔ بصرہ۔ وفات ۱۱۰ھ

(۱۳) ابو الفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ تلخیص۔ ص ۲۵۸۔

Marfat.com

د:- راہ فقر دا پرے پرے اوڑک کوئی نہ دِسّے ہو (۱)

۹۷ ناں اُتھے پڑھن پڑھاون کوئی ناں اُتھے مسلے قصّے ہو (۲) ○

ایہا دنیا بُت پرستی مت کوئی اس تے وِسّے ہو (۳)

موت فقیری جیں سر آوے باھو معلم تھیوے تسّے سو (۴)

لغت: دسے: نظر آئے۔ اوڑک: انتہا۔ مسلے: مسئلہ پریرے: دور بہت دور
ایہا: یہی وسّے: توقع رکھے، بھروسہ رکھے۔ معلم: معلوم، احساس۔ تسّے: اُسی کو۔

ترجمہ: ا:- راہ فقر دور بہت دور ہے جس کی کوئی انتہا نظر نہیں آتی۔

۲:- (جہاں انتہائے فقر اللہ ہے) وہاں نہ تو کوئی پڑھنا پڑھانا ہے اور نہ ہی وہاں مسئلہ (مسائل) اور قصہ ہائے (تمثیل) کی (گنجائش) ہے۔

۳:- یہی دنیا (تو) بت پرستی ہے اس پر کوئی بھروسہ نہ کرے۔

۴:- (فقیری زندگی میں معنوی موت ہے) لہٰذا فقیری (اور) موت جس کے سر پر وارد ہوتی ہے وہی (اس کی تلخی اور واردات کو) سمجھتا ہے۔

---

(۱) و، ب، ہ، ع، خ

(۲) و - ○ باقی نسخوں میں مصرعہ یوں ہے ہ نہ اوتھے علم نہ پڑھی پڑھاون نہ اوتھے مسئلے قصّے ہو

(۳) و۔

● نسخہ ہ میں 'اے دنیا ہے' درج ہے۔ باقی نسخوں میں 'ایہہ ہے دنیا' درج ہے۔

(۴) و، ب، ہ، ن۔

Marfat.com

تشریح: دل نہ دریا است کورا ساحلے پیدا شود　　عشق راہے نیست کورا منزلے پیدا شود

ہمچو مجنوں سالہا در کنج صحرا خانہ کن　　تا کہ از طرف بیابان محملے پیدا شود (۱)

بیت میں فقر اور فقیری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں حضرت سلطان العارفین سے اقتباسات قابل بیان ہیں۔

فقیر ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ فقر میں بہت بڑے بھید ہیں۔ صاحب جمعیت و فنا فی الذات فقیر کشف و کرامات کے بے جمعیت مقامات و درجات سے گزرا ہوا ہوتا ہے۔ "اللہ بس باقی ہوس" (۲)

؎ نہایت نیست را ہے عشق را یار　　تو یک رو باش دست از کار بگزار (۳)

راہ عشق کی کوئی انتہا نہیں اے دوست تو اور مشاغل سے دھیان دور کر اور ایک طرف کا ہو جا۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں: "قصہ خوانی اور افسانہ کہنے کی راہ اور ہے اور اللہ کے ساتھ یگانگت حاصل کرنے کی راہ اور ہے۔ (۴)

پھر فرمایا: "فقیری درویشی نہ گفتگو میں ہے اور نہ پڑھنے لکھنے میں اور نہ مسئلہ مسائل اور نہ حکایات و قصہ خوانی میں ہے۔ بلکہ فقیری معرفت جاننے اور غرق فی التوحید واحدانیت ہو کر بیخودی حاصل کرنے ہوائے نفس اور گناہ شیطانی سے باز آنے میں ہے۔" (۵)

اور "فقر کے مراتب سے وہی شخص واقف ہوتا ہے جو فقر تک پہنچا ہو اور جس نے فقر کی لذت چکھی ہو اور فقر اختیار کیا ہو اور سلطان الفقر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو۔ (۶)

؎ شب تاریک بیم موج گرداب چنیں ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا (۷)

---

(۱) قصہ احمد جامی باہتمام منشی ظفر الدین مطبع اسلامیہ ناشران شیخ الٰہی بخش و محمد جلال الدین کشمیری بازار لاہور۔ ص ۹۲

(۲) سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۶۳ء ص ۳۶

(۳) سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی۔ مرتبہ چنن الدین لاہور ۱۹۵۵ء ص ۱۵ — غزل ۳۵

(۴) قصہ خوانی و افسانہ دانی راہ دیگر است و یگانہ شدن فی اللہ ربانی راہ دیگر است (سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ص ۹)

(۵) فقیری درویشی نہ در گفتگو ... تا ... معصیت شیطانی (سلطان باہو۔ عین الفقر حصہ دوم۔ شرح نظام الدین ص ۴۹)

(۶) سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۶۳ء۔ ص ۳۶

(۷) حافظ شمس الدین شیرازی۔ دیوان حافظ مجتبیٰ مرتبہ فیروز الدین صاحبزادہ۔ مطبع کانشی رام پریس لاہور۔ ۱۳۴۵ھ ص ۳

Marfat.com

۱۔ راتیں رتی نیندر نہ آوے دہاں رہے حیرانی ہو (۱) ○

۹۰ عارف دی گل عارف جانے کیا جانے نفسانی ہو (۲)

کر عبادت پچھوتاسیں تیری زایا گئی جوانی ہو (۳) ●

حق حضور انہاں نوں حاصل باھو جنہاں ملیا شاہ جیلانی ہو (۴)

لغت: گل: بات۔ پچھوتاسیں: تو پشیمان ہوگا۔ زایا: ضائع۔

ترجمہ:۔ ۱:۔ (طلب محبوب تو وہ ہے کہ) رات کو رتی (بھر) نیند نہ آئے (اور تمام) دن کو بھی حیرانی (طاری) رہے۔

۲:۔ (اے طالب) عارف (اہل اللہ) کی بات عارف اہل اللہ ہی سمجھ سکتا ہے (کلام عارف کو) اہل نفس کیا سمجھیں۔

۳:۔ (اے طالب) اس چند روزہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کی) عبادت کر ورنہ وہ وقت عنقریب ہے) کہ تو اپنی جوانی (کو حرص و ہوا میں) ضائع کرنے پر پشیمان ہوگا۔

۴:۔ اے باہو (معرفت) حق تعالےٰ) اور حضوری (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) تو (ان خوش نصیبوں) کو حاصل ہے جنہیں شاہ جیلان (سیدنا غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا توسل) مل گیا۔

---

(۱) ک۔و ب ل میں (دہاں کی بجائے (دیہاں) ہے

○ باقی نسخوں میں مصرعہ یوں ہے ؎ راتیں رتی خواب نہ آوے دیہاں بہت حیرانی ہو

● نسخہ و میں 'رہے' کی بجائے 'پھراں' مندرج ہے۔ (۲) ک، و، ع، ذ، ف،

(۳) و۔ یہ مصرعہ نسخہ ع، ف، ش، ن، و، م وغیرہ میں یوں ہے ؎ کر عبادت کچھ حاصل تیرے ایویں ضائع گئی جوانی ہو

(۴) ک = ب د میں یوں ہے ؎ میں قربان تنہاں توں باہو جنہیں ملیا شاہ جیلانی

•• نسخہ ع، ذ، ف، ش وغیرہ میں 'تنہاں نوں' درج ہے اور ان میں 'حاصل' کا مصرعہ میں اضافہ نہیں ہے

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ راہ عشق میں رات کی نیند اچاٹ ہوگئی اور دن بھی حیرانی کے عالم میں گزرنے لگا۔ ہماری یہ کیفیات اور ہماری یہ باتیں بھلا سوائے کسی عارف کے کون سمجھ سکتا ہے۔ یہ کسی ناسوتی دنیا کے نفسانی شخص یا دنیا پرست انسان کا کام نہیں کہ سمجھ سکے۔

حافظ شیراز اسی ضمن میں کیا خوب کہہ گئے ہیں

؎ زآشفتگی حال من آگاہ کے شود آنرا کہ دل نگشت گرفتار ایں کمند (۱)

اور پھر کیا خوب فرمایا۔

حدیث دوست نگویم مگر بحضرت دوست کہ آشنا سخن آشنا نگہدارد (۲)

البتہ طالب راہ حقیقت کو سچی عبادت کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اور نہیں پیدا کیا میں نے جن کو اور آدمی کو مگر تو کہ عبادت کریں مجھ کو (۳)

اور اس عبادت کا مرتبہ جوانی اور طاقت کے وقت ہی زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت و عرفان حق قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے اس کی زندگی یا عمر کے عروج کے وقت عبادت و عرفان کا بھی عروج ہونا چاہیئے۔ ورنہ سراسر وقت اور عمر کا زیان ہے۔

اور آخر میں فرمایا کہ عرفان حق تعالیٰ انہیں کو حاصل ہوتا ہے جو راہ طریقت میں قدم رکھ کر سیدنا عبدالقادر جیلانی مرشد قادری کی رہبری حاصل کر سکیں۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ اگر کسی کو مرشد کامل اسم اللہ ذات کے تصور کے حاضرات اور ناظرات کے ذریعے حضرت محبوب سبحانی معشوق ربانی پیر دستگیر حضرت شاہ محی الدین سلطان عبدالقادر جیلانی کے حضور سے مشرف کر کے آنجناب سے تعلیم و تلقین دلائے اور آنجناب اس کی نوازش فرمائیں تو ہمیشہ مجلس میں حاضر رہے گا۔ مزید تشریح کے لئے دیکھئے حصہ ب کے بیت ۲۴ کی شرح اور حصہ ن کے بیت ۱۸۷ کی شرح دیکھئے۔

---

(۱) حافظ شمس الدین شیرازی۔ دیوان حافظ محشی مرتبہ صاحبزادہ فیروز الدین لاہور ۱۳۳۵ھ۔ ص ۱۵۲

(۲) حافظ شمس الدین شیرازی " " " " ص ۳۱۸

(۳) وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ (الذاریٰت ۵۶)

(۴) سلطان باہو۔ قرب دیدار۔ اردو ترجمہ چنن الدین لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۶۳ء ص ۴۸

Marfat.com

ل راتیں نیند رت ہنجوں روون تے ڈیہاں غمزہ غم دا ہو (۱)

۹۹ پڑھ توحید وڑیا تن اندر سکھ آرام ناں سمدا ہو (۲)

سرسولی تے چاڑھیونے ایہو راز پرم دا ہو (۳)

سدھا ہو کو ہیویے باھو قطرہ رہے ناں غم دا ہو (۴)

لغت: وڑیا: داخل ہویا سمدا: سوتا۔ ٹنگیونے: انہوں نے لٹکا دیا

ترجمہ: ۱:۔(عاشقان ذات) کی آنکھیں شب بھر (سوز فراق میں) خون کے آنسو روتی ہیں اور دن بھر بھی انہیں غم (جاناں) کا غمزہ (گھائل کئے رہتا ہے۔

۲۔ (حضرت عشق) کلمہ (توحید و معرفت) پڑھ کر (ان عاشقان ذات کے) جسم میں داخل ہو چکا ہے اور (لمحہ بھر بھی) چین و آرام سے نہیں سوتا۔

۳۔ یہی راز عشق (تو) تھا کہ (منصور حلاج کا) سر (اہل شریعت نے) سولی پر لٹکا دیا۔

۴۔ اے باہو۔ راہ عشق میں سیدھے (بغیر کسی تذبذب کے) ذبح ہو جانا چاہیئے اور غم و اندوہ کا اندیشہ تک نہ ہو۔

---

(۱) ہ، ع، ق، ف۔

(۲) ہ، ب، ع، ف۔

(۳) و ک، ب، ع، ہ

ہ مذکورہ نسخوں میں سوائے و ک کے 'ایہا' درج ہے۔

(۴) ب، خ، ف، ش۔

Marfat.com

تشریح :- دردلِ خیال وصلت درراہِ انتظار شب وروز بیقرارم محبوب مرحبا (۱)

راہ انتظار پہ دل میں تیرے وصال کا خیال ہے۔ مرحبا اے محبوب میں دن رات بیقراری میں بسر کر رہا ہوں۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ عاشق سوزفراق میں بیقرار ہی رہتا ہے۔ اور یہ عشق وحدت ذات جب بھی اس جسم خاکی میں آیا۔ چین وآرام کی نیند ختم ہوگئی اور فرماتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عشق تو سراسر قربانی کا نام ہے اس میں اولین کام اپنا سر قربان کرنا ہے۔

منصور حلاج کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہیں جو راز محبت ملا تو انہیں تختہ دار پر لٹکایا گیا اور دراصل یہی تو عشق میں پہلا قدم ہوتا ہے۔ عاشق کا کام موت سے پہلے مرجانے کا ہوتا ہے۔ گویا اپنی فنا کا اعلان کرتا ہوتا ہے۔ مگر منصور ایسے عاشق تھے جنہوں نے ہمیشہ کے لئے اپنی بقا کا اعلان کیا۔ تو اصولِ حق کے مطابق انہیں اسی دنیا میں سر دینا پڑا۔ کیونکہ وہ لازمی طور پر عاشق تو تھے ہی۔

اور پھر حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ جب یہ بات مقرر ہوگئی کہ عشق میں سر کو قربان کرنا ہی ہے تو پھر کسی تردد کے بغیر اور تسلی کے ساتھ راہ محبت میں قتل ہوجانا چاہیئے۔ اور یہاں ذبح ہوجانا ایسی تسلی اور بغیر تذبذب کے اختیار کرنا ہوگا۔ جس طرح اللہ کے پیارے نبی اسمٰعیل (۲) علیہ السلام نے قبول فرمایا۔

قرآن حکیم۔ اے باپ میرے کر جو کچھ حکم کیا جاتا ہے۔ شتاب پاوے گا تو مجھ کو اگر چاہا اللہ نے صبر کرنے والوں سے (۳)

---

(۱) سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی۔ مرتبہ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۵۵ء۔ غزل ۹ ص ۵

(۲) اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ بن آذر بن ناخور (مطابق نسب نامہ رسول مقبولؐ۔ مطبع نولکشور ۱۹۰۱ء

(۳) قال یاابتِ افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاءاللہ من الصّابرین۔ (پ ۲۳ ع ۷)

Marfat.com

اور یا بغیر گھبراہٹ اور بغیر کسی بے چینی کے اپنا اور اپنے تمام کنبہ والوں کا سر کٹوا دینا حضرت امام حسین علیہ السلام جیسے فقر شبیری رکھنے والے کا کام ہے۔ دراصل عشاق کا یہی قرینہ ہے۔ امام حسین علیہ السلام کی وقت شہادت کیا کیفیت تھی —— آپ خاموش تھے اور خدا کی رضا پر راضی —— نہ کسی قسم کی گھبراہٹ، نہ بے چینی، صرف موت کا انتظار تھا اور اپنے والدین اور نانا کے پاس پہنچنے اور خدا کے دیدار کا اشتیاق۔ (۴)

حصہ ع کے بیت ۱۳۲ کی تشریح بھی دیکھئے۔

---

(۴) عبدالرحمٰن شوق امرتسری - تاریخ اسلام جلد سوم - مطبوعہ لاہور ص ۵۳۸

Marfat.com

س ۔ رات اندھیری کالی دے وِچ عشق چراغ جلاندا ہُو (۱) ◎

۱۰۰ جینڈی سِک توں دل چانیوے توڑیں نہیں آواز سناندا ہُو (۲) ○○

اوجھڑ جھل تے مارُ بیلے اِتھّے دم دم خوف شیہاں دا ہُو (۳)

تھل جل جنگل گتے جھگیندے باھو کامل نشنہہ جنہاندا ہُو (۴)

لُغت :۔ جلاندا : جلاتا ہے ، روشن کرتا ہے جینڈی : جس کی سِک : اشتہا ۔ محبت نیوے : لے جاتے سناندا : سناتی دیتا اوجھڑ : جھاڑیاں جھل : جنگل مارو : ویرانے بیلے : جنگل (دریاؤں کی گذرگاہیں) شیہاندا : شیروں کا تھل : ریگستان جل : پانی جھگیندے : عبور کرتے گتے نشنہہ : عشق جنہاندا : جن کا

ترجمہ :۔ ۱۔ (زندگی کی) تاریک اور سیاہ رات میں عشق چراغ (معرفت) جلاتا ہے (اور زندگی کی سیاہ رات کو روشن کرتا ہے)

۲۔ (عشق کا) اگرچہ آواز نہیں سناتی دیتا (لیکن یہی تو عشق ہے) جسکی مُحبت دِل لے جاتی ہے۔

۳۔ (اس راہ عشق و معرفت میں) جھاڑیاں جنگل (خوفناک ویرانے) اور دریاؤں کی گُزرگاہیں ہیں جہاں ہر دم (درندوں) شیروں کا خوف ہے۔

۴۔ اے باہو۔ جن کا عشق کامل اور صادق ہے، وہ ریگستانوں، دریاؤں (اور) جنگلوں کی (صعوبتیں) طے کرتے ہوئے (منزل مقصود کو گامزن رہے)

---

(۱) ا ۔ ن ○ نسخہ ہیں 'جلیندا' ہے۔ نسخہ ب میں 'کریندا' درج ہے ◎ نسخہ ع ۔ ف ۔ ش ۔ م ۔ ز میں مصرعہ یوں ہے ع رات اندھیری کالی دے وچ عشق چراغ کراندا ہو ۔ (۱)

(۲) اک ○ نسخہ ن و میں وکنوں دل نیوں، درج ہے ○○ نسخہ ع ۔ ف ۔ ش میں مصرعہ یوں ہے ع جینڈی سک کنوں دل نیویں نہیں آواز سناندا ہُو۔

(۳) ن ۔ ب ۔ ف ۔ ذ ۔ ش ۔ د ○ نسخہ ہیں "شہیندا" درج ہے ۔ ب ج میں مصرعہ یوں درج ہے ع ڈنگر ڈھور تے رچھ بلائیں پوندا خوف شیہاندا ۔ (۴) ع ۔ ن ۔ د ۔ ش ۔ ذ ۔ ف ۔

Marfat.com

تشریح: کفر، جہالت اور حرص و ہوس کی دنیا میں جو ظلمت اور گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا رہتا ہے وہاں پر روشنی کی کرن کسی صاحب عشق کے وجود و عمل سے ہی نظر آتی ہے۔ دنیا میں ہوا و ہوس کے اندھیرے میں عشق ہی ہے۔ جو لوگوں کی رہنمائی کے لئے چراغ معرفت روشن کئے رہتا ہے۔ اور یہ عشق خدا کا راز ہے اور اسی کی عنایت ہے۔

فرمان الٰہی ہے کہ نکالے تم کو اندھیروں سے طرف روشنی کی۔ (۱)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ کفر اور ہوا و ہوس کی تاریکی میں عشق ہی ہے جو ہدایت و معرفت کا نور روشن کئے ہوتا ہے۔ گویا دنیا میں کفر و جہالت کی تاریکی میں خال خال ایسے عشاق ذات کا وجود بھی ساتھ ساتھ قائم رہتا ہے جو حق و صداقت کا چراغ ٹمٹماتے ہوئے قائم رکھتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں ہمارا دل اسی ذات پاک کی طرف کھنچتا چلا جا رہا ہے۔ جس کی آواز کو ہماری ظاہری قوت و سماعت سننے کی تاب نہیں رکھتی۔ لیکن اس کا آوازہ 'ہر سو و ہر کو' موجود ہے۔ اور اس راہ معرفت کے راہرو عاشق کو گویا جنگل و دریا کی ہر بلاؤں سے سامنا کرنا ہوتا ہے۔ ایک تو ان کی راہ معرفت خود ایک کٹھن منزل ہے۔ اور دوسری طرف دنیا کی پُر ظلمت و تاریک حالت نت نئے مصائب پیدا کرتی ہے لیکن ان عشاق ذات کا جذبہ عشق کامل ہوتا ہے اور وہ ان ارضی و سمائی بلاؤں اور بحر ظلمات سے آخر کامیابی سے گزر جاتے ہیں۔

فرمان الٰہی ـــــ کہہ کون شخص نجات دیتا ہے تم کو اندھیروں جنگل کے سے اور دریا کے سے۔ (۲)

---

(۱) لیخرجکم من الظلمٰت الی النور (پ ۲۲ ع ۳)

(۲) قل من ینجیکم من ظلمت البر والبحر (پ، ع ۱۴)

Marfat.com

ر رحمت اِس گھر وچ وسّے جتّے بلدے دیوے ہو (۱)

۱۰۱ عشق ہوائی چڑھ گیا فلک تے کتھے جہاز گھتیوے ہو (۲)

عقل فکر دی بیڑی نوں چا پہلے پور بوڑیوے ہو (۳)

ہر جا جانی دِسّے باھو جتول نظر کھپیوے ہو (۴)

لغت :- بلدے : جلتے ہیں۔ روشن ہوتے ہیں۔ وسّے : برستی ہے۔ کتھے : کہاں گھتیوے : ڈالا جائے۔ بیڑی: کشتی ۔ زورق۔ پہلے پور :علی الصبح ، پہلی دفعہ پار جاتے ہیں بوڑیوے : ڈبو دینا چاہیئے۔ جانی : محبوب، دسّے :نظر آتا ہے۔ جتول :جس طرف کھپیوے : کی جاوے۔

ترجمہ :- ۱۔ (اللہ تعالیٰ کی) رحمت (میرے) اس گھر میں برستی ہے۔ جہاں (عشق الٰہی) کے چراغ روشن ہوگئے ہیں۔

۲۔ (دریائے وحدت میں میرا) بادبان عشق فلک رسا ہوگیا ہے (اب میں عشق کے جہاز کو) کس جگہ لنگر انداز کروں۔

۳۔ (راہِ سلوک میں چاہیئے تو یہ کہ دریائے وحدت پار کرتے ہوئے) عقل اور فکر کی کشتی کو علی الصبح پہلی دفعہ پار جاتے ہوئے (دریائے وحدت میں) ڈبو دینا چاہیئے۔

۴۔ اے باہو (ماسوا اللہ کے فنا ہونے کے بعد) جہاں بھی نظر کی جاوے (ایک ہی ذات) محبوب دکھائی دیتی ہے۔

---

(۱) ک - و ک

خ ، ف ○ و ک میں 'اِس' درج ہے۔ باقی تمام نسخوں میں 'اُس' لکھا ہوا ہے۔

(۲) ک - و ک .

○○ باقی تمام نسخوں میں بجز و ک "گھتیوے" درج ہے۔ البتہ ک میں لفظ 'کھتیوے' درج ہے۔

(۳) ک (۴) ک

Marfat.com

تشریح : یہ بیت توحید طریقت کے مرتبہ توحید ذاتی سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصہ ۷ کے بیت نمبر ۹ میں درج ہو چکی ہے۔

بیت میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ بالخصوص اپنی ذات میں تجلیات اور انوار کی بارانِ رحمت کا بیان فرماتے ہیں۔ جس رحمت کے انوار سے جسم منور ہو گیا اور فرماتے ہیں اُن کے عشق کی پرواز ارفع ترین فلک کو پہنچ چکی ہے اس سے آگے عشق کے تیز رفتار جہاز کو کس سمت میں ڈالا جائے

عقل محدود ہے۔ عشق کی پرواز لامحدود ہے۔ اس لئے دریائے وحدت میں غوطہ زن ہونے والے عقل کوتاہ اندیش کو سب سے پہلے غرقِ آب کر دیتے ہیں۔

؎ ہر آں کس را کہ ایزد راہ ننمود زاستعمال منطق ہیچ نکشود (۱)

اور؎ بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی (۲)

فقیر جب بقا حاصل کر لیتا ہے تو اسے ہر جگہ محبوب حقیقی کے جلوے ہی نظر آتے ہیں۔

قرآن۔ فاینما تولوا فثمّ وجہ اللہ (۳)

چونکہ حق تعالیٰ ہر چیز پر محیط ہیں لہٰذا وہ ہر چیز کے ساتھ بالذات موجود ہیں۔ تم جس طرف منہ پھیرو گے یا جس چیز کو پاؤ گے وہیں ذات الٰہی بھی موجود ہو گی۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی معیت و حضور کے بغیر کوئی شے موجود نہیں ہو سکتی۔ (۴)

شاہ عبدالعزیز اپنی تفسیر میں اس آیتہ کی توجیہ میں فرماتے ہیں " ہر جا کہ ایستادہ روئے خود را بسوئے او گردانید و باو متوجہ شوید پس درہموں مکان است حضور خدا و

---

(۱) بشکریہ ڈاکٹر میر ولی الدین۔ قرآن و تصوف۔

(۲) اقبال۔ بال جبریل

(۳) تم اپنا منہ جدھر پھیرو وہیں ذات اللہ کی (پ ۱ ع ۱۴)

(۴) میر ولی الدین قرآن و تصوف۔

Marfat.com

قرب او" (۵) لیکن یہ حقیقت اس وقت نظر آتی ہے جب فقیر اپنی ذات کو فنا کر دیتا ہے۔
اور محبوب حقیقی فقیر کو اس لئے بھی نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان اللہ علیٰ کل شئ شہید (۶)
حق تعالیٰ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ وہ ہر چیز کے ساتھ حاضر ہیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ دیوان فارسی میں فرماتے ہیں،

؎ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ نگر درنخوانمدی او تو در قرآں نگر (۷)

پھر فرمایا۔

؎ چوں اَیْنَمَا تُوَلُّوا شد قبلہ حقیقت جہتی دگر ندارم جز صاحب حقیقت (۸)

---

(۵) ' جہاں بھی کھڑے ہو جاؤ اپنا منہ اسی طرف کر دو اُسی سے متوجہ ہو جاؤ پس اسی جگہ خدا کا حضور اور قرب ہے، (بشکریہ میر ولی الدین ۔ قرآن و تصوف ۔)

(۶) پ ۱۷ ع ۹

(۷) سلطان باھوؒ دیوان باھو فارسی ۔ غزل نمبر ۲۲ ص ۱۰ ۔ مرتبہ چنن الدین لاہور ۔ ۱۹۵۵ء

(۸) سلطان باھوؒ دیوان باھو فارسی ۔ غزل ۲۴ ۔ ص ۱۱ ۔ مرتبہ چنن الدین لاہور ۔ ۱۹۵۵ء

Marfat.com

ف۔ روزے نفل نمازاں تقوے سبھو کم حیرانی ہو (۱)

۱۰۲ انہیں گلیں رب حاصل ناہیں خود خوانی خود دانی ہو (۲)

ہمیش قدیم جلیندا ملیو سو یار، یار نہ جانی ہو (۳) ٥

وردو وظیفے تھیں چھٹ رہسی باھو جد ہو رہسی فانی ہو (۴)

لغت :۔ سبھو : سارے ۔ تمام۔ کم : کام۔ گلیں : باتوں سے ۔
تھیں : سے جلیندا : نبھانا۔

ترجمہ : ۱۔ (اے درویش) نفل روزے رکھنا، نفل نمازیں پڑھنا اور پرہیزگار بنا رہنا یہ سب کام (نیکی و عبادت تو ہیں لیکن ان سے ایقان حاصل نہیں ہوتا، اس لئے) حیرانی (کا باعث) ہیں۔

۲۔ ان باتوں سے رب (تعالیٰ کا دیدار و معرفت) حاصل نہیں ہوتے (بلکہ) (ان باتوں سے نفس میں) انانیت (و خودستائی پیدا ہو جاتی ہے)

۳۔ ہمیشہ (سے) جو (ذات) قدیم تمہارے ساتھ بس رہی ہے وہ تمہیں حاصل ہے تو وہ دوست (حقیقی کیا) تیرا جانی دوست نہیں ہے۔

۴۔ اے باہو (فقیر سالک جب ذات حق میں) فانی ہو جاتا ہے۔ تب وہ ورد و وظائف سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے۔

---

(۱) ع، ذ، ف، م، ن۔

(۲) ع، ذ، ف، م، ن (۳) ع، ذ

۵۔ ف۔م۔ ن میں یوں ہے ع ہمیش قدیم جلیندا ملیو سو بار یار نہ جانی ہو
و ج کے مطابق یوں ہے ع نال ہمیش قدیم جلیندا ملیوس یار نہ جانی ہو
و ک کے مطابق یوں ہے ع ہمیش قدیم جلیندا ناہیں ملیس یار نہ جانی ہو

(۴) ع، ذ، ف، م، ن۔

Marfat.com

تشریح: ظاہری عبادات صوم وصلوٰۃ میں باکثرت فضائل موجود ہیں۔لیکن انہیں کے باعث انسان کو عرفان ذات حاصل نہیں ہوسکتا۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرّہٗ فرماتے ہیں "جان لیجئے کہ نفس ظاہری عبادت، ذکر، فکر، مراقبہ، کشف وکرامات، وردووظائف اور قرآن شریف کی تلاوت کو تو قبول کرلیتا ہے۔ اوراسی طرح کے نیک اعمال اور ثواب بھی، لیکن تصورِاسم اللہ ذات جوکہ قربِ ذات ہے اسے قبول نہیں کرتا۔" (۱)

پھر فرمایا" جب تو دیکھے کہ کوئی فقیر علم ذکر فکر ریاضت زہد تقویٰ میں بہت کوشش کرتا ہے اور تکلیف اُٹھا رہا ہے۔جان لے کہ وہ ابھی گمراہی کے جنگل میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ جب تک وہ فنا فی اللہ کی حضوری کی توحید میں غرق نہ ہوجائے۔" (۲)

گویا اسم اللہ سے باطن کی نگرانی نہ کی جائے تو محض ظاہری عبادات سے تو نفس کو فربہی کے بغیر اور کچھ بھی حاصل نہیں۔نفس کی فربہی سے خودستائی، خودفریبی اور غرور پیدا ہوتا ہے جو عبدیت وعرفان کے منافی ہے۔ وہ ذات قدیم جو ہمیشہ سے ہر انسان کے قریب ہے۔اس کے عرفان اور پہچان کی کوشش ہونی چاہیئے۔ ورنہ قربِ ازلی کے باوجود محرومی رہے گی۔ اور ذات قدیم کا عرفان حاصل کرنے کے لئے اور انانیت سے بچنا ہوگا نیز عبادات ظاہری پہ کوئی غرور نہ کرنا ہوگا۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ظاہری عبادات جو سالک کو فریب نفس میں بھی مبتلا کردیتی ہیں ان کی غایت یعنی تزکیہ نفس کو کبھی نہ بھولنا چاہیئے۔جس کے بعد عرفان نفس اور

---

(۱) "باید دانست کہ نفس باعبادت ظاہری وباذکر وفکر مراقبہ مکاشفہ باکشف کرامات وردووظائف تلاوت قرآن شریف قبول کند۔ ایں چنیں ہر یک نیک اعمال ثواب ہرگز قبول نکند تصور اسم اللہ ذات قرب مع اللہ"

(سلطان باھوؒ۔ تیغ برہنہ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۲۹)

(۲) "چوں بینی کہ فقیر در علم ذکر وفکر ریاضت زہد وتقویٰ رنج بسیار کشد بدانکہ ہنوز در بادیہ ضلالت حجاب است تا آنکہ غرق توحید حضور فنا فی اللہ نرسد

(سلطان باھوؒ۔ حجت الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۱۱)

Marfat.com

عرفان ذات حاصل ہو سکتا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ عرفان ذات حاصل کر کے سالک مقام فنا حاصل کرے تو جملہ وردو وظائف اور ظاہری عبادات کے مراحل سے گزر سکتا ہے۔

فرمایا۔ جب تک واصل اللہ عاشق کو علم، ذکر، فکر، مقامات کشف و کرامات سب کچھ بھول نہیں جاتا حق حاصل نہیں ہوتا۔ (۳)

پیر دستگیر محی الدین جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں من ارادۃ العبادۃ بعد الحصول فقد کفر واشرک باللہ تعالیٰ۔ یعنی جس نے حصول کے بعد عبادت کا ارادہ کیا گویا اس نے کفرانِ نعمت کیا اور اللہ تعالیٰ سے شرک کیا۔ (۴)

---

(۳) سلطان باھو۔ محبت الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۶۶ء ص ۲۸

(۴) سلطان باھو۔ محبت الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۶۶ء ص ۲۸

Marfat.com

ز زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دِل دا پڑھدا کوئی ہو (۱)

۱۰۳ جتھے کلمہ دل دا پڑھیئے اُتھے ملے زبان ناں ڈھوئی ہو° (۲)

دل دا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار گلوئی ہو∞ (۳)

ایہہ کلمہ اسانوں پیر پڑھایا باھو میں سدا سوہاگن ہوئی ہو◎ (۴)

لغت:۔ ڈھوئی: گنجائش گلوئی: محض باتیں کرنے والے

سہاگن: نیک بخت۔

ترجمہ:۔ ۱۔ زبان سے تو کلمہ (طیب) ہر شخص پڑھتا ہے۔لیکن دل سے کلمہ (طیب) کوئی (عارف کامل ہی) پڑھتا ہے۔

۲:۔ جہاں (نفی اثبات کی ماہیت وکنہہ کے عرفان) دل سے کلمہ (طیب) پڑھا جائے وہاں زبان (یا قیل وقال کی گنجائش ہی نہیں۔

۳۔ کلمہ (طیّب) دل سے (تو محض) عاشقان (ذات) ہی پڑھتے ہیں۔زبانی باتیں بنانے والے یار (کلمہ طیب کے راز کو) کیا سمجھیں۔

۴۔ اے باہو۔ یہ کلمہ (دل) (جو کہ عاشقان ذات پڑھتے ہیں) مجھے پیر (کامل) نے پڑھایا ہے (اسی لئے) میں دائمًا نیک بخت ہوں۔

---

(۱) ل ر (۲) ل

°۔ ع میں یوں ہے ع جتھے کلمہ دل دا پڑھیے اوتھے جیہے ملے نہ ڈھوئی ہو

ہ میں یوں ہے ع جتھے کلمہ دلوں پڑھیوے زبان ملے نہ ڈھوئی ہو

(۳) ل ب ذ ش ق ع میں یوں ہے ع دل دا کلمہ عاشق پڑھدے کیہہ جانن یار گلوئی ہو

ہ میں یوں ہے ع دل دا کلمہ عارف پڑھدے کی جانے یار گلوئی ہو

(۴) ل ب ذ ش ق ک ◎ ل میں یوں ہے ع اسانوں کلمہ پیر پڑھایا باہو میں سدا سوہاگن ہوئی ہو

ع۔ ف ش، ذ، ن، و، ن، م میں یوں ہے ع کلمہ یار پڑھایا باہو میں سدا سوہاگن ہوئی ہو

Marfat.com

تشریح : یہ بیت توحید معرفت سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصہ اول کے بیت نمبر ۱۶ میں بیان ہو چکی ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں "زبانی اقرار تو ہر شخص کرتا ہے اور لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کی دل تصدیق کون کرتا ہے۔ اور اس تصدیق کی توفیق کا کیا طریق ہے۔ وہ توفیق صدقِ صدیق سے حاصل ہوتی ہے۔ فقیر پہلے ہی روز علم تصدیق اور علم دیدار کا سبق پڑھتے ہیں"۔ (۱)

پھر فرمایا"۔ واضح رہے کہ عوام کا کلمہ رسمی لحاظ سے پڑھنا اور ہے اور قرب اللہ والے کا کلمہ پڑھنا اور ہے۔ اس قسم کے ذاکر خاص ہی ہیں اور وہی ہوتے ہیں جو توحید سے آگاہ ہوتے ہیں جو شخص کلمہ کو نفی کی کنہہ سے پڑھتا ہے اور لا الہ کہتا ہے وہ بیخود ہو جاتا ہے اور موتوا قبل ان تموتوا کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور نفس کو فنا کر دیتا ہے۔ اور جب اثبات الا اللہ کہتا ہے تو روح کو بقا حاصل ہوتا ہے۔ خدا سے اسے جواب باصواب اور الہام ہوتا ہے اور اللہ کی دید میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کرو جب کہ تو بھول جائے (۲)

اور جب محمد رسول اللہ ﷺ کہتا ہے تو صاحب حضوری ہو جاتا ہے۔ (اس قسم کا کلمہ پڑھنا اہل تصدیق کو حاصل ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اے علیؓ اپنی آنکھیں بند کرو اور اپنے دل میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سُن (۳)

---

(۱) از بیان اقرار ہر کس خواند و ہمہ کس میداند... تا فقیران روز اول از علم تصدیق و از علم دیدار سبق میخوانند

(سلطان باھوؒ - امیر الکونین - مکتوبہ ۱۳۲۲ھ - ص ۱۳۵)

(۲) واذکر ربک اذا نسیت (۱۵ ع ۱۶) اور یاد کر پروردگار اپنے کو جب بھول جاوے۔

(قرآن مجید عکسی مترجم شاہ رفیع الدین - ص ۳۵۷)

(۳) حدیث : غمض عینیک یا علی واسمع فی قلبک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

(بشکریہ سلطان باھوؒ تیغ برہنہ - مکتوبہ ۱۳۰۶ھ - ص ۱۹)

Marfat.com

حدیث شریف میں ہے کہ کلمہ گو تو زیادہ ہیں لیکن مخلص بہت کم ہیں (۴)
پس یہ طریقہ نفی اثبات کی توفیق سے حاصل کرنا ہے۔ اسم اللہ کے حاضرات سے کامل قادری کو قوت حاصل ہوتی ہے" (۵)

اور آخر میں فرماتے ہیں کہ کلمہ طیب کی کنہہ ہمیں مرشد کامل کے پڑھانے سے اس طرح حاصل ہوگئی کہ اب ہمیں سعادت ابدی حاصل ہوگئی ہے۔

ع جیوے مرشد کامل باھو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو

---

(۴) حدیث: قائلون لا الہ الا اللہ کثیراً ومخلصون قلیلاً۔

(بشکریہ سلطان باہو۔ تیغ برہنہ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۱۹)

(۵) سلطان باھو رح۔ تیغ برہنہ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۱۹

" بدانکہ کلمہ رسم رسوم خواندن عوام را راہ دیگر است واز قرب اللہ دیگر ...تا... پس ایں طریقہ حاصل باتوفیق نفی اثبات از حاضرات اسم اللہ ذات قوت قادری کامل است"

Marfat.com

ز۔ زاہد زہد کریندے تھکے روزے نفل نمازاں ہو (۱)

۱۰۴ عاشق غرق ہوئے وچ وحدت اللہ نال محبت رازاں ہو (۲)

مکھی قید شہد وِچ ہوئی کیا اُڈسی نال شہبازاں ہو (۳) ٥

جنہاں مجلس نال نبیؐ دے باھو سوئی صاحب نازنوازاں ہو (۴) ◎

لغت: اُڈسی : اُڑے گی۔ سوئی : وہی

ترجمہ:- ۱- زاہد زہد کرتے ہوئے اور نوافل روزے اور نوافل نمازیں (ادا کرتے کرتے) تھک گئے (لیکن معرفت ذات تک نہ پہنچ سکے)

۲- عاشقان (ذات) محبت (الٰہی) کے رازوں کے ساتھ وحدت (اللہ تعالیٰ ذات) میں جا کر ڈوب گئے (اور فنا ہو گئے)

۳- (طالب حرص وہوا جو کہ بمصداق) مکھی (لذت دنیا کے) شہد میں مقید ہے۔ وہ شہبازانِ (طریقت) کے ساتھ (عالم لامکان میں) کیا پرواز کر سکے گا۔

۴- اے باہو۔ صاحبانِ ناز و نواز (معرفت) تو وہ (خوش نصیب) ہیں جنہیں نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی مجلس (حضور تک) حاصل ہے۔

---

(۱) ل، ب، ع، ذ، ف

(۲) ل، ب، ذ، ف، ش۔

(۳) ل

٥ ع میں یوں ہے ع مکھی قید شہد وچ پھاتی کیا اُڈسی نال شہبازاں ہو
اکثر نسخوں میں مصرعہ سے قبل لفظ 'جیڑی' کا اضافہ ہے

(۴) ل

◎ باقی تمام نسخوں میں 'نازنوازاں' کی بجائے 'رازنیازاں' درج ہے۔

Marfat.com

تشریح: طبقہ زہاد اپنی ریاضت وعبادت کے باوجود حجاب میں رہتے ہیں اور عشاق ذات ہمیشہ دریائے وحدت میں مستغرق رہ کر اللہ جل شانہٗ کے راز و نیاز میں محو ہوتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:" واضح رہے کہ فنا فی اللہ کا مقام چودہ طبق میں نہیں ہے۔ توحید کہاں ہے؟ جہاں پر خدا ہے۔ خدا کہاں ہے؟ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ ہم کہاں ہیں ہم خدا کے ساتھ ہیں۔ چودہ طبق کے مقامات پیاز کے پردہ کی طرح ہیں۔ جو محض پوست ہیں۔ اور فقیر کا مقام توحید ہے جو دوست ہیں۔ اہل مقامات اہل پردہ ہیں جو کل کے امیدوار ہیں اور فقیر صاحب عشق نور ہے۔ جو دن رات استغراق وحدت میں مسرور ہے"۔ (۱)

پھر فرمایا:" اولیاء اللہ کی روحیں مستغرق توحید رہتی ہیں اور انہیں لقائے الٰہی ہوتا ہے (۲)

پھر فرمایا" فقیر (عاشق) کا مرتبہ فنا فی اللہ ہے۔ وہ حیّ قیوم کی ذات وحدت میں ہمیشہ غرق رہا ہے" (۳)

بیت میں حرص و ہوا کے طالبوں کو مکھی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بھلا دنیا کی آلودگیوں میں ملوث مگس صفت کس طرح شہباز صفت عاشق کے برابر ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:" جان لے کہ عشق کی پرواز بہت بلند ہے۔ مکھی اگر کتنی ہی دفعہ اپنے ہاتھ پاؤں ہلاتی رہے اور سر مارتی رہے پروانہ وار شہباز کے مقام تک کب پہنچ سکتی ہے۔ (۴)

پھر فرمایا:" حدیث شریف میں وارد ہوتا ہے، دنیا مکر ہے، سو مکر سے یہ حاصل

---

(۱) جملہ مقام فقیر فنا فی اللہ در چہار دہ طبق نیست، غرق در مقام توحید است ... تا ... باستغراق وحدت شب و روز سرمداست۔ سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ ہجری۔ ص ۱۵

(۲) روحانی اولیاء اللہ مطلق مرتبہ غرق توحید معرفت وحدت ربوبیت دیدار لقا است۔ سلطان باہو۔ فضل اللقاء مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۵

(۳) فقیر فنا فی اللہ است غرق توحید حیّ قیوم است (سلطان باہو۔ کلید التوحید۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۲۲)

(۴) دانی کہ ذکر عشق در بلندی پرواز، مگس اگر دست مالد سر زند ہزار بپرد نرسد منصب مراتب پروانہ شہباز
سلطان باہو۔ عین الفقر حصہ دوم۔ شرح نظام الدین ص ۳۵

Marfat.com

ہوتی ہے۔" (۵)

اہل مکر کو اہل حضور سے کیا تعلق، کیونکہ مکھی شہباز کے ساتھ نہیں اُڑ سکتی۔" (۶)

ایک اور مقام پر حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "نفس کی قید میں اہل نفس مکھی کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ شہباز کی پرواز کو نہیں پہنچ سکتے۔" (۷)

پھر فرمایا "جو شخص خواہشات نفس کو ترک کر دیتا ہے۔ اسے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرف باریابی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور ایسا شخص روشن ضمیر ہوتا ہے۔ دونوں جہان کا تماشا آئینہ کی طرح کرتا ہے۔ خوش آمدید اور مرحبا ہے ایسے شخص کے لئے۔" (۸)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کی حضوری سے نوازشات پانے والے عشاق کے بارے میں حضرت سلطان العارفینؒ کی مختلف کتب سے مزید اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

فرماتے ہیں "مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ ہر خاص و عام کی زبان میں اسم ذاتی ہے اور حافظ قرآن ہیں اور تلاوت کرتے ہیں۔ اور مسائل فقہ کے عالم ہیں۔ اور پھر ان کے دل سے جھوٹ و نفاق ظاہر ہوتا ہے۔ اور ان کے وجود سے حرص، حسد اور کبر کیوں دور نہیں ہوتے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام اخلاص سے نہیں لیتے اور کلام الٰہی للہ نہیں پڑھتے اور باد صرصر کی طرح 'ہُو' اللہ اکبر کہہ جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اسم اللہ ذات کلام الٰہی اخلاص سے پڑھے یا سُنے تو اس کا نفس فنا ہو جاتا ہے اور اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمیشہ کے لئے حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔" (۹)

---

(۵) الدنیا زور لا یحصل الا بالزور (شکریہ سلطان باہو۔ جامع الاسرار۔ ترجمہ اردو چنن الدین لاہور۔ ص ۵۲)

(۶) سلطان باہو۔ جامع الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ص ۵۳

(۷) در قید نفس اہل نفس مثل مگس اگرچہ پرد بشہباز نمیرسد۔ سلطان باہوؒ۔ امیر الکونین مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ص ۳

(۸) ہر کہ قطع کند از نفس ہوا حاضر شود بمجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہر کہ قطع کند از نفس ہوا روشن ضمیر گردد مثل آئینہ روئے تماشا نگران ہر دو جہان خوش آمد مرحبا۔ سلطان باہوؒ کلید التوحید۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۹

(۹) سلطان باہوؒ شمس العارفین۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۶۶ء ص ۱۷

Marfat.com

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں "قادری رازالٰہی کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے اسے حق الیقین حاصل ہوتا ہے۔ اور صاحب مستی حال ہوتا ہے۔ رازالٰہی کا رازدان اور غرق نور ہوتا ہے۔ مجلس حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتا ہے۔ وہ ظاہر میں ویران اور باطن میں آباد ہوتا ہے۔ وہ صاحب وصال اور قیل وقال سے لب بستہ ہوتا ہے۔ وہ لا زوال احوال کا واقف کار ہوتا ہے۔ وہ فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ اور اولیاء اللہ ہوتا ہے۔ آیت کریمہ میں ہے کہ 'اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو'۔(۱۰) نیز آیتہ کریمہ میں وارد ہوتا ہے' بیشک اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر کوئی غم و رنج و خوف نہیں'(۱۱) اور حدیث شریف میں ہے کہ 'جب تمام منازل فقر طے ہو جاتے ہیں۔ پھر باقی رہا وہ اللہ'(۱۲) نیز حدیث شریف میں ہے کہ 'فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا سوائے اللہ کے'(۱۳)

مجھے ان لوگوں پر حیرت ہے جو ففروا الی اللہ (۱۴)

یعنی اللہ کی طرف بھاگو کو ففروا من اللہ یعنی اللہ سے بھاگو سمجھتے ہیں۔ وہ معرفت مولیٰ نہیں جانتے اور دعوٰی حضوری کا کرتے ہیں۔ وہ معرفت مولیٰ سے دور ہوتے ہیں۔ وہ کشف کرامات اور استدراج میں مغرور ہوتے ہیں اور طلب دنیا میں خراب ہوتے ہیں"۔ (۱۵)

---

(۱۰) قرآن (۲۶ ع ۸) واللہ الغنی وانتم الفقراء۔ اور اللہ بے پرواہ ہے اور تم محتاج ہو۔

(۱۱) قرآن (یونس - ۳) الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

(۱۲) اذا اتم الفقر فھو اللہ (بشکریہ سلطان باھو۔ گنج الاسرار مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۶)

(۱۳) الفقراء لا یحتاج الا الی اللہ۔ (بشکریہ سلطان باھو۔ گنج الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۶)

(۱۴) قرآن (۲۷ ع ۲) ففروا الی اللہ۔ پس بھاگو طرف اللہ کی۔

(۱۵) سلطان باھوؒ گنج الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۷۔ "عجب دارم ازاں قوم... تا .... آری معرفت مولیٰ ندیدہ اند و خود را میدانند حضور را از معرفت مولیٰ دور و در کشف و کرامات و استدراج مغرور در طلب دنیا خراب"

Marfat.com

س: سے روزے سے نفل نمازاں سے سجدے کر کر تھکے ہو (۱)
۱۰۵ سے واری مکّے حج گزارن دل دی دوڑ نہ مکّے ہو (۲) ٥
چلّے چلیئے جنگل بھونا اس گل تھیں ناں پکّے ہو (۳)∞
سبھے مطلب حاصل ہوندے باھو جد پیر نظر اِک تکے ہو (۴)◎

لغت: تھکے: تھک گئے۔ بھونا: پھرنا۔ پکے: پختہ ہوتے۔ تکے: دیکھے۔ گل: بات

ترجمہ:- ۱۔ سینکڑوں (زاہدان ظاہر حصول معرفت کے لئے) نفلی (روزے) اور نفلی نمازیں اور سینکڑوں سجدے کر کر کے تھک گئے۔

۲۔ انہوں نے سینکڑوں بار مکہ (المکرمہ) کا حج بھی گزارا۔ لیکن (ان کے) دل کی دوڑ تکے کو نہ پہنچی (اور انہیں سکون وعرفان حاصل نہ ہوا۔)

۳۔ (ان زاہدوں نے) چلّے (بھی کاٹے) (اور) چالیس چالیس روز (نفس کو بھوکا بھی رکھا) جنگلوں میں بھی پھرے (لیکن) ان باتوں (سے بھی انہیں راہ معرفت میں) پختگی حاصل نہ ہوئی۔

۴۔ اے باہو۔ (یہ) سب مطالب (معرفت) اس وقت) حاصل ہو جاتے ہیں۔ جب مرشد (کامل) (صرف) ایک نگاہ (رحمت) سے دیکھے۔

---

(۱) ک ک، ع، ف، ش، ز، و، ی

(۲) ع۔ د، ذ، ف، ش، ز، م

٥ نسخہ ب میں 'حج' سے پہلے 'دی' کا اضافہ ہے۔

(۳) ع، ذ، ف، ش، ز، م

∞- نسخہ د میں یوں ہے ع چلے چلیئے جنگل بھونا ایہہ گل نہ ڈھیم پکے ہو

(۴) ک، ج۔

◎ باقی تمام نسخوں 'سبھے' کی بجائے 'سب' درج ہے۔

Marfat.com

تشریح بیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ سینکڑوں نوافل، نماز و روزہ اور حج کی ادائیگی سے بھی دل کو عرفان حق حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہ ریاضتوں اور دشت نوردی سے یہ مقصود ملتا ہے۔ عبادت و اطاعت کے لئے ہم چاہے مکہ تک بھی پہنچ جائیں مگر ہمارا دل صفائے قلب نہ ہونے کی وجہ سے مکہ سے دور رہتا ہے۔

اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں: "واضح رہے کہ نفس زیادہ علم پڑھنے، ریاضت، تقوے، عبادت، تلاوت، نماز، نوافل، مسائل، علم فقہ، اطاعت، تصرف فی سبیل اللہ جج اور غزا سے فنا نہیں ہوتا۔ بلکہ مذکورہ بالا افعال میں سے ہر ایک فعل سے نفس میں فتنہ بڑھ جاتا ہے۔ اور اسے فرحت حاصل ہوتی ہے۔ نفس ہرگز تابع نہیں ہوتا۔ اور نہ مرتا ہے۔ ننگ و ناموس کی لذت، غوغا، غلاظت، نجس، نجاست اور غفلت دنیا سے یہ منصوبہ باز اور صاحب فراست ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نفس حیلہ جو اور مکار ہے۔ اور وہ صرف رجوعات خلق کے لئے حیلہ اور خلوت اختیار کرتا ہے۔ یہ خلوت میں خطرات کا مصاحب اور شیطان کا یگانہ بن جاتا ہے۔ اور رحمان سے بے گانہ ہو جاتا ہے۔" (۱)

البتہ یہ دل کا معاملہ طے پا جاتا ہے۔ جب مرشد کامل نظر کرم کی ایک توجہ طالب حق پر فرما دیتا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا: "طریقہ قادری میں یہ کمال ہے کہ کامل (مرشد) جب طالب کو بیعت کرتا ہے تو ایک توجہ اور نظر سے اسے فقر کی معرفت عطا کر دیتا ہے اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں داخل کر دیتا ہے۔" (۲)

"صاحب جامع الاصول فرماتے ہیں کہ قدیم سے رسم چلی آتی ہے اور تجربہ بھی اس پر گواہ ہے کہ اندرونی نجاستوں اور غلاظتوں مثلاً غرور، نخوت، عجب، ریا، کبر، حرص، طمع، شہوت، طلب جاہ وغیرہ جو امراض مہلکہ ہیں سے پاک و صاف ہونا اور نماز کو حضور قلب و خشوع و خضوع سے ادا کرنا،

---

(۱) باید دانست کہ نفس بہ بسیار علم خواندن و بہ ریاضت تقوٰی و بہ تلاوت قرآن نماز و نوافل و بہ مسائل عظیم علم فقہ و بہ اطاعت تصرف فی سبیل اللہ و بہ حج غزا نگردد فنا ..... تا ..... یگانہ شیطان و بیگانہ از رحمان شود۔
سلطان باھوؒ۔ توفیق الہدایت۔ مکتوبہ ۱۳۳۴ھ۔ ص ۱۴۴، ۱۴۵۔

(۲) در طریقہ قادری کمالیت است کہ دست بیعت کند و طالب مرید را با توجہ و بنظر میرساند بمعرفت فقر تمام و داخل کند بمجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (سلطان باھوؒ۔ تیغ بربنہ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۴۵)

Marfat.com

جس کو حدیث نبوی علیہ السلام ان تعبد کانّک تراہ۔ (۳) میں لفظ احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

شیخ کامل کی تربیت کے سوا ممکن نہیں (۴)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرّہٗ فرماتے ہیں "سنو! پارسائی اور زیادہ علم حاصل کرنا کوئی فرض نہیں البتہ گناہوں سے بچنا فرض ہے۔ پارسائی اور علم تو اس کا ہے جو اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے رکھے۔ اور یہ فرض ہے ورنہ کوئی شخص اگر تمام رات نماز ادا کرتا رہے اور تمام روز روزہ میں گزارے۔ اور ایک گناہ سے بھی نہ بچے۔ تو ان (عبادات) کا کوئی فائدہ نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ ایسا استاد (رہبر) جو دنیا کا طالب ہو اس سے علم نہیں حاصل کرنا چاہیئے۔" (۵)

پھر فرماتے ہیں" ریاضت، صوم صلوٰۃ حج زکوٰۃ کیا یہ سب امور نفس کے خلاف ہیں اور کیا ان سے نفس مرجاتا ہے یا نہیں۔ کیا ذکر، فکر، مشاہدہ، مجاہدہ، مراقبہ، محاسبہ وصال حضور ہی تو خلاف نفس ہیں اور کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ نہیں۔ کیا ورد و وظائف، تسبیح، تلاوت قرآن مجید اور مسائل فقہ کا بیان کرنا بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا اس سے نفس مرجاتا ہے؟ نہیں۔ نمد پوشی، دلق پوشی خلق سے الگ رہنا، خاموشی اختیار کرنا، عادات نیک پیدا کرنا یہ بھی خلاف نفس ہیں۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ نہیں۔ اچھا چلہ کشی، گوشہ نشینی۔ اپنے حال کو پریشان رکھنا۔ تمام اشیاء کی لذت سے

---

(۳) اعبداللہ کانّک تراہ ان لم تکن تراہ فانّہ یراک واحسب نفسک مع الموتیٰ واتّق دعوۃ المظلوم فانّہا مستجابۃ۔ بحوالہ (ابونعیم فی الحلیہ) ترجمہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس حال میں کرو۔ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر تو اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۴۴ علامہ سیوطیؒ) اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر اور مظلوم کی آہ سے ڈر کیونکہ وہ مقبول ہوتی ہے۔ (بشکریہ نور السلطان القادری مہتمم جامع انوار باہو۔ بھکر)

(۴) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ ص ۱۶۶

(۵) بشنو پارسائی وعلم بسیار خواندن فرض نیست۔۔۔ تا۔۔۔ از استاد طالب دنیا علم نباید خواند۔ (سلطان باہوؒ۔ عین الفقر۔ حصہ دوم شرح نظام الدین۔ ص ۱۴)

Marfat.com

بازرہنا یہ بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا اس سے نفس مرجاتا ہے؟ نہیں۔ اچھا علم دین کی تعلیم و درس و تدریس اور خداشناس ہونا بھی خلاف نفس ہے۔ کیا اس سے نفس مرجاتا ہے؟ نہیں، بھوک کی حالت میں نفس کتّے کی طرح ہوتا ہے اور شکم سیری کی حالت میں نفس گدھے کی طرح ہوتا ہے اگر گناہ کرنے کے وقت نفس کے سامنے خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ اور اولیاء اللہ و تمام انبیاء و صلحاء کا اور آیات قرآنیہ کا۔ روایات ہول حشر و نشر و حساب و عذاب قبر و میزان پلصراط و مسائل ترہیب و ترغیب کے بھی پیش کئے جائیں۔ تو بھی یہ موذی (نفس) باز نہ آئے گا۔ اور گناہ سے دستبردار نہیں ہوگا۔ سوائے توفیق الٰہی کے اور وسیلہ مرشد کامل مکمل کے۔" (۶)

---

(۶) ریاضت صوم صلوٰۃ ست حج مال زکوٰۃ خلاف نفس است نفس بمیرد گفتم فی، .... تا..... گر سنگی نفس سگ دیوانہ است و در حالت سیری نفس خراست ... تا ..... از معصیت نفس باز نگردد مگر بتوفیق الٰہی و بوسیلت دست بیعت مرشد کامل مکمل۔

سلطان باھوؒ عین الفقر۔ شرح نظام الدین۔ ص ۹۳-۹۸

Marfat.com

س۔ سبق صفاتی سوئی پڑھدے جووت ہینڑے ذاتی ہو (۱)

۱۰۶ علموں علم انہاں نوں ہو یا جیڑھے اصلی تے اثباتی ہو (۲)

نال محبّت نفس کٹھو نے کڈھ قضا دی کاتی ہو (۳)

بہرُ خاص انہاں نوں باھو جنہاں لدھا آب حیاتی ہو (۴)◎

لغت: ہینڑے: کمزور کٹھونے: ذبح کیا۔ کاتی: چھری۔ بہرہ: حصّہ

ترجمہ: ا۔ (اے درویش علم معرفت میں اللہ تعالیٰ کے عرفان کا) صفاتی سبق تو (وہ طالبانِ ناقص پڑھتے ہیں۔ جو کہ (حصول علم معرفت) ذات میں کمزور ہو جاتے ہیں۔

۲۔ علم (ذات کا) علم تو ان (خوش نصیب اور بلند ہمت سالکوں کو حاصل) ہوا ہے جو کہ اصل (ذات میں محو ہو کر) اثبات (ذات) (الّا اللہ میں محو ہو کر لافانی ہو گئے۔

۳۔ (یہی وہ عارفان ذات ہیں) جنہوں نے خنجر قضا و قدر کو) نکال کر محبت (ذات) میں (اپنے) نفس اور خواہشات ماسوا اللہ کو ذبح کر دیا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ (مقام فقر معرفت ذات کا) حصہ خاص تو ان خوش نصیبوں کو) حاصل ہے جنہوں نے (فنائے نفس پاکر) آب حیات حاصل کر لیا ہے۔

---

(۱) ب،ع،ف،ش،ذ (۲) ب۔ ک۔ ع،ف،ش،ذ

○ سوائے ک کے اور کسی نسخہ میں 'جیڑھے' کا لفظ تحریر نہیں۔

(۳) ب،ع،ف،ش،ذ

(۴) ک

◎ باقی تمام نسخوں میں مصرعہ یوں ہے ؎

پر باہو بہرہ خاص انہاں نوں ہو یا جنہاں لدھا آب حیاتی ہو۔

Marfat.com

تشریح : بیت میں حضرت سلطان العارفین اُسی کو ہی پختہ کار گردانتے ہیں جو عرفان ذات حاصل کرتا ہے۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ دنیا کا طالب اور دنیا کی طلب سراسر جہالت ہے اور اللہ تعالیٰ کا طالب اور اللہ تعالیٰ کی طلب سراسر علم ہے"۔ (۱)

قرآن شریف میں وارد ہوتا ہے "جو شخص مقام ربوبیت سے خوف کرتے ہوئے نفس کی خواہشات کو روک لے۔ اس کا مقام جنت الماویٰ ہوگا۔" (۲)

حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے "جس شخص نے اپنے نفس کو پہچانا فنا کی حد تک (یعنی فنا کر دیا) تو اس نے اپنے نفس کو پہچانا بقا کی حد تک (یعنی مالک حقیقی کے ساتھ باقی ہونے کا یقین کر لیا" (۳)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرب ومعیت حاصل کرنے کے لئے جو اہل سلوک صفات الٰہی کو ہی اپنا مقصد سمجھ بیٹھتے ہیں وہ دراصل "ذات الٰہی" کو نہیں پا سکتے۔ قرب الٰہی درحقیقت قرب "ذا" ہے نہ کہ "صفات"۔ شیخ علی المہائمی (۴) اپنی تفسیر تبصیر القرآن میں آیۃ نحن اقرب الیہ کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔ "حق تعالیٰ کی قربت خلق سے مکانی، زمانی اور رتبی نہیں بلکہ ذاتی قربت ہے۔ بغیر اختلاط وحلول واتحاد کے"۔ (۵)

---

(۱) طلب دنیا طالب دنیا ہمہ جہل است وطلب اللہ وطالب اللہ ہمہ علم است۔
(سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۲۸۴ھ ص ۴۷)

(۲) قرآن : من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوٰی فان الجنۃ ھی الماوٰی (النجم ۲۷)

(۳) حدیث : قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم - من عرف نفسہٗ بالفناء فقد عرف ربہٗ بالبقاء۔
نقل از شرح عین العلم۔ ملا علی قادری) بشکریہ سلطان باہوؒ کلید التوحید۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ

(۴) شیخ علی بن احمد المہائمی۔ مہائم۔ دکن۔ وفات ۸۳۵ (مطابق خزینۃ الاصفیاء۔ ج ۲۔ ص ۳۰۹)
(بشکریہ صاحبزادہ نور سلطان قادری۔ مہتمم جامعہ انوار باہو۔ جھنگ)

(۵) شیخ علی المہائمی۔ تبصیر القرآن۔ لا بالمکان ولا بالزمان ولا بالرتبۃ بل بالذات من غیر اختلاط ولا حلول ولا اتحاد" (ج ۲ ص ۲۹۳)

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ اسی حقیقت کا اظہار فرماتے ہیں کہ قرب الٰہی سے مقصد قرب ذات ہی ہے۔ اور جو خوش نصیب تمام اللہ سے قطع تعلق کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا اثبات کر لیتے ہیں۔ دراصل صحیح علم انہوں نے ہی حاصل کیا ہے۔ اس کے بعد وہ حق تعالےٰ سے قرب رکھنے والے اپنے نفس کو بھی ایک اللہ سمجھتے ہوئے اس کی گردن زنی کر دیتے ہیں۔ اور اور اس طرح اصل "ذات" سے قرب حاصل کر کے ہمیشہ کی بقا پا لیتے ہیں۔

؎ دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند — وندراں ظلمت شب آب حیاتم دادند
بیخود از شعشعۂ پرتو ذاتم کردند — بادہ از جام تجلّی بصفاتم دادند (۶)

---

(۶) حافظ شمس الدین شیرازی ۔ دیوان حافظ (مع شرح) مرتبہ فیروز الدین صاحبزادہ ۔ لاہور ۔ ۱۳۳۵ھ ۔ ص ۱۹۹

Marfat.com

س سوز کنوں تن سڑیا سارا میں تے دُکھاں ڈیرے لائے ہو (۱)

۱۰۷ کوئل وانگ کوکیندی وتاں ناں ونجن دن اصنائے ہو (۲) ٥

بول پپیہا رُت ساون آئی ستاں مولا مینہ وسائے ہو (۳)

ثابت صدق تے قدم اگواہاں باھو رب سکیاں دوست ملائے ہو ۴ ◎

لغت: وانگ : کی طرح ۔ کوکیندی : فریاد کرتی ۔ وتاں : پھر رہی ہوں ۔ ستاں : شاید: خدا کرے۔ وسائے : برسائے ۔ رت : موسم ۔ ونجن: جائیں ۔ ہوویں ۔ اصنائے : ضائع ۔ دلائے : دلاتی ہے ۔ سک : ملنے کی آرزو۔ کوئل: ایک پرندہ ۔ پپیہا: پرندہ

ترجمہ (۱) میرا سارا جسم سوز (عشق) سے جل گیا ہے۔ مجھ پر تو دکھوں نے ڈیرے لگائے ہوئے ہیں

۲۔ میں (پیاس دیدار) میں کوئل کی طرح فریاد کرتی پھر رہی ہوں (تاکہ یہ چند روزہ زندگی اور باران رحمت کے نزول) کے دن ضائع نہ جائیں ۔

۳۔ (اے عاشق ذات) پپیہا (بارانِ رحمت کے نزول کا موسم) ساون کی رُت آگئی ہے ۔ تو بھی کچھ (راز معرفت کے بول) بول شاید (میری فریاد کو شرف قبولیت حاصل ہو اور) اللہ تعالیٰ باران (رحمت) برسائے (جس سے میری تشنگی فرو ہو)۔

۴۔ اے باھو (راہ سلوک میں) محبت پائیدار اور (ہر آن) قدم اور آگے ہو۔ (تاکہ رب تعالیٰ چاہنے والوں کو محبوب حقیقی) کا وصال بخشے ۔

---

(۱) ب - و ج - ذ، ف، ش

(۲) ۴۸ ب ٥ -

٥ واؤ کے مطابق یوں ہے ع کوئل وانگوں میں وِی کوکا واں ستاں مولا مینہ وسائے ہو
ب، ذ، ف، ش میں یوں ہے ع کوئل وانگ کوکیندی وتاں ستاں مولا مینہ وسائے ہو
(۳) ۴۸ ب ٥ - (۴) واؤ ج

◎ نسخہ ب میں یوں ہے ع ثابت صدق تے قدم اگواہاں باھو ایہہ گل دوست ملائے ہو

Marfat.com

تشریح :- گفت حق اندر سفر سر جاروی — باید اول طالب مردی شوی
فاختہ ساں روز و شب گو گو و کو — گنج پنہانی ز درویشی بجو ی
در بدر میگرد دمی رو کو بکو — جستجو کن جستجو کن جستجو
رو بخسپ اندر پناہِ مقبلی — بو کہ آزادت کند صاحبدلی
تا توانی ز اولیا رو بر متاب — جہد کن واللہ اعلم بالصّواب (۱)

بیت میں حضرت سلطان العارفین نے سوز ہجر و فراق کی کیفیات بتاتی ہیں اور ان کے ساتھ سالکان راہ معرفت کو دو امور کی طرف توجہ دلائی ہے جو اس راہ میں ضروری ہیں اور اپنے حال و کیفیات پر ان کا اطلاق کر کے ان کی اہمیت کو نمایاں فرما دیا۔

اول یہ ہے کہ سالک باران رحمت کی امید قائم رکھے۔ یعنی مایوس نہ ہو۔
فرمان الٰہی ۔ اور سوال کرو اللہ سے فضل اس کے سے (۲)
اور مت ناامید ہو رحمت اللہ کی سے (۳)

دوم یہ ہے کہ راہِ معرفت میں ثابت قدمی رکھی جائے۔
فرمان الٰہی - اور ثابت رکھ قدم ہمارے (۴)
نیز :- اور ثابت رکھے بسبب اس کے قدموں تمہارے کو۔ (۵)

پُر امید رہنے کے لئے اپنی تڑپ اور آہ و زاری۔ عجز و نیاز قائم رہے اور ثابت قدمی کے لئے ہر لمحہ راہ معرفت میں آگے بڑھتے رہنا وصال دوست کے موجب بنتا ہے۔

---

(۱) یہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تو جہاں بھی جائے پہلے اپنا رہنما مقرر کرے۔ پھر فاختہ کی طرح دن رات کُو کُو (کی فریاد) کر اور پوشیدہ خزانہ کسی درویش سے حاصل کر کے، تو ہر دروازہ اور ہر گلی میں پھر اور خوب تلاش کر۔ پھر جا اور کسی مقبول ذات کی پناہ میں سو جا۔ ہو سکتا ہے وہ صاحبدل تجھے (آلائش دنیا سے) آزاد کر دے جس قدر ہو سکے تو اولیاء اللہ سے اپنی گردن مت موڑ۔ اور کوشش جاری رکھ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے۔ (بشکریہ سید گل حسن شاہ قادری ۔ تذکرہ غوثیہ۔ مرتبہ ۴ ۱۸۸ ۲ ص ۱۹۲)

(۲) وسئلوا اللہ من فضلہ (پ ۵ ع ۲)
(۳) لا تقنطوا من رحمۃ اللہ (پ ۲۴ ع ۲)
(۴) وثبّت اقدامنا (پ ۳ ع ۲)
(۵) ویثبت بہ الاقدام۔ (پ ۹ ع ۱۲)

Marfat.com

س :- سُن فریاد پیراں ریا پیرا میری عرض سنٹیں کن دھر کے ہو (۱)

۱۰۸

بیڑا اڑیا میرا اوج کپیرا ندے جِتھے مچھ نہ بہندے ڈرکے ہو (۲)©

شاہ جیلانی محبوب سُبحانی میری خبر لیو جھٹ کر کے ہو (۳)۵۵

پیر جنہاندے میراں باہو اوہی کدھی لگدے ترکے ہو (۴)۵۵

لغت :-

کن دھر کے :- کان رکھ کر، متوجہ ہو کر، کپیر اندے :- گھمن گھیروں میں، جھٹ کر کے :- فوراً ہاتھ ڈال کر جھپٹ کر

کدھی :- کنارے، ترکے :- تیر کر۔

ترجمہ :- (اے سیدنا غوث الاعظم) پیران پیر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) میری فریاد (زاں سن (میری) عرض (قلبی توجہ سے) متوجہ ہو کر سُن۔

(۲) (بجز وحدت کے) گھمن گھیروں میں میرا بیڑا (ایسی جگہ پر) پھنس گیا ہے۔ جہاں (بڑے بڑے غواصان معرفت) مگرمچھ بھی ڈر کر نہیں رہتے۔

(۳) اے شاہ جیلانی، اے محبوب سبحانی (قدس اللہ سرہٗ) جلد ہی میری خبر گیری فرمائیے۔

(۴) اے باہو۔ (تو غمگین نہ ہو) جن کا پیر (سیدنا غوث الاعظمؓ) میراں ہو، وہی تیر کر (پار) کے کنارے جا لگتے ہیں۔

---

(۱) ع۔ ذ۔ ش ۵۔ نسخہ ہ میں 'میری' کی بجائے 'میرا' درج ہے

(۲) اک۔© نسخہ ار۔ ع۔ ف۔ ش۔ ز۔ م۔ ن۔ د، میں مصرعہ کے شروع میں لفظ 'میرا' درج ہے۔ نسخہ ہ میں مصرعہ یوں ہے ع۔ میرا بیڑا اڑیا وچ کپیراں دے جتھے مچھ نہ جاندے ڈرکے ہو۔ نسخہ ب ا میں مصرعہ یوں ہے ع میرا بیڑا اڑیا ساتھ دریا دیں جتھے مچھ نہیں رہندے ڈرکے۔

(۳) ع۔ ز۔ ف۔ ش

۵۵۔ نسخہ ار میں یوں ہے ع شاہ جیلانی محبوب سُبحانی میری بانہہ پھڑ لیو گھٹ کر کے ہو۔ نسخہ ہ میں مصرعہ کے شروع میں یا کا اضافہ ہے (اج کے مطابق مصرعہ لیا بھی پڑھا جاتا تھا۔ ع حضرت میراں میتوں گڈ اڈھیاں بھیڑاں میری خبر لیو جھٹ کر کے ہو۔ ب ا میں مصرعہ یوں ہے ع پہنچیں میراں میتوں وڈیاں بھیڑاں جھٹ شہبازاں دا کر کے۔

(۴) اور۔ اک ۔۵۵۔ نسخہ ار میں 'اوہی' کی بجائے 'اوہ' درج ہے۔ نسخہ ع۔ ذ۔ ف۔ ش میں 'اوہی' کی بجائے 'سوئی' درج ہے۔ اج کے مطابق مصرعہ یوں ہے ع پیر جنہاں دا حضرت میرا باہو بیڑے لگسن کدھیاں ترکے ہو۔

ب ا میں مصرعہ یوں ہے ع حضرت پیر ملاح جنہاندا حضرت باہو بیڑے لگسن کدھیاں ترکے۔

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین کو جو عقیدت حضرت سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی پیران پیر سے ہے اس کا اظہار انہوں نے اپنی ہر نثری اور منظوم کتاب میں فرمایا ہے (۱) بیت میں غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی کو پیرانِ پیر کہہ کر پکارا ہے۔ کیونکہ غوث الاعظمؒ کا قدم مبارک ہر ولی پر مقدم ہے۔ اور اس امر کو جملہ اولیائے کرام نے تسلیم کیا ہے۔ (۲)

حضرت سلطان العارفین سیدنا غوث الاعظم کی خدمت میں فریاد سننے کی التجا کرتے ہیں اور غوث الاعظم سے عرض کرتے ہیں کہ وہ راہ عشق و محبت میں شدید مشکلات سے دوچار ہیں ان کی خبر گیری کی جائے اور آخر میں فرماتے ہیں اگرچہ ان کی زندگی کی کشتی مصائب و آلام کے بھنور میں پھنس چکی ہے۔ مگر جن کے مرشد غوث الاعظم ہوں وہ بالآخر ساحل مراد پر پہنچ ہی جاتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔

---

(۱) کتب کی تفصیل حصہ ب کے بیت ۴۲ کی تشریح کے فٹ نوٹ میں دیکھئے۔

(۲) دیکھئے تفریح الخاطر۔ روضۃ النواظر و نزہۃ الخاطر فرمودات امام محمد بن سعید بن احمد بن سعیدؒ

" بہجۃ الاسرار۔ کلام حضرت شیخ نورالدین ابا الحسن علی بن یوسفؒ

" تحفۃ القادریہ۔ در کلام حضرت شاہ ابوالمعالیؒ

" سیرت محبوب۔ در کلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

" سیرت محبوب و دیوان حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ

" فتح المبین۔ در فرمودات حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ

" اخبار الاخیار۔ در فرمودات حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ

" درالدارین۔ در کلام حضرت مولانا جامیؒ

" جذبات چشتیہ۔ در کلام حضرت خواجہ گیسو درازؒ

" گلدستہ کرامات۔ در کلام حضرت شیخ نوراللہ سورتیؒ

" کلام حضرت وارث شاہؒ

" کلام حضرت میاں محمد بخشؒ مصنف سیف الملوک

(بشکریہ حافظ برکت علی قادری لاہوری۔ کلام اولیاء فی شان سلطان الاولیاء۔ مطبوعہ آرمی پریس لاہور

Marfat.com

محی الدین حیات دین را زندہ ببیں　　مردہ پیران خاک شد زیرش زمین
باہو شاہ عبدالقادر است جان زندہ تن　　با مریداں ہم کلامش ہم سخن (۳)

اسی ضمن میں جامیؒ فرماتے ہیں ؎

ما عاجز و حیران بماندیم بگرداب　　لا مَخلَصَ الّا بکَ یا اللہِ لَدَینَا (۴)

اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ (۵) نے فرمایا ؎

کارہائے من سرگشتہ بسے بستہ شدہ
رحم کن باز کشا حضرت غوث الثقلین
حضرت کعبۂ حاجات ہمہ خلقانست
حاجتم ساز روا حضرت غوث الثقلین (۶)

اسی طرح حضرت شاہ ابوالمعالیؒ (۷) نے فرمایا ؎

مسلمی را یا شہِ گیلانی از لطف و کرم　　سوئے خود آوازہ کن وا ماندہ از حیرانی است (۸)

---

(۳) تو محی الدین کو زندہ دیکھ اور جو مردہ پیر ہیں وہ زیر زمین خاک ہو گئے ہیں۔ اے باہو، حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ تو زندہ تن کی جان ہیں اور وہ اپنے مریدان سے ہم کلام و ہم سخن ہوتے ہیں (سلطان باہو۔ فضل اللقاء۔ ترجمہ اردو محسن الدین ۱۹۶۴ء ص ۷

(۴) ترجمہ: اگر ہم گرداب بلا میں پھنس کر ناچار اور حیران ہو گئے ہیں (سید عبدالقادر جیلانی) کی ذات اقدس کے سوا کوئی چارہ گر نہیں جو ہمیں اس بھنور سے نکالے۔ (بشکریہ حافظ برکت علی قادری لاہوریؒ۔ کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء مطبوعہ آرمی پریس لاہور ص ۳۶

(۵) خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ۔ وفات دہلی ۶۳۳ھ۔ (بشکریہ اعجاز الحق قدوسی تذکرہ صوفیائے بنگال مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء ص ۱۲۰

(۶) ترجمہ:۔ مجھ حیران کے جملہ کام بہت حد تک بند ہو گئے۔ رحم فرما کر میری دوبارہ عقدہ کشائی فرمائیے۔ آپ کی درگاہ تمام مخلوقات کے لئے کعبۂ حاجات (از راہِ کرم) میری حاجت روائی فرمائیے۔

(بشکریہ حافظ برکت علی قادری لاہوریؒ کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء مطبوعہ آرمی پریس لاہور ص ۱۵)

(۷) شاہ خیر الدین ابوالمعالی (۹۶۰-۱۰۲۵ھ)

(۸) ترجمہ: یا شہِ جیلاں (قدس سرہٗ العزیز) از راہِ لطف مسلمی (ابوالمعالی) کو اپنی طرف بلا لیجئے جو حیرانی کے باعث پیچھے رہ گیا ہے۔

(بشکریہ حافظ برکت علی لاہوریؒ۔ کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء مطبوعہ آرمی پریس لاہور۔ ص ۱۲)

Marfat.com

س سُن فریاد پیراں دیا پیرایں آکھ سناواں کینوں ہو (۱)

۱۰۹ تیرے جیہا مینوں ہور نہ کوئی میں جیہیاں لکھ تینوں ہو (۲) ٥

پھول نہ کاغذ بدیاں والے درتوں دھک نہ مینوں ہو (۳)

میں وچ ایڈ گناہ نہ ہوندے باھوتوں بخشیدوں کینوں ہو (۴)

لغت: سناواں: سناؤں۔ کینوں: کس کو۔ جیہا: جیسا۔ مانند۔ پھول: کھول۔ ایڈ: اتنے

ترجمہ:۔ ۱۔ اے (میرے مرشد کامل) پیران پیر میری عرض (پر غور فرما کر) سُنیں۔ (اگر آپ کی خدمت عالیہ میں عرض نہ کروں تو اپنا حال زار) کسے کہہ سناؤں۔

۲۔ آنجناب جیسا (ہادی و مشفق) میرے لئے اور کوئی بھی نہیں۔ میرے جیسے (طالبانِ راہ) آنجناب کے ہاں لاکھوں (کی تعداد) میں ہیں۔

۳۔ (اے مرشد کامل) میری غلطیوں کا دفتر نہ کھول (اور اپنے) دروازہ سے مجھے نہ دھکیل۔

۴۔ (اے میرے شفیع) اگر مجھ میں اس قدر گناہ نہ ہوتے تو آنجناب (بارگاہ الٰہی میں) کسے بخشواتے۔

---

(۱) عرف، ذ، ش، و، ن، م، ز،

(۲) ل، ش، ف، ع، و، ن، م، ز

٥۔ و ر میں یوں ہے: ۲ تساں جیہا مینوں ہور نہ کوئی میں جیہاں لکھ تساں نوں ہو۔

(۳) ل، ع، ذ، ف، ش، و، ن، م، ز۔

(۴) ع، ذ، ف، ش، و، ن، م، ز۔

Marfat.com

تشریح : اس بیت میں بھی حضرت سلطان العارفین بحضور سیدنا عبد القادر جیلانی پیران پیر مخاطب ہیں۔ آپ فرماتے ہیں جس نے بھی جو کچھ پایا حضرت محی الدینؒ سے پایا کیونکہ دونوں جہان کی فیض بخشی کی چابی اللہ تعالیٰ نے انہیں کو عطا فرمائی ہے (۱)

اور فرماتے ہیں کہ میرے جیسے تو لاکھوں تیری درگاہ فیض مآب کے متلاشی ہیں اور تجھے ملتے ہیں۔ لیکن تیرے جیسا محی الدین۔ غوث الاعظم اور پیران پیر بھلا اور کون ہو سکتا ہے تو ہمارے دفتر اعمال پر نگاہ کئے بغیر مہربانی فرما، اپنی درگاہ پُرفیض سے دور نہ کر۔ اگر مجھ میں اتنے گناہ نہ ہوتے تو تیری عنایات بخشش اور کس کے لئے ہوتیں، میں ہی تیری عنایات کا صحیح حقدار ہوں۔

اسی طرح حضرت خواجہ گیسو دراز (۲) رحؒ نے فرمایا ؎

یا قطب یا غوث الاعظم یا ولی روشن ضمیر　　بندہ ام شرمندہ ام جز تو ندارم دستگیر

بر در درگاہ والا سائلم اے آفتاب　　خاطرِ ناشاد را کن شاد یا پیرانِ پیر (۳)

نیز حضرت بہاؤالحق ذکریا ملتانی (م ۶۶۱ھ) نے فرمایا ؎

زعصیاں گرانبارم ندارم چارۂ　　وزکرمہایت نگاہ کن برگناہ من مبین (۵)

اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (۶) نے فرمایا ؎

---

(۱) ہر یکے کہ مراتب یافت از حضرت محی الدین یافت۔ از حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔ کہ کلید ہر دو جہاں فیض بخش رحمٰن بدست ایشاں است

(سلطان باہو۔ گنج الاسرار شرح نظام الدین ملتانی۔ مطبوعہ ۱۳۴۸ھ ص ۱۸)

(۲) ۵ سید محمد گیسو دراز۔ وفات گلبرگہ ۸۲۵ھ

(۳) ترجمہ: غوث اعظم یا قطب الاقطاب اے روشن ضمیر اللہ کے محبوب اس بندۂ شرمسار کا حضور کی ذات پاک کے سوا کوئی دستگیری کرنے والا نہیں ہے۔ اے آفتاب ولایت) میں ایک سوالی آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوں۔ میرے رنجیدہ دل کو مسرور فرمائیے یا پیرانِ پیر۔ (بشکریہ حافظ برکت علی قادری لاہوری کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء مطبوعہ آرمی پریس لاہور ص ۲۰)

(۴) حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی۔ وفات ملتان ۶۶۱ھ

(۵) ترجمہ: اگرچہ بے حد گنہگار ہوں لیکن ناچار ہوں نگاہ لطف و کرم فرمائیے۔ میرے گناہ نہ دیکھئے۔

(بشکریہ حافظ برکت علی قادری لاہوری۔ کلام اولیاء فی شان سلطان الاولیاء۔ مطبوعہ آرمی پریس لاہور ص ۳۰)

(۶) خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ۔ وفات ۶۳۲ھ

Marfat.com

چوں پائے نبی شد تاج سرت تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ گدا (۷)

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ (۸) نے فرمایا ؎

چیست در پیش کرمہائے تو جرم عزبتی
الکرم یا غوث اعظمؒ بالترحم الکرم (۹)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (۱۰) نے فرمایا۔ میں بے کس عاجز بھی آپ کے آستانہ عالیہ پر پڑا ہوں اور آپ کی عنایت چاہتا ہوں۔ میرا حضور کی عنایت کے سوا کوئی یار و مددگار نہیں اور آپ کے لطف و کرم کے بغیر کوئی فریاد رس نہیں ہے۔ (۱۱)

اسی طرح بشری غلطیوں کے اعتراف کے ساتھ بخشش کی امید میں جیسے حضرت سلطان العارفین نے مرشد کامل سے مخاطب ہو کر عرض کی۔

ابوسعید ابوالخیر بھی فرماتے ہیں ؎

در کشور عشق جائے آسائش نیست — آنجا ہمہ کاہش است افزائش نیست
بی درد و الم توقع درمان نہ — بی جرم و گنہ امید بخشائش نیست (۱۲)

---

(۷) چوں کہ نبی کریمؐ کا قدم پاک آپ کے سر مبارک کا تاج ہے۔ جہاں آپ کا قدم اطہر تمام جہان کے سر کا تاج ہے جہاں کے سارے قطب آپ کے در اقدس کے سامنے اس طرح پڑے ہوئے ہیں۔ جیسے گداگر بادشاہ کے سامنے۔

(بشکریہ حافظ برکت علی قادری۔ کلام۔ الاولیاء فی شان سلطان الاولیاؒ۔ (ص ۱۶)

(۸) شاہ ابوالمعالی۔ زمانہ جلال الدین محمد اکبر۔

(۹) آپ کے فیض و کرم کے سامنے غزبتی یعنی ابوالمعالی کے جرم کی کیا حقیقت ہے۔ یا غوث اعظم اپنی رحمت سے مجھ پر کرم فرمایئے۔ (بشکریہ حافظ برکت علی قادری لاہوریؒ۔ کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء (ص ۱۵)

(۱۰) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ وفات دہلی ۱۰۵۲ھ

(۱۱) من بیکس نیز پناہ بسے جستہ ام و بر درگاہ افتادہ مرا جز عنایت او کس نیست و بغیر لطف او فریاد رس نی
شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اخبار الاخیار۔ ص ۲۱۵ (بشکریہ حافظ برکت علی لاہوری۔ کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاؒ ص ۲۳)

Marfat.com

ابوالفضل حسن سرخسیؒ (۱۳) کی وفات سے کچھ لمحے پہلے انہیں کہا گیا کہ ان کو فلاں بزرگوں اور مشائخ کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ تو فرمایا ایسا ہرگز نہ کرنا بلکہ فلاں ٹیلے پر جہاں خراباتی دفن ہیں وہاں ان کی میت دفن کی جائے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی رحمت کے زیادہ قریب ہیں۔ اور فرمایا پانی ہمیشہ پیاسوں کو دیا جاتا ہے۔ اور قادر کریم کی بخشش حاجتمندوں کے لئے ہوتی ہے۔ (۱۴)

اسی ضمن میں فریدالدین عطار نے مزید کیا خوب کہا ہے ؎

چوں مرا با خویشتن دشمن بدید ضعف و نومیدی و عجز من بدید
رحمتش آمد بدیں بیچارگیم پس بہ بخشود از کرم یکبارگیم (۱۵)

---

(۱۲) ابوسعید ابوالخیر۔ رباعیات۔ مرتبہ مولوی غلام محمد ابوہری۔ مطبوعہ ۱۳۵۳ھ ۱۹۳۴ء رباعی ۴۹۔ ص ۱

(۱۳) آپ شیخ ابوسعید ابوالخیر کے مرشد تھے۔ گویا زمانہ چوتھی صدی ہجری۔

(۱۴) فریدالدین عطار۔ "تذکرۃ الاولیاء" مطبوعہ لاہور۔ ۱۳۱۷ھ ص ۴۱۱

(۱۵) // منطق الطیر۔ شیخ مبارک علی لاہور ص ۲۴۵

Marfat.com

س سو ہزار تنہاں توں صدقے جہڑے منہ نہ بولن پھکّا ہو (۱)

۱۱۰ لکھ ہزار تنہاں توں صدقے جہڑے گل کرینڈے ہکّا ہو (۲)

لکھ کروڑ تنہاں توں صدقے جہڑے نفس کھینڈے جھکّا ہو (۳)

نیل پدم تنہاں توں صدقے باھو جہڑے ہوون سون سڈاون سکّا ہو (۴)

لغت: ہکا: ایک۔ نیل پدم: ارب کھرب۔ سون زر خالص۔ سونا

ترجمہ: ۱:۔ سینکڑوں اور ہزاروں ان (سالکوں) پر قربان جائیں جو کہ (مصائب و آلام کے باوجود صابر و شاکر ہیں اور) منہ سے پھیکی بات نہیں کہتے (یعنی ان سے ناشکری یا کمزوری کا اظہار نہیں ہوتا۔)

۲- لاکھوں اور ہزاروں ان (عارفوں) پر قربان ہوں جو کہ (قول اور وعدہ کے پکے ہیں وحدانیت میں شبہ نہیں لاتے اور) ایک (پر یقین) بات کرتے ہیں۔

۳- لاکھوں اور کروڑوں ان (درویشوں) پر قربان جائیں جو کہ (نفس میں فرعونیت اور انانیت نہیں لاتے اور اللہ تعالیٰ کے امر کے سامنے اپنے) نفس کو سرنگوں رکھتے ہیں۔

۴- ارب اور کھرب ان (اہل اللہ) پر قربان جائیں جو کہ زر خالص (کی طرح نقائص سے پاک ہوں اور اعلیٰ مرتبت ہوں لیکن از روئے انکساری اپنے آپ کو سکہ کہلائیں۔

---

(۱) ب ب

(۲) ب ب

(۳) ب ب

(۴) باب

البتہ (باہو) سے پہلے (حضرت) کا اضافہ ہے

Marfat.com

تشریح : بیت میں حضرت سلطان العارفین نے چار اوصاف رکھنے والوں کی مدح فرمائی ہے اور اس طرح ایک صوفی کے چار بنیادی اوصاف گنوائے ہیں۔ ان خصوصیات کو بیان کرنے کا انداز اتنا نرالا ہے کہ یہ بیان ارشاد و تلقین کا اہم حصّہ بن جاتا ہے ۔ چار اوصاف یہ ہیں :

۱:۔ حُسنِ سلوک ۲:۔ راستبازی و خود اعتمادی ۳:۔ عجز و نیاز ۴:۔ انکساری

ہر مصرعہ میں اعداد کی ترتیب وار زیادتی کرنے سے ہر وصف کی اہمیت واضح طور پہ متوتر ہو جاتی ہے ۔ سب سے پہلے خلق و حسنِ سلوک کی تعریف فرماتے ہیں کہ ہزاروں انسان اس خلق کریم رکھنے والے کے قربان جائیں جو کبھی اپنے منہ سے بے مزہ غیر شائستہ یا تند و تیز بات نہ نکالتے ہوں ۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ۔ فقر کی ایک صفت خلق عظیم ہے جس کے بارے میں تخلقوا باخلاق اللہ اللہ تعالیٰ کی سی خو خصلت پیدا کرو ۔ واقع ہوا ہے ۔ (۱)

؎ آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است با دوستاں مروت با دشمناں مدارا (۲)

نیز فرمایا ہے ؎

بخلق و لطف تواں کرد صید اہل نظر بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را (۳)

دوسرے مصرعہ میں حضرت سلطان العارفین نے فرمایا کہ ہزاروں لاکھوں انسان ایسے مرد حکیم کے قربان جائیں جو اپنی بات کا دھنی ہے ۔ ہر بات معاملہ کی تہ تک پہنچ جانے پر کرتا ہے اور اس کی رائے راستبازی پر مبنی ہوتی ہے اس کی بات ایک ہی ہوتی ہے (۴)

پھر فرمایا لاکھوں کروڑوں اس مرد طبع سلیم کے قربان جائیں جس نے اپنا نفس فنا کیا ہوا ہے یہی شخص پختہ کار اور باحوصلہ و با تدبیر ہے ۔

---

(۱) سلطان باہو ۔ اسرار قادری ۔ ترجمہ اردو ۔ چنن الدین لاہور ۔ ۱۹۶۳ء ۔ ص ۷۷

(۲) خواجہ شمس الدین محمد حافظ ۔ کلیات حافظ شیرازی ۔ تہران ۱۳۲۸ ۔ ش ص

(۳) " " " " " " ص ۸

(۴) سلطان باہو ۔ جملہ نثری تصانیف میں اظہار فرمایا ہے ۔

Marfat.com

؎ عجب راہیست راہی عشق کانجا کسی سر بر کند کش سر نباشد (۵)

آخر میں حضرت سلطان العارفین اس نگاہِ کیمیا رکھنے والے مردِ نعیم کے وصف میں فرماتے ہیں۔ کہ کروڑہا کروڑ اس کے قربان جائیں جو خود زرِ خالص کی طرح بیش قیمت اور کمیاب ہو مگر اپنے آپ کو عام سکہ کی طرح کمتر سمجھتا ہو یا ظاہر کرتا ہو۔ دراصل ایسی شخصیت فنا فی اللہ مردِ کامل کی ہوتی ہے۔ جو اگر چاہے تو اختیار کلی رکھتا ہے مگر وہ ہے کہ اپنے آپ کو بے بس کہتا ہے۔

چنانچہ اسی ضمن میں فرمایا۔ واضح رہے کہ جو فقیر کامل کیمیا نظر دعوت کا عامل یا اسم اللہ ذات کے تصور کا عامل ہے یا مشاہدہ حضور رکھتا ہے یا صاحب توجہ ہے وہ جہاں بیٹھتا ہے زمین سونا چاندی بن جاتی ہے۔ جس فقیر کو اسم اعظم کا عمل حاصل ہے وہ اولیاء اللہ پر غالب ہوتا ہے۔ ایسے فقیر کے حکم میں چودہ طبق ہوتے ہیں۔ وہ جس طرف جس پر نگاہ کرے سونا چاندی بنا سکتا ہے۔ گویا وہ جب ظاہری و باطنی تصرف و تحقیق حاصل کرلے اور پھر فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرے اور اس فقر و فاقہ میں لذت۔ ذوق، اور مزا آئے تو فقیر وہی ہے (۶)

---

(۵) خواجہ شمس الدین محمد حافظ۔ کلیات حافظ شیرازی۔ تہران ۱۳۲۸ ش۔ ص ۱۳۲

(۶) سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور ۱۹۶۸ء۔ س۔ ۴۴۔ ۴۵

Marfat.com

س سینے وچ مقام ہے کیندا سانوں مرشد گل سمجھائی ہو (۱)

ااا ایہو ساہ جو آوے جاوے ہور نہیں شے کائی ہو (۲)

اس نوں اسم الاعظم آکھن ایہو سرّ الٰہی ہو (۳)

ایہو موت حیاتی باھو ایہو بھیت الٰہی ہو (۴)

لغت : ساہ : دم تنفس۔ سانس۔ ہور : اور

ترجمہ : ۱۔ مجھے مرشد (کامل) نے (ہی مشاہدہ کرا کر حق الیقین سے یہ) بات سمجھائی (کہ) سینے کے اندر کس (ذات پاک) کا مقام ہے!

۲۔ (اور فرمایا کہ) یہی سانس (جو زندہ رکھنے کے لئے جسم کے اندر) آتا جاتا ہے (اسی میں نفی و اثبات ہے اور اس سے ارفع) اور کوئی شے نہیں ہے۔

۳۔ یہی سانس ونفخت من روحی ہے، اسی (نفی اثبات) کو اسم الاعظم کہتے ہیں (اور) یہی (نفی اثبات) سر الٰہی ہے۔

۴۔ اے باہو اسی (نفی اثبات میں) موت و حیات (کا) راز الٰہی ہے۔

---

(۱) ک

د میں یوں ہے ع سینے وچ ہے مقام کیندا سانوں مرشد گل سمجھائی ہو

اُو (ہ) میں (ہے کیندا) کی بجائے (کسیدا) تحریر ہے۔

(۲) ک د

(۳) اُو (ہ)

د میں یوں ہے ع اسے نوں اسم اعظم آکھن ایہو سرّ الٰہی ہو

(۴) ک د

Marfat.com

تشریح :- سینے میں مقامِ ذات پاک کا عرفان مرشد کامل نے ہی سمجھایا ہے ۔یہ سمجھانا دراصل علم الیقین اور حق الیقین کا حصول ہے جیساکہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ـــــ "اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکہ مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلائے پھر اُن کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پہ رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے ۔ پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے" (۱) پس ایسا سمجھانے کا مقام مشاہدہ یا قریب سے دیکھنے سے متعلق ہے جو عارف کو ہی حاصل ہوتا ہے ۔ اسی طرح ایک اور مقام پر حضرت سلطان العارفین نے فرمایا ہے

طور سینا چیست دانی بے خبر　　طور سینا سینۂ خود را نگر
ہمچو موسیٰ مست شو بر طور خویش　　رب ارنی گو تجلّی حق نگر (۲)

بیت کے دوسرے مصرعہ میں مقامِ دل کے جاری رہنے کا تعلق تنفس سے ظاہر فرمایا ہے ۔ یہ تنفس یا سانس جو اندر آجائے تو اللہ اور باہر جائے تو ہُو کا ذکر ہے دراصل اس قادر مطلق کی پھونک سے جاری ہے ۔ فرمایا رب تعالیٰ نے ـــــ اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں ۔ (۳) یہی معزز روح یا پھونک ہی باعث تنفس ہے اور یہی انسان کو باعظمت بنا رہی ہے ۔ بشرطیکہ انسان اس کی حقیقت کو جان لے اور اس کی ہر سانس کی نگہداشت کرے نیز فرمایا رب تعالیٰ نے ـــــ "اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی" ۔ (۴) اسی ضمن میں ہی

---

(۱) واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ قال اولم تؤمن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃً من الطّیر فصرھن الیک ثمّ اجعل علیٰ کلّ جبل منھن جزءً ثمّ ادعھن یاتینک سعیًا و اعلم انّ اللہ عزیز حکیم ۔ (البقرہ - ۲۶۰)

(۲) سلطان باہو - دیوان باہو فارسی غزل ۴۵ مرتبہ چنن الدین لاہور - ۱۹۵۵ - ص ۱۹

(۳) ونفخت فیہ من روحی (۱۴ ع ۲)

(۴) ولقد کرمنا بنی آدم (۱۵ ع ۷)

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین نے فرمایا ع

الف ۔ اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو

نفی اثبات دا پانی ملیں ہر رگے ہر جائی ہو (۵)

بہرحال اسی سانس کی نگہداشت ضروری ہے جسے عارف خوب سمجھتا ہے اور اسے مرشد کامل کی نگاہ کرم سے حق الیقین حاصل ہو چکا ہوتا ہے ۔ وہ جانتا ہے کہ انسان میں یہی قیمتی سرمایہ ہے جو سانس کی صورت میں جاری ہے اس لئے وہ ذکر اللہ کے بغیر کوئی سانس آنے جانے نہیں دیتا۔

حدیث ۔" کوئی چیز ان کو ایک لحظہ کے لئے بھی ذکر الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی " (۶)

کیونکہ یہی پھونکی ہوئی روح جو سانس کی صورت میں جاری ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا راز ہے اور اسی سے اسم اعظم سے رابطہ قائم ہے ۔ جیسا کہ فرمان ہے " انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں " (۷) اور فرمایا حضرت سلطان العارفین نے جاننا چاہیئے کہ انسان کو کسی دم یاد الٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہیئے ۔ حدیث میں آیا ہے " گنتی کے سانس ہیں ۔ اور جو سانس بغیر یاد الٰہی نکلتا ہے وہ مردہ ہے " (۸)

اسی ضمن میں ایک اور مقام پر فرمایا ـــــ جب پہلے پہل آدم علیہ السلام کے وجود معظم میں روح عظیم داخل ہوئی تو داخل ہونے کے بعد جب پہلی مرتبہ اللہ کا نام لیا تو بندے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہا ۔ اگر قیامت تک بھی اس کے پردے اٹھتے رہیں تو بھی اسم اللہ کی انتہا کو نہ پہنچیں گے ؎ ہر چہ خوانی اسم اللہ را بخواں ؛ اسم اللہ با تو ماند جاوداں (۹)

سبحان اللہ ۔ واقعی یہی سانس اگر ذاکر ہے تو حیات کے ساتھ ہے اگر غافل ہے تو مردہ ہے گویا یہی اللہ کا ایک عظیم راز ہے ۔

---

(۵) دیکھئے بیت و شرح حصہ ۵ بیت ۱

(۶) حدیث لا یشغلھم شئ عن ذکر اللہ طرفۃ العین (بشکریہ سلطان باہو ۔ توفیق الہدایت ۔ ترجمہ اردو ۔ لاہور ۔ ۱۹۶۸ء ۔ ص ۲۶

(۷) الانسان سری وانا سرہ (بشکریہ سلطان باہو ۔ توفیق الہدایت ۔ ترجمہ اردو ۔ لاہور ۔ ۱۹۶۸ ۔ ص ۴۲ ۔

(۸) الانفاس معدودۃ کل نفس یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میت ۔ (بشکریہ سلطان باہو ۔ شمس العارفین ترجمہ اردو ۱۹۲۶ء ص ۹

(۹) سلطان باہو ۔ شمس العارفین ۔ ترجمہ اردو ۔ لاہور ۔ ۱۹۲۶ء ۔ ص ۱۵

Marfat.com

ش شور شہر تے رحمت وسّے جتھے **باھو** جالے ہو (۱) ہ

۱۱۲ باغباناں دے بوٹے وانگوں طالب نت سمہالے ہو (۲)

نال نظارے رحمت والے کھڑا حضوروں پالے ہو (۳)

نام فقیر تنہاندا باھو جہڑا گھر وچ یار وکھالے ہو (۴)

لغت: وسے: برسے۔ جالے: رہتا ہے۔ بودو باش اختیار کی ہے۔
سمہالے: سمجھالے، نگرانی وحفاظت کرے۔ پالے: پرورش کرے۔ وکھالے: دکھائے۔

ترجمہ: ۱۔شور شہر پر (اللہ تعالیٰ کی) رحمت برستی ہے جہاں (فقیر عارف اللہ ذات) باہو (حیات ظاہری میں) رہتا ہے۔

۲۔ (وہ مرشد کامل باہو) طالب اہل اللہ کو ہمیشہ ایسا سمجھالتا ہے جیسا کہ مالی پودے کی (نگہبانی) کرتا ہے۔

۳۔ (ایسا مرشد محض) نظر رحمت سے ہی (طالب اللہ کے نہال مراد کی) (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے) حضور سے پرورش کرتا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ فقیر تو (اس عارف کامل) کا نام ہے جو کہ گھر میں بیٹھے بٹھائے دیدار محبوب (سے مشرف) کرائے۔

---

(۱) و ہ۔نسخہ ب میں 'وسّے' کی بجائے 'برسے' درج ہے۔ نسخہ ا میں باہو سے پہلے 'مرشد' کا اضافہ ہے۔
غ ش، ف، ہ، ن، ز، ب د

(۲) غ، ش، ف، ذ، ز، م، ن، و

(۳) غ، ب، ک، ذ، ف، ش، ز، م، ن، و۔

(۴) ب۔ک۔ف، ذ، ہ، ن، م، ز

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ اکثر اپنی ہر کتاب کے آغاز میں اپنی جلائے مسکن شورکوٹ کے لئے امن وامان اور رحمت الٰہی کی دعائے خیر فرماتے ہیں۔ چنانچہ یوں فرماتے ہیں۔ "فقیر باہو، عرف اعوان، ساکن قرب وجوار قلعہ شور، حرسہا اللہ من الفتن والجور" (۱) خود فرماتے ہیں کہ وہ اس مقام شورکوٹ میں طالب حق کی اس طرح رہنمائی اور نگہبانی فرماتے ہیں جیسے باغبان اپنے لگائے ہوئے پودے کی حفاظت کرتا ہے۔

ایک عارف فرماتا ہے "جب تک انسان کامل، جو مرکز نظر الٰہی ہے، عالم میں موجود ہے، عالم بربادی وتباہی سے محفوظ اور قائم ہے" (۲) خدا کرے حضرت سلطان العارفین کی یہ نگہبانی طالبانِ حق کے لئے تا قیامت قائم رہے۔ آمین۔ ویسے حقیقت بھی یہ ہے کہ کائنات کا یہ سلسلہ فقرا واولیائے کرام کے ہی دم قدم سے قائم ہے۔ میاں محمد نے کیا خوب فرمایا ہے

دنیا باغ ولی وچ مالی آپ خداوند رکھے
کدرے گٹھڑی پنیری لاوے کدرے بوٹے پٹے (۳)

---

(۱) سلطان باھو ۔ رسالہ روحی ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ

(۲) محی الدین ابن عربی ۔ فصوص الحکم ۔ ص ۱۱

(۳) میاں محمد ۔ سیف الملوک ۔ (بشکریہ بابا چنن دین نشیمن غوثیہ ۔ لاہور ۔)

Marfat.com

ش شریعت دے دروازے اُچّے راہ فقر دا موری ہو (۱)

۱۱۳ عالم فاضل لنگھن نہ دیندے جو لنگھدا سو چوری ہو (۲)

پٹ پٹ اٹاں وٹے مارن دردمنداں دے کھوری ہو (۳)

رازاہی دا عاشق جانن باھو کی جانن لوک اتھوری ہو (۴)

لغت : موری: قریبی دریچہ۔ پَٹ پَٹ : اُکھیڑ اُکھیڑ کر۔ نکال کر۔ اِٹاں : اینٹیں۔

وَٹے: ڈھیلے۔ پتھر۔ کھوری : ویر رکھنے والا۔ کینہ پرور۔ دشمن۔

اتھوری: تھوری، گدھے چلانے والے۔ خرکار۔

ترجمہ: ۱۔ شریعت کے دروازے (تو) اونچے اور معروف ہیں۔ (لیکن) فقر کا راستہ (قریبی) دریچہ ہے (جو کہ اہل حرم کے سوا عوام کے لئے معروف نہیں ہے)

۲۔ (اس راہ معرفت حق تعالیٰ میں ظاہر بین) علماء و فضلا کسی کو (بوجہ محرومی علم باطن کے) نہیں گزرنے دیتے۔ (اور راہ سلوک میں مانع ہوتے ہیں) (البتہ اس فقر و معرفت کے دریچہ سے) جس کا بھی گزر ہوا وہ (علمائے ظاہر کے رکاوٹ ڈالنے والے مسائل اور تاویلات سے) چھپ کر ہی گزرا۔

۳۔ (یہ علمائے ظاہر جو کہ علم معرفت ذات سے بے بہرہ ہیں) اہل معرفت کو طنز و انکار اور شرکت و الحاد کے نام نہاد فتاویٰ کے) ڈھیلے اور پتھر اکھیڑ اکھیڑ کر مارتے ہیں (اور یہ لوگ) اہل درد (عاشق حق) سے کینہ رکھنے والے ہیں۔

۴۔ اے باہو۔ محبوب حقیقی (کے عشق و معرفت کا) راز (صرف) عشاق (ذات) ہی سمجھ سکتے ہیں۔ (اس راز معرفت کو یہ دنیوی آلودگیوں میں ڈوبے ہوئے) خرکار کیا سمجھیں۔

---

(۱) ن، و (۲) ن، ھ

(۳) ن، ھ (۴) ن، و

Marfat.com

تشریح: شریعت میں تمام علوم ظاہر بمعہ تفاسیر و فقہ کے ہیں۔ اور پھر ان کی مختلف تاویلات بھی اسی میں آتی ہیں۔ ان سب علوم و توضیحات کا مدعٰی انسان کے لئے ایک ضابطۂ حیات اور پاکیزہ زندگی کا ماحول پیدا کرنا ہے تاکہ انسان ایک نیکوکار زندگی بسر کر کے عاقبت میں سرخرو ہو سکے اور دنیا میں بھی پُرامن اور خوشحال زندگی گزارے۔ اس طرح اپنے مولا کو راضی کر سکے۔ گویا علم شریعت دفاتر کا انبار ہے جس سے گزرنے کے بعد حصول مقصد ہو سکتا ہے بشرطیکہ باطن میں پاکیزگی قائم رہ سکی ہو۔

فقر محض حق کی تلاش کرتا ہے اور حق کو چاہتا ہے۔ اس کی راہ دل سے ہے۔ باطن کی صفائی و تزکیہ نفس اس کا خاصہ ہے۔ گویا دنیا و عقبٰی پر بلند حاکم مستغنی کی طرح ہے اور مولا کا طالب ہے۔

شریعت عقبٰی و دنیا میں کامرانی ہے۔ فقر عقبٰی و دنیا سے مستغنی ہے۔ شریعت اللہ کی خوشنودی ہے، فقر اللہ کا حصول ہے۔ فقر میں کامل شریعت ہے۔ لیکن شریعت میں فقر لازم نہیں۔ گویا شریعت میں جملہ علوم ظاہر۔ کتب۔ احادیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ مسئلے مسائل شامل ہیں۔ اور فقر میں سوائے عرفان و رویت حق تعالیٰ کے اور کوئی مدعا نہیں۔

علامہ اقبال اسی مفہوم میں ہی فرما گئے ہیں ؎

قلندر جز دو حرفِ لَآ اِلٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا (۱)

علم معرفت ہی تو شریعت کا بالآخر مدعٰی بنتا ہے۔ مگر علماء و فضلاء عوام الناس کو مسئلوں کی تاویلات میں اس قدر الجھا دیتے ہیں کہ وہ اصل مقصود کو نہ تو سمجھ سکتے ہیں اور نہ حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اصل مقصود تو عرفان ذات اور عرفان حق تعالیٰ ہے مگر علماء کے نزدیک جنت، حور و قصور، تمام نیکیوں عبادات و ریاضت کا حصول ہیں۔ پہلے تو لوگ ان کی تاویلات میں الجھ کر شریعت اور طریقت کو سمجھنا چھوڑ دیتے ہیں اور اگر کوئی سمجھتا بھی ہے تو بہشت و دوزخ کے امید و بیم سے باہر نہیں نکل سکتا۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ اصل فقر تو طالب مولا بننا ہے اور

---

(۱) علامہ اقبال۔ بال جبریل۔ ص ۵۰

Marfat.com

یہ فقر اگر کوئی پا سکا تو ملاؤں اور متکبر فاضلوں سے بچ کر ہی پا سکا۔ ورنہ یہ داعیان شریعت تو گویا الٹا رہزنی کر رہے ہیں۔ وہ ہر عاشق باللہ اور فقیر کے درپے ہو جاتے ہیں۔ یہ مسئلے مسائل اور تاویلات کے غلام دراصل دفاتر کا بوجھ اٹھانے والے گدھے ہیں۔ اصل علم معرفت ان سے بہت دور ہے۔ سر الٰہی تو عشاق کے ہاں ہی ملتا ہے۔ یہ گدھے کی طرح بار اٹھانے والے کیا جانیں۔

رومیؒ انہیں معنی میں کیا خوب کہہ گئے ہیں ؎

علمہائے اہل دل حال شاں — علمہائے اہل تن اعمال شاں
علم چوں بر دل زند یاری شود — علم چوں بر تن زند باری شود (۲)

اسی ضمن میں مولانا جامی نے کیا خوب فرمایا ؎

یا دب انصافی بدہ آں شیخ دعویدار را — تا بہ خواری ننگرد زنداں درد خوار را
شرع را آزار اہل دل تصوّر کردہ اند — تا ہمی گیرند ایشاں شیوہ آزار را
منکر اہل طریقت راز عرفان بہرہ نیست — نیست جز جہل جبلی موجب ایں افکار را
بوئے عشق از گفتۂ عطار عالم را گرفت — خواجہ مذکوم است از آں منکر بود عطار را
سر وحدت منطق الطیر است جامی لب بہ بند — جز سلیمانی نشاید فہم ایں گفتار را (۳)

مزید تشریح کے لئے حصہ دوم کے بیت ۱۶۰۶ کی شرح ملاحظہ ہو۔

---

(۲) جلال الدین رومی ۔ مثنوی ۔ (مثنوی مع شرح مولانا عبدالعلی محمد بحر العلوم ۔ نولکشور ۱۲۹۳ ۔ ص ۲۱۱)
(۳) جامی ۔ تالیف علی اصغر حکمت ۔ تہران ۱۳۲۰ھ ص ۲۳

Marfat.com

ص۔ صفت ثنائیں مول نہ پڑھدے جو جا پہتے وچ ذاتی ہو (۱)

۱۱۴ علم وعمل انہاں وچ ہوئے جہڑے اصلی تے اثباتی ہو (۲، ۵)

نال محبّت نفس کُٹھونیں، گھن رضا دی کاتی ہو (۳)©

چوداں طبق دلے دے اندر باھو پا اندر دی جھاتی ہو (۴)۵۵

لغت: پہتے: پہنچے۔ کٹھونیں: انہوں نے ذبح کیا۔ گھن: لے کر۔
کاتی: چھُری۔ جھاتی: جھانکنا۔

ترجمہ: ۱:۔ (جو سالکان اہل اللہ فنائے) ذات میں جا پہنچے (انہیں اس قدر قرب ذات اور وحدت الوجود کا عرفان حاصل ہوجاتا ہے کہ ان کے لئے حمد وثنا بمنزلہ بعد ہے وہ حمد وثنا (بھی) ہرگز نہیں پڑھتے۔

۲۔ (راہ معرفت وتوحید) کا علم اور عمل بھی انہیں (عارفان کامل) کو حاصل ہے جن کا اصل (یعنی فطرت ازلی جو حصول معرفت کے لئے ودیعت ہوئی ہے) اور جن کو (فنائے نفس کے بعد) اثبات ذات حاصل ہوگیا ہے۔

۳۔ (یہ عارفان ذات کامل ہیں جنہوں نے) رضائے (الٰہی) کی چھُری سے عشق (ذات) میں (اپنا) نفس ذبح کردیا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ (ذرا اپنے) اندر میں جھانک کر تو دیکھ چوداں طبقات (ارض وسما) (تیرے) دل کے اندر (سما چکے) ہیں۔

---

(۱) ب۔ذ۔ع۔ف۔ش۔م۔ز۔ و۔ن۔ ۶۹۔ (۲) ذ۔ ش۔ف۔ ز۔ ۶۹۔ م۔

۵۔ و۔ن میں 'علم وعمل' کی بجائے 'علم تے عمل' درج ہے۔ ع۔ میں 'علم وعمل' کی بجائے 'علم عمل' درج ہے۔
ب۔ میں 'ہودے' کی بجائے 'ہوئے' درج ہے۔

(۳) ۶۔ن۔ ذ۔م۔ف۔ش۔ ۱۶۔ و۔ © ب۔ز۔ میں "گھن" کی بجائے "کٹھ" درج ہے۔

(۴) ۶۔ذ۔ش۔ف۔ز۔ و ۶۴م۔ ۵۵۔ن۔د میں (اندردی) کی بجائے (اندروچ) درج ہے۔

Marfat.com

تشریح :۔ صفت وثنا کا موقعہ اس وقت تک ہوتا ہے جب تک من وتو کا امتیاز رہتا ہے جب فقیر فنا فی ذات ہو جاتا ہے تو تعالےٰ ذات سے مسرور رہتا ہے ۔عبداللہ کا علم وعمل من اللہ ہو جاتا ہے ۔نفس وہوئی فنا ہو جاتے ہیں۔ وہ جان لیتا ہے کہ جس کو بخود وجود نہیں اس کو علم کہاں ہے اور اس کا عمل اپنا کیسے ۔اس کے اقتضائے ذاتی کے مطابق علم اور عمل کی تخلیق حق تعالیٰ ہی کی جانب سے ہوتی ہے ۔(۱)

نفس جس کا اپنا وجود نہیں اگر فقیر اس کی انا کو تسلیم کرے تو گویا وہ شرک کرتا ہے ۔کیونکہ سوائے ذات مطلق کے وجود کسی کا نہیں ۔اس لئے فقیر اپنے نفس کی نفی کرتے ہوئے اسے قتل کر دیتا ہے۔ گویا نفس اور علم (ہوئی) کی نفی کرتے ہوئے جب ذات الٰہی سے مطابقت حاصل ہوتی ہے تو پوری کائنات شیشۂ دل میں پردۂ وحدت چاک کئے ہوئے دعوت نظارہ دیتی ہے۔

اسی موضوع پر مزید شرح ردیف س کے بیت ۱۰۶ کے سلسلہ میں بیان ہو چکی ہے۔

---

(۱) ڈاکٹر میر ولی الدین ۔قرآن وتصوف ۔ص ۹۴

Marfat.com

ص۔ صورت نفس امارہ دی کوئی کُتا گُلّر کالا ہو (۱) ۵

۱۱۵ کُوکے نُوکے لہو پیوے منگے چیرب نوالا ہو (۲) ◎

کھبّے پاسوں اندر بیٹھا دل دے نال سنبھالا ہو (۳) ۵۵

ایہہ بدبخت ہے وڈا ظالم باھو کرسی اللہ ٹالا ہو (۴) ۵

لغت :۔

گُلّر = کُتے کا بچہ کوکے = بھونکتا ہے۔ ٹوں ٹوں کرتا ہے نوکے = چیخنا چلّانا

کھبّے = بائیں پاسوں = طرف کرسی ٹالا = بچائے گا۔

ترجمہ :۔ (۱) نفس امارہ کی صورت (ایسی ہے جیسا کہ) کوئی سیاہ رنگ کا کتا (بلکہ کتے کا بچہ ہو۔

(۲) (یہ سگ نفس) (بھوک کے مارے) ٹوں ٹوں کرتا ہے (اور) (دل و جان عزت و ایمان کا) خون پیتا ہے۔ اور (کھانے کے لئے) چیرب نوالہ مانگتا ہے

(۳) (یہ سگ نفس) دل کے پہلو میں بائیں جانب سنبھل کر بیٹھا ہوا ہے۔

(۴) اے باھُو (یہ سگ نفس) بہت بدبخت اور ظالم ہے اللہ تعالیٰ (ہی اس کے شر سے) بچائے گا۔

---

(۱) ب۔ ذ۔ ۵۔ د۔ ن میں 'گلر' کی بجائے 'گلّر' درج ہے۔ نسخہ ہ میں یوں ہے ع صورت نفس امارہ دی ہے کتا گلر کالا ہو۔ ز۔ ف۔ م۔ د میں یوں ہے ع صورت نفس امارہ دی کوکی کتا گل ہو نہالا ہو۔ ع میں یوں ہے ع صورت نفس امارہ دی کوئی کتا گل ہونہالا ہو۔ ہ ب د میں یوں ہے ع شکل نفس امارہ دی کتا گلر کالا ہو۔ (۲) ن۔ د۔ ◎ نسخہ ہ میں یوں ہے ع کوکے ہے نوکے لہو پیوے منگے چیرب نوالا ہو ع ف بش۔ م۔ ز میں یوں ہے ع کوکے ہے نوکے لہو پیوے کھاندا چیرب نوالا ہو۔ ب د میں یوں ہے ع رُکھے سُکھے کھاندا ہنیں منگدا چیرب نوالا ہو (۳) ہ۔ ب۔ ۵۵۔ ن میں 'پاسوں' کی بجائے 'پاسیوں' درج ہے۔ د میں 'پاسوں' کی بجائے 'پاسے' درج ہے۔ ع۔ ف بش م۔ ز میں یوں ہے ع کھبے پاسیوں اندر بیٹھا دل تے نال سنبھالا ہو۔

(۴) ہ ۔ ج۔ ع۔ ف بش۔ ذ۔ م۔ ز۔ ن۔ و۔ میں "وڈا ظالم" کی بجائے لفظ "بھکھا" درج ہے۔ ب۔ میں یوں ہے ع ایسی بدبخت کوں باھو اللہ آپ کرسی ٹالا ہو۔

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ نفس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک نفس امارہ اور امارہ وہ ہے جو اپنے مالک کو ہمیشہ بری بات اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور شریعت کے خلاف باتیں سکھاتا ہے۔ اور شرمندہ نہیں ہوتا۔ اور یہ نفس امارہ کافروں اور فاسقوں کا ہوتا ہے[1]

پھر فرمایا۔ انسان کے وجود میں نفس چار طرح پر ہے۔ جس کی عادت کفار کی عادت ہو۔ اسے دنیائے دوں اور کفار و فساق سے محبت ہوگی۔ یہ نفس امارہ ہے اور راہ فقر کا راہزن ہے۔ اور جس نفس میں کہ نفاق کی خو بو ہے اسے منافقوں سے خلوص و اخلاص ہوگا۔ یہ نفس لوامہ ہے اور جس نفس کو کھانے پینے، عیش و عشرت اور ظلم و ستم کی عادت ہے۔ وہ نفس ملہمہ ہے اور جو نفس کہ علم شریعت اور علمائے عامل و فقرائے کامل سے انسیت رکھتا ہو خدا ترس اور خدا پرست ہو غرق و استغراق میں مست رہتا ہو۔ ادائے حق عبودیت رب الارباب میں کامل ہو یہ نفس مطمئنہ ہے۔ چنانچہ انبیاء و اولیاء کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے۔ (۲)

اور فرمایا۔ سنو! فقیر باہو کہتا ہے کہ بدبخت کا نفس نفس امارہ اور روح منافق ہوتی ہے اور نیک بخت کا نفس مطمئنہ اور دل ذکر الٰہی سے روشن اور سلیم اور روح پاک ہوتی ہے[2]

نیز فرمایا۔ انسان کے وجود میں چار چیزیں ہیں۔ نفسؔ۔ قلبؔ۔ روحؔ۔ سرؔ باری تعالیٰ۔ نفس اور اہل نفس، دنیا اور ذکر دنیا سے پہچانے جاتے ہیں۔ نفس پر وہی غالب آسکتا ہے جو کہ عدل و انصاف سے موصوف ہو اور اپنے نفس پر محاسبہ کرتا رہے۔ اور عدل دو قسم پر ہے۔ ایک عدل ظاہری جیسے کہ عدل قاضی و حاکم شرع کا۔ دوم عدل باطنی۔ عدل باطنی سے محاسبہ نفس مراد ہے۔ صد آفریں ہو اس شخص پر کہ دن کو خلق اللہ کے ساتھ عدل و انصاف کرکے ظل اللہ اور شب کو اپنے نفس کا محاسبہ کرکے ولی اللہ بنتا ہو۔ شیطان ایک کتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے انسان

---

(۱) سلطان باہو۔ محک الفقر اردو۔ ترجمہ اردو چین الدین ۶۱۔ ص ۶۲

(۲) سلطان باہو۔ حجت الاسرار " " ۱۹۶۳ء ص ۲۲

(۳) سلطان باہو۔ جامع الاسرار " " ۱۹۶۸ء ص ۳۸

Marfat.com

پر اسے مسلّط کیا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ نفس وشیطان سے جنگ و محاربہ کرے۔ (۴)۔

صاحب کتاب فوائدالفواد نے لکھا ہے کہ:

بنی اسرائیل میں ایک زاہد تھا جس نے ستّر سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ستر سال بعد اسے کوئی ضرورت پیش آئی وہ حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کی لیکن روا نہ ہوئی۔ بعدازاں ایک گوشہ میں جاکر نفس سے جھگڑنا شروع کیا کہ اے نفس تو نے ستر سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بیشک تیری طاعت میں اخلاص نہ ہوگا۔ اگر اخلاص ہوتا تو ضرور حاجت پوری ہوجاتی۔ اس وقت پیغمبر وقت کو حکم ہوا کہ اس زاہد سے کہو تیرا نفس کے ساتھ جھگڑا اس ستر سالہ عبادت سے بڑھ کر ہے۔

نیز فرمایا۔ تاثیر تصوّر اسم اللہ سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ اور نفس کے تزکیہ سے تصفیہ قلب حاصل ہوتا ہے اور تصفیہ قلب سے تجلّیہ روح اور تجلّیہ روح سے تجلیہ سرّ حاصل ہوتا ہے۔ جب یہ چاروں متفق ہوجاتے ہیں اس وقت صاحب نفس، نفس پر قادر ہوجاتا ہے۔ مگر خلاف نفس بجز توجّہ مرشد کامل ممکن نہیں ہے۔ (۵)

گویا نفس ایسے ناپاک کتّے کی مانند ہے جو رُوح کے پاک دودھ کو اور عظمت انسانی کے خون کو پیتا ہے۔ یہ ہمیشہ اپنے زوال کے لئے ایمان کو کھاتا ہے۔ اس کا مقام دل کے نازک مقام سے نیچے ہے۔ گویا روح اور دل کو فوراً متاثر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی اپنے فضل سے اس ظالم سے نجات دلاتے۔

نیز حضرت سلطان العارفین نے فرمایا۔ اسم اللہ کا تصوّر نفس کے لئے موت اور اس کی قتل کے لئے بمنزلہ تلوار ہے۔ (۶)

---

(۴) سلطان باہو۔ مجالستہ النبی " " ۱۳۷۲ھ۔ ص ۱۲

(۵) سلطان باہو۔ مجالستہ النبی ترجمہ اردو جنید الدین ۱۳۷۲ھ ص ۶۵

(۶) سلطان باہو۔ تیغ برہنہ " " کتابت محمد امین ص ۲۸

Marfat.com

ض۔ضروری نفس کُتّے نوں قیما قیم پچیوے ہو (۱)•

۱۱۶ نال محبّت ذکر اللہ دا دم دم پیا پڑھیوے ہو (۲)◎

ذکر کنوں رب حاصل تھیندا ذاتوں ذات دسیوے ہو (۳)••

دوہیں جہان غلام تنہاندے باھو جنہاں ذات لبھیوے ہو (۴)

لغت: قیما قیم: ذرہ ذرہ۔ باریک ٹکڑے۔ تھیندا: ہوتا ہے۔ دسیوے: نظر آئے لبھیوے: مل جائے۔

ترجمہ: ۱۔ اے درویش راہ سلوک میں یہ امر) ضروری ہے کہ سگ نفس کو مکمل تہ و بالا کر کے ایسا فنا کیا جاوے کہ اس کی تمام بدصفات کو ریزہ ریزہ (کر کے تباہ) کریں۔

۲۔ (نیز) محبت (وخلوص دل) سے دائمی ذکر اسم (اللہ ایسا کیا جاوے) جو کہ ہر سانس کے ساتھ خود بخود پڑھا جاوے۔

۳۔ اے درویش) ذکر (اسم اللہ ذات) سے دیدار رب (تعالیٰ) حاصل ہوتا ہے (اور) ذکر اسم (اللہ) ذات سے (معرفت) ذات (الٰہی) نظر آتی ہے۔

۴۔ اے باہو۔ دونوں جہان (عارفان کامل) کے غلام ہیں۔ جنہیں (دیدار) ذات (الٰہی) مل جاوے۔

---

(۱) ع۔م۔ ذ • نسخہ ب۔ ذ۔ ن ہ کے مطابق "قیما قیم" کی بجائے "فنا فنہم" درج ہے۔

(۲) ذ، ف، ش، و، ز، م

◎ نسخہ ب میں 'دم دم' سے پہلے 'پیا' آتا ہے۔

نسخہ ع میں یوں ہے ؎ نال محبّت ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ہو

(۳) ل ک

•• نسخہ ع۔ ب۔ ذ۔ ف۔ ش۔ م۔ ن ہ۔ ز میں یوں ہے ؎ ذکر کنوں حق حاصل ہووے ذات وذات دسیوے ہو

(۴) ب۔ ذ۔ ع۔ ف۔ ش۔ ز۔ م۔ ل ح

Marfat.com

"تشریح :- یہ بیت توحید حقیقت کے مرتبہ اسمائی کی خبر دیتا ہے" یعنی عارف بکثرت ذکر الٰہی پر اسم کے رنگ میں اسی ذات پاک کو متجلی دیکھتا ہے اور ذکر سلطان الاذکار وجود عارف میں ظاہر ہوتا ہے اور غیریت بالکل مفقود ہو جاتی ہے" (۱)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں" دونوں جہان پر غالب آجانا اور ہر ایک کو مرتبہ کشف عطا کر دینا اور علم حاصل کر لینا اور ان علوم کا بیان کر دینا آسان کام ہے لیکن نفس کو قید میں لانا بہت مشکل کام ہے" (۲) اسی لئے تلقین ذکر سے پہلے فنائے نفس کا حکم فرماتے ہیں۔ نفس کو چھوڑ دو اور آجاؤ۔ (۳)

بیت کے آخر میں فرمایا ذکر اللہ کی برکت سے جب ذات اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو فقیر کو دونوں جہان کی حکمرانی مل جاتی ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا" قرب اللہ سے دونوں جہان عارف کے غلام ہو جاتے ہیں اور فقیر دونوں جہاں میں بادشاہ ہوتا ہے" (۴)

ایک اور مقام پر فرمایا" (کامل مرشد) اسم اللہ ذات کی تلوار سے نفس کو قتل کرتا ہے جو شخص اسم اللہ ذات کے تصرف سے نفس کو مار ڈالتا ہے اور اللہ اکبر کی تکبیر تحریمہ سے ذبح کرتا ہے۔ دونوں جہان کو اپنے قبضہ میں لے آتا ہے" (۵)

---

(۱) سید گل حسن قادری ۔ تذکرہ غوثیہ ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ ۔ ص ۱۳۷

(۲) غالب شدن بر ہر دو جہان و ہر یک را رسانیدن بمراتب کشف عیان و علم تحصیل کردن و از ہر یک بیان کردن آسان کار است لیکن نفس در قید خود آوردن بغایت مشکل است و دشوار ۔ (سلطان باہو ۔ کلید التوحید ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ ۔ ص ۷)

(۳) دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ (شکریہ سلطان باہو ۔ محبت الاسرار ۔ ترجمہ اردو چنن الدین ۔ ۱۹۶۶ء ۔ ص ۲ ۔

(۴) بہ قرب اللہ ہر دو جہان مثل غلام و عارف فقیر در کونین امیر بادشاہ ۔ (سلطان باہو ۔ امیر الکونین ۔ مکتوبہ ۱۳۲۲ھ ۔ ص ۳۶

(۵) آنکہ با تیغ تصور اسم اللہ ذات نفس را قتل کند و با تصرف اسم اللہ ذات نفس را ذبح کند تا کہ بتکبیر تحریمہ اللہ اکبر کشت ہر دو جہان را در قید قبض تصرف دارد ۔

سلطان باہو ۔ فضل اللقاء ۔ مکتوبہ ۱۳۳۷ ص ۶۰

Marfat.com

ط۔ طالب غوث الاعظم والے شالا کدے نہ ہوون ماندے ہو (۱)

۱۱۷ جیندے اندر عشق دی رتی سدا رہن کرلاندے ہو (۲) ٥

جیہڑوں شوق ملن دا ہووے لے خوشیاں نت آندے ہو (۳) ©

دوہیں جہان نصیب تنہاندے باھو جہڑے ذاتی اسم کماندے ہو (۴)

لغت : ماندے : تھکے ہوئے۔ پریشان حال۔ جیندے : جن کے

کرلاندے : فریاد کرتے ہیں۔ آندے : آتے ہیں۔ کماندے : کماتے ہیں۔

ترجمہ : ۱۔ خدا کرے کہ (سیدنا) غوث الاعظم (رحمۃ اللہ علیہ) سے (طلب معرفت ذات کرنے والے) طالب کبھی بھی پریشان حال نہ ہوں۔

۲۔ (اے طالب) جس کے اندر رتی (بھر) عشق ہو (وہ تو) ہمیشہ آہ و فریاد کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ جنہیں (محبوب حقیقی) سے ملنے کا شوق ہوتا ہے وہ ہمیشہ (غم و اندوہ و مشکلات راہ برداشت کرکے) خوشی خوشی (راہ معرفت میں) گامزن ہوتے ہیں۔

۴۔ اے باہو۔ دونوں جہانوں (کی راحتیں تو ان خوش نصیبوں کے) نصیب ہیں جو کہ اسم (اللہ) ذات کا ذکر کماتے ہیں۔

---

(۱) ب۔ذ۔ف۔و۔ن۔م۔ز۔۶ (۲) ۶

٥ نسخہ ف۔ش۔ن۔و۔ز۔م۔ میں 'سدا' سے پہلے 'رہن' درج ہے۔

نسخہ ب۔ذ میں یوں ہے ۶ جیندے اندر عشق دی رتی سدا متوالے رہندے ہو

(۳) ۶۔ف۔ش۔ز۔م۔ن۔

© نسخہ ب۔غ میں 'آندے' کی بجائے 'بہندے' درج ہے۔

(۴) ۶۔ذ۔ف۔ش۔ز۔م۔ن سو۔

Marfat.com

تشریح : یہ بیت توحید حقیقت کے مرتبہ اسمائی سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصّہ ض کے بیت ۱۱۶ میں بیان ہو چکی ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں " جو شخص غوث و قطب کے مراتب سے فائق تر نہیں ہوتا وہ حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) کے مریدوں میں نہیں ہوتا۔ مریدان حضرت پیر دستگیر کو یہ طاقت بھی حاصل ہے کہ وہ راہ ابد و ازل کی خبر رکھتے ہیں اور واقف ہوتے ہیں۔ (۱)

فرمایا " وہ شخص احمق ہے جو حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے طالب مرید یا فرزند کو ستاتا ہے۔ یہ پیر (محبوب سبحانی) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں۔ دانا کو اشارہ کافی ہے۔ " (۲)

پھر فرمایا " حضرت غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں کہ میرا قدم تمام اولیاؤں کی گردن پر ہے نیز فرماتے ہیں کہ میرا مرید مرتے وقت باایمان ضرور ہوگا۔ " (۳)

سبحان اللہ ایسے مرشد کامل سے منسلک طالب کیسے پریشان ہو سکتے ہیں۔ مرشد کامل سے منسلک ہونا دراصل راہ عشق میں قدم رکھنا ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت سلطانؒ پھر فرماتے ہیں اس راہ میں اگر کسی کے دل میں ذرہ بھر بھی عشق موجود ہے تو خدا کرے وہ ہمیشہ اسی سوز میں تڑپتا رہے۔

؎ گر اے زاہد دعائے خیر میخواہی مرا ایں گو — کہ ایں آوارہ کوئی بتاں آوارہ تر باد ا (۴)

اسی ضمن میں میاں محمد نے فرمایا ؎

---

(۱) شخص را کہ مراتب از غوث و قطب فائق تر نباشد از مریدان حضرت پیر نباشد۔ مرید حضرت می داند و می بیند راہ ابد و ازل۔ اللہ بس ماسوی ہوس۔ (سلطان باہو۔ گنج الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۲۳۔

(۲) سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین اگست ۱۹۵۶ء۔ ص ۴۵۔

(۳) قال محی الدینؒ قَدَمِیْ هٰذا علیٰ رقبۃِ کلِّ اولیاء اللہ .....
قال محی الدینؒ لا یموت مریدی الّا علی الایمان۔

(سلطان باہو۔ فضل اللقاء۔ مکتوبہ ۱۹۱۷ء ص ۸۲۔ ۸۳)

(۴) امیر خسرو دہلوی۔

Marfat.com

جیونکر خواجہ حافظ صاحب لکھیا وچ دیوانے
ہک بلبل میں روندی ڈٹھی پھڑیا پھل دہانے

میں پچھیا کیوں روئیں بی بی یار ترا دل ملیا
روئون پٹن رہیا کو میہا جدا وہ دلبر ملیا

بلبل کہیا حافظ صاحب کی گل وساں تینوں
اس روون دی حال حقیقت کی کجھ معلم تینوں

محبوباں دے جلوے اگے اساں غلامی چاہی
روون پٹن کار ہمیشہ ہس سانوں فرمائی!

جیں دل اندر عشق سماناں روئوں کم اوناہاں
وچڑے روندے ملے روندے روندے ٹرے راہاں (۵)

لیکن اس رونے دھونے کے باوجود عاشق کے دل میں چونکہ وصل محبوب کا شوق ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہر لمحہ خوشی کے ساتھ ساتھ مزید آگے قدم بڑھاتا ہے۔ وہ لقائے محبوب میں زیادہ سے زیادہ محویت حاصل کرتا ہے۔ ؎

خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند
ساقی بشارتی دہ رندان پارسا را (۶)

آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ عشق حقیقی میں محو ہو کر جس نے اسم ذات اللہ سے فیض حاصل کر لیا۔ دونوں جہاں اس کو مل گئے۔

حدیث: ومن طلب المولیٰ فلہ الکل۔ اور جو مولیٰ کو طلب کرتا ہے اسے سب کچھ مل جاتا ہے (۷)

---

(۵) میاں محمد بخش۔ سیف الملوک۔
(۶) خواجہ شمس الدین محمد حافظ۔ کلیات حافظ شیرازی۔ تہران ۱۳۲۸ھ ص ۴
(۷) بلکہ یہ سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ اردو ترجمہ چنن الدین۔ لاہور ۱۹۶۳ء۔ ص ۵۹

Marfat.com

ط۔ طالب بن کے طالب ہوویں اوسے نوں پیا گانویں ہو (۱)

۱۱۸ سچا لڑ ہادی دا پھڑ کے اوہو توں ہو جانویں ہو (۲)○

کلمے داتوں ذکر کماویں کلمیں نال نہانویں ہو (۳)◎

اللہ تینوں پاک کریسی باھوجے ذاتی اسم کمانویں ہو (۴)○○

لغت: گانویں: گاتا رہ۔ لڑ: دامن۔ کریسی: کرے گا۔

ترجمہ: ۱۔ (اے طالب) (صحیح معنوں میں) طالب (معرفت) بن کر تو (مرشد کامل کا) طالب ہوجا (اور) اسی کے (گیت) گاتا رہ۔

۲۔ ہادی (کامل) کا سچا دامن پکڑ تو (فنا فی الشیخ ہوکر) وہی (ذات ہادی) بن جا۔

۳۔ تو کلمہ (طیب) کا ذکر کما اور کلمہ (طیب) سے غسل کر (اور پاک وصاف ہوجا۔)

۴۔ اے باہو۔ اگر (تو) اسم (اللہ) ذات کا ذکر کمائے تو اللہ (تعالیٰ) تجھے پاک (و طیب) بنا دے گا۔

---

(۱) ء۔ ذ۔ ف۔ ش۔ ز۔ م۔ ن

(۲) و۔ ○ نسخہ ء۔ ذ۔ ن۔ ش۔ ز۔ م۔ ن میں "جانویں" کی بجائے "جاویں" درج ہے۔

(۳) ۔ ز۔

◎ نسخہ ء میں یوں ہے ؎ کلمے داتوں ذکر کمادیں کلمے دے نال نبھاویں ہو

نسخہ ذ۔ ف۔ ش۔ م۔ ن۔ و میں "نال" سے پہلے "دے" کا اضافہ ہے۔

(۴) م

○○ نسخہ ء۔ ذ۔ ف۔ ش۔ ن۔ و۔ ز۔ میں "کمانویں" کی بجائے "کمادیں" درج ہے۔

Marfat.com

تشریح : یہ بیت توحید حقیقت کے مرتبہ اسمائی سے متعلق ہے۔ جس کی تفصیل حصّہ ض کے بیت ۱۱۶ میں مندرج ہو چکا ہے۔

"اتباع شیخ شرط اولین ہے۔ کیونکہ شیخ کے حضور میں جب اپنے آپ کو پیش کرے گا تو اب نہ اس کا اپنا ارادہ ہوگا۔ بقول المرید لا یرید بنفسہٖ اور نہ وہ اپنے ارادے اور خیالات نفسانیہ کو کام میں لا سکے گا۔ حسب ارشاد الطالب عند المرشد کالمیت بین ید الغاسل (۱) کے مصداق بالکل بے اختیار ہو جائے گا۔" (۲)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں "مرشد کے چاروں حرف طالب کے چاروں حرفوں میں اس طرح تبدیل ہونے چاہیئں کہ مرشد کا وجود جسم۔ قلب، قالب، زبان۔ کان۔ روح اور ہاتھ پاؤں طالب کے ہو جائیں۔ اور طالب کے مرشد کے ہو جائیں یعنی دونوں ایک ہو جائیں۔ طالب و مرشد کی نفس موت ایک ہو جائے اور حیات قلب بھی ایک ہو جائے اور روح کی فرحت فنا فی الشیخ سے ہے۔ (۳)

کلمہ شریف کے فیوضات کے بارے میں حصہ ک کے بیت ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ کی شرح دیکھئے۔ بیت کے آخر میں ذاکر کلمہ طالب حق کو طیب ہونے کی بشارت ملتی ہے۔

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم — ز ابتدا تا انتہا یک دم برم
طالب بیا طالب بیا طالب بیا — تا رسانم روزِ اوّل با خدا (۴)

---

(۱) ترجمہ: "طالب مرشد کے نزدیک ایسا ہوگا۔ جیسے میت غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے"

بشکریہ: ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ ص ۱۸۴

(۲) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری ص ۱۸۳ - ۱۸۴

(۳) چہار حروف مرشد با چہار حروف طالب مبدل یک وجود یک جسد یک جسم یک قلب یک قالب زبان طالب قال بہ زبان مرشد چشم مرشد چشم طالب گوش مرشد گوش طالب قلب مرشد قلب طالب روح مرشد روح طالب دست طالب پائے مرشد بر سر طالب مرتبہ مرشد طالب ممات نفس بہ ممات نفس حیات قلب بحیات قلب فرحت روح فنا فی الشیخ۔ سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۴۸ھ ص ۸۸

(۴) سلطان باہو۔ رسالہ روحی۔

Marfat.com

ظ ۔ ظاہر ویکھاں جانی تائیں نالے وِسّے اندر سینے ہو (۱)

۱۱۹ برہوں ماری پیں نت پھراں مینوں ہسّن لوک نلینے ہو (۲)

ہیں دل وچوں ہے شوہ پایا لوک جاون مکّے مدینے ہو (۳)

کہے فقیر میراں دا باھو سب دلاندے وچ خزینے ہو (۴)

لغت : جانی : محبوب ۔ نالے : نیز : وسے : نظر آتے ۔ ہسن : ہنستے ہیں

لوک : لوگ ۔ وچوں : اندر سے ۔

ترجمہ: ۱۔ میں اپنے محبوب (حقیقی) کو بظاہر (آنکھوں سے بھی) دیکھتا ہوں نیز (میرا محبوب میرے) سینے کے اندر بھی مجھے نظر آتا ہے ۔

۲۔ عشق میں مبتلا ہو کر میں ہمیشہ پھر رہا ہوں (یہ راز عشق سے) اندھے لوگ مجھ پر ہنستے ہیں۔

۳۔ لوگ حصول مقصد کے لئے (مکۃ المکرمہ) اور مدینہ (منورہ) جاتے ہیں۔ میں نے (اپنے دل کے اندر محبوب حقیقی) کو پالیا ہے ۔

۴ (حضرت سیدنا غوث الاعظم محی الدین) میراں (سرکار) کا فقیر باہو کہتا ہے (کہ اے درویش) دلوں کے اندر ہی سب خزانے (معرفت کے پنہاں) ہیں ۔

---

(۱) و

ظ ۔ نسخہ ع ۔ ف ۔ ش ۔ م ۔ ز میں یوں ہے ع ظاہر ویکھاں جانی تائیں تے نالے اندر سینے ہو

(۲) ع ۔ ف ۔ ذ ۔ ز ۔ م ۔ ن ۔

(۳) ع ۔ ف ۔ ذ ۔ ز ۔ م ۔ ن ۔ و ۔

(۴) ع ۔ ف ۔ ذ ۔ ز ۔ م ۔ ن ۔ و ۔

Marfat.com

تشریح : یہ چار بیتی تصوّف کی اصطلاح میں توحید حقیقت کے مرتبہ انفسی سے متعلق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ بکمال قربیت مطابق آیت **وھو معکم این ما کنتم** (۱) ذات عارف میں تجلی فرماتا ہے اور نفس و عقل نور الٰہی میں فنا ہو جاتے ہیں۔ اس حالت میں سُبحانی ما اعظم[۲] شانی اور انا الحق (۳) بے اختیار سرزد ہوتا ہے۔" (۴)

حقائق ایمان کی یافت میں عقل کی آنکھ اتنی ہی معتبر ہے۔ جتنی کہ مادر زاد اندھے کی آنکھ "الوان" کے ادراک میں۔ عقل شاید حق تعالیٰ کے در تک تو پہنچا دیتی ہے لیکن آگے کا قدم ان ہی کی عنایت و فضل پر موقوف ہے۔ (۵)

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "میں نے اپنے پروردگار کو اپنے دل میں دیکھا۔"[۶]

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرّہٗ فرماتے ہیں۔ "اے باہو میں نے دل میں تحقیق کے ساتھ یہ حاصل کر لیا ہے کہ دل کے لئے دل ہی پیشوا اور صاحب نظر ہوا ہے۔" (۷)

اسی ضمن میں ایک محقق کے کلام سے اقتباس ہے۔

"معلوم ہو کہ عارف باللہ کا قلب اللہ کی رحمت سے موجود ہوا ہے، مخلوق ہُوا ہے، مگر قلب

---

(۱) اور وہ ساتھ تمہارے ہے جہاں ہو تم (پ ۲۷ ع ۱۷)

(۲) ترجمہ "میں پاک ہوں میری شان کتنی بلند ہے"۔ بایزید بسطامیؒ (دیکھئے تذکرۃ الاولیا مؤلفہ فریدالدین عطار باب ۱۴)

(۳) ترجمہ: 'میں حق ہوں'۔ منصور حلاج رح (دیکھئے تذکرۃ الاولیا مؤلفہ فریدالدین عطار۔ باب)

(۴) مولانا گل حسن شاہ قادری۔ تذکرۂ غوثیہ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ء۔ ص ۱۳۷۔

(۵) ڈاکٹر میر ولی الدین۔ قرآن و تصوف۔ ص ۵۷۔

(۶) رَأَیتُ فی قلبی ربّی (بشکریہ حضرت سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ء۔ ص ۴۹۔

(۷) ؎ باہو در دل من یافتہ تحقیق تر
دل ز دل شد پیشوا صاحب نظر
سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ء۔ ص ۴۹

Marfat.com

عارف میں رحمت الٰہی سے بھی زیادہ وسعت ہے۔ کیونکہ قلب عارف میں حق جل جلالہٗ کی بھی سمائی ہے۔ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبد مومن (۸) ۔ عبد مومن اس پر شاہد ہے۔" (۹)

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

قرب حق نزدیک من حبل الورید　　تو جمالش را نہ بینی بے نظر
وادی طے کن ز خود نزدیک تر　　منزل جاناں بجان خود نگر (۱۰)

حضوری قلب ہو جانے کے باوجود جب عاشق وصل کے لئے تڑپتا ہے تو اس ضمن میں حضرت سلطان العارفین ایک اور مقام پر فرماتے ہیں " اگر طالب کو اس مقام (فنا فی اللہ بقا باللہ) میں ہجر ہو تو غرق ہونے تک آتش ہجر میں سوختہ ہو جائے۔ پھر اگر وصال ہو تو حوصلہ وسیع نہ ہو بلکہ پریشان اور غمگین ہو .....

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ کا قول بیان فرمایا ہے کہ میں نے صرف اسی ذات کی طرف رجوع کیا جس نے آسمان و زمین پیدا کئے (۱۱) اور میں مشرک نہیں۔ بلکہ طالب وصال بھی مشرک ہے۔ (۱۲)

یہ اس لئے کہ اصل مقام فنا فی الذات ہونا ہے۔

؎ طالب وصل شدن غایت کوتہ نظری است　　دوست در دل چو مقیم است چہ ہجراں چہ وصال (۱۳)

حضوری قلب سے دل میں خزینہ معرفت پا لینے کے ضمن میں حضرت سلطان العارفین ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے دل میں اپنے پروردگار کو دیکھا۔ ہر ایک مکان اور طبقہ اور دونوں جہان دل میں سما سکتے ہیں لیکن دل دونوں جہان میں بھی نہیں سما سکتا۔ کیونکہ یہ دونوں جہان وسیع اور ملک عظیم ہے (۱۴)

---

(۸) حدیث قدسی ۔ (۹) محی الدین ابن العربی ۔ فصوص الحکم ۔ ص ۲۰۳

(۱۰) ترجمہ : شہ رگ کی طرح قرب حق میرے ساتھ قریب ہے ۔ اے بے نظر تو اس کا جمال نہیں دیکھتا تو سوا و ہوس کی ، بے سود صحرا نوردی چھوڑ کر اپنے سے بھی زیادہ قریب منزل محبوب کو اپنی جان میں پا لو۔

سلطان باہو۔ دیوان باہو ۔ مترجمہ محمد شاہ دین قادری ۔ مرتبہ چنن الدین ۔ مطبوعہ ۱۹۳۶ء ۔ ص ۲۰

Marfat.com

حدیث شریف میں وارد ہوتا ہے" اگر میں دل کی نافرمانی کروں تو گویا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہوں (۱۵)
نیز حدیث میں آتا ہے" میں نے اپنے دل میں اپنے پروردگار کو دیکھا" (۱۶)

---

(۱۱) اِنِّی وجهت وجهی للّذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفًا وّما اَنَا من المشرکین (الانعام ۸۰)
ترجمہ: تحقیق میں نے متوجہ کیا منہ اپنے کو واسطے اس کے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو توحید کرنیوالا ہوکر اور نہیں میں شریک لانے والوں سے۔

(۱۲) اگر در مقام ہجر و در آمد تا بغرق از آتش سوزد و اگر در وصال در آید حوصلہ وسیع ندارد و پشیمان و غمگین شود ... تا ....
وصال ہم مشرک است۔ (سلطان باہو۔ مجالستہ النبی ۱۳۰۶ھ ص ۱۸

(۱۴) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولایت فی قلبی ربی۔ ہر مکان در ہر طبق در ہر دو جہان وسیع در دل میگنجد و دل در پہنج کون مکان نگنجد از ہر دو جہان وسیع و ملک عظیم است۔ (سلطان باہو۔ فضل اللقاء مکتوبہ ۱۹۱۷ء ص ۲۰

(۱۳) ترجمہ: وصل چاہنا بھی بڑی تنگ نظری ہے جب دوست دل میں رہتا ہے تو پھر ہجر و وصال کا مطلب کیا (مجالس النبی مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۸)

(۱۵) حدیث ان عصیت قلبی عصیت اللہ۔ (شکریہ سلطان باہو۔ حکم الفقراء۔ ترجمہ اردو۔ محی الدین ۱۹۶۳ء ص ۱۱

(۱۶) رأیت فی قلبی ربی۔ " " " " "

Marfat.com

ع۔ علموں باجھوں فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہو (۱) ٥

۱۲۰ سے درہیاندی کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ہو (۲)

غفلت کنوں نہ کھلیس پردے دل جاہل بُتخانہ ہو (۳)©

میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں ملیا یار یگانہ ہو (۴) ٥٥

لغت : درہیاندی : سالہاسال کی۔ نہ کھلیں : اس کے نہ کھلے کنوں : سے۔

ترجمہ : ۱ (جو شخص علم معرفت حاصل کئے بغیر) فقر (فنا فی اللہ) (حاصل کرنے کے لئے) محنت کرے (وہ) کافر (ہوکر) (یا) دیوانہ (ہوکر) مرتا ہے۔

۲:۔ ایسا شخص جسے علم معرفت حاصل نہیں خواہ سینکڑوں سال عبادت (کیوں نہ) کرے وہ (معرفت) اللہ (ذات) سے بے گانہ ہے۔

۳:۔ (اس قدر عبادت کے باوجود اس غیر عارف کے) پردے غفلت (قلب) سے نہیں کھلے (اور اس کا) دل جاہل ہے (اور اس نے اپنی خواہشات کو الٰہ بنا کر (اپنے دل کو) بت خانہ (بنالیا ہے)

۴:۔ اے باہو۔ میں ان عارفان کامل کے قربان جاؤں (جو کہ عارفان ذات ہیں اللہ) جنہیں محبوب (حقیقی) وحدہٗ لاشریک لہٗ مل گیا ہے۔

---

(۱) ل۔ب۔ ٥ نسخہ ذ۔ف۔ش۔ن۔م۔ز۔و میں یوں ہے ع علمے باجھ کوئی فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہو
نسخہ ل میں 'علمے باجھوں' کی بجائے 'علم باجھ' درج ہے۔

(۲) ل۔ز۔م۔ن۔ف۔ش۔ذ (۳) ل © نسخہ ب ء۔ ذ۔ف۔ش میں یوں ہے ع غفلت کنوں نہ کھلسن پردے دل جاہل بتخانہ ہو
(۴) ل ب نسخہ ب۔ ء۔ذ۔ف۔ش میں یوں ہے ع میں قربان تنہاندے باہو جنہاں ملیا یار یگانہ ہو
نسخہ ہ میں یوں ہے ع واہ نصیب تنہاندے باہو جنہاں ملیا یار یگانہ ہو

Marfat.com

تشریح: شیخ لقمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ پیر نہیں جو جاہل ہو۔ بغیر علم شرعی ولدنی کے پیری کا بار اٹھانا بعض اوقات کفر کے گڑھے میں ڈال دیتا ہے۔ (۱)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں اگر جہالت کے ساتھ کوئی خدا رسیدہ ہو سکتا تو ابو جہل کعبہ میں مرتد نہ رہ جاتا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو بغیر علم کے زہد کرے وہ کافر یا دیوانہ ہو کر مرتا ہے۔ (۲) پس فقر کی راہ محبت ہے۔ چنانچہ اصحاب کہف کا کتا فقرا کی محبت کے سبب آدمی کے مرتبہ کو پہنچا۔ (۳)

بیت میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ نے حصول علم معرفت کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ جس کے بغیر راہ فقر اختیار کرنا سراسر غلطی ہے۔ فقر حاصل کرنے کے لئے پہلے علم معرفت پر حاوی ہونا ضروری ہے۔ علم راہ فقر کے لئے مشعل ہے اور مرشد راہ کے لئے رہنما ہے۔ گویا جہالت کے ساتھ فقر حاصل کرنے کی کوشش غفلت کے گڑھے میں پڑے رہنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ جاہل کے لئے پاکیزگی، تزکیہ نفس اور بلند اخلاق اختیار کرنا مشکل کام ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اسرار باطن و رموز ظاہر کو بھی سمجھنا ناممکن ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ حق تعالیٰ کا عرفان حاصل کر سکے۔

---

(۱) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری ص ۱۷۵

(۲) اگر در جہل کسے بخدا رسیدے ابوجہل در کعبہ مرتد نماندی۔

حدیث: من تزھد بغیر علم جنّ فی آخر عمرہٖ او مات کافراً (سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۱)

۳ پس راہ فقر در محبت است چنانچہ سگ اصحاب کہف بسبب محبت بمرتبہ آدم رسید۔

(سلطان باہو۔ محبت الاسرار مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۱)

Marfat.com

ع۔ عقل فکر دی جا نہ کائی جتھے وحدت سبز سبحانی ہو (۱)

۱۲۱ ناں اوتھے ملّاں پنڈت جوشی ناں اوتھے علم قرآنی ہو (۲)

جد احمد احد وکھالی ڈتا تاں کل ہووے فانی ہو (۳)

علم تمام کیتونے حاصل باھو کتاباں ٹھپ آسمانی ہو (۴) ۵

لغت: جا: جگہ۔ گنجائش۔ کائی: کوئی۔ وکھالی: دکھائی، تجلی۔ نظارا

جوشی: جوتشی کا مخفف، رمل جاننے والا۔ اسمانی: آسمانی۔ جد: جب

ترجمہ:۔ ۱۔ جہاں وحدت سرسبحانہٗ تعالیٰ (کا مقام ہے) وہاں عقل وفکر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (کیونکہ وحدت سرذات علم وفضل عقل وفکر اور حواس خمسہ کی حدود سے آگے گزر جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔)

۲۔ (وحدت سرذات سبحانہ تعالیٰ ایسا مقام ہے کہ) وہاں نہ تو ملاں (کی گنجائش ہے اور) نہ ہی وہاں پنڈت اور رمل دان (کی ضرورت ہے) اور نہ ہی وہاں علم قرآنی (تفسیر مسئلہ مسائل امر ونہی درکار ہے) (کیونکہ حصول مقام کے بعد منزل ورسوم راہ درکار نہیں رہتے)۔

۳۔ (راہ سلوک میں) حبب (نور) احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عین (نور ذات) احد (جل شانہ) دکھائی دیتا ہے تو (سالک کے حواس خمسہ آرزو وارادہ علم وفضل سب کچھ ذات حق میں) فانی ہو جاتا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ (ایسے عارفان ذات نے) کتب آسمانی (کی انتہا پا کر اور انہیں) بند کر کے علم تمام (یعنی علم العلم) حاصل کر لیا۔

---

(۱) ف ع ش ف

(۲) ف ش ف

(۳) ع

اکثر نسخوں میں "احد" پہلے اور "احمد" بعد میں آتا ہے۔

(۴) ف ع ش ف

Marfat.com

یہ بیت توحید حقیقت کے مرتبہ تنزیہی سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصہ ۵ کے بیت ۳ میں بیان ہو چکی ہے

تشریح: حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں "وہ کونسا علم ہے کہ تمام علم علوم رسم رسوم حی قیوم اور رواجی علوم رقسم رقوم علم توریت علم انجیل علم زبور علم قرآن و علم احادیث نبوی قدسی و علم لوح محفوظ اور علم نطق کل مخلوقات تمام کے تمام ایک ہی نکتہ قال میں سما جاتے ہیں۔ وہ نکتہ کن قال کیا ہے جو کوئی اس کن کی کنہ کو سمجھ لیتا ہے آخر اسے علم ظاہر و باطن کے حاصل کرنے کی احتیاج نہیں رہتی۔ یہ کن کے نکتہ کا ہی علم ہے جس سے ایک ہی سخن میں تمام علم سما جاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ 'علم ایک نکتہ ہے جس کی کثرت جاہلوں کے پاس ہے"۔ (۱)

پھر فرمایا۔" تم جو کچھ علم حاصل کرتے ہو اسم اللہ سے حاصل کرو کیونکہ اسم اللہ ہی ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا۔ قرآن شریف، توریت، زبور، اور انجیل اور فقہ کے مسائل تمام کتابیں اسم اللہ کی تفسیر ہیں جو شخص اسم اللہ ذات معہ کنہ پڑھتا ہے۔ اس پر سارے علوم منکشف ہو جاتے ہیں اور پھر اسے علم پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مطالعہ استغراق مطالعہ اوراق سے بہتر ہوتا ہے۔" (۲)

؎ گر بہ بینی آں خرد را گم کنی جملہ او بینی و خود را گم کنی (۳)

---

(۱) آں علم کدام است کہ جملہ علم علوم رسم رسوم حی قیوم رقسم رقوم علم توریت و علم انجیل و علم زبور، و علم قرآن و علم احادیث نبوی قدسی و علم لوح محفوظ و علم نطق کل مخلوقات در کل در یک نکتہ قال کدام است کن نکتہ قال ہر کسی کہ قال کن را از کنہ بداند آخر احتیاج علم ظاہر باطن خواندن نماند این است علم نکتہ کن تحصیل شد تمام علم در یک سخن قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العلم نکتۃ وکثرتہا الجہال۔ (سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۴۸ھ ص ۱۲۵

(۲) آنچہ میخوانی از اسم اللہ بخواں + اسم اللہ با تو ماند جاوداں

قرآن توریت انجیل زبور و ہر کتاب فقہ مسائل تفسیر از اللہ است از کتابہا نیست و ہر چہار کتاب شرح اسم اللہ ذات از کنہ خواند آں را ظاہر و باطن علم علوم واضح گردد احتیاج خواندن علم نماند بہتر آں است مطالعہ استغراق از مطالعہ اوراق۔ (سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۴۸ھ ص ۱۱۹

(۳) " " عطار منطق الطیر۔ مرتبہ شیخ مبارک علی لاہور۔ ص ۶

Marfat.com

ع ۔ عشق مؤذن دتیاں بانگاں کنیں بلیل پیوسے ہو (۱)

۱۲۲ خون جگر دا کڈھ کراہاں وضو صاف کیتو سے ہو (۲)

سُن تکبیر فنا فی اللہ والی مڑن محال تھیوسے ہو (۳)

پڑھ تکبیر تھیوسے واصل باھو تڈاں شکر کیتوسے ہو (۴)

لغت: دتیاں: دیں۔ بانگاں: اذانیں۔ بلیل: بلاوا۔ آواز۔ کنیں: کانوں پر

پیوسے: پڑی۔ تڈاں: تب۔

ترجمہ: ۱۔ مؤذن عشق نے (روز ازل کو وحدت ذات کی) اذانیں دیں (جن کی) آواز ہمارے کانوں میں پڑی۔

۲۔ (ہم نے مؤذن عشق کی آواز سُن کر اپنا) خون جگر نکال کر (اس سے) پاک (اور) صاف وضو کیا۔

۳۔ فنا فی اللہ کی تکبیر سُن کر (نماز عشق سے) واپس پھرنا ہمارے لئے محال ہوگیا۔

۴۔ اے باہو! تکبیر (فنا) پڑھ کر ہم (بھی) واصل (باللہ) ہوگئے۔ تب (ہم نے اس کی ذات پاک کا) شکر ادا کیا۔

---

(۱) ب۔ر۔ذ۔ف۔ش۔ز۔م۔ن۔و۔لا ج

(۲) ب۔ذ۔ف۔ش۔ز۔م۔ن۔و

(۳) لا۔ب

○ نسخہ ک میں "سُن" کی بجائے 'پڑھ' مندرج ہے۔

نسخہ ع۔ف۔ش۔ذ۔ز۔م۔ن۔و میں یوں ہے ع سُن تکبیر فنائے والی مڑن محال تھیوسے ہو

(۴) ب۔

◎ نسخہ ہ یہ) یوں ہے ع پڑھ رکعت وصال لدھو سے باھو "تڈاں شکر الحمد پڑھوسے ہو

نسخہ ع۔ف۔ذ۔ش۔م۔ن۔ر۔ز میں یوں ہے ع پڑھ تکبیر تھیرسے واصل باہو تائیں شکر کیتوسے ہو

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ اسی بیت کے مفہوم میں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا اور کن فیکون (۱) کی ندا دی تو قدرت الٰہی سے تمام مخلوقات ظاہر ہو گئی اور نور محمدی مشہور ہو گیا۔ پھر قادر علیٰ کلّ شیٔ قدیر (۲) کی قدرت سے الست بربکم (۳) کی آواز ہر ایک روح کے گوش زد ہوئی تو انہوں نے قالوا بلیٰ (۴) کہا۔ بعض روحیں اس کہنے سے حال کی مستی میں آگئیں اور اسی دیدار کی حضوری میں مستغرق رہ کر ہی ماں کے پیٹ میں آگئیں اور اسی شغل میں ماں کے پیٹ سے باہر نکلیں اور مادر زاد ولی اللہ مرتے دم تک اسی شغل میں رہے۔ چنانچہ جان کنی، قبر، اسرافیل کے کرنا پھونکنے سے اور قیامت کے قائم ہونے تک وہ اسی شغل میں رہتی ہیں۔ پھر میدان قیامت میں آنے پر بھی اشتغال اللہ میں مشغول رہتا ہے۔ پلصراط سے گزرنے، بہشت میں آنے۔ حور و قصور کے دیکھتے وقت بھی وہی شغل رہتا ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب طہور کا ساغر لے کر پیتے وقت اور پھر پانچ سو سال رکوع میں اور پانچ سو سال سجود میں پڑے رہتے وقت اسی اشتغال اللہ میں ہوتے ہیں۔ اور پھر اس رکوع و سجود سے نکلتے وقت اللہ تعالیٰ معبود مطلق کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔ یہی طالب اللہ تعالیٰ کے لئے جملہ مطالب کا مقصود ہوتا ہے (جو بالآخر حاصل کرتے ہیں۔ (۵)

جب عبد کا قیام ذات اللہ میں ہو جاتا ہے تو چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سرور محض ہوتی ہے۔ اس لئے عبد اپنے اندر ایک ایسا سرور محسوس کرتا ہے جو ناقابل بیان ہوتا ہے اور جس کو دنیا کا کوئی غم

---

(۱) ترجمہ: ہو پس ہو جاتا ہے۔ (پ ۱ ع ۱۴)

مزید دیکھئے۔ (البقرہ-۱۱۷) (الانعام ۷۳) (آل عمران-۴۷)

(۲) ترجمہ: اور وہ ہر چیز کے قادر ہے۔ (پ ۶ ع ۱۰)

(۳) ترجمہ: کیا نہیں ہوں میں رب تمہارا۔ (پ ۹ ع ۱۲)

(۴) ترجمہ: کہا انہوں نے البتہ تو ہے۔ (پ ۹ ع ۱۲)

(۵) چو اللہ تعالیٰ خواست و ندا کن فیکون نعرہ زد ..... تا .... . اینست طالب اللہ را جملہ مطالب مطلوب۔ سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۴۸ھ ص ۱۹۔

Marfat.com

متاثر نہیں کر سکتا۔ اور بفحوائے " اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (۶) طمانیت محض و ذوق خالص کا مرکز بن جاتا ہے۔

اور یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (۷) کا مصداق ہو جاتا ہے اور جنت ذات میں داخل ہو جاتا ہے۔

---

(۶) ترجمہ: جو لوگ کہ ایمان لائے اور آرام پکڑتے ہیں دل ان کے ساتھ یاد اللہ کے خبردار ہو ساتھ یاد اللہ کے آرام پکڑتے ہیں دل (الرعد ۲۸)

(۷) ترجمہ، اے جان آرام پکڑنے والی پھر جا طرف پروردگار اپنے کے کہ خوش ہے تو پسند کی گئی۔ پس داخل ہو بیچ بندوں میرے کے اور داخل ہو بیچ بہشت میری کے۔ (الفجر ۲۷-۲۸-۲۹-۳۰)

Marfat.com

ع۔ عاشق پڑھن نماز پرم دی جیں وچ حرف نہ کوئی ہو (۱)

۱۲۳ جیہاں کیہاں نیت نہ سکّے اوتھے دردمنداں دل ڈھوئی ہو (۲)

اکھیں نیر تے خون جگر دا اوتھے وضو پاک کریوئی ہو (۳)○

جیبھ نہ ہلّے تے ہوٹھ نہ پھڑکن باھو خاص نمازی سوئی ہو (۴)◎

لغت: جیں: جس جیہاں کیہاں: جیسا ویسا۔کہ دمہ ڈھوئی: گنجائش۔مقام
نیر: آنسوؤں کے دھارے جیبھ: زبان۔ ہوٹھ: ہونٹ سوئی: وہی

ترجمہ: ۱۔ عاشق (ایسی) نماز عشق پڑھتے ہیں۔جس میں کوئی حرف نہیں ہے۔

۲۔ (ہر) کہ دمہ (اس نماز عشق) کی نیت (بھی) نہیں کرسکتا۔ (یہ نماز عشق تو صرف) دردمندوں کے دل میں مقام رکھتی ہے۔

۳۔ (اے سالک و درویش) (اس نماز عشق کے لئے آنکھیں (ہمیشہ) آنسوؤں کے دھارے بہاتی (ہوئی ہوں) (اور) وہاں خون جگر سے تجھے وضو کرکے پاک ہونا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ (نماز عشق میں) خاص نمازی وہ ہے (جو کہ بے صوت و ہست نماز گزارے۔ اور اس کی) نہ تو زبان ہلے اور نہ ہی ہونٹ پھڑکنے پائیں۔

---

(۱) ب۔ذ۔ہ۔ش۔ف۔م۔ن۔و۔ز۔ع

(۲) ب۔ و س۔ ع۔ف۔ش۔ ذ۔م۔ن۔ز

(۳) ع و س۔ ف۔ش۔م۔ن۔و۔ز

○ نسخہ ب میں 'کریوئی' کی بجائے 'کتوئی' درج ہے۔

(۴) و ک۔ ◎ ب میں یوں ہے ؎ زبان نہ ہلے تے ہوٹھ نہ پھڑکن باہو خاص نمازی سوئی

و میں یوں ہے ؎ جیبھ نہ ہلے تے ہوٹھ نہ پھڑکیں باہو خاص نمازی ہوئی ہو

ع۔ف۔ش۔م۔ز میں یوں ہے ؎ باہو جیبھ نہ ہلے تے ہونٹھ نہ پھڑکن خاص نمازی سوئی ہو

Marfat.com

تشریح : اس بیت میں عشاق کے ذکر سلطانی میں محو ہوکر دائمی نماز کے قیام کا ذکر ہے۔
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص دائمی فرض ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کے وقتی فرائض کو قبول نہیں کرتا۔ اور جو وقتی فرض ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کے دائمی فرض کو قبول نہیں کرتا ہے (۱)
یہ نماز ہر کہ دمہ کا کام نہیں کیونکہ ذمان ہے؛ حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (۲)
حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے نفاق نہیں کرنا چاہیئے۔

؎ بانفس پلید جامۂ پاک چہ سود در دل ہمہ مشرکی سجدہ بر خاک چہ سود (۳)

دراصل یہ صلوٰۃ دائم و ذکر دائم عشاق کا کام ہے۔ جو ہمیشہ اپنے خون جگر سے وضو کیا کرتے ہیں۔

؎ نماز در خم آن ابرو ان محرابی کسے کند کہ بخون جگر طہارت کرد (۴)

؎ صلوٰۃِ دائم میں محو ہوکر جو روئے دلدار صحف جانے
متاعِ غم ہو نصیب جس کے میری نظر میں وہ پارسا ہے (۵)

ایسے نمازی کا کردار و کیفیت حال ایک اور مقام پہ حضرت سلطان العارفین یوں بیان فرماتے ہیں۔ جس سے بیت کے آخری مصرعہ کا پورا مفہوم واضح ہوجاتا ہے۔ فرمایا۔ پس تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر غیر خدا کے خطرات کو دل سے دور کر دینا چاہیئے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے اللہ اکبر کہہ کر نماز با راز اور راز با نماز ادا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ راز بغیر باطن باطل ہوتا ہے۔ اہل دل کی نماز اللہ قبول کرتا ہے (۶)
مزید شرح کے لئے مصرع کا بیت ۱۲۶ دیکھئے۔

---

(۱) حدیث: من لم یؤد فرض الدائم لا یقبل اللہ فرض الوقت ومن لم یؤد فرض الوقت لا یقبل اللہ فرض الدائم۔ معنی حدیث شریف فرمود حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کسیکہ ادا نکند فرض دائمی را خدا تعالیٰ قبول نکند فرض وقتی او وکسیکہ ادا نکند فرض وقتی را خدا تعالیٰ قبول نکند فرض دائمی او۔
سلطان باہو۔ عین الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۲ھ ص ۳
(۲) حدیث: لا صلوٰۃ الا بحضور قلب (بشکریہ سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو محی الدین لاہور۔ ۱۹۲۸ء ص 19
(۳) سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو۔ محی الدین لاہور ۱۹۲۸ء ص 19
(۴) خواجہ شمس الدین محمد حافظ۔ کلیات حافظ شیرازی۔ تہران ۱۳۲۸ ص ۵۸
(۵) سلطان غلام دستگیر القادری "ناشاد"۔ کلام غیر مطبوعہ۔
(۶) سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو۔ محی الدین لاہور ۱۹۶۸ء۔ ص 19

Marfat.com

ع۔ عاشق ہونویں تے عشق کمانویں دل رکھیں وانگ پہاڑاں ہو (۱)
۱۲۴ لکھ لکھ بدیاں تے ہزار اُلاہمے کر جانْیں باغ بہاراں ہو (۲)
منصور جیہے چُک سُولی دتے جیہڑے واقف کل اسراراں ہو (۳)
سجدیوں سر نہ چاہیئے باھو توڑیں کافر کہن ہزاراں ہو (۴)۰

لغت :۔ وانگ : مانند۔ الاہمے : طعنے بدیاں : دشمنیاں

ترجمہ۔ ۱۔ (اے درویش اگر تو) عاشق (ذات) ہونا اور عشق (ذات) کمانا چاہتا ہے (تو تجھے) پہاڑوں کی طرح (قوی، مضبوط اور غیر متزلزل) دل رکھنا ہوگا۔

۲۔ (راہ عشق میں) لاکھوں دشمنیاں اور ہزاروں طعنے باغ و بہاراں کی طرح (فرحت آور) سمجھنے ہونگے۔

۳۔ (راہ عشق میں حضرت حلاج) منصور جیسے جو کہ (معرفت ذات کے) اسرار کل کے واقف تھے انہیں سولی چڑھا دیا گیا۔

۴۔ اے باہو (سچے عاشق ذات کو) سجدہ (ذات) سے سر ہرگز نہیں اٹھانا چاہیئے خواہ انہیں ہزاروں (مخلوق) کافر ہی (کیوں نہ) کہیں۔

---

(۱) ب۔ھ۔ء۔ل۔ذ۔ف۔ش (۲) ب۔خ۔ل۔ق۔ش

(۳) ب۔ء۔خ۔ف۔ش۔ل

(۴) ء۔ل۔ف۔ش۔ذ

• نسخہ ب میں یوں ہے ؎ یارو سے سجدیوں سر نہ چاہیئے باھو توڑے کافر کہن ہزاراں ہو

نسخہ ج۔ و ک کے مطابق یوں ہے ؎ عاشق سجدیوں سر مولا چنیدے باہو توڑے کافر کہن ہزاراں ہو

Marfat.com

تشریح :- ؎ ثبتوا اقدامکم اے سالکاں

رہ ملامت ہا بجو اے صادقاں (۱)

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ مزید فرماتے ہیں۔

؎ ببازی عشق میبازم دل و جاں را فداسازم

بدم منصور میبازم یقیں خودرا فدا سازم (۲)

ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

" دلِ محباں مثل پہاڑ کے ہے کہ نہ ہلتا ہے نہ کانپتا ہے " (۳)

پھر فرماتے ہیں " فقر کی راہ میں قدم پختہ رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ انا الحق کے کہنے سے سولی چڑھائے گئے۔ لیکن فقر سے ان کے پاؤں نے لغزش نہ کی۔ (۴)

منصور کے خدائی کے دعوٰی کے متعلق حجۃ الاسلام غزالی، عطار و شیخ محمود شبستری اور دیگر مشہور و معروف متفکرین نے توجیہات پیش کیں۔ یہ دانشمند کہتے ہیں کہ منصور عشق میں اس قدر سرشار ہو چکا تھا کہ وہ اپنے اور معشوق کے درمیان کسی کو حائل نہیں دیکھتا تھا۔ جیسا کہ ایک برتن اگر پانی سے پُر ہو تو دیکھنے والا پانی اور برتن میں تشخیص نہیں کر سکتا۔ اور اسی طرح اگر ایک لوہے کے ٹکڑے کو لوہار کی بھٹی میں گرم کر کے سلگا دیا جائے تو یوں سمجھیں کہ لوہے نے سراسر آگ ہو جانے کا دعوٰی کر لیا ہے اور اس دعوٰی کو جھٹلایا بھی نہیں جا سکتا۔ اگرچہ لوہا سلگ جانے سے اپنی ماہیت نہیں کھو دیتا لیکن اپنی

---

(۱) سلطان باہو۔ دیوان باہو۔ غزل ۱۵۔ ص ۷۔ مرتبہ چنن الدین ۵۵۔

ترجمہ : اے سالکان راہِ طریقت ثابت قدم رہو۔ اور اس راہ میں اے صادقان ملامت تک برداشت کرو۔

(۲) ترجمہ : میں عشق کی بازی کھیل کر دل و جان قربان کر دیتا ہوں۔ مجھے اپنے منصور ہونے پر ناز ہے اور اپنے آپ کو قربان کرتا ہوں۔ (سلطان باہو۔ دیوان باہو۔ غزل ۴۔ ص ۲۔ مرتبہ چنن الدین ۱۹۵۵ء)

سلطان باہو۔ جامع الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۶۸ء ص ۱۷

(۳) سلطان باہو، محک الفقر کلاں۔ ترجمہ اردو۔ لاہور ۱۹۷۴ء ص ۱۲۶

(۴) سلطان باہو۔ جامع الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ لاہور۔ ۱۹۶۸ م۔ ص ۱۷

Marfat.com

ظاہری صفت میں آتشیں ہو جاتا ہے۔ پس منصور بھی عشق کے اثر سے خدا تعالیٰ میں اس قدر محو ہو چکے تھے کہ بجائے اس کے کہ وہ کہتے میں عشق خدا سے معمور ہو چکا ہوں وہ شوریدگی اور وجد کے عالم میں "انا الحق" کہنے لگے تھے اور جب منصور تختہ دار پر تھے تو شبلی نے پوچھا عرفان کیا ہے؟ فرمایا یہ کمترین عرفان ہے جو کچھ دیکھ رہے ہو۔ شبلی نے پھر دریافت کیا کہ اس سے بالاتر عرفان کیا ہے تو فرمایا کہ تمہارا اس سے کوئی تعلق ہی کیا ہے۔ (۵)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ دنیا میں عشاق ذات کا حال تو یہی ہوتا ہے مگر تو منصور کی طرح ثابت قدم رہ۔ چاہے تم پر تکفیر کے فتاویٰ کیوں نہ عاید کئے جائیں۔

---

(۵) و نامعتقد ند کہ عوالم سیر و سلوک و اسرار بین عاشق و معشوق (خدا و بندہ) را نباید نزد بیگانہ فاش کرد ..... تا ... و (منصور) چوں بردار بود شبلی گفت عرفان چیست؟ گفت کمترین اینست کہ می بینی۔ شبلی گفت بالاتر ازاں چیست؟ گفت ترا بداں راہ نیست۔

رحمت اللہ مہراز۔ ماہنامہ "تلاش" شمارہ چہارم فروردین ۱۳۴۶ تہران۔

Marfat.com

ع ۔ عاشق رازماہی دے کولوں کدی نہ ہوون واندے ہو (۱)ہ

۱۲۵ نیند حرام تنہاں تے ہوئی جہڑے اسم ذات کماندے ہو (۲)◎

ہک پل مول آرام نکردے دیہہ رات وتن کرلاندے ہو (۳)

جنہاں الف صحی کر پڑھیا باھو واہ نصیب تنہاندے ہو (۴)

لغت : واندے : فارغ وتن : رہتے ہیں ۔ کدی : کبھی

ترجمہ : ا۔(خدا کرے) عاشقان (ذات) راز محبوب سے کبھی فارغ نہ ہوں ۔

۲ ۔ (جو عاشقان ذات) (ذکر) اسم ذات کماتے ہیں (انہیں ذکر سے اس قدر لذت حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے اوپر) نیند حرام کرلی ہے ۔

۳ ۔ (عاشقان ذاکر اسم اللہ ذات) تو ایک پل بھی ہرگز ہرگز آرام نہیں کرتے ۔ (وہ تو) دن رات (درد وسوز میں مبتلا ہوکر) چلاتے ہیں ۔(فریاد کرتے) پھرتے ہیں ۔

۴ ۔ اے باہو ۔ (ان خوش نصیبوں کے) کتنے اچھے نصیب ہیں ۔ جنہوں نے الف (اسم اللہ ذات کو) صحیح کرکے پڑھ لیا ۔

---

(۱) ک ہ ۔ نسخہ ب میں یوں ہے ع عاشق رازماہی دے کولوں کدی تھیویں واندے ہو

(۲) ک ۔ ب ۔ ہ

◎ نسخہ ع ۔ ف ۔ ش ۔ م ۔ ن ۔ و میں یوں ہے ع نیند حرام تنہاں تے ہوئی جہڑے فاتی اسم کماندے ہو

(۳) ک ۔ ب ہ میں (وتن) کی بجائے (وطن) درج ہے ۔

(۴) ک ۔ ہ ۔ ذ ۔ ف ۔ ش ۔ ن ۔ ع

Marfat.com

بیت توحید حقیقت کے مرتبہ شیوناتی سے متعلق ہے جس کی تفصیل بیت ۴۲ میں پہلے بیان ہو چکی ہے - بیت میں عشاق ذات کا کردار و کیفیت حال جس طرح بیان ہوا ہے اس کا مفہوم قرآن شریف میں بھی ملتا ہے

تشریح : پس قرآن حکیم میں فرمان ہوتا ہے - پس انہیں کے ساتھ صبر کیئے رہ جو صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں اور اس کے دیدار کے طالب ہیں - اپنی آنکھیں اُن سے اُٹھا کر کسی دوسرے پر نہ جما جو دنیاوی زندگی کی زینت چاہتے ہیں اور نہ اس شخص کی تابعداری کر جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہے اور اس کی دنیاداری حد سے گزر گئی ہے - (۱)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں خدا کرے یہ عشاق اپنی اس کیفیت و لگن سے کبھی فارغ نہ ہوں ؎

خلاص حافظ ازاں زلف تا بدار نماند کہ بستگان کمند تو رستگار انند (۲)

ان دنیوی آلائشوں سے پاک عشاق کے فقر و عشق کے بارے میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں " فقیری تو پُر درد اور پُر غم رہنا ہے - گھر میں بیٹھ کر حلوے مانڈے کھانا نہیں بلکہ دن رات سوز دل میں جلنا ہے - (۳)

پھر فرمایا ؎

دردل خیال وصلت در راہِ انتظار
شب و روز بیقرارم محبوب مرحبا (۴)

---

(۱) واصبر نفسک مع الّذین یدعون ربّھم بالغداوۃ والعشیّ یریدون وجھہٗ ولا تعد عینٰک عنھم تریدزینۃ الحیٰوۃِ الدّنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہٗ عن ذکرنا واتّبع ھوٰیہ وکان امرہٗ فرُطاً - (القرآن ۱۸ : ۲۸)

(۲) خواجہ شمس الدین محمد حافظ - کلیات حافظ - تہران ۱۳۲۸ھ ص ۷۲

(۳) فقیری پر دردکشاله نه حلوا خوردن درخانه ما دروغاله که نرم وچرب لقمه نوالہ بلکه سختن بسوز شب و روز
(سلطان باہو عین الفقر - شرح نظام الدین - جلد دوم ص ۵)

(۴) ترجمہ : دل میں تیرے وصل کا خیال ہے اور تیری راہ پر منتظر ہوں - مرحبا اے محبوب میں دن رات بیقراری میں بسر کر رہا ہوں -
(سلطان باہو - دیوان باہو فارسی - غزل ۹)

Marfat.com

اسی ضمن میں عطار نے کیا خوب فرمایا ؎

تو مرد زاہدی شب زندہ باش　　بندگی کن تا بروز و بندہ باش
در تو ہستی مرد عاشق شرم دار　　خواب را در دیدۂ عاشق چہ کار　(۵)

اسی حقیقت حال کے بارے میں میاں محمد کا بیان ناقابل فراموش ہے ؎

جیں دل اندر عشق سماناں رونوں کم انا ہاں !
وچھڑے روندے روندے ملدے روندے تردے راہاں　(۶)

لیکن جنہوں نے یہ دردِ غم اُٹھا کر غایت عرفان ذات حاصل کر لیا وہی نہایت خوش نصیب ہیں۔

---

۱) فریدالدین عطار۔ منطق الطیر: مرتبہ شیخ مبارک علی ص ۲۷۳
۲) میاں محمد بخشؒ۔ سیف الملوک۔

Marfat.com

ع۔ عاشق عشق ماہی دے کولوں نت پھرن ہمیشاں کھیوے ہو (۱)

۱۲۶ جنہاں جیندیاں جان ماہی نوں ڈتی اوہ دوہیں جہانیں جیوے ہو (۲)٥

شمع چراغ جنہاں دل روشن اوہ کیوں بالن ڈیوے ہو (۳)٥

عقل فکر دی پہنچ نہ کائی باھو اوتھے فانی فہم کھپوے ہو (۴)

لغت : ہمیشاں : ہمیشہ۔ کھیوے : سرمست۔ جیندیاں : زندگی میں۔ جیتے جی۔

بالن : جلائیں۔ روشن کریں۔

ترجمہ : ۱۔ عاشقان (ذات) تو ہمیشہ عشق محبوب میں سرخرو (اور) سرمست پھرتے ہیں۔

۲۔ جنہوں نے جیتے جی محبوب (حقیقی) پر جان دے دی (وہ تو حیات ابدی پاکر زندہ جاوید ہوگئے) وہ دونوں جہان میں زندہ رہے۔

۳۔ جن (عارفان کامل) کے دل کی شمع (عشق ذات اور ذکر اسم ذات کے انوار سے) روشن ہوگئی ہے۔ وہ (علم وعقل) کے چراغ کیوں جلائیں۔

۴۔ اے باہو۔ (اس راہ معرفت میں) عقل وفکر کی رسائی ہی نہیں (بلکہ) وہاں عام فہم (وادراک) کو فنا کر دینا چاہیئے۔

---

(۱) ب۔ع۔ف۔ذ، ز۔م۔ن

(۲) ع۔ب۔ذ

٥ نسخہ ب میں یوں ہے ؎ جنہاں جیندیاں جان جانی نوں دتی اودہیں جہانی جیوے ہو

(۳) ن۔و

٥ نسخہ ع میں یوں ہے ؎ شمع چراغ دل روشن جیندا اوہ کیوں بالن ڈیوے ہو

(۴) ب۔ذ

Marfat.com

؎ جائیکہ تو باشی اثر غم نبود　　آنجا کہ نباشی دل خرم نبود
آں را کہ ز فرقت تو یک دم نبود　　شادیش نہ زمین و آسمان کم نبود (۱)

تشریح: قرآن کریم میں وارد ہوا ہے "اور مت کہو اس کو جو مارا گیا ہے خدا تعالیٰ کی راہ میں کہ مردے ہیں بلکہ جیتے ہیں پر تم کو خبر نہیں" (۲)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں جنہوں نے اس زندگی میں اپنی جان محبوب حقیقی کے حوالے کر دی۔ وہ تو دراصل دونوں جہان میں زندہ ہیں اور عشق محبوب میں ہر وقت مسرور رہتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ جن کے دل لافانی شمع عشق الٰہی (اسم اللہ ذات) سے روشن ہو چکے ہوں انہیں کم معیار اور گھٹیا روشنی رکھنے والے فانی عقل وعلم کی کیا ضرورت ہے۔ جب یہ حقیقت ہے کہ عشق کے بلند و بالامقام تک عقل کوتاہ فکر کی رسائی نہیں ہو سکتی تو اس فانی عقل کے محدود فہم و ادراک کو عشق کے لافانی اور لامتناہی مقام کے سامنے فنا کر دینا چاہیئے۔ دراصل عشق ہی عقل کامل ہے۔ جب عقل کامل حاصل ہو جائے تو محدود عقل کی گنجائش نہیں رہتی۔

---

(۱) ابوسعید ابوالخیر۔ رباعیات مزینہ الہری۔ لاہور ۱۹۳۴ء ص ۲۵۔

(۲) ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (پ ۲۔ س ۲)

Marfat.com

ع عاشق دی دل موم برابر معشوقاں وَل کاہلی ہو (۱) ٥

۱۲۷ طاماں ویکھے تُرتُرتکّے جیوں بازاں دی چالی ہو (۲) ©

بازے بچارا کیونکر اُڈے پَیریں پیوس دوالی ہو (۳)

جیں دل عشق خرید نہ کیتا باھو دوہاں جہانوں خالی ہو (۴)

لغت : طاماں : خوراک باز وَل : کی طرف کاہلی : عجلت پذیر ترتر : متواتر حسرت سے تکے : دیکھے ۔ چالی : عادت ۔ رویہ ۔ ڈھب ۔ پَیریں : پاؤں ہیں ۔ اُڈے : اُڑے ۔ دوالی : باز کے پاؤں میں چمڑے کی رسّی ۔ پیوس : اس کے پرلی ۔

ترجمہ : ۱۔ عاشق کا دل موم کی طرح (نرم اور پگھلنے والا ہے) (جو کہ حرارت عشق میں پگھل کر) معشوق کی طرف عجلت پذیر ہو کر بہ جاتا ہے)

۲۔ (شہباز عشق معشوق حقیقی سے دیدار کا) طعمہ دیکھ کر متواتر حسرت بھری (نگاہ سے) (لطف محبوب کو) دیکھتا ہے ۔ جیسا کہ (عام طور پر) بازوں کی عادت ہوتی ہے ۔

۳۔ بیچارہ (شاہ) باز (عشق) جس کے (دونوں) پاؤں ہیں (عشق محبوب حقیقی) کے دوال (بندھے) پڑے ہیں (وہ کوئے محبوب کو چھوڑ کر) کیسے اُڑ کر جائے ۔

۴۔ اے باہو ۔ جس دل نے عشق (ذات) خرید نہ کیا وہ (بدنصیب تو) دونوں جہانوں (کے انعام سے) خالی (و محروم) رہا ۔

---

(۱) ل ک ۔ ٥ باقی نسخوں میں ' دل کالی ' درج ہے ۔

(۲) ب © باقی نسخوں میں ' دیکھے ' کی بجائے ' سے کے ' درج ہے ۔

(۳) ب ٥٥ باقی نسخوں میں ' دوالی ' کی بجائے ' دیوالی ' درج ہے ۔

باقی نسخوں میں یوں ہے ؎ تے جیں دل عشق خرید نہ کیتا باہو گئے جہانوں خالی ہو

Marfat.com

تشریح: بیت میں حضرت سلطان العارفین نے عاشق جانباز کو شاہباز سے تشبیہ دی ہے جو اپنے مقصود کو نہایت اشتیاق کے ساتھ دیکھ رہا ہے۔ مگر اس کے پاؤں میں دنیا و آخرت کے دوال پڑے ہوتے ہیں۔ جن سے آزاد ہو کر محبوب حقیقی تک پہنچنا چاہتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت سلطان العارفین نے عاشق کے دل کو موم کی طرح نرم قرار دیا ہے جو ہر لمحہ اپنے محبوب کے آتش عشق سے پگھلنے میں عجلت پذیر ہے۔

؎ خاطری دارم چو موی پر گداز عذر میخواہم چو شد تن در گداز (۱)

اسی ضمن میں رومی نے فرمایا ہے ؎

ازاں شیریں زباں ہر شب جدا تا روز میسوزم چو آں موئیکہ محروم از وصال انگبین گردد (۲)

یہ بیتابانہ حالت شاہباز عشق کی ہے جو فوراً اڑ کر ہمیشہ کے لئے لقائے محبوب حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن ابھی اسے دنیا و آخرت میں عشق کی منازل کے دوال جو اس کے پاؤں میں ہیں برداشت کرنا ہوں گے آخر میں فرماتے ہیں۔ عشق سے خالی دل دونوں جہان سے محروم رہتا ہے۔ فرمان الٰہی۔ ٹوٹے میں دیا دنیا اور آخرت کو (۳)

---

(۱) فریدالدین عطار۔ منطق الطیر۔ مرتبہ شیخ مبارک علی۔ ص ۲۲۳

(۲) مفتاح العلوم۔ شرح مثنوی از مولوی محمد نذیر عرشی۔ دفتر اول حصہ پہلا۔ لاہور ۱۹۶۵ء ص ۲۵

(۳) خسر الدنیا والآخرۃ (پ ۱، ع ۹)

Marfat.com

ع۔ عاشقاں ہکو وضو جو کیستا روز قیامت تائیں ہو (۱)

۱۲۸ وچ نماز رکوع سجودے رہندے سنج صباحیں ہو (۲)

ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں سبھ فقر دیاں جائیں ہو (۳)

عرش کولوں سے منزل اگے باھو پیا کم تنہائیں ہو (۴)

لغت : ہکو : ایک ہی ۔ تائیں : تک تلک ۔ سنج : شام ۔ رات ۔
صباحیں : صبح ۔ روز ۔ سبھ : ساری ۔ جائیں : جگہیں ۔ مقام ۔
کم : کام کاج ۔ واسطہ ۔ تنہائیں : ان کو۔

ترجمہ : ۱۔ عاشقان (ذات) ایک ہی ایسا وضو کر لیتے ہیں (جس کی طہارت) روز قیامت تک قائم رہتی ہے)۔

۲۔ ایسے عاشقان (ذات) (زندگی بھر) رات دن نماز (عشق و معرفت) کے (رکوع) و سجود میں (محو) رہتے ہیں ۔

۳۔ یہاں (جہانِ دنیا میں اور) وہاں (عالم بقا میں) (یعنی) دونوں جہانوں میں سب فقراء (اہل اللہ) (ہی کی اپنی جگہیں (اور ٹھکانے ہیں)

۴۔ اے باہو۔ (دارین تو درکنار) (ان عاشقانِ ذات کا تو) عرش (معلیٰ) سے سینکڑوں منزل آگے واسطہ جا پڑا ہے۔

---

(۱) ب۔ ذ۔ ش۔ ف۔ ۶۔ ک

(۲) ک۔

(۳) ب۔ ذ۔ ش۔ ف۔ ۶۔ ک

(۴) ذ۔ ک

Marfat.com

تشریح : فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاماً وّقعوداً وّعلیٰ جنوبکم (النساء ۱۳)
یعنی جب تم فرض نماز ادا کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے۔ (۱)

" امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک شخص قبلہ رو پہلو راست پر سو رہا ہے۔ خیال کیا کہ شاید نماز پڑھ کر سو گیا ہے پھر ظہر کے وقت گئے تب بھی اسی کروٹ سے سوتے پایا پھر عصر و مغرب کے اوقات میں بھی وہی کیفیت دیکھی جب وقت مغرب تنگ ہونے لگا تو اس کو جگایا اور فرمایا کہ نماز قضا ہوئی جاتی ہے۔ وہ شخص جاگا اور وضو کر کے اوّل نماز فجر کی نیت کی تو دیکھتے ہیں کہ ٹھیک صبح کا وقت اور نور کا تڑکا ہے۔ پھر اس نے ظہر کی نیت کی تو دیکھتے ہیں کہ ظہر کا وقت ہونے لگا اور جب عصر کی نیت کی تو وقت عصر موجود تھا اور مغرب کی نیت کی تو مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ پھر مجدد صاحب سے اس نے کہا کہ نماز کے لئے تو آپ نے جگا دیا مگر یہ میرا حال نہ بتایا کہ کیا ہے۔ بھلا اس حالت کے روبرو نماز کیا شے ہے۔ لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز کچھ شے نہیں بلکہ ایسی حالت کے فقیر ہر وقت نماز ہی میں رہتے ہیں"۔ (۲)

جیسے کہ بیت میں فقراء کی نماز اور منازل عشق کے متعلق بیان ہے اسی سلسلہ میں تین اقتباس ملاحظہ ہوں جو وضاحت کے لئے کافی ہیں۔

" حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں"۔ فقیر باہو کہتا ہے کہ جب کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پر سوار ہو کر معراج شریف پر تشریف فرما ہوئے تو جبریلؑ مقام سدرۃ المنتہیٰ پر جلوہ گر صورت کونین کو آراستہ پیراستہ بنا کر فوراً کھڑے ہوئے اور خداوند کریم کے حکم سے وہاں ہی ٹھہر گئے اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے تمام ہژدہ ہزار عالم کا تماشا دکھایا اور مقام قرب قاب قوسین او ادنیٰ (۳) پر پہنچا کر فرمایا اور

---

(۱) بشکریہ سلطان باہو۔ محک الفقراء اردو۔ ترجمہ۔ چنن الدین لاہور ۱۹۶۱ - ص ۲۹

(۲) سید گل حسن قادری۔ تذکرہ غوثیہ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ ص ۳۳۰

(۳) فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ پس تھا قدر دو کمان کے یا زیادہ نزدیک۔ النجم ۹۔

Marfat.com

حکم ہوا کہ اے میرے پیارے آپ نے تمام ہژدہ ہزار عالم کونین کو دیکھا اور سب کے حالات سے آگہی پائی اب فرمائیے کہ آپ نے ان میں سے کس چیز کو پسند کیا اور آپ کو کیا چاہیئے۔ حضور پُرنور سیدنا ونبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اے میرے مالک میں تجھے اور تیری محبّت اور تیرا اسم ذات چاہتا ہوں اور حکم ہوا اے میرے پیارے حبیب میری محبّت کس چیز میں ہے اور وہ کیا ہے اور میں کیا چاہتا ہوں آپ کیا چاہتے ہیں اور میرے پاس اس سے بڑھ کر آپ کو پسند ہے جبکہ اس مقام میں آپ کے اور میرے درمیان کچھ حجاب نہیں رہا۔ تو وہ اور کیا چیز ہے۔ عرض کیا عجز و نیاز۔ منزل فنا فی اللہ وبقا باللہ (۴)

پھر فرمایا" یاد رکھو کہ کل مقامات عرش سے فرش تک سب طالب کے امتحان کے لئے ہیں ان میں جو مقام بھی خالق سے روک دے وہی شیطان ہے۔ دیکھو مقام ملائکہ مقام کمال انسانیت سے کم ہے اور انسان عبادت الٰہی کے لئے ہے ... یہ مقامات کل وجز داری اور نوری تجلیات سے ہیں ... جو شخص ان مقامات کو طے کر لیتا ہے والی ولایت ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" اللہ تعالیٰ دوست ہے ان کا جو ایمان لائے کفر کے اندھیروں سے نکال کر اپنے نور کی طرف لاتا ہے" (۵) ظلمات نار ہے اور نور اللہ نور ہے اور قولہ، تعالیٰ ان ربھم بھم یومئذ لخبیر" (۶)

---

(۴) ایں فقیر باہو میگوید کہ چوں شب معراج بر براق سوار جبرائیل پیش جلوہ دار صدور کونین ملا آراستہ .... تا .....
پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود یا خداوند جل جلالک فقر فنا فی اللہ بقا باللہ۔
سلطان باہو۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین۔ جلد اوّل۔ ص ۳۷ - ۳۸

(۵) اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور۔ (پ ۳ ع ۲)
ترجمہ: اللہ دوست دار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے طرف روشنی کے۔

(۶) بدانکہ ہر مقامات آنچہ از عرش تا ثریا و تحت الثریٰ ہمہ از برائے امتحان است آنچہ از خالق بازدارد راہزن و شیطان است
"قولہ، تعالیٰ، ترجمہ: بتحقیق پروردگار ان کا ساتھ ان کے اس دن البتہ خبردار ہے۔ (الہدایت ۱۱) سلطان باہو، مجالس النبی مکتوبہ ۱۳۰۲ھ ص ۲۰

Marfat.com

پھر فرمایا: "فقیر وہ ہوتا ہے جو ان تمام ستر ہزار مقامات سے گزر کر عرش تک پہنچ جائے اور تمام افراد حیوانی و انسانی کو پہچان جائے اور تمام کے مراتب کو معلوم کرے تو ایسے شخص کو مذہب سلوک میں فقیر کہا جا سکتا ہے اور جبکہ وہ مقام عرش کرسی سے بھی گزر جاتا ہے"۔ (۷)

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمۃ قاضی دیوان کی ملاقات کے لئے تشریف لائے جو کہ قاضی نجم الدین ثنائی کے نام پہ مشہور تھے۔ حضرت ممدوح نے فرمایا کیا قاضی صاحب نماز پڑھنا جانتے ہیں۔ قاضی صاحب یہ بات سنتے ہی باہر تشریف لائے اور شیخ صاحب سے کہا یہ آپ نے کیا کہا ہے۔ شیخ ممدوح نے فرمایا۔ حضرت، علماء ظاہر کی نماز اور ہے اور فقراء کی نماز اور ہے۔ علماء کی نماز یہ ہے کہ جب تک قبلہ برابر نہ کر لیں نماز ادا نہیں کر سکتے۔ اگر ان کو قبلہ پورے طور پہ معلوم نہ ہو سکے تو وہ تحیر پہ مجبور ہو جاتے ہیں اور جس طرف ان کا دل شہادت دے اس وقت وہ اسی طرف کو نماز پڑھ لیتے ہیں اور فقراء کی نماز یہ ہے کہ جب تک وہ عرش کو برابر نہیں دیکھ لیتے نماز نہیں پڑھتے۔ الغرض اتنی بات سنتے ہی قاضی نجم الدین صاحب گھر میں تشریف لائے۔ سو گئے۔ اور خواب دیکھتے ہیں کہ شیخ ممدوح عرش معلیٰ پر مصلیٰ گزار رہے ہیں۔ قاضی صاحب یہ معاملہ دیکھ کر ہیبت میں آئے۔ بیدار ہو کر شیخ کے پاس آئے اور معذرت کی کہ معاف کیجئے میں معذور ہوں۔ شیخ نے کہا اے قاضی نجم الدین تم نے جو مجھے عرش پر مصلیٰ بچھائے نماز پڑھتے دیکھا۔ یہ مقام درویشوں کے مراتب سے ایک کمترین درجہ ہے اور ان کے مقامات ان سے بڑھ کر ہیں"۔ (۸)

---

(۷) کارا دہ ہزار عالم بگزرد و بالا عرش رود ہمہ را کسے داند و مذہب سلوک درویش فقیر ہمیں را گویند چوں از ہفتاد ہزار مقام بالا از عرش و کرسی بگزرد۔ سلطان باہو۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین۔ جلد اول۔ ص ۲۷

(۸) نقل است روزی شیخ جلال الدین تبریزی پیش قاضی دیوان کہ او را نجم الدین ثنائی گفتہ میگذشت ... تا .... شیخ فرمود اے نجم الدین آنچہ دیدی بر عرش مصلیٰ انداختہ نمازی خوانم ایں کمترین درجہ درویشان است۔

سلطان باہو۔ عین الفقر۔ حصہ دوم۔ شرح نظام الدین۔ ص ۹ - ۱۰

Marfat.com

ح عشق دی بازی ہر جا کھیڈی شاہ گدا سلطاناں ہو (۱)

۱۲۹ عالم فاضل عاقل دانا کردا چا حیراناں ہو (۲)

تنبو کھوڑ لتھا وچ دل دے چا جوڑیس خلوت خاناں ہو (۳) ٥

عشق امیر فقیر منیندے باھو کیا جانے لوک بیگاناں ہو (۴) ◎

لغت: کھیڈی: کھیلی۔ کھوڑ: گاڑکر۔ لتھا: اُتر آیا۔ جوڑیس: اس نے بنایا
منیندے: مانتے ہیں، تسلیم کرتے ہیں۔

ترجمہ: ۱۔ عشق (حقیقی یا مجازی) کی بازی ہر جگہ بادشاہوں، گداؤں (اور) سلاطین نے کھیلی ہے۔

۲۔ (یہ عشق) عالموں، فاضلوں، عاقلوں اور داناؤں کو (بھی) حیران کر دیتا ہے۔

۳۔ (یہی عشق) (میرے) دل میں خیمہ گاڑ کر اتر آیا ہے۔ (اور اس نے میرے خانہ کو اپنا) خلوت خانہ بنایا ہے۔

۴۔ اے باھو! حضرت عشق (تو ذات اقدس ہے جسے) امیر و فقیر (سب) تسلیم کرتے ہیں۔ (یہ نامحرم عشق) (راز محبوب سے) بیگانے لوگ (اس راز کو) کیا جانیں۔

---

(۱) ا۔ ذ۔ ع۔ و۔ ز: باھو میں (عشق) کی بجائے (برہوں) درج ہے۔

(۲) ا۔ ک

(۳) ا ک = باھو میں یوں ہے ع تنبو ٹھوک قناتاں تن وہ لائیں خلوت خانہ

٥ نسخہ ک کے مطابق 'کھوڑ' کی بجائے 'ٹھوک' درج ہے۔

(۴) ا ◎ نسخہ ک کے مطابق 'جانے' کی بجائے 'مانے' ہے

نسخہ ذ۔ ف۔ ش کے مطابق یوں ہے ع عشق امیر فقیر منیندے باھو دوجا کون بے گانا ں ہے

Marfat.com

؎ عشق دی شان ہے سارے جگ توں جدا
اوہ نہ شاہ ویکھدا نہ گدا ویکھدا (۱)

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ دنیا میں ہر مقام و ہر مرتبہ رکھنے والے انسان عشق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ حضرت عشق کے سامنے بادشاہ و مسکین، غنی و گدا، عالم و فاضل اور بڑے عاقل و دانا لوگ مغلوب ہو کر رہ گئے۔ اور یہ عشق نہاں خانۂ دل میں اپنے خیمے گاڑ دیتا ہے۔ البتہ جو اس سے ناآشنا رہ جاتے ہیں وہی دراصل بیگانہ ہیں۔ بیگانے کیا جانیں۔ ورنہ عشق کی حقیقت کو تو ہر امیر و غریب نے تسلیم کیا ہے۔

بیت نہایت عام فہم اور دلکش ہے۔ نہایت پُراثر الفاظ میں عشق کی عظمت بیان کی گئی ہے اور نہاں خانۂ دل میں اس کے اترنے کی کیفیت نہایت دلنشیں انداز میں بتلائی گئی ہے۔

؎ عاشقی را چہ جوان چہ پیر مرد
عشق بر ہر دل کہ زد تاثیر کرد (۲)

---

(۱) محمد اعظم چشتی (پاکستان کا معروف خوش الحان قوال)

(۲) فریدالدین عطار منطق الطیر۔ شیخ مبارک علی لاہور۔ ص ۹۳

Marfat.com

ع۔ عشق دریا محبّت دے وچ تھی مردانہ تریئے ہو (۱)

۱۳۰ جتّھے لہر غضب دیاں ٹھاٹھاں قدم اتھائیں دھریئے ہو (۲)

اوجڑ جھنگ بلائیں بیلے ویکھو ویکھ نہ ڈریئے ہو (۳)

نام فقیر تد تھنیدا باھو جد وچ طلب دے مریئے ہو (۴) ٥

لغت: تریئے: تیریئے، تیرنا چاہیئے۔ ٹھاٹھاں: پُرموج لہریں۔
جھنگ: جنگل۔ بلائیں: آفتیں۔ ویکھو ویکھ: دیکھا دیکھی۔

ترجمہ:۔ ۱۔ (اے درویش) دریائے عشق و محبت میں مردانہ وار تیرنا چاہیئے۔
۲۔ (اس دریائے عشق و معرفت میں) جہاں غضبناک پُرموج لہریں ہوں وہیں قدم دھرنا چاہیئے۔
۳۔ (اس راہِ عشق میں اور طالبانِ خام کی) دیکھا دیکھی جھاڑیاں جنگل آفات گھنے گھاٹ (وغیرہ کے مصائب سے) نہیں ڈرنا چاہیئے۔
۴۔ اے باہو (سالک اپنے آپ کا) نام (تب ہی) فقیر کہلانے (کا مستحق ہوتا ہے) جب (کہ وہ اپنی ہستی کو حصول) مطلب میں فنا کر دے۔

---

(۱) ک۔ ذ

(۲) ک۔

(۳) ک۔ ع۔ ف۔ ش۔ ذ

(۴) ک ٥ نسخہ ع میں یوں ہے ع نام فقیر تد تھنیدا باہو وچ طلب جد مریئے ہو۔

Marfat.com

؎ گر بہ ہر چیزی فرد آئی براہ
کی توانی خورد جام از دست شاہ
ہر کہ با ہمت دریں راہ آمدست
گر گدائی میکند شاہ آمدست (۱)

تشریح : کوئی فرد یا کوئی قوم اس وقت تک مقصد نہیں پا سکتے جب تک راہِ عشق میں صعوبتیں نہ برداشت کریں۔ مقصد رضائے حق اور حصولِ حق کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی اور مقصد کسی فرد یا کسی قوم کا ہو سکتا ہے تو وہ جان لیں کہ مکمل انتشار اور خرابیوں کی طرف جا رہے ہیں۔ رضائے حق اللہ تعالیٰ کے قانون قرآن حکیم پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور اس راہ میں جذبہ عشق سلامت رکھنے سے ہی عرفان حاصل ہو سکتا ہے۔

ہر سالک، مبتدی، عارف، عاشق، فقیر کے سامنے راہ حق پر چلنے میں ہزاروں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ لیکن حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ ان مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اس پُرخطر مشکلات کے دریا سے مردانہ وار تیر جاؤ۔ مردانہ وار وہ تیر سکتا ہے جو پروردگار پر کامل توکل رکھتا ہے۔ اور توکل کر اوپر اللہ کے اور کفایت ہے اللہ کارساز (۲)

پھر حضرت سلطان العارفین سالک کو تلقین فرماتے ہیں کہ خطرات میں جینا سیکھو۔ بلکہ جہاں بھی پُرغضب اور خطرناک لہریں ہیں وہیں پر تیرو اور وہیں پر قدم جماؤ۔

علامہ اقبال بھی اسی مفہوم کو یوں ادا کر گئے ہیں کہ

؎ بدریا غلط و با موجش در آویز
حیات جاوداں اندر ستیز است (۳)

---

(۱) فریدالدین عطار، منطق الطیر - مرتبہ شیخ مبارک علی - ص ۲۰۶

(۲) وتوکّل علی اللہ وکفیٰ باللہ وکیلا - (الاحزاب ۳)

(۳) علامہ محمد اقبال - پیام مشرق - در لالہ طور رباعی ۶۰ ص ۱۴۱

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں راہ عشق میں پُرخطر جنگل و بیابان کا سامنا ہوتا ہے اُن سے قطعاً نہیں گھبرانا چاہیئے۔ اور فرماتے ہیں دراصل فقر یا عارف نام بھی اُس وقت کہلایا جا سکتا ہے۔ جب مقصد حقیقی میں جان دے دی جائے۔ گویا اس طلب مقصود میں مرنے سے پہلے مرجاؤ (۴) کا حال و مقام حاصل کیا جائے۔

؎ خیال او درون دیدہ خوشتر
غمش افزودہ جاں کاہیدہ خوشتر
مرا صاحبدلی این نکتہ آموخت
ز منزل جادۂ پیچیدہ خوشتر (۵)

---

(۴) موتوا قبل ان تموتوا

(۵) علامہ محمد اقبال۔ پیامِ مشرق۔ رباعی ۷۲۔ ص ۴۷

Marfat.com

ع۔ عشق اسانوں لسیاں جاتا لتھا مل مہاڑی ہو (۱) ٥

۱۳۱ ناں سودے ناں سوٹن دیوے جیویں بال رہاڑی ہو (۲)◎

پوہ مانہہ منگے خربوزے میں کتھوں لیساں واڑی ہو (۳)٥٥

عقل فکر دیاں بھل گیاں گلاں باھو جد عشق وجائی تاڑی ہو (۴) ٥

لغت : لسیاں : کمزور جاتا : سمجھا۔ لتھا : آن اترا ، آ کر اترا ۔ مل : پکڑ کر ، قابو کر کے۔ مہاڑی : چوکاٹھ ، دروازہ ۔ بال : بچہ۔ رہاڑی : بے مہار ، ضدی ، نہ مڑنے والا۔ مانہہ مہینہ مانگھ لیساں : لگاؤں گا یا حاصل کروں گا۔ واڑی : خربوزے کا فصل ۔ گلاں : باتیں۔ وجائی : بجائی۔ تاڑی تالی

ترجمہ: ۱۔ عشق نے ہمیں کمزور سمجھا اور (دروازۂ دل) کی چوکاٹھ قابو میں لا کر (دل و جان پر) آن اترا ہے

۲۔ (یہ عشق) ضدی بچے کی طرح نہ تو خود سوتا ہے اور نہ ہی مجھے سونے دیتا ہے۔

۳۔ (یہ عشق مجھ سے دسمبر سرما) پوہ مانگھ (کے مہینوں میں بے موسم خربوزے مانگتا ہے ۔ (اور قبل از وقت دیدار کا متمنی ہے) میں (اب اس کی آرزو پوری کرنے کے لئے) کہاں سے خربوزے کا فصل حاصل کروں گا (اور کیسے طے منازل کے بغیر مقام منتہی عشق تک پہنچاؤں۔)

۴۔ اے باہو۔ جب (حضرت) عشق نے تالی بجائی تو عقل و فکر کی سب باتیں بھول گئیں۔

---

(۱) و ک ٥ اکثر نسخوں میں یوں ہے ع عشق اسانوں لسیاں جاتا ہُن لتھا آن مہاڑی ہو

(۲) ذ۔ و ک۔ ◎ نسخہ ذ۔ ف۔ ش۔ ن۔ م۔ و۔ ز میں یوں ہے ع نہ سویں نہ سون دیوے ہور میا بال رہاڑی ہو

(۳) و ک۔ ذ۔

٥٥ نسخہ ف۔ ش۔ ن۔ م۔ و۔ ز میں یوں ہے ع پوہ مانگھ منگے خربوزے میں کتھوں لیساں واڑی ہو

(۴) و ک

٥ اکثر نسخوں میں یوں ہے ع عقل فکر دیاں سب بھل گیاں باھو جد عشق مچائی تاڑی ہو

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ عشق نے ہمیں کمزور سمجھا جبھی ہمارے دل کے دروازے پر اس نے قبضہ جمالیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ دل تمام دنیا و عاقبت کی محبت سے خالی رکھا ہوا تھا جس میں اس طاقت ور محبتِ الٰہی نے اپنا مقام کر لیا ہے۔ دل میں ورود عشق کے بعد شوق دیدار نے اتنا اضطراب پیدا کیا کہ خواب و آرام ختم ہو گیا۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ عشق نہ خود لمحہ بھر آرام کرتا ہے اور نہ ہمیں سونے دیتا ہے۔ اس کی بیقراری اور بے چینی اسی طرح ہے جیسے ایک ضدی بچہ نہ خود آرام کرتا ہے نہ دوسروں کو رہنے دیتا ہے۔

عشق کے کام عقل و فکر و دانش سے بہت بلند ہوتے ہیں۔ ایسی واردات و کیفیات سے بھی واسطہ پڑتا ہے جو مافوق الفطرت ہوتی ہیں۔ ان حقائق کو ایک عام ذہن نہیں سمجھ سکتا۔ جس طرح ایک ضدی بچہ اس بات پر مصر ہو جاتا ہے کہ سخت سردی کے مہینہ میں اسے خربوزہ کھلایا جائے۔ اسی طرح واردات عشق میں بھی عاشق کو بعض ناممکن العمل شوق کا سامنا کرنا پڑتا ہے دراصل عاشق کو محبوب حقیقی سے وصال کے لئے کچھ ذکر، فکر، تصور و عمل کے منازل طے کرنے ہوتے ہیں مگر عشق کی بے چینی و بیقراری قبل از وقت دیدار کی متمنی دکھائی دیتی ہے حقیقت میں ابتدائی منازل میں یہ تمنا بالکل اسی طرح ہے جیسے موسم سرما میں تربوز کی خواہش کی جائے۔ گویا ناممکن العمل خواہش ہوتی۔ مگر جب عاشق منازل طے کر لیتا ہے تو اسے اس قبل از وقت کی خواہش کا بالآخر ثمرہ مل ہی جاتا ہے۔ مگر اپنے وقتِ معینہ پر جب اس کا صحیح موسم آجاتا ہے۔

آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ دراصل ہماری قبل از وقت عشق کی بے چینی اور بیقراری اس وجہ سے ہے کہ جب حضرت عشق اپنی آمد کی تالی بجاتا ہے تو بے چارہ عقل و فکر تو رفوچکر ہو جاتا ہے۔ جسم و جان پر پوری حکمرانی عشق کی ہوتی ہے۔ عقل و خرد وہاں کچھ کام نہیں کر سکتے۔

ہر چند گہی ز عشق بیگانہ شویم!
با عافیت کنشت و ہم خانہ شویم
ناگاہ پری رُخی بمن بر گذرد!
برگردم ازاں حدیث و دیوانہ شویم (۱)

(۱) ابوسعید ابوالخیر - رباعیات - مرتبہ مولوی غلام محمد ابوہری - مطبوعہ لاہور ۱۹۳۴ء - رباعی ۲۸۳ ص ۴۹

Marfat.com

ع عشق جنہاندے ہڈیں رچیا اوہ رہندے چپ چپاتے ہو (۱) ٥

۱۳۲ لوں لوں دے وچ لکھ زباناں اوہ پھر دے گنگے باتے ہو (۲) ◎

اوہ کر دے وضو اسم اعظم داتے دریا وحدت وچ ناتے ہو (۳) ٥

تدوں قبول نمازاں باھو جد یاراں یار پچھاتے ہو (۴)

لغت : رچیا : رچ گیا۔ چپ چپاتے : خاموش ۔ باتے : لکنت والے۔

ناتے : نہائے ہوئے۔

ترجمہ : (جن عارفان ذات کے جسم وجاں رگ و پوست اور) ہڈیوں میں عشق (ذات) سرایت کر گیا ہے۔ وہ (ذکر اللہ میں محو ہو کر فضول لغویات سے بچ کر) (خاموش) اور چپ چاپ رہتے ہیں ۔

۲- (ایسے عشاق ذات کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ ذکر اسم اللہ ذات سے) ان کے ایک ایک بال میں لاکھوں زبانوں (کی قوت موجود ہے لیکن اس کے باوجود) وہ گنگے اور لکنت والے بنے رہتے ہیں ۔

۳- (عاشقان ذات کو ایسے مراتب حاصل ہیں کہ) وہ اسم اعظم سے وضو کرتے ہیں اور دریائے وحدت (ذات) میں غسل کرتے ہیں۔

۴- اے باہو۔ نمازیں تو تب قبول ہوتی ہیں جب یار (نمازی) اپنے یار (محبوب ومعبود حقیقی) کا عرفان حاصل کرے۔

---

(۱) ا ک

٥ باقی نسخوں میں 'رہندے' کی بجائے 'پھر دے' مندرج ہے۔

(۲) و ک ◎ باقی نسخوں میں 'کر دے گنگی باتے' درج ہے

(۳) و ک ٥ ن - و - م میں یوں ہے - ع اوہ کر دے وضو اسم اعظم دا جھڑے دریا وحدت وچ نہاتے ،

(۴) ن - و ک - و

Marfat.com

ے جاں سالک اس جائی پہتا آپ مرے مرجیوے
گم ہوتے مڑ باہر نکلے گنگا ڈدرا تھیوے (۱)

تشریح:۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں"۔ طالب قادری غواص کی مانند دریائے توحید میں غوطہ زن ہوتا ہے اور دُرِّ بے بہا نکالتا ہے اور وجود میں منہ کے صدف کی حفاظت کرتا ہے اور قیامت کے دن ان خزانوں کا پتہ چلتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے: "جس نے رب کو پہچان لیا اس کی زبان بند ہوگئی۔" (۲)
پشتو کے ایک ٹپہ میں یوں کہا گیا ہے۔ میں زبان سے تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن آپ کے لئے میرے دل کے (کوہسار کے) کنارے گر رہے ہیں۔ (۳)

آخر میں رضا و قرب دوست کی اہمیت پر سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ اگر یہ حاصل نہیں تو سب نوافل نماز ضائع ہیں۔ اسی ضمن میں ایک اور مقام پر فرمایا۔

"اگر کوئی شخص اسم ذات اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر نہ رکھے۔ اور اس کو مطالعہ میں نہ لائے اور اس کا ورد نہ کرے تو اس کی تمام عمر کی عبادت نماز روزہ حج زکوٰۃ وفضیلت وعلمیت وغیرہ سب کی سب ضائع ہوگی اور اتنی عبادت کی ہوئی اس کو کچھ فائدہ نہ دے گی۔" (۴)

---

(۱) میاں محمد بخش۔ سیف الملوک۔ مرتبہ پنجابی اکیڈمی لاہور۔ ص ۳۷

(۲) طالب قادری خاص بمثل غواص ہر دم بدریائے توحید غوطہ خورد و دُرِّ بے بہا کشد و در وجود صدف دہن نگہدارد در روز قیامت خزائن ایشاں معلوم شود۔ حدیث: من عرف ربہ فقد کل لسانہ۔
سلطان باہو۔ گنج الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ

(۳) پہ خولہ بیع د ٹیلئے نہ شم۔ درپسے اڑنگ م دزڑہ کمرے دینہ (پشتو)

(۴) اسم اللہ ہمچناں است کہ کسے تمام عمر روزہ نماز حج زکوٰۃ تلاوت قرآن از ہر قسم عبادتے کہ کردہ باشد یا عالم معلم اہل فضیلت شود۔ چوں از اسم اللہ و اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر ندارد و در مطالعہ او نباشد عبادت عمر او برباد و ضائع گشت۔ (سلطان باہو۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین۔ حصہ اول۔ ص ۹۴

Marfat.com

اسی ضمن میں ایک مقام پر فرمایا ؎

اللہ ترا بیند تو ہم حاضر بیں — در نمازی عارفاں حاضر یقیں

در رکوع الہام در سجدہ شنید — در نمازی جز خدا حاضر مبیں

"ایک نماز وقتی ہے دوسری دائمی ۔ اس قسم کی نماز کلید کونین اور کلمات راز ہے" (۵)

دراصل وہ نماز جس میں ذات فقیر ذات اللہ میں محو ہو کر شناسائی کا مقام حاصل کرتا ہے۔ وہ ایسی نماز ہے جس میں مومنوں کے لئے یعنی فقراء کے لئے معراج ہے ۔ معراج سب چیزوں سے بلند پہنچ جانے کا نام و مقام ہے ۔ جہاں ماسوٰی اللہ کچھ بھی نہیں ہے ۔ عارفان ذات کی نماز ماسوا اللہ سے گزر کر محو ذات ہونا ہے ۔

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ۔ نماز مومن کی معراج ہے ۔ (۶)

---

(۵) سلطان باہو ۔ "توفیق الہدایت" ترجمہ اردو ۔ جمال الدین لاہور ۔ ۱۹۶۸ء ۔ ص ۵۱

(۶) الصلوٰۃ معراج المؤمنین ۔

(شکریہ سلطان باہو ۔ توفیق الہدایت ترجمہ اردو ۔ جمال الدین لاہور ۱۹۶۸ء ۔ ص ۵۱)

Marfat.com

ع۔ عاشق سوئی حقیقی جہڑا قتل معشوق دے منّے ہو (۱)

۱۳۳ عشق نہ چھوڑے مُکھ نہ موڑے توڑے سے تلواراں کھنّے ہو (۲)

جتول ویکھے راز ماہی دے لگے اوسے بنّے ہو (۳)

سچّا عشق حسینؑ علی دا باھو سر دیوے راز نہ بھنّے ہو (۴)

لغت : منّے : مان لے، قبول کرلے۔ تسلیم کرلے۔ مُکھ : منہ۔ کھنّے : گھائل ہو
بنّے : کنارے۔ بھنّے : توڑے۔

ترجمہ : ۱۔ عاشق حقیقی وہ ہے جو کہ معشوق (حقیقی) کے ہاتھوں (اپنے) قتل کو تسلیم کرے۔
۲۔ (باوجود انتہائی مصائب کے) نہ تو ترک عشق کرے نہ ہی (محبت محبوب) سے منہ موڑے بخواہ
سینکڑوں تلواریں اسے گھائل کریں۔
۳۔ (عاشق حقیقی وہ ہے) کہ جس طرف راز محبوب (رضائے الٰہی) دیکھے (خواہ رنج ہو یا راحت
خواہ بہشت ہو یا دوزخ) اسی کنارے لگ جاوے۔
۴۔ اے باہو۔ سچّا عشق تو (سیدنا امام) حسین (علیہ السلام) ابن سیدنا (امیرالمؤمنین علی
کرم اللہ وجہہٗ کا ہے (کہ انہوں نے عشق میں) سر دے دیا (لیکن) (محبوب حقیقی) کا راز نہ توڑا۔

---

(۱) ذ۔ع۔ش۔ف۔ل۔ز۔م۔ن

(۲) ذ۔ش۔ف۔ع۔ل۔ز۔م

(۳) ش۔ف۔ع۔ل۔ز۔م

(۴) ب۔ش۔ف۔ع۔ل۔ز

Marfat.com

تشریح :- حدیث قدسی : جو شخص میری طلب کرتا ہے وہ مجھے پالیتا ہے اور جو شخص مجھے پالیتا ہے وہ مجھے پہچان لیتا ہے اور جو شخص مجھے پہچان لیتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرا عاشق ہو جاتا ہے اور جو شخص میرا عاشق بن جاتا ہے اسے میں قتل کر دیتا ہوں۔ پس اس کی دیت (خون بہا) مجھ پر لازم ہو جاتا ہے اور میں اس کا خون بہا ہو جاتا ہوں۔ (۱)

حضرت جنید بغدادی(۲) علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ "وہ شخص اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے جو اپنے مولا کی تکلیف پر صبر نہ کر سکے۔"

جواب حضرت بایزید بسطامیؒ(۳)۔ وہ شخص اپنے دعوے میں صادق نہیں ہے جو تکلیف مولا میں لذت نہیں پاتا۔

جواب حضرت شیخ شبلی (۴)۔ وہ شخص اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے جو اپنے مولا کی تکلیف پر شکرگذاری نہ کرے۔

جواب حضرت رابعہ بصریؒ (۵)۔ وہ شخص اپنے دعویٰ میں صادق نہیں جو اپنے مولا کے

---

(۱) حدیث قدسی: من طلبنی وجدنی ومن وجدنی عرفنی ومن عرفنی احبنی ومن احبنی عشقنی ومن عشقنی قتلتہ ومن قتلتہ فھو علیٰ دیتہ وانا دیتہ

خدا تعالیٰ جلشانہ، می فرماید ہر کہ طلب کند مرا می یابد مرا ہر کہ بیابد مرا بشناسد مرا ہر کہ بشناسد مرا دوست گیرد مرا و ہر کہ دوست گیرد مرا عاشق من شود و ہر کہ عاشق من شود اورا بکشم و ہر کہ من اورا بکشم پس دیت او بر من لازم آید پس دیت او منم کہ من اورا باشم۔

سلطان باہو۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین صفحہ اوّل ص ۲۶

(۲) جنید بغدادیؒ - وفات بغداد ۳۰۲ھ

(۳) خواجہ بایزید بسطامی۔ وفات بسطام - ۲۳۴ھ

(۴) شیخ ابوبکر شبلیؒ۔ وفات بغداد۔ ۳۳۸ھ

(۵) رابعۃ العدویہ - زمانہ حسن بصریؒ یعنی دوسری صدی ہجری بمطابق تذکرۃ الاولیاء مولفہ فریدالدین عطار مطبوعہ لاہور، ۱۳۱۱ھ ص ۴۰

Marfat.com

مشاہدے میں اس کی تکلیف کو بھول نہ جائے ۔ (۶)

یہ کلام مسلک عشق میں عشاق کے رموز ہیں۔ بہر حال عاشق رضائے محبوب کی تلوار کے سامنے ہمیشہ سر تسلیم خم کرتا ہے ۔ بیت کے آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں عشق صادق تو حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے جنہوں نے اپنا سر تو دے دیا مگر راز عشق کی ہر حال میں حفاظت کی ۔

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ
سرداد نداد دست در دستِ یزید
حقّا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ (۷)

---

(۶) قول حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لیس الصادق فی الدعویٰ من لم یصبر علیٰ ضرب المولیٰ ۔
جواب حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ لیس الصّادق فی الدعویٰ من لم یشکر علیٰ ضرب المولیٰ
جواب حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ لیس الصّادق فی الدعویٰ من لم یتلذذ بضرب المولیٰ
جواب حضرت بی بی رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا لیس الصادق فی الدعویٰ من لم ینس فی مشاھدۃ رویتہ الَمَ ضرب المولیٰ ۔ (سلطان باہو ۔ مجالستہ النبی ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ۔ ص ۲۴

(۷) معین الدین چشتی رح ۔ بشکریہ اقبال اسرار و رموز

Marfat.com

ع۔ عشق سمندر چڑھ گیا فلک تے کتول جہاز کچیوے ہو (۱)

۱۳۴ عقل فکر دی ڈونڈی نوں چا پہلے پور بوڑ یوے ہو (۲)

کڑکن کپڑ پون لہراں جد وحدت وچ وڑیوے ہو (۳)

جس مرنے تھیں خلقت ڈردی باھو عاشق مرے تاں جیوے ہو (۴)

لغت: کڑکن: کڑکتے ہیں۔ کپڑ: گھمن گھیر۔ وڑیوے: داخل ہوں۔
مرے: مر جائے۔ جیوے: زندہ ہو

ترجمہ: ۱۔ دریائے عشق (اس قدر موجزن ہے کہ اس کی لہریں) فلک رسا ہو گئی ہیں (اب معرفت کا) جہاز کہاں (لنگر انداز) کیا جائے۔

۲۔ (راہ سلوک میں محض ترک و توکل کی ضرورت ہے۔ اس لئے دریائے عشق کے تیراک کو) پہلی ہی بار پار جاتے ہوئے عقل و فکر کی ناکارہ کشتی کو ڈبو دینا چاہیئے۔

۳۔ (دریائے عشق جو کہ) دریائے وحدت ہے (اس میں) جب (سالک) داخل ہوتا ہے تو خطرناک گھمن گھیر اور تیز لہروں کا (اسے سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس میں موت کا خطرہ لاحق ہے)

۴۔ اے باہو۔ جس مرنے سے لوگ ڈرتے ہیں عشاق کو اسی موت کے بعد حیات (ابدی نصیب ہوتی ہے)

---

(۱) ب۔ ف۔ ش۔ ن۔ و
البتہ نسخہ ب میں 'کچیوے' کی بجائے 'گھتیوے' درج ہے۔

(۲) ب۔ ذ۔ ف۔ ش۔ ع۔ ز

(۳) ب و ک۔ البتہ نسخہ ب میں 'لہراں' کی بجائے 'لہریں' درج ہے

(۴) ب۔ ذ۔ ف۔ ش۔ ع۔ ز۔ د
البتہ نسخہ ب میں 'تھیں' کی بجائے 'توں' درج ہے

Marfat.com

تشریح: فقر کا مقصود رضائے الٰہی میں جان دینا ہے عشق ذات خود بلند سے بلند تر تک چڑھائی کرنے والا سمندر ہے۔ اس میں بھلا عقل و فکر کی معمولی کشتی کہاں قائم رہ سکتی ہے۔ یہاں عرفان و معرفت کا جہاز بھی اسی لئے چھوڑا جاتا ہے تاکہ اس بحر بیکراں میں جا کر غرق ہو جائے۔ اپنا پتہ نہ رہے اور اس غرقاب میں سے گوہر مقصود حاصل کرے۔ اور یہ غرقاب اس کی موت نہیں بلکہ ابدی حیات ہے۔ سمندر کے لامتناہی سفر اور گوناگوں بحری سفر کی تکالیف میں عقل و فکر ناکام ہو جاتی ہے۔ البتہ مشکلات کو برداشت کرنے والا فقر اپنے معرفت کا جہاز رواں دواں رکھتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:" مراتب فقیر کے لئے زندگی موت ہے۔" مرنے سے پہلے مر جاؤ۔" اور مراتب موت فقر کے لئے حیات ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: زندے کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے، جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خبردار سوائے اس کے نہیں کہ اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں"(۱)۔

پھر فرمایا:" خلقت جسے موت سمجھتی ہے وہ عارف کے لئے وصال ہے۔" (۲)

---

(۱) مراتب فقر را حیات ممات است۔ موتوا قبل ان تموتوا و مراتب ممات فقر را حیات ہے۔ قولہٗ تعالیٰ یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی۔ قال علیہ السلام الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون من الدار الی الدار۔

سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ کتوبہ ۱۳۴۸ھ ص ۳۷

(۲) سلطان باہو۔ محک الفقر اخورد۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۶۱ء۔ ص ۹۷

Marfat.com

ع۔ عشق دی بھاہ ہڈاں دا بالن عاشق بیٹھ سیندے ہو (۱)

گھت کے جان جگر وچ آرا ویکھ کباب تلیندے ہو (۲)

سرگردان پھرن ہر ویلے خون جگر دا پیندے ہو (۳)

ہوئے ہزاراں عاشق باھو پر عشق نصیب کہیندے ہو (۴)

لغت: بھاہ: آگ۔ بالن: ایندھن۔ بیہ: بیٹھ کر۔ سیکندے: تاپتے ہیں۔
گھت کے: ڈال کر۔ تلیندے: فرائی کرنا، بھوننا۔ پیندے: پیتے ہیں۔
پر: لیکن۔ کہیندے: کسی ایک کے۔

ترجمہ: ۱۔ آتش عشق (تو اپنی ہی) ہڈیوں کے ایندھن (سے جلتی ہے) اسے (صرف) عشاق (ہی) بیٹھ کر تاپتے ہیں۔

۲۔ دیکھئے (یہ عشاق ذات) اپنے جان وجگر میں (درد وسوز) کا آرہ ڈال کر (کیسے اپنے جان وجگر کو چیرتے اور آتش عشق میں ان کے) کباب تلتے ہیں۔

۳۔ (یہ عاشقان ذات) اپنا خون جگر پیتے اور ہر وقت (حیران و) سرگردان پھرتے ہیں۔

۴۔ اے باہو۔ (یوں تو) ہزاروں عاشق گزرے ہیں لیکن عشق (ذات جل شانہ،) کسی ایک (خوش نصیب ہی کے) نصیب ہوتا ہے۔

---

(۱) ل۔ء۔ب۔ذ۔ف۔ش۔و

(۲) ل۔ء۔ب۔ذ۔ش۔

(۳) ل۔ء۔ب۔ذ۔ف۔ش۔و

(۴) ل۔ء۔ذ۔ف۔ش۔و

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں "دن رات اسم اللہ ذات کے تصور سے جان کباب کرنا، بے حجاب فی اللہ ہونا۔ مجلس نبوی کی دائمی حضوری حاصل ہونا اور اللہ تعالیٰ کو مدنظر رکھنا اور اس کا منظور ہونا اور یہی بات ہے" (۱)

اور پھر فرمایا "اہل محبت کو نہ ثواب سے کچھ تعلق ہے نہ عذاب سے سروکار بلکہ وہ نفس کے محاسبہ میں اپنی جان کباب کرتا رہتا ہے اور درویشوں کے لئے اللہ جل شانہ کافی ہے۔ باقی سب ہوس ہے" (۲)

پھر فرمایا "واضح ہو کہ طریقت میں ہزاروں طالب گمراہ ہو گئے ہیں اور رجعت میں آکر پریشان و خراب ہو گئے ہیں اور دیوانے ہو گئے ہیں ہزاروں میں سے کوئی ایک اپنے سلامتی کے گیند کے ساتھ حقیقت معرفت تک پہنچ سکتا ہے" (۳)

پھر فرمایا "الفقر فخری والفقر منی فقیر کے لئے کافی ہے اور فقر تام کو پہنچا ہوا ہے۔ ہزار میں سے کوئی ایک ہوگا جو فقر کی انتہا کو پہنچے۔ (۴)

حضرت غوث علی شاہ قلندر سے کسی شخص نے عدم حصول کی شکایت کی آپ نے فرمایا واہ سبحان اللہ کے آدمی دو کے پیر شدی، کل مرید ہوئے آج کامل ہونا چاہتے ہیں۔ ارے میاں ؎

سالہا باید دند مرداں انتظار
تا یکے را بار شد از صد ہزار

ایک مدت دراز میں لاکھوں کروڑوں میں سے کوئی ایک اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ کچھ راہ فقر ہستی

---

(۱) شب و روز از تصور اسم اللہ ذات جان کباب بی حجاب فی اللہ دام مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحضور پرنور مجد نظر اللہ منظور باتوفیق این طریق توفیق دیگر است۔

سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۰۸ھ۔ ص ۶۶

(۲) اہل محبت را نہ تعلق بثواب نہ عذاب بلکہ مطلق بانفس محاسبہ جان کباب و درویشان را اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۱۰

(۳) بدانکہ دو طریقت طالبان ہزاراں ہزار دیوانہ در رجعت فوردہ اند از ہزاراں کسی گوی سلامت بحقیقت معرفت بردہ اند۔ سلطان باہو۔ مجالستہ النبی۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۲۱

(۴) الفقر فخری والفقر منی فقیر بس است و بفقیر تام رسیدہ از ہزار یک کس باشد کہ بفقر انتہا رسیدہ تمام

سلطان باہو۔ تیغ برہنہ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۲۵

Marfat.com

کہیں نہیں ہے

روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش — زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے زار من
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانا ز آب و گل — شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہ ہا باید کہ تا یک نطفہ از پشت و رحم — صفدرے خیزد بمیداں یا عروس انجمن
سالہا باید کہ تا یک سنگ زاید آفتاب — لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن
قرن ہا باید کہ تا یک کودک از فیض طبع — عالمی دانا شود یا شاعر شیریں سخن
عمرہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود — بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن
دورہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے — عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن
یا برو ہمچو زناں نیرنگ بازی پیشہ کن — یا بیا ہمچوں سنائی گوئی در میداں بزن (۵)

اسی ضمن میں عطارؒ نے بھی نہایت مؤثر انداز کے ساتھ فرمایا ہے

صد ہزاراں سبز پوش از غم بسوخت — تا کہ آدم را چراغی بر فروخت
صد ہزاراں جسم خالی شد ز روح — تا دریں حضرت رو گرگشت نوح
صد ہزاراں پشہ در لشکر فتاد — تا براہیم از میان بر سر نہاد
صد ہزاراں طفل سر بر ید گشت — تا کلیم اللہ صاحب دیدہ گشت
صد ہزاراں خلق در زنار شد — تا کہ عیسیٰ محرم اسرار شد
صد ہزاراں جان و دل تا راج یافت — تا محمدؐ یک شبے معراج یافت (۶)

---

(۵) ثنائی ترکیہ — تذکرہ غوثیہ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ء۔ ص ۳۷۴ تا ۳۷۵

(۶) فریدالدین عطار منطق الطیر۔ مرتبہ شیخ مبارک علی لاہور۔ ص ۲۷۷

Marfat.com

ع ۔ عشق ماہی دے لایاں اگیں انہاں لگیاں کون بجھاوے ہو (۱)
۱۳۶ میں کی جاناں ذات عشق دی کہیئے جہڑا در در چا جھکاوے ہو (۲) ٥
ناں خود سوئے ناں سوون دیوے ہتھوں ستیاں آن جگاوے ہو (۳) ◎
میں قربان تنہاندے باھو جہڑا وچھڑے یار ملاوے ہو (۴)

لغت: اگیں: آتشیں لگیاں: لگی ہوئی۔ ستیاں: سوتے ہوئے۔ وچھڑے: بچھڑے ہوئے۔
ترجمہ: (عشق محبوب نے (میرے دل وجان میں) بہت سی آتشیں لگائی ہوئی ہیں۔ ان لگی (شعلہ زن آتش) کو کون بجھائے۔

۲۔ میں کیا جانوں کہ ذات عشق کیا ہے؟ (اے طالب تو تو) یہ کہہ دے گا کہ عشق وہ ہے جو کہ ہر دروازہ پر آ جھکاتا ہے (لیکن عشق ماورائی العقل ہے)
۳۔ (یہ عشق) نہ (تو) خود سوتا ہے اور نہ (ہی مجھے) سونے دیتا ہے۔ بلکہ (دوسرے) سوئے ہوؤں کو (بھی) آ کر بیدار کرتا ہے۔
۴۔ اے باہو۔ میں اس (مرشد کامل) کے قربان جاؤں جو کہ بچھڑے ہوئے محبوب کو ملا دیتا ہے۔

---

(۱) ذ۔ف۔ش۔ع

(۲) ذ۔ع۔و۔ج ٥ نسخہ ف میں 'چا' کی بجائے 'جا' درج ہے۔

(۳) و ک

◎ ع۔ش۔ذ۔ف۔ میں 'سوئے' کی بجائے 'سوؤں' درج ہے

(۴) ذ۔ف۔ش۔ع

Marfat.com

تشریح : عشق محبوب سراسر آتش ہے۔ جب اس آگ سے ایک بار واسطہ ہو جائے تو پھر کون ہے جو اس سے دامن بچا سکے یا کون ہے جو اسے بجھا سکے۔ بالخصوص محبوب حقیقی کا عشق جو ہر خامی سے آزاد و پاک ہوتا ہے۔ اس کی آتش عشق ایک بار لگ جانے کے بعد بڑھنے اور بھڑکنے والی ہوتی ہے۔ عاشق ہی تو فقیر ہوتا ہے۔

فقر کے بارے میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:" واضح رہے کہ فقر دو قسم کا ہے ایک اختیاری اور دوسرا اضطراری۔ فقر اختیاری " الفقر فخری والفقر منی" اس کے دو مراتب ہیں۔ ایک خزانۂ دل کا تصرف اور عنایت اور تمام دنیاوی خزانوں کا تصرف۔ دوسرا ہدایت معرفت اور قرب الٰہی۔ فقر اضطراری والا دربدر بھیک مانگتا پھرتا ہے اور عنایت سے محروم رہتا ہے اس میں دن بھر فقر کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ فقر اضطراری ہی فقر مکب ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عین منہ کے بل گرا دینے والے فقر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں(۱)

؎ حذر زاں فقر و درویشی کہ ازدی ہمی رفتی مقام سربزیری (۲)

آخر میں حضرت سلطان العارفین مرشد کامل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اظہار امتنان کرتے ہیں جنہوں نے 'الفقر فخری والفقر منی' کا فقر عطا فرما کر وصال حق تعالیٰ کا موجب کر دیا۔ اور ہجر و فراق کے حجاب دُور فرمائے گئے۔

اسی بیت کا مفہوم حضرت سلطان العارفین کے ایک بیان کے اقتباس سے بھی واضح ہو جاتا ہے۔ جس میں فرمایا۔ شوق ایک آگ ہے یا ایک درد لا دوا ہے۔ عاشقوں کی ہمنشینی گویا لقا سے مشرف ہونا ہے۔ اسے ہمیشہ کی بندگی کہتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) بدانکہ فقر دو طریق است۔ فقر اختیاری۔ الفقر فخری والفقر منی۔ فقر اختیاری را دو مراتب است ... تا ... قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ من فقر المکب۔
سلطان باہو، امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ص ۵۲ ۔ (۲) اقبال ارمغان حجاز۔
(۳) سلطان باہو۔ عقل بیدار : ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۷۰ء ۔ ص ۵۸

Marfat.com

ع عشق دیاں اولڑیاں گلاں جہڑا شرع تھیں دُور ہٹاوے ہو (۱)○

۱۳۷ قاضی چھوڑ قضائیں جاون جد عشق طمانچہ لاوے ہو (۲)◎

لوک ایانڑے متیں دیون عاشقاں مت ناں بھاوے ہو (۳)

مڑن محال تنہانوں باھو جنہاں صاحب آپ بلاوے ہو (۴)

لغت : اولڑیاں : الٹی، دگرگوں، طمانچہ : تھپڑ۔ ایانے : ضدی، نامحرم۔ متیں نصیحتیں مت : نصیحت بھاوے : پسند آئے۔

ترجمہ: اے درویشو! (حضرت) عشق کی (تو) الٹی (ہی) باتیں ہیں یہ تو شریعت سے دُور ہٹا دیتا ہے۔ (اور راہ معرفت میں گامزن کرتا ہے)

۲۔ جب عشق طمانچہ لگاتا ہے تو قاضی صاحبان بھی (اپنے مراتب) قضا چھوڑ کر (علم و فضل کو ترک کر جاتے ہیں۔

۳۔ ضدی (اور نامحرم) لوگ (ان عشاق کو ترک عشق کرنے اور آسائش تن وغیرہ) حاصل کرنے کی نصیحتیں کرتے ہیں (لیکن) عاشقوں کو (ان کی) نصیحت نہیں بھاتی۔

۴۔ اے باہو۔ جنہیں وہ مالک (حقیقی) خود ہی (اپنی معرفت اور راہ عشق پر) بلائے ان کا (اس راہ عشق و معرفت سے) واپس پھر جانا محال ہے۔

---

(۱) ا ک ○ نسخہ ء۔ ذ۔ ف۔ ش میں 'اولڑیاں' کی بجائے 'اولیاں' درج ہے۔

(۲) ا ک۔

◎ نسخہ ء۔ ذ۔ ف ش میں 'جد' کی بجائے 'جنہاں' درج ہے۔

(۳) ء۔ ش۔ ف

(۴) ء۔ ش۔ ف۔ ذ۔

Marfat.com

تشریح: عشق دنیوی اور مذہبی رسوم سے بلند و بالا ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کے ہر ادا کو انوکھا اور متلون سمجھا جاتا ہے۔ دراصل رسوم مذاہب اور شریعت کے قوانین سے سوسائٹی میں ایک ضابطہ اور ڈسپلن قائم کرنے کے ساتھ مقصد اعلیٰ یعنی عرفان ذات الٰہی کے لئے فرد کو تیار کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں جب عشق کی فیوضات سے عرفان ذات حاصل ہو جاتا ہے تو مقام شریعت کی رسوم سے بلند ہو کر سالک معرفت کی راہ میں قدم رکھتا ہے اہلِ شریعت چونکہ مقام معرفت سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے یہ مقام اجنبی سا لگتا ہے ورنہ سالک تو اپنے حصول کو پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اور بڑے بڑے فتاوٰی دینے والے قاضی اور مفتی اپنے مراتب قضا کو اس وقت چھوڑ دیتے ہیں جب وہ اصل حقیقت کو پا جاتے ہیں۔ گویا وہ قیل و قال کو چھوڑ کر حال کی طرف آ جاتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ فقیرانِ فنا فی اللہ اور اہل قرب کے لئے رُوح کو ریاضت میں لگانا حجاب ہے۔ مقربین اہل توفیق کے لئے مطلق گناہ ہے۔ جان لو حدیث شریف میں ہے کہ نیکوں کی نیکیاں مقربین کے لئے (وہی اعمال) گناہ ہوتے ہیں۔ (۱)

پیر دستگیر محبوب سبحانی فرماتے ہیں۔ جس نے حصول کے بعد عبادت کا ارادہ کیا گویا اس نے کفران نعمت کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے شرک کیا۔ (۲)

دراصل یہ نہایت نازک امور ہیں اور فقر فنا فی اللہ کے کیفیت حال سے متعلق ہیں۔ ورنہ حقیقتاً حضرت سلطان العارفین ہوں یا کوئی اور عارف کامل شرعی احکامات سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ فقر یا عشق معرفت ذات الٰہی سے متعلق ہے اور شریعت ایک راستہ ہے جو اس راستہ پر چل کر طریقت کے

---

(۱) فقیران فنا فی اللہ اہل قرب را روح بریاضت آوردن حجاب مطلق گناہ است اہل توفیق مقرب را۔ بدانکہ حدیث: حسنات الابرار سیآت المقربین (سلطان باہو۔ تیغ برہنہ۔ مکتوبہ ۱۳۰۲ھ ص ۲

(۲) قیل من اراد العبادۃ بعد حصول الوصول فقد کفر و اشرک باللہ

(شمس العارفین سلطان باہو۔ محبت الاسرار ترجمہ اردو جمال الدین۔ ص ۲۶)

Marfat.com

چراغ سے رہنمائی پاکر معرفت ذات حاصل کر گئے وہی تو منزل مقصود پا گئے۔

وہ لوگ جو فقر سے ناآشنا ہوتے ہیں وہ عشق کے انوکھے انداز نہیں سمجھ سکتے۔ اور وہ لوگ عشاق کو اپنی طرف سے نصیحت کرتے ہیں تاکہ وہ اس راہ کو چھوڑ دیں مگر عشاق کو تو لوگوں کی ایسی باتیں کیونکر اچھی لگ سکتی ہیں جبکہ وہ لذت وصل حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ یہ سنگدل افسوس افسوس میرے حال سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔

اور تو جو طعنے دیتا ہے محض غلطی پر ہے میرے سوز کا تجھے کیا پتہ (۳)

آخر میں فرماتے ہیں۔ جس کو وہ مالک اپنے فضل سے خود ہی بُلا لے بھلا وہ کیسے واپس پھر جائیں۔

---

(۳) ۔ از حال من آگاہ کجا می شود ان یار ! ہی ہائے کہ این سنگدلاں را خبرے نیست

اے آنکہ تو ئی طعنہ زنی محض خطا است ایں سوز دل مرا تو چہ دانی خبرے نیست

(سلطان باہو۔ دیوان باہو۔ فارسی)

Marfat.com

ع عاشق شوہدے دل کھڑایا آپ بھی نالے کھڑیا ہو (۱)

۱۳۸ کھڑیا کھڑیا ولیا ناہیں سنگ محبوباں دے رلیا ہو (۲)

عقل فکر دیاں سب بُھل گیاں جد عشقے نال جا ملیا ہو (۳)

میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں عشق جوانی چڑھیا ہو (۴)

لغت :۔ شوہدے : بے چارے ۔ کھڑایا : گم کیا ۔ کھڑیا : گم ہوگیا۔

ولیا : واپس آیا ۔ سنگ : ساتھ ، ہمراہی

ترجمہ: ۱۔ بے چارے عاشق نے (عشق محبوب) میں دل گم کر دیا (اور) خود بھی ساتھ ہی (عشق محبوب میں) گم ہوگیا ۔

۲۔ (عاشق ایسا) گم ہوا کہ گم ہوکر (پھر) واپس نہ آسکا اور محبوبوں کی ہمراہی (کے انوار) میں مل گیا۔

۳ (وہ عاشق جب انتہائے) عشق کے ساتھ جا ملا (تو اسے) عقل و فکر کی سب (باتیں) بھول گئیں ۔

۴۔ میں باہو، اس (ذات باکمال) کے قربان جاؤں جن کا (طفل) عشق جوان ہوکر اپنے عروج پر پہنچا۔)

---

(۱) ذ۔

(۲) ذ۔ ع۔ ف۔ ش۔ ن

(۳) ا ک۔

• ا۔ ک۔ باقی اکثر نسخوں میں یوں ہے ع عقل فکر دیاں سب بُھل گیاں جد دل عشقے نال ملیا ہو۔

(۴) ذ۔ ف۔ ش۔ ن۔

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں "دیدارالٰہی سے کوئی نعمت، کوئی لذت، شوق واشتیاق، عیش وراحت بہتر نہیں ہے۔ دونوں جہان اسی کا مبتلا ہے۔ جسے خبر ہوئی وہی گم ہوگیا۔ اور پھر اسے کسی نے نہ دیکھا۔ وہ گویا ایک راز تھا کہ چھپ گیا" (۱)

پھر فرمایا "اس دیدار سے بڑھ کر کوئی نعمت، لذت، شوق، عیش اور راحت نہیں۔ کیونکہ اس کے لئے دونوں جہاں مبتلا اور مشتاق ہیں۔ جس نے دیکھا وہ گم ہوگیا۔ پھر اسے کسی نے نہیں دیکھا" (۲)

---

(۱) سلطان باہو۔ حجت الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین۔ لاہور۔ ۱۹۶۳ء۔ ص ۸

(۲) از دیدن دیدار آں ہیچ نعمت ولذت وشوق وعیش وراحت بہتر نیست کہ ہر دو جہان مبتلا و مشتاق اوست ہر کہ دید گم شد آنرا کسی ندید سر بسر رسید

سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۷

Marfat.com

ع۔ عشق اسانوں لسیاں جاتا کر کے آوے دھائی ہو (۱)

۱۳۹ جتول ویکھاں مینوں عشق دسیوے خالی جگہ نہ کائی ہو (۲)

مرشد کامل ایسا ملیا جس دل دی تاکی لاہی ہو (۳)

ہیں قربان اس مرشد باھو جس دسیا بھیت الٰہی ہو (۴)

لغت: دھائی: دھاوا بول کر آنا۔ تاکی: دریچہ لاہی: کھول دی۔

دسیوے: نظر آتا ہے۔ بھیت: بھید۔

ترجمہ: ۱۔ عشق نے ہمیں کمزور سمجھا (جبھی تو وہ مجھ پر) دھاوا بول (بول) کر آتا ہے۔

۲۔ (محویت عشق میں میرا یہ حال ہے) کہ جہاں دیکھتا ہوں مجھے کوئی جگہ خالی (نظر نہیں آتی بلکہ ہر جگہ) عشق (ہی) نظر آتا ہے۔

۳۔ مجھے ایسا مرشد کامل ملا ہے جس نے (معرفت) دل کا دریچہ کھول دیا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ میں اس مرشد (کامل) کے قربان جاؤں جس نے اسرار (معرفت) الٰہی بتایا۔

---

(۱) ش۔ذ۔ء۔ذ۔و۔م۔ن

(۲) ش۔ف۔ء۔ذ۔و۔م۔ن

(۳) ء۔و۔ن

(۴) و۔ن

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں عشق نے اس جان ناتواں پر پورے زور وشور کے ساتھ اپنے اثرات دکھانے شروع کئے ہیں۔ اور اب جہاں بھی نظر ڈالتے ہیں وہاں پر وہی ذاتِ الٰہی کا مظہر کارفرما ہے۔ اور اسی عشق کی نورافشانیاں ہیں۔

قرآن حکیم میں ہے: اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے۔ (۱)

اور یہ کہ تحقیق اللہ نے گھیر لیا ہے ہر چیز کو علم میں (۲)

اور اللہ اوپر ہر چیز کے حاضر ہے۔ (۳)

وہ ہے سب سے پہلے اور سب سے پیچھے اور سب سے ظاہر اور سب سے چھپا ہوا اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔ (۴)۔ اور دل کی بیداری اس وقت حاصل ہوئی جب مرشد کامل ملا اور اس مرشد کامل کے قربان جائیے جس نے جملہ اسرار الٰہی سے آگاہی بخشی۔

؎ در باغ روم کوئے تو ام یاد آید — بر گل نگرم روئے تو ام یاد آید
در سایۂ سرو اگر دمی بنشینم — سرو قدِ دلجوئی تو ام یاد آید (۵)

---

(۱) وھو علیٰ کلّ شئٍ قدیر (۲۹ ع ۱)

(۲) وانّ اللہ قد احاط بکلّ شئٍ علما (۲۸-ع ۱۸)

(۳) واللہ علیٰ کُلِّ شئٍ شھید (۳۰ ع ۱۰)

(۴) ھوالاوّل والاٰخر والظّاھر والباطن وھو بکلّ شئٍ علیم (الحدید ۳)

(۵) ابوسعید ابوالخیر۔ رباعیات۔ مرتبہ مولوی غلام محمد ابوہری۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۳۴ء۔ رباعی ۱۳۱۔ ص ۲۴

Marfat.com

ع۔ عشق اسانوں لسیاں جاتا بیٹھا مار پیتھلا ہو (۱)

۱۴۰ وچہ جگرے سنھ چالائیں کیتس کم اولّا ہو (۲)

جاں اندروڑ جھاتی پائی ڈٹھا یار اکلّا ہو (۳)

باجھوں ملیاں مرشد کامل باھو ہوندی نہیں تسلّا ہو (۴)

لغت :۔ سنھ : نقب ۔ پیتھلا : آلتی پالتی مار کر بیٹھنا ، ڈیرہ جما کر بیٹھنا۔
لائیں : اس نے لگائی ، کیتس : اس نے کیا۔ کم : کام اولا : اُلٹا۔

ترجمہ : ۱۔ عشق نے ہمیں کمزور سمجھا (اور خانۂ دل میں) خوب جم کر بیٹھ گیا ہے۔
۲۔ عشق نے تو بہت الٹا کام کر ڈالا (اور اُس نے چور کی طرح) میرے جگر میں نقب لگائی۔
۳۔ (میں نے) اپنے (دل) و جان کے اندر داخل ہو کر جھانک کر دیکھا تو (محبوب حقیقی) وحدہٗ لاشریک لہٗ کو ماسوٰی اللہ کے بغیر) اکیلا پایا۔
۴۔ اے باہو۔ مرشد کامل کے وصال کے بغیر تسکین (قلب) (وایقان) حاصل نہیں ہوتا۔

---

(۱) ذ۔ ع۔ ف۔ ش

(۲) ذ۔ ع۔ ف۔ ش

(۳) ف

باقی اکثر نسخوں میں "وڑکے" درج ہے۔

(۴) ذ۔ ف۔ ش۔ ع

Marfat.com

تشریح : بیت میں حضرت سلطان العارفین نے عشق کو ایک طاقتور ہستی اور اپنے آپ کو ایک کمزور جان قرار دیا ہے۔ طاقت ور چیز کمزور کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ دراصل عشق نے اپنا مسکن اس ہی مقام کو ہمیشہ بنایا ہے جو مقام دنیوی آلائشوں اور حرص و ہوا کے فتنوں سے پاک رہا ہے۔ حضرت سلطان العارفین نہایت سادگی کے ساتھ اپنے جسم ناتواں پر عشق کے غلبہ کا اعتراف فرماتے ہیں کہ عشق نے خوب پوری تسلی کے ساتھ یہاں ڈیرہ ڈال دیا ہے اور اب ہمیشہ کے لئے اس کی لپیٹ میں ہیں کیونکہ عشق نے تو جگر کی راہ سے داخلہ حاصل کیا ہے گویا پختہ قدم جما لیا ہے اور جب اپنے آپ میں جھانک کر غور کیا تو اپنے من میں تنہا اور واحد محبوب حقیقی کو پایا۔ اب ایسے منازل عشق کو سوائے مرشد کامل کے رابطہ کے تسلی کے ساتھ طے نہیں کیا جا سکتا۔ گویا شراب عشق کے ساتھ ساقی معرفت کی رہنمائی ضروری ہے۔

حافظ شیراز کہتے ہیں :۔ " اے ساقی اپنے پیالہ کو ہماری طرف پھیر اور اس سے شراب محبت الٰہی پلا۔ کیونکہ ابتدا میں تو عشق آسان دکھائی دیتا ہے لیکن سخت مشکلات میں مجھے ڈال دیا ہے۔(۱)

---

(۱) الایا یہا الساقی ادر کاسا و ناولہا۔ کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا۔

حافظ شیرازی ۔ دیوان حافظ محشی ۔ مرتبہ فیروز الدین ۔ لاہور ۔ ۱۳۳۵ ۔ ص ۲

Marfat.com

ع۔ عاشق نیک صلاحیں لگدے تاں کیوں اجاڑدے گھرنوں ہو (۱)

۱۴۱ بال مواتا برہوں والا نہ لاندے جان جگر نوں ہو (۲)

جان جہان سب بُھل گیونیں پئی لوٹی ہوش صبر نوں ہو (۳)

میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں خون بخشیا دلبر نوں ہو (۴)

لغت : صلاحیں لگدے : مشورہ قبول کرتے۔ بال : جلاکر۔ مواتا : آگ کا شعلہ۔

برہوں : عشق ومحبت۔ لوٹی : ڈاکہ

ترجمہ : ۱۔ (اے ناصح اگر) عشاق (آپ کا ترک عشق وآسائش تن کا) نیک مشورہ قبول کرتے تو (راہِ عشق میں) اپنے گھر کو کیوں اجاڑتے۔

۲۔ (اور) عشق کا مواتا جلا کر جان وجگر کو (آگ) نہ لگاتے۔

۳۔ (بلکہ عشق کو ذوق دیدار میں) جان (اور) جہان سب بھول گیا ہے۔ (اور ان کے) ہوش اور صبر پر ڈاکہ پڑ گیا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ میں (ان عشاق حقیقی) پر قربان جاؤں جنہوں نے (راہِ عشق میں سر قربان کیا اور) اپنا خون (بھی) محبوب کو بخش دیا۔

---

(۱) این (۸)

ت میں یوں ہے ع عاشق نیک صلاحیں لگدے کیوں اجاڑدے گھرنوں ہو

(۲) این ۸)

ق میں (والا) کے بعد (نہ) درج نہیں ہے۔

(۳) این (۸)

ق میں (جان جہان) کی بجائے (عقل فکر) درج ہے۔

(۴) ق

Marfat.com

تشریح : مصلحت اندیشی اور جذبۂ عشق میں ہمیشہ سے تفاوت ہی چلا آیا ہے۔ عقل سود و زیان کی فکر میں مبتلا رکھتا ہے اور عشق سود و زیان سے بلند رہتا ہے بلکہ عشق تو خانہ ویرانی کا نام ہے۔

؎ صلاح کار کجا و من خراب کجا
سماع وعظ کجا نغمہ رباب کجا
چہ نسبتست برندی صلاح و تقویٰ را
بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا (۱)

بیت میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ دنیا کے خردمندوں کے مشورے اور عاقبت کے پرستار زاہدوں کے نصائح پر اگر عشاق ذات کان دھرتے تو یوں خانہ ویرانی نہ کرتے اور اس طرح آتش عشق کے ساتھ اپنے جان و جگر کو نہ جلاتے۔

؎ الا اے ناصح عاقل صلاح از ما چہ میجوئی
ترا شیخی نصیب آمد مرا رندی مسلم شد (۲)

دوستاں منع کنندم کہ چرا دل بتو دادم
باید اول بہ تو گفتن کہ چنیں خوب چرائی (۳)

آتش عشق سلگنے کے بعد عشاق ذات سے ہوش و صبر کے تمام رشتے ٹوٹنے لگتے ہیں۔ وہ بے اختیار ہو جاتا ہے، اپنے آپ سے بے خبر اور دنیا کے ہر تعلق کو بھول جاتا ہے

؎ عکس رخسارۂ ساقی بنمود از رُخ جام ہوش و آرام زمستانِ می عشق ربود (۴)

---

(۱) خواجہ شمس الدین حافظؒ۔ دیوان حافظ۔ مطبوعہ تہران ۱۳۲۸ ش۔ ص ۵

(۲) خواجہ معین الدین چشتی رح۔ دیوان معین الدین چشتی۔ لاہور۔ ص ۱۶

(۳) سعدی شیرازی

(۴) خواجہ معین الدین چشتی رح دیوان معین الدین چشتی رح۔ مطبوعہ لاہور ص ۱۷

Marfat.com

؎ دگر کہ غمزۂ ساقی کرشمہ فرمود
کہ ہوش و صبر زمستانِ بزمِ عشق ربود (۵)

بیت کے آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ اس عاشق ذات کے قربان جائیے جس نے محبوب حقیقی کے حضور میں اپنا خون پیش کر دیا۔ جیسا کہ اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین ایک حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے طلب کیا، پالیا، جس نے مجھے پالیا، مجھ سے محبّت کی، جس نے مجھ سے محبّت کی اس نے مجھے پہچان لیا، جس نے مجھے پہچانا وہ مجھ پر عاشق ہوا۔ جو مجھ پر عاشق ہُوا اس کو میں نے قتل کیا، جس کو میں نے قتل کیا پس اُس کا خون بہا میرے ذمہ ہے اور میں اس کا خونبہا ہوں (۶) سبحان اللہ

؎ غذائے ممی در دنیا بجز خون جگر نبود
کہ دارد ضعف دل او را کباب خونچکاں دادن (۷)

---

(۵) خواجہ معین الدین چشتی رح دیوان معین الدین چشتی۔ مطبوعہ لاہور ص ۲۱

(۶) من طلبنی وجدنی ومن وجدنی احبنی ومن احبنی عرفنی ومن عرفنی عشقنی ومن عشقنی قتلتہٗ ومن قتلتہٗ فعلی دیتہ وانا دیتہٗ۔

(لشکریہ سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو لاہور۔ ۱۹۶۸ء ص ۸۰)

(۷) عبدالقادر جیلانی رح۔ دیوان غوث اعظم۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۳۶

Marfat.com

غ۔ غوث قطب ہن اوہے اوہ رے عاشق جان اگیرے ہو (۱)ہ

۱۴۲ جہڑی منزلِ عاشق پہنچن اوتھ غوث نہ پاون پھیرے ہو (۲)

عاشق وچ وصال دے رہندے جنہاں لامکانی ڈیرے ہو (۳)

میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ہو (۴)

لغت :۔ اوتھ : وہاں۔ جہڑی؛ جس کسی۔ جونسی

ترجمہ :۔ ۱۔ (مقام) غوث و قطب (انتہائے فقر فنا فی اللہ ذات) سے اِدھر بہت ادھر ہے۔ عاشقان (ذات) تو (ان مقامات سے اور) آگے (گزر) جاتے ہیں۔

۲۔ جس منزل (اولیٰ پر) عاشقان (ذات) پہنچتے ہیں۔ وہاں (مرتبہ) غوثیت والوں کا گزر تک نہیں ہے۔

۳۔ وہ عاشقان (ذات) جنہوں نے لامکان میں ڈیرے لگائے ہوئے ہوتے ہیں۔ (وہ تو فنا فی الذات ہوکر (ہمیشہ) وصال (ذات) میں رہتے ہیں۔

۴۔ اے باہو۔ میں ان (عاشقان ذات) کے قربان جاؤں جنہوں نے (راہ فقر و معرفت میں فنا فی الذات ہوکر عین) ذات میں بسیرا کر لیا ہے۔

---

(۱) ہ

ہ اکثر نسخوں میں 'ہن' کے بجائے 'نے' یا (نیں) درج ہے

(۲) ہ

(۳) ع۔ذ۔ہ۔ف

(۴) ع۔ب

Marfat.com

تشریح : یہ بیت توحید حقیقی کے مرتبہ تنزیہی سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصہ ا کے بیت نمبر ۳ میں ملاحظہ ہو۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں "اگر فقیر کو مرتبہ ولایت، غوثی، قطبی، اوتادی، ابدال یا مرتبہ دنیوی یا مرتبہ آخرت حاصل ہو تو اس پر ایک نگاہ بھی نہیں ڈالتا بلکہ سلطان الفقر فی اللہ پر اس کی نگاہ رہتی ہے" (۱)

پھر فرمایا "جو شخص جو کام کرتا ہے اسی سے موسوم ہوتا ہے۔ اسی طرح عارف ولی صاحب مکاشفہ صاحب مجالس، صاحب مجاہدہ، صاحب مشاہدہ، صاحب مجادلہ، صاحب محاسبہ، صاحب قرب، صاحب نور اور صاحب حضور ہوتا ہے۔ اہل باطن اولیاء، صاحب صفا، صاحب نفس، صاحب غوث، صاحب قطب، صاحب روح، ابدال و اوتاد، صاحب ستر اور صاحب درویش ہوتا ہے لیکن فقر کے مراتب اور ہی ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا تمام مراتب اگر ایک جگہ جمع کئے جائیں تو فقر کے مراتب کا عشر عشیر بھی نہیں۔ ان مراتب والے غرق فی اللہ سے بے خبر اور خدا نارسیدہ ہوتے ہیں۔ ان کا ہر ایک مرتبہ فقر سے بعید ہوتا ہے۔ گو انہوں نے فقر کے مراتب کو سنا ہو لیکن صرف سننے سے کام نہیں چلتا۔ وہ باوجود سننے کے حجاب میں رہتے ہیں۔ پس فقیر کسے کہتے ہیں فقر کے مراتب لاتعداد اور لاانتہا ہیں۔ لاہوت و لامکان اس پر عیاں ہیں۔ اسی وجہ سے فقیر کی شان سب سے بڑی ہے۔ فقیر کو مذکورہ کا دیدار ہوتا ہے۔ نیز اسے قرب دیدار حاصل ہوتا ہے اگر کوئی پوچھے کہ دیدار کے یہ مراتب کس اعتبار سے ہیں تو جواب دو کہ "الفقر فخری والفقر منی" کی وجہ سے" (۲)

---

(۱) اگر فقیر را مرتبہ ولایت ولی یا آنکہ مرتبہ غوثی یا آنکہ مرتبہ قطبی یا آنکہ مرتبہ اوتادی یا آنکہ مرتبہ ابدال یا آنکہ مرتبہ دنیا یا آنکہ مرتبہ عقبیٰ میداند فقیر بدیں مرتبہ ہا ناسوتی کمینہ ہرگز نگاہ نکند بجز سلطان الفقر فی اللہ۔
سلطان باہو۔ تیغ برہنہ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۲۲

(۲) ہر یکے را نام بکسب اعلام شد ۔۔۔ تا ۔۔۔ بگو جواب فی اللہ بے حجاب مرتبہ الفقر فخری والفقر منی۔
(سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۴۸ھ۔ ص ۵۰

Marfat.com

اور فرمایا "غوث قطب اور فقیر کے مراتب میں یہ فرق ہے کہ غوث قطب تو عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک تمام طبقات زمین و آسمان کی سیر طیر، علم لوح محفوظ کا مطالعہ اور عرش سے اوپر ستر ہزار منزلوں کی سیر کر سکتا ہے۔ اور بس اسی کو انتہائی مراتب کہتے ہیں لیکن فقیر ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا کیونکہ وہ ہر وقت انوار دیدار میں مستغرق رہتا ہے اور اسے حضوری اور قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ بیت میں ہے کہ فقر خدا تعالیٰ کا راز ہے اس کی ابتدا اور انتہا میں دیدار الٰہی ہے۔ (۳)

---

(۳) درمیان مرتبہ غوث و مرتبہ فقیر چہ فرق است کہ از عرش تا تحت الثریٰ طیر سیر جملہ طبقات زمین و آسمان و مطالعہ علم لوح محفوظ و ہفتاد ہزار منزل فوق العرش در عمل و با یک نظر در حکم غوث قطب است این چنیں مراتب ابتدائی و انتہا میگویند طبق عن طبق ہوائے نور کہ فقیر ہرگز نظر نکند بطیر سیر ہوا نود کہ دوام فرق انوار مشرف دیدار و مشاہدہ با قرب اللہ حضور بہ نظر اللہ منظور ؎

فقر یک ستر اسرار خدا ابتدائی انتہا بیند لقا

سلطان باہو۔ امیر الکونین مکتوبہ ۱۳۰۸ھ ص ۴۷

Marfat.com

ف۔ فجری ویلے وقت سویلے نت آن کرن مزدوری ہو (۱)ہ

۱۴۲ کانواں ہلاں ہکسی گلاں تریجھی رلی چنڈوری ہو (۲)◎

مارن چیخاں تے کرن مشقت پٹ پٹ سٹن انگوری ہو (۳)◎◎

ساری عمر پٹیندیاں گزری باھو کدی نہ پئی آ پوری ہو (۴)

لغت: کانواں: کوؤں نے ۔ ہلاں: چیلیں۔ پٹیندیاں: روتے دھوتے۔ نہ پئی آ: نہ ہوا۔

ترجمہ: ۱۔ (یہ زاہدان بے معرفت یہ طالبانِ خام بھی) ہمیشہ ہر فجر صبح سویرے آ کر (عبادت ظاہری) کی مزدوری کیا کرتے ہیں۔

۲۔ (یہ طالبان دنیا حرص کے) کوّے اور (لقمۂ حرام کی) چیلیں ہیں جو کہ یکجا ہمکلام ہیں اور تیسری (بے صبری کی) چنڈوری (طالب ناقص) بھی ساتھ مل گیا۔

۳۔ (ان زاہدان بے معرفت کی عبادت ایسی ہے جیسے مندرجہ تینوں پرندے کاشتہ زمین میں) چیخیں مارتے ہیں اور (محنت) مشقت بھی کرتے ہیں (لیکن نتیجتاً کاشتہ) انگوری کو کھود کھود کر نکال پھینکتے ہیں۔ (اور کاشتہ بے برگ و بار ہو جاتا ہے)

۴۔ اے باھو (ان زاہدان بے معرفت کی ساری عمر پٹتے گزر گئی لیکن ان کی کمی کبھی پوری نہ پڑی۔ (اور انہیں حصول معرفت نہ ہوا)

---

(۱) ا ک۔ ہ نسخہ ع میں یوں ہے ع فجریں ویلے وقت سویرے نت آن کرن مزدوری ہو

(۲) ب ◎ ع میں 'ہلاں' کی بجائے 'آلاں' درج ہے۔

(۳) ا ک۔

ہ ہ۔ ع میں یوں ہے ع مارن چیخاں تے کرن مشقت پٹ پٹ کڈھن انگوری ہو

ی میں یوں ہے ع گھر سوارن کرن مشقت پٹ پٹ سٹن انگوری ہو

(۴) ۔ خ۔ ی۔ ع

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں :" اہل نفس کو ہمیشہ بے اطمینانی اور پریشانی رہتی ہے اگر ان کو سارا جہان بھی دیا جائے تو بھی ان کا حرص پورا نہیں ہوتا" (۱)

اس بیت میں حضرت سلطان العارفین دنیا پرست کو چیل اور کوا کا نام دے رہے ہیں کیونکہ چیل اور کوے ہمیشہ حرام خوراک کی تلاش میں اڑتے پھرتے ہیں۔ اور دنیا پرست بھی ہمیشہ دنیا کے حصول میں سرگرداں پھرتا ہے۔ وہ دنیا پرست اس لئے ہیں کہ وہ ہر جائز ناجائز طریقہ سے مال جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ وہ دوسروں کا حق کھاتے ہیں۔ اور حق پرست فقیر کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ انہیں حضرت سلطان العارفین چیل اور کوؤں کا ساکردار رکھنے والوں میں شمار کرتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین نے ایک اور قسم زاہدان بے معرفت کی بھی بتلائی ہے۔ جسے چنڈوری کا نام دیا ہے۔ چنڈوری میں ناعاقبت اندیشی اور مکمل بیوقوفی کے اوصاف ہوتے ہیں۔ اس کی ہر محنت رائیگاں جاتی ہے۔ کیونکہ نہ وہ دین میں راسخ ہیں اور نہ دنیا میں کامیاب ہیں۔ یہ دونوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ بیت میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ صبح سے ہی یہ بے معرفت زاہد اپنی ریاضتوں میں لگ جاتے ہیں۔ جن کی مثال چنڈوری جیسی ہے۔ ان کے دوش بدوش دنیا پرست (چیل اور کوے) بھی خوب اپنی دنیاداری میں مصروف ہو جاتے ہیں لیکن یہ چنڈوری جو ظاہر عبادت اور زبانی کلمہ گوئی میں تو طاق ہے مگر باطن میں کوئی صفائی پیدا نہ کر سکی۔ اس کے باطن میں دنیا پرست جیسا حرص۔ حسد۔ منافقت اور فریب کاری موجود ہے۔ یہ گویا اپنے توشہ عاقبت کو خود ہی ساتھ ساتھ اجاڑتی چلی جاتی ہے۔ اور یہ ناعاقبت اندیش نہ دنیا کی رہتی ہے اور نہ دین کی۔ نہ کوؤں کی چال سیکھ سکی اور نہ شاہباز کے اوصاف پیدا کر سکی یہ چنڈوری ہر طرف سے محروم رہی اس کی تمام عمر مشقت و محنت میں گزرتی ہے مگر اسے نہ حصول دنیا ہو سکتا ہے اور نہ حصول معرفت ذات۔

---

(۱) اہل نفس را صورت بی جمعیت و پریشان اگر تمام عالم باو مید ہی حارص و سیر نگردد۔
سلطان باہو ــــ کلید التوحید۔ مکتوب ۱۳۰۶ھ۔ ص ۸)

Marfat.com

ق۔ قلب ہلیا تاں کیا کجھ ہویا کیہ ہویا ذکر زبانی ہو (۱)
۱۴۴ قلبی، روحی، خفی، سِرّی۔ سبھے راہ حیرانی ہو (۲)ہ
شہ رگ توں نزدیک جلیندا یار نہ ملیوس جانی ہو (۳)◎
نام فقیر تنہاندا باھو جہڑے وسدے لا مکانی ہو (۴)ہہ

لغت: ہلیا: ہلا۔ جلیندا: رہتا ہے۔ وسدے: رہتے ہیں آباد ہوتے ہیں

ترجمہ: ۱۔ (اے درویش) اگر (تیرا) دل (ذکر سے) ہلنے لگ گیا (یا تو نے) زبانی ذکر کر لیا تو کونسا (کمال) ہوا۔

۲۔ (سب اذکار) قلبی روحی، خفی، سری (وغیرہ) سب (منازل راہ ہیں) (اور باعث) حیرانی ہیں۔

۳۔ (مقصود حقیقی تو اس ذات پاک کا وصال ہے جو کہ) شہ رگ سے بھی (زیادہ) قریب رہتا ہے (اے طالب تو نے سارے ذکر اذکار تو پورے کر لئے لیکن ترے دل و جان میں) بسنے والا محبوب (تجھے) نہ ملا۔

۴۔ اے باہو۔ فقیر تو (ان عارفان کامل) کا نام ہے (جو کہ واصل ذات ہو کر) لامکان میں بستے ہیں۔

---

(۱) ا

(۲) ب۔ ہ نسخہ ب میں البتہ (خفی) کی بجائے (مخفی) درج ہے

(۳) ا ک۔

◎ نسخہ ا میں (جلیندا) کی بجائے (جئیندا) درج ہے۔ غالباً کاتب سے جلیندا کی "ل" غلطی سے رہ گئی ہے۔ نسخہ ب میں یوں ہے ع شہ رگ تھیں نزدیک جلیندا یار نہ ملیا جانی

(۴) ا ک۔ ہہ اکثر نسخوں میں یوں ہے ع نام فقر تنہا ندا باھو جہڑے وسن لامکانی ہو۔

Marfat.com

تشریح: یہ بیت توحید حقیقت کے مراتب تنزیہی وانفسی سے متعلق ہے۔ جس کی تفصیل حصہ ا کے بیت نمبر ۳ اور حصہ ظ کے بیت ۱۱۹ میں دیکھئے۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں "حدیث شریف میں وارد ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ(۱) کا آئینہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں اپنے پروردگار(۲) کو دیکھا۔ دم کو بند کرنا اور دل کو حرکت دینا قلبی ذکر نہیں۔ ایسا کرنے والے اہل کلب ہیں (نہ کہ اہل قلب)۔۔۔۔۔ اور اہل قلب ہمیشہ اہل حضور ہوتے ہیں اور اہل قلب کو مرتبہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتا ہے۔ اور اہل قلب فقر کو اولیاء کہتے ہیں۔ اور اولیاء اسے کہتے ہیں جسے کوئی حاجت نہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ فقر کو اللہ کے سوا کسی کی ضرورت نہیں(۳)۔ بلکہ ہر چیز اس کی محتاج ہوتی ہے۔ پس جو شخص اپنے تئیں اہلِ قلب کہے اور روزی کی طلب بادشاہ سے کرے اور سونا چاندی درم و دینار کی تلاش میں رہے۔ وہ جھوٹا اہل سلب ہے۔ طالب حقیقت کو خوب معلوم ہے کہ کون کتا (کلب) ہے۔ صاحب قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبا حاصل ہوتی ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ میرے اولیاء میری قبا تلے ہیں، ان کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ (۴)

پس اللہ کی قبا قلب پر ہوتی ہے۔ اور قالب بھی قلب بن جاتا ہے۔ اس کے مغز و پوست میں وہی ذات سما جاتی ہے۔ فقیر پر اسم اللہ جاری ہو جاتا ہے اور ذکر اللہ جاری ہو جاتا ہے ہڈیوں میں بھی اسم اللہ اور ذکر اللہ جاری ہو جاتا ہے۔ اس کے خون میں بھی اسم اللہ و ذکر اللہ رواں ہوتا ہے۔ اگر ذاکر کے قلب کے خون کا ایک قطرہ زمین پر گر جائے تو خون سے اللہ کا اسم

---

(۱) المومن مرآۃ المومن (حدیث)

(۲) رایتُ قلبی ربّی۔

(۳) الفقر لا یحتاج الّا الی اللہ (حدیث)

(۴) انّ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم سوائی (حدیث قدسی)

Marfat.com

تحریر ہوجاتا ہے۔ ذاکر قلب کے ہر رگ، چشم، پوست، زبان اور کان میں اسم اللہ و ذکر اللہ جاری ہو جاتا ہے۔ پس ذاکر قلب کا تمام بدن اسم اللہ ہو جاتا ہے اور اسم میں خناس خرطوم کی جگہ نہیں رہتی خطرہ اور وسوسہ شیاطین و شیطان کا نہیں رہتا۔ کیونکہ مقام پاک ہو جاتا ہے۔ پس ایسے فقیر کا وجود قدرت الٰہی ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں فقیر جو کچھ کہتا ہے۔ گویا کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت سے کہتا ہے۔ جو کچھ فقیر سنتا ہے، اسم اللہ سنتا ہے گویا کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت سے سنتا ہے۔ وہ جو کچھ دیکھتا ہے گویا خدا تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس طرف تم رُخ کرو، اسی طرف اللہ کا چہرہ ہے(۵)۔ یہ ہیں مغز و پوست میں ہمہ اوست کے معنی۔ شریعت کی پابندی رکھو۔ اے دوست! یہ استدراج نہیں ہوتا نعوذ باللہ منہا۔

جو فقیر دنیا کا دوستدار ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔ اس پر ذرہ بھر اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ بادشاہ اور امیروں کا آشنا بھی خدا کا دشمن ہے۔ ذاکر قلب سلطانی، محبت الٰہی میں مسرور اور دوست کے ساتھ یک جان ہوتا ہے" (۶)

فنین فرمایا " یہ بات جان لو کہ جو لوگ اکثر حبس دم (سانس بند) کرتے ہیں اور دل کے ہلنے کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دل کا ذکر حبس دم سے ہے۔ یہ طریقہ زندیقوں کا ہے اور کافروں کی عبث رسم ہے۔ جو زنار (جنیو) پہننے والے دونوں جہان میں خوار، تیلی کے بیل کی طرح چکر میں ہیں۔ توحید الٰہی سے بے خبر اور پریشان حال ہیں"۔ (۷)

---

(۵) قولہٗ تعالیٰ۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ

(۶) حدیث المومن مرآۃ المومن قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ ..... تا ..... پس اینست معنی ہمہ اوست در مغز و پوست با شریعت محکم باش اے دوست کہ آں نہ استدراج شود نعوذ باللہ منہا فقیر دوستدار دنیا دشمن خدا است بر دا اعتبار ہیچ نخواہد آورد و آشنائے بادشاہ و امراء نیز دشمن خدا است و بعشق محبت الٰہی مسرور است۔ ذاکر قلب سلطانی کہ جانی باجانی است۔ (سلطان باہو۔ محبت الاسرار، مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۲ تا ۱۹)

(۷) سلطان باہو۔ محک الفقر خورد۔ ترجمہ اردو۔ چنین الدین۔ ۱۹۶۱ء م۔ ص ۵۲

Marfat.com

قرآن کریم میں وارد ہوتا ہے - اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں - (۸)
ڈاکٹر میر ولی الدین لکھتے ہیں یہاں ضمیر نحنُ کا مشارٌالیہ ذات ہے۔حرف استدراک لاکن کے ملانے سے قرب صفاتی کی قید کا اشتباہ بھی مرتفع ہوگیا ۔صفات تو ظاہر ہے کہ امور معقولہ سے ہیں ۔جن کا ادراک علم وبصیرت سے متعلق ہے ۔ اور قرب ذاتی حسّی ہے اور بصارت سے متعلق ہے ۔ یہاں حق تعالیٰ نے لاتعلمون یا لاتعقلون نہیں فرمایا بلکہ لاتبصرون فرمایا۔ کیونکہ نی حد ذاتہٖ مثل صفات کے معقول نہیں مدرک بالحس ہے ۔ (۹) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ۔ اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں (۱۰)

حضرت سلطان العارفین نے اس بیت میں تمام کیفیت مکمل قرب ذاتی کا ہی اظہار فرما رہے ہیں ۔ جس قرب ومعیت کا ثبوت قرآن پاک میں آتا ہے ۔

حضرت سلطان العارفین نے فقیر کی شان بیان فرمائی ہے کہ فقیر تو وردو وظائف اور توجہ قلب کی ریاضتوں میں نہیں پھنسا رہتا بلکہ وہ تو مکان کے تمام تکلفات سے بعید ہوکر اس لامکان سے وابستہ ہوچکا ہوتا ہے جو انسان کو اپنا عظیم راز عنایت فرماتا ہے کہ میں تو تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

حدیث : ابن حاتم نے معاویہ بن جعد سے روایت کی ہے کہ' ان اعرابیا قال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اقریبٌ ربّنا فنناجیہ ام بعید فنناديہ فسکت النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ واذا سالک عبادی(۱۱) عنی فانّی قریب' یعنی ایک اعرابی نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارا رب نزدیک ہے کہ ہم اس سے سرگوشیاں کریں' یا دُور ہے جو ہم اس کو پکاریں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے ۔ نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو

---

(۸) ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون (الواقعہ ۸۵)

(۹) ڈاکٹر میر ولی الدین ۔قرآن وتصوف ۔ ص ۶۶

(۱۰) ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (۲۶ ع ۱۶)

(۱۱) (۲ ع ۶) اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔

Marfat.com

یعنی جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو سو میں قریب ہوں۔ (۱۲)

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہٗ درویش سے اسی ضمن میں فرماتے ہیں کہ تُو تو وردو وظائف کے دھندوں میں پھنسا ہُوا ہے تمہارے یہ سب کام تمہیں حیرت کے سوا کچھ نہ دے سکیں گے۔ فقر کا مقام تو اس سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ فقیر تو وہ ہے جس کا رشتہ حق تعالیٰ سے منسلک ہو چکا ہوتا ہے۔ اور فقیر وہ ہے جو نحن اقرب الیہ من حبل الورید کی آیتہ کی منہ کو سمجھ کر اس ذات قریب کا حقیقی قرب حاصل کر چکا ہوتا ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کیا تم کو خبر نہ دوں اس چیز کی جو تمہارے لئے بہتر ہے اور افضل ہے اس سے کہ تم تمہارے دشمنوں سے ملو۔ پھر وہ تمہاری گردنیں اڑائیں اور تم ان کی گردنیں اڑاؤ۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا وہ ذکر اللہ ہے۔ یاد خدا ہے ذکر کی فضیلت اس لئے ہے کہ اس نشاۃ انسانی کی صرف وہی قدر جانتا ہے جو (اس سے جو ذکر مطلوب ہے) اس کو کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ذاکر کا ہمنشین رہتا ہے اور ہمنشین ذاکر کو مشہود ہوتا ہے۔ وہ ذاکر جو حق تعالیٰ کا مشاہدہ نہیں کرتا حالانکہ حق تعالیٰ اس کا جلیس ہے ہمنشین ہے، تو وہ حقیقی ذاکر ہے ہی نہیں۔ کیونکہ ذکر اللہ تمام اجزائے عبد میں ساری و جاری رہتا ہے وہ تخلیق انسانی کو کیا جانے گا۔ جو صرف زبان سے خدا کا ذکر کرتا ہے۔" (۱۳)

گویا حق تعالیٰ جس کا جلیس ہو جائے وہ تو زبانی ذاکر نہیں رہتا بلکہ وہ فقیر ہے۔ جس کے لامکانی مرتبہ کے بارے میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ واضح رہے کہ فقیر اسے کہتے ہیں جسے قرب ربانی، نفس فانی کی سلطانی ناظر عیانی، نظر لامکان اور روحانی مرتبہ حاصل ہو اور اگر لاہوت ولامکان میں آکر دونوں جہان کی طرفوں کو دیکھے تو وہ اسے رائی کے دانے اور مچھر کے پر کے برابر دکھائی دے۔ (۱۴)

---

(۱۲) بشکریہ ولی الدین۔ قرآن و تصوف ص ۶۶

(۱۳) ابن عربی۔ فصوص الحکم۔ ص ۲۲۶

(۱۴) سلطان باہو۔ نقش بیدار۔ ترجمہ اردو۔ چشتی الدین لاہور ۱۹۸۶ء ص ۱۰

Marfat.com

ک کل قبیل کو بیسُر کہندے کارن دُرجر دے ہو (۱) ٥

۱۴۵ شش زمین تے شش فلک تے شش پانی تے تردے ہو (۲) ◎

چھیاں حرفاں وچ سخن اٹھاراں دو دو معنی دھردے ہو (۳) ٥٥

مرشد ہادی صحی کر سمجھایا باھو اس پہلے حرف سطر دے ہو (۴) ٥

لغت:۔ کل قبیل: تمام قبیلے۔ ہر قسم کی مخلوقات؛ کو بیسر: کوی سُر۔ دو ہے۔ ماہیا گانے والے۔ نغمۂ فراق کارن: کے لئے؛ کہندے: کہتے ہیں؛ تردے: تیرتے ہیں؛ دھردے: رکھتے ہیں۔ خیال کرتے ہیں

صحی: صحیح

ترجمہ:۔ (۱) تمام (قسم کی مخلوقات اور اٹھاراں ہزار) قبیلے دریائے (معرفت ذات الٰہی کے عرفان کے) موتی حاصل کرنے کے لئے اپنی اپنی زبان اور ودیعت ایزدی میں) نغمہ (درد فراق) الاپتے ہیں۔ (اور اس کی تسبیح کہتے ہیں)

۲۔ (سخن ہائے متبرکہ میں) چھ تو زمین پر ہیں چھ آسمان پر ہیں اور چھ پانی پر تیر رہے ہیں۔

۳۔ (چھ حرفوں میں اٹھاراں سخن ہیں (جن میں ہر ایک حرف) دو دو معنی رکھتا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ مرشد کامل نے (یہ اسرار معما) سطر کے پہلے (ہی) حرف میں پوری طرح سمجھا دیا۔

---

(۱) ج۔ ٥ نسخہ ب ف ع ف۔ ذ وغیرہ میں یوں ہے ع سب تعریف کو بیشر کردے کارن در کردے ہو

نسخہ ک میں (کو بیشر کی بجائے (قوی سر) درج ہے۔

(۲) ا ک ◎ نسخہ ب۔ ہ میں یوں ہے ع شش فلک تے شش زمیناں شش پانی تے تردے ہو

(۳) ج۔ ا ک۔ ٥٥ ع ب۔ ف۔ ش۔ ذ میں یوں ہے ع چھیاں حرفاں دے سخن اٹھاراں اوتھے دو دو معنی دھردے ہو

نسخہ ہ میں یوں ہے ع چھ لفظاں دے حرف اٹھاراں سو سو معنی دھردے ہو

(۴) ا ی ٥ ع۔ ف۔ ش۔ ذ میں یوں ہے ع پر باھو حق پچھانیوں ناہیں پہلے حرفہ سطر دے ہو

نسخہ ہ میں یوں ہے ع باھو حق پہچان ناہیں پہلے حرف سطر دے ہو

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین اس بیت میں بیان فرما رہے ہیں کہ

تشریح : ہر چیز اس دُرِ بحر (ذات الٰہی) کے فراق میں نغمہ الاپ رہی ہے

بقول رومیؒ ــــ بشنو از نی چوں حکایت می کند۔ وز جدائیہا شکایت می کند۔ (۱)

فرمانِ الٰہی۔ کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ واسطے اس کے جو کوئی بیچ آسمانوں کے اور جو کوئی بیچ زمینوں کے ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمیوں میں سے (۲)

بس جو کوئی نزدیک پروردگار تیرے کے ہیں تسبیح کرتے ہیں واسطے اس کے رات اور دن اور وہ نہیں تھکتے۔ (۳)

اور سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا (۴)

کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ کو تسبیح کرتا ہے واسطے اس کے جو کوئی بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے اور جانور پرند پر کھولے ہوئے (۵)

یہ جملہ مخلوق جو نغمہ فراق میں مشغول ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ۶ ہزار زمین کی مخلوق (انسان، حیوان، چرند، پرند، نباتات، جمادات) اور چھ ہزار آسمان سے متعلق مخلوق (کرہ ہوائی کے طبقات، ستارے اور سیارگان افلاک) اور چھ ہزار پانی سے متعلق مخلوق (ہر قسم کے سمندر ان میں جاندار مخلوق۔ جمادات، نباتات، مائعات و معدنیات) شامل ہے۔

تیسرے مصرعے میں فرماتے ہیں کہ چھ حروف میں اٹھارہ سخن ہیں۔ یہی وہ مصرعہ ہے۔ جس سے

---

(۱) جلال الدین رومی۔ مثنوی (مثنوی مولوی روم مع شرح بحر العلوم جلد کلاں مطبوعہ نولکشور۔ ۱۲۹۳ھ۔ ص ۴)

(۲) الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السمٰوٰت و من فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس (پ ۱۷ ع ۹)

(۳) فالذین عند ربک یسبحون لہ باللیل والنہار وہم لا یسئمون (پ ۲۴ ع ۱۹)

(۴) الحمد للہ رب العالمین (الفاتحہ۔ ۱)

(۵) الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السمٰوٰت والارض والطیر صٰفّٰت۔ (پ ۱۸ ع ۱۲)

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین ظاہر فرماتے ہیں کہ تمام عالم جو خدا کی تسبیح کر رہا ہے ان اذکار کی برکت سے لامکانی کیفیت میں پہنچ جاتا ہے۔ اب اسی بات کی وضاحت چاہیئے۔ چھ حروف دراصل یہ ہیں۔ اللہ، للہ لہٗ۔ ھو۔ محمد، فقر (یا کلمہ طیبہ) انہی حروف میں جو حروفِ تہجی ہیں ان کی تعداد اٹھارہ ہے۔ گویا یہی چھ اسمائے مقدسہ ذکر اور تصوّر کا منبع اور مرجع ہیں۔ جن کے ذکر اور تصور کرنے سے انسان ناسوتی دنیا سے نکل کر عالم لاہوت میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ سمجھنا ہوگا کہ کلمہ طیبہ پر عامل ہونا گویا فقر حاصل کرنا ہے اس تیسرے مصرعہ میں پھر فرماتے ہیں کہ (دو دو معنی دھر دے) یعنی دو دو معنی لئے جاتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان چھ اسمائے مقدسہ میں ہی جملہ کائنات کے علوم ظاہر و علوم باطن پنہاں ہیں۔ گویا ہر ایک اسم اپنے میں دو دو معانی کا حامل ہے۔ ایک معنی ظاہر اور دوسرا معنی باطن۔ جن سے مراد علوم ظاہر و باطن ہیں۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد کامل نے تو ہمیں پہلے حرف کے تصوّر میں ہی سب کچھ علم ظاہر و علم باطن سکھا کر لامکانی حالت عطا فرمادی۔

اس تمام مفہوم کی وضاحت حضرت سلطان العارفین کی زبان میں دیکھئے

فرماتے ہیں "اسم اللہ ذات کا تصوّر چھ قسم کا ہوتا ہے۔ اسم اللہ، اسم للہ، اسم لہٗ، اسم ہُو، اسم محمد صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و کلمہ طیبّ لا الہ الا اللہ محمدّ رسول اللہ

جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ اور پیغمبرِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر ایک نام اور کلمہ طیبہ میں محو ہوتا ہے تو تمام گناہ اسمِ ذات کے نور میں چھپ جاتے ہیں۔ یہ اسے حاصل ہوتا ہے جو اذا اتم الفقر فھو اللہ۔ جب فقر تمام ہوتا ہے تو وہی اللہ ہے۔ کے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔ نیز وہ موتوا قبل ان تموتوا یعنی مرنے سے پہلے مر جانا کا مقام بھی حاصل کرتا ہے۔ یہ سب کچھ کامل مُرشد اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبّ کے حاضرات و تصوّر سے دکھلا دیتا ہے۔ ذکر کی چابی اسم اللہ ذات کا تصوّر ہے جسے اسم اللہ ذات کا تصوّر حاصل ہے۔ اسکے مغز اور پوست میں اسم اللہ ذات سرائت کیے ہوتا ہے۔ نیز اسی موقعہ پر ہی ذکر خفیہ عین العیانی، ذکرِ سلطانی، ذکرِ قربانی اور ذکر مجموعہ العلم ذکر حیّ قیوم کے اسرار کھلتے ہیں۔ (۱) اور اس کے بعد وہ زندگی اور موت میں توحید سے

---

(۱) دیکھئے اللہ اذکار کی تفصیل کلید جنت مصنفہ سلطان باہو، ترجمہ اردو متین الدین۔ ۱۹۶۸ء۔ ص ۱۵۱

Marfat.com

نہیں نکل سکتا۔ ہمیشہ خدا سے ہمکلام اور مجلسِ محمدی سے مشرف رہتا ہے۔

جب سالک لہٗ للہٗ کا تصوّر کرتا ہے تو وہ اسے ہمیشہ کے لئے اللہ تعالےٰ کا منظورِ نظر بنا دیتا ہے اور دونوں جہان سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ نفس و شیطان کو قتل کر ڈالتا ہے۔ اس وقت نفس قلب کا لباس پہن لیتا ہے۔ اور قلب روح کا اور روح سر کا لباس پہن لیتا ہے۔ چاروں ایک ہو جاتے ہیں۔ تب اسے فنا اللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

جب سالک اسم ہو کا تصور کرتا ہے۔ علم دعوت شروع ہی میں اسے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ حافظ ربانی ہوتا ہے۔ دل زندہ اور نفس مردہ ہوتا ہے۔

اسم محمد کے تصوّر سے حضرت محمد رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے میم سے معرفت الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ حرف ح سے حضوری نصیب ہوتی ہے۔ دوسرے میم سے دونوں جہان کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ اور دال سے تمام مقاصد روشنما ہوتے ہیں۔

اسم فقر کے تصوّر کرنے سے وہ لایحتاج ہو جاتا ہے۔ اسے دنیا اور آخر کے تمام خزانوں کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔ جس چیز کو ہونے کے لئے کہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہو جاتی ہے۔ اسے سلطان الفقر کہتے ہیں۔

اسم اللہ اسم اعظم ہے۔ اسم للہٗ اسم معظم ہے۔ اسم لہٗ اسم مکرم ہے اسم ہو اسم عظمت ہے واضح رہے کہ مخلوق کی کوئی چیز اور توحید آیاتِ قرآنی سے باہر نہیں۔ تمام خشک و تر اسی میں ہے۔ جو لوگ لامکان میں پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نورِ توحید کے دریا میں ہم غوطہ لگا آئے ہیں۔ جب اس کی مثال ہی نہیں کیونکہ لامکان ایک غیر مخلوق چیز ہے تو پھر اس کا نام لامکان کیوں رکھ سکتے ہیں۔ صرف اس واسطے لامکان کہتے ہیں کہ وہاں نہ دنیا کی گندگی ہے نہ نفس کی خواہشات وہاں تو ہمیشہ بندگی میں غرق رہتے ہیں۔ شیطان کبھی امکان نہیں پہنچ سکتا۔ قولہٗ تعالےٰ۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ (لامکان) میں جس طرف بھی دیکھو گے نورِ توحید نظر آئے گا۔

یہ مراتب رفاقتِ محمدی صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور شریعت اور کلمہ طیّب کی برکت سے حاصل ہو گئے ہیں۔ یہ ہے لامکان کی تحقیق۔

اس کے لئے طالب کو چار ذکر۔ چار فکر اور چار مراقبہ میں پختہ ہونا ہوتا ہے۔ چار ذکر ما ذکر زوال

Marfat.com

ذکر کمال ۔ ذکر وصال اور ذکرِ احوال (۱)

واضح رہے کہ تصوّر تین ہیں۔ اسم اللہ ذات کا تصور، اسم محمد کا تصور اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمدّ رسول اللہ کا تصوّر۔ تصور سے پہلے دو علم واضح ہوتے ہیں۔ ایک علم ظاہر یعنی عبادت و معاملات کا علم دوسرا علم باطن یعنی معرفت نور ذات ۔ العلم علمان علم المعاملاۃ وعلم المکاشفۃ"

جو مرشد پہلے دن طالب کو حضور محمدیؐ میں نورِ وحدانیت میں غرق نہیں کرتا وہ مرشد کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر سے پہلے ہی دن طالب کا نفس پاک، دل صاف اور روح اور سرّ مجلّا ہوتا ہے۔ چاروں ایک اور متفق ہو کر اصل کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ کیونکہ ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے"۔ (۲)

ہر شش اسماءِ قدس کے تصوّر کے لئے جو نقش حضرت سلطان العارفین نے لکھے ہیں ان کو ان کی نثر کی کتب میں دیکھئے (۳)

اس تمام جائزہ و وضاحت کے بعد بیت کا مفہوم سادہ اور مختصر الفاظ میں سمجھ لیجئے۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ہر قسم کی مخلوقات اس بحر معرفت کے موتی یعنی حق تعالےٰ کے عشق میں نغمہ فراق الاپ رہی ہے اور اس اٹھارہ ہزار مخلوق کا ایک تہائی زمین پر ایک تہائی آسمانوں پر اور ایک تہائی پانی میں بس رہا ہے۔ (اس جملہ مخلوق کی تسبیح۔ ذکر یا نغمہ فراق) چھ اسمائے مقدسہ اللہ۔ للہ۔ لہٗ۔ ھو۔ محمد۔ فقر۔ ہیں جنکے حروف تہجی کی تعداد اٹھارہ بنتی ہے۔ ان میں ہر ایک اسمائے مقدسہ سے دو دو قسم کے علوم منکشف ہوتے ہیں۔ علوم ظاہر و علوم باطن اور مرشد کامل نے تو حضرت باہو علیہ رحمتہ کو سطر کے پہلے حرف اللہ کے تصور سے ہی جملہ علوم منکشف فرما دیئے ہیں۔

---

(۱) چاروں اذکار کی تفصیل دیکھئے کلید جنت تصنیف حضرت سلطان باہوؒ۔ ترجمہ اردو چنن الدین ۱۹۶۸ ۔ ص ۲۲

(۲) سلطان باہوؒ کلید جنت ۔ ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۶۸۔ تلخیص از ص ۱۴ تا ص ۳۸ ۔

(۳) بالخصوص کتب نور الہدیٰ کلید جنت ۔ عین الفقر۔ شمس العارفین ۔ کشف الاسرار

Marfat.com

ک۔ کلمے دی کل تد پیوسے جداں کل کلمے وِنج کھولی ہو (۱)

۱۴۶ عاشق کلماں اوتھے پڑھدے جتھے نور نبیؐ دی ہولی ہو (۲)

چوداں طبق کلمیں دے اندر کیا جانڑے خلقت بھولی ہو (۳)

اسانوں کلماں پیر پڑھایا باھو جند جان اوسے توں گھولی ہو (۴)

لغت :۔ کل : سمجھ، ادراک، حقیقت۔ کل : مشینری، قفل، کنجی۔ ہولی : جشن

گھولی: قربان ہوئی جند: جان، روح، زندگی۔

ترجمہ :۔ ۱۔ (ہمیں) کلمہ (طیب کے کنہہ کی حقیقت) تب حاصل ہوئی۔ جب کلمہ (طیب) نے (اپنے ہی انوار سے) میرے ادراک کے قفل کو وا کیا۔

۲۔ عاشقان (ذات) جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ کلمہ طیب کو وہاں جاکر پڑھتے ہیں جہاں نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے نور مقدس (کے انوار) کی جلوہ گری کا جشن ہوتا ہے۔

۳۔ چوداں طبقات (ارض وسما کے حیات وبقا کا راز تو) کلمہ (طیب نفی اثبات) کے اندر (پنہاں ہے۔ یہ بھولے (اور ناواقف) لوگ (اس رازِ معرفت کو) کیا جانیں۔

۴۔ ہمیں کلمہ (طیب کی کنہہ کا سبق) پیر (کامل) نے پڑھایا میری جان اور روح اس (محسن اعظمؐ) پر قربان ہوں۔

---

(۱) ا۔ب

(۲) ا۔ نسخہ ب۔ ذ میں (کلمہ) پہلے اور (عاشق) بعد میں آتا ہے۔

(۳) ا۔ب۔ہ۔ذ۔

(۴) ا۔

نسخہ ب۔ذ میں (کلمہ) پہلے اور (اسانوں) بعد میں آتا ہے۔

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "اس (فقیر) کی روح دونوں جہان میں زندہ وسلامت ہے ۔ایک ساعت کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے ۔یہ تفکر اللہ کی رحمت کو منظور ہے ۔کیونکہ ذات صفات کی تجلی طالب کو مرتبہ نور حضور تک لے جاتی ہے ۔یسمع اللہ اس کی شان ہے یہ تجلی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیات سے ہے ۔

بیت ؎ موسٰی زہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

یہ مرتبہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے بیت ؎

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ
نگنجد درمکان لی مع اللہ

تو حق کو بلند کر اور بدعت باطل سے استغفار کر ۔مرشد عالم باللہ وہ مرد ہے جو تصور اللہ ذات سے راہ حضوری مقام لی مع اللہ کو کشادہ فرماتا ہے اور یہ کشادگی کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے ہے (۱)

درج بالا بیان سے بیت کا ادراک حاصل ہوجاتا ہے مفہوم کو مزید واضح کرنے کے لئے اب ہر ایک حصہ بیت کی علیحدہ علیحدہ تشریح کی جاتی ہے ۔یہ امر پہلے سمجھ لینا چاہیئے کہ بیت کے پہلے مصرعہ میں کلمہ طیب کے ذریعہ حصول معرفت کا بیان ہے ۔دوسرے مصرعہ میں عاشق کا مقام حضوری درج ہے ۔تیسرے مصرعہ میں نفی اثبات کا راز ہے اور چوتھے مصرعہ میں مرشد کامل کی مدح مندرج ہے ۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ـــــ کلمہ کی اصل حقیقت کا بھی اس وقت ادراک ہوا جب کلمہ سے معرفت حق حاصل ہوا ۔ایک مقام پر اسی بارے میں فرمایا ۔واضح رہے کہ انسان کے وجود میں سات قفل زبان ۔دل ۔روح ۔سر ۔خفی ۔اخفی اور توفیق الٰہی کے ہیں ۔اسی طرح سات قفل زمین کے ساتوں طبقوں کے ہیں اور سات ہی قفل سات آسمانوں کے ان کے علاوہ عرش ۔لوح قلم ۔لوح محفوظ ۔کرسی ۔مقام ازل

---

(۱) روح روحی فی الدارین تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین این تفکر است بدنظر رحمت اللہ منظور ..... تا .... حق بردار واز بدعت باطل استغفار مرد آں است مرشد عالم باللہ کہ از تصور اللہ ذات راہ حضوری از مقام لی مع اللہ بکشاید واز کلمہ طیب لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ۔ (سلطان باہو ۔اورنگ شاہی ۔مکتوبہ ۱۳۳۶ھ ۔ص ۱۶)

Marfat.com

مقام ابد۔ مقام دنیا۔ مقام عقبیٰ۔ مقام معرفت توحید ہوئی۔ مقام تجرید۔ مقام تفرید۔ مقام ناسوت۔ مقام ملکوت۔ مقام جبروت۔ مقام لاہوت۔ مقام مکان لامکانی الا اللہ اور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک کا ایک ایک قفل ہے۔ کامل وہ شخص ہے جو ایک دم میں ایک ہی قدم پر اسم اللہ کی کنجی سے جس سے مراد محض آیات قرآنی اور احادیث ننانوے اسمائے حسنیٰ باری تعالیٰ اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا طریق تحقیق ہے۔ مذکورہ بالا قفل کھول سکتا ہے۔ (۲)

اسی ضمن میں پھر فرمایا — طالب اللہ کو ہر منصب نور حضور سے دکھائی دیتا ہے اور ظاہر و باطن میں لوح محفوظ اس کے ضمیر میں رہتی ہے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمہ کے تصور کے جاننے سے پاک ذکر اسے نصیب ہوتا ہے۔ (۳)

فقیر کو برکت کلمہ طیب سے معرفت کے حصول سے حضوری مجلس محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا — کامل فقیر وہ ہے جو محبت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم مجلس ہو اور ایک گہرے دریا میں جسے دریائے توحید مطلق کہتے ہیں جو نور الٰہی سے پر موج ہے۔ اور ایک مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لامکان میں ہے جس کی مثال نہیں دے سکتے یہ کلمہ طیّب کے ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔ (۴)

اس کے بعد کلمہ طیّب کی فضیلت میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ کلمہ طیّب کے نفی اثبات کے توسط سے دنیا قائم ہے۔ گویا جب لا الہ کہا جاتا ہے تو تمام دنیا فنا ہو جاتی ہے اور جب اثبات الا اللہ کہا جاتا ہے تو پوری کائنات پھر سے موجود ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ تمام سلسلہ انتہائی سرعت کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس لئے فنا اور بقا کے اس سلسلہ کو ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ جس طرح ایک ایٹم (ATOM) یعنی ذرہ میں نفی اور مثبت طاقت کے انتہائی تیز عمل نفی ہو جانے اور مثبت کے آجانے سے ایٹم کا وجود قائم ہے۔

---

(۲) سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور ۱۹۶۳ - ص ۴

(۳) سلطان باہو۔ شمس العارفین۔ ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۶۶ء۔ ص ۷

(۴) سلطان باہو۔ شمس العارفین۔ ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۶۶ء۔ ص ۵۲

Marfat.com

اسی طرح تمام کائنات ہی ایسے ہی عمل سے قائم ہے۔ جس کی باطنی وجہ نفی اور اثبات کلمہ طیب کا چودہ طبق پر عمل پذیر ہونا ہے۔ کلمہ طیب کی کنہ اسم اللہ ذات ہے جس کی قہر احدیت سے دنیا فنا ہوتی ہے اور اس کی رحمت رحمانیہ سے دنیا کو پھر سے آن وجود ملتا ہے۔ اس سلسلہ فنا اور بقا کو تصوف کی زبان میں تجدد امثال کہتے ہیں۔ (۵)

مرشد کے فیضان کے بارے میں ایک مقام پر فرمایا۔ جب کامل مرشد طالب اللہ کو کسی مقام پر پہنچانا چاہتا ہے تو توجہ سے پہنچاتا ہے۔ پہلے طالب کو تصور دلاتا ہے اور تصور کے ذریعے اپنے تصرف میں لاتا ہے۔ بعد ازاں لا الہ کی نفی میں فنا کرتا ہے۔ جب لا الہ کی نفی میں طالب نفس کو فنا کرتا ہے تو پھر صورت کے تصور میں الا اللہ کے اثبات میں پہنچا کر اس کے دل اور روح کو زندہ کرتا ہے۔ جس سے حواس خمسہ باطنی کے پردے کھل جاتے ہیں اور بری صفات زائل ہو جاتی ہے۔ اس وقت طالب اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ ہمیشہ معرفت الٰہی میں رہتا ہے۔ اس کے بعد طالب کی صورت کو تصرف میں لا کر اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچاتا ہے۔ (۶)

---

(۵) تفصیل کے لئے دیکھئے۔ شیخ اکبر محی الدین فصوص الحکم اردو ترجمہ محمد عبدالقدیر صدیقی دکن ۱۹۴۲ء (فص سلمانیہ)

(۶) سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور ۱۹۶۳ء ص ۱۱

Marfat.com

ک کلمیں دی کل تداں پیوسے جداں کلمیں دل نوں پھڑیا ہو (۱)

۱۴۷ بے دراں نوں خبر نہ کوئی دردمنداں گل مڑھیا ہو (۲)

کفر اسلام دی کل تداں پیوسے جداں بھن جگر وچ وڑیا ہو (۳)

میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں کلماں صحی کر پڑھیا ہو (۴)

لغت: پیوسے: ہم کو پڑی - پھڑیا: پکڑلیا - گل: گلے میں۔

مڑھیا: مڑھالیا۔ تعویذ بنالیا۔

ترجمہ:- ۱- (ہمیں) کلمہ (طیب کی حقیقت کی) سمجھ اس وقت پڑی جب کلمہ (طیب کے انوار نے) دل کو قالو میں لے لیا۔

۲- یہ کلمہ (طیب نفی اثبات تو محض عاشقان ذات) اہل درد نے ہی (اپنے دل وجان کی) کی گردن میں مڑھ لیا ہے۔ بے درد (اہل دنیا اور بے معرفت لوگوں کو) اس (کلمہ طیب) کی (حقیقت کی) کوئی خبر نہیں ہے۔

۳- کفر واسلام (میں تمیز) کی سمجھ بھی تب پڑتی ہے۔ جب (کلمہ طیب) کا نور جگر کو توڑ کر داخل ہوگیا۔ (دل وجان کو منور کر دیا)

۴- اے باہو۔ میں ان (عارفان کامل) کے قربان جاؤں جنہوں نے کلمہ (طیب نفی اثبات کا عرفان حاصل کر کے پڑھا۔

---

(۱) ب = ا ک۔

(۲) ب-ہ-ذ۔

(۳) ب-ہ-خ

(۴) ب- ہ-خ۔

Marfat.com

تشریح : لاالہ الاّ اللہ محمّد رّسول اللہ۔ کی قلبی تصدیق اور لسانی اقرار سے ہمارے قلوب سے غیر اللہ کی معبودیت و ربوبیت فنا ہوجاتی ہے۔ اس قلب کی عظمت کا کیا کہنا جس سے غیر اللہ کی معبودیت و ربوبیت فنا ہوکر اللہ کی ربوبیت و معبودیت متمکن ہوگئی ہے ——— اس اقرار و تصدیق سے قلب سے شرک کا خروج ہوجاتا ہے۔ اور توحید داخل ہوجاتی ہے۔ جس ذات پاک نے یہ پیام ہم تک پہنچایا اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار و تصدیق سے قلب سے شرک کا خروج ہوجاتا ہے اور ایمان جلوہ افروز ہوتا ہے۔ ایمان میں دو چیزیں ہیں، ایمان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی تصدیق ہے۔" (۱) اسی عرفان توحید و رسالت سے ہی کفر و اسلام کی تمیز اجاگر ہوتی ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا۔" ہر دو جہان علم کی قید میں ہیں اور علم کلمہ طیّب لاالہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ کی قید میں ہے اور کلمہ طیّب اسم اللہ ذات کی قید میں ہے۔ جو شخص دلی تصدیق سے پڑھتا ہے اور کلمہ طیّب کی کنہ جانتا ہے اس سے کوئی علم بھی مخفی نہیں رہتا۔" (۲)

کلمہ طیبہ کے عرفان اور کنہ کو پالینے والے عارفان کامل ہیں جنہوں نے ماسوی اللہ کا ترک کیا ہوتا ہے۔ ان پر حضرت سلطان العارفین نثار ہونے کی تمنّا فرماتے ہیں۔

---

(۱) ڈاکٹر میر ولی الدین ۔ قرآن و تصوف ۔ ص ۵۲

(۲) سلطان باہو۔ امیر الکونین ۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ۔ ص ۲۹۔

" ہر دو جہان در قید علم امت و علم در قید کلمہ طیب ... تا علم علوم مخفی و پوشیدہ نماند۔"

Marfat.com

ک کلیں دی کل تداں پیوسے جداں مرشد کلماں دسیا ہو (۱) ٥

۱۴۸ ساری عمر وچ کفر دے جالی بن مرشد دے دسیا ہو (۲)

شاہ علی شیر بہادر وانگن وڈھ کلیں کفر نوں سٹیا ہو (۳) ◎

دل صافی تاں ہوئے باھو جاں کلماں لوں لوں رسیا ہو (۴)

لغت : دسیا : بتایا - جالے : گزارے، نبھائے۔ وانگن : کی طرح - کل : ادراک شعور

وڈھ : کاٹ کر۔ سٹیا : پھینک دیا۔ رسیا : سرایت کر گیا۔

ترجمہ : ۱۔ کلمہ (طیب کی کنہہ کا) شعور تب ہوا۔ جب مرشد (کامل) نے کلمہ بتایا۔

۲۔ (چونکہ کلمہ طیب کی کنہ کا عرفان بغیر مرشد کامل نہیں ہوتا اور معرفت ذات و ایقان نہیں ملتا اس لئے خواہ تمام عمر بظاہر اسلام میں گزارے) بغیر مرشد کے ارشاد کے ساری عمر کفر میں گزارنے (کے مصداق ہے)

۳۔ کلمہ (طیب) نے حضرت (سیدنا) علی (المرتضٰی) شیرِ خدا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے) بہادر کی طرح کفر کو کاٹ پھینکا۔

۴۔ اے باہو۔ صفائے دل (تو) تب (حاصل) ہوتا ہے جب کلمہ طیب ہر بن مو میں سرایت کر جائے۔

---

(۱) ا۔ک۔

٥ باقی نسخوں میں (پیوسے) کی بجائے (پیسی) درج ہے۔

(۲) ذ۔ف۔

(۳) ا ک

◎ باقی نسخوں میں اسی طرح ہے۔ البتہ (وڈھ) کلمہ کے بعد آتا ہے۔

(۴) ذ۔

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں "جان لو کہ کلمہ اسم ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اور جب تک مرشد کامل دن رات مکمل توجہ طالب پر مبذول نہ کرے اور طالب ظاہر باطن کے ساتھ حاضر نہ ہو تو ہمیشگی کی نظر نہیں ہوتی۔ طالب کو ہرگز قرب اللہ کی حضوری حاصل نہیں ہوتی۔" (۱)

مقام نفس دل کے قریب ہے جس سے دل متعدد امراض حرص وہوا' حسد' بغض شہوت وغیرہ میں ملوث ہوجاتا ہے۔ صفائے دل کے لئے ذکر کلمہ طیب کی ضرورت ہے اور ذکر کلمہ طیّب سے ہی دل ان آلائشوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے۔ اور مرآۃ الرحمٰن بننے کے قابل ہوجاتا ہے۔ ؎

زندہ قلبی قلب دانی از کجا　　باملش معمور کلی دل صفا (۲)

؎ قلب مومن مراۃ الرحمٰن یقین　　جز جمالش را مبین در وی یقین
ماسوایش جملہ از خود دُور کن　　تا جمالش را بہ بینی بالیقین (۳)

---

(۱) بدانکہ کلمہ اسم است چنانچہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ و تا آنکہ مرشد کامل شب و روز متوجہ نشود کہ تمام توجہ باطالب و طالب ظاہر باطن حاضر نگردد غالب دوام نظر نکند منظور ہرگز طالب نرسد باقرب اللہ باحضور (سلطان باہو۔ تیغ برہنہ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۲۸)

(۲) سلطان باہو، توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین۔ لاہور۔ ۱۹۶۸ء ص ۲۰

(۳) سلطان باہو۔ دیوان باہو۔ مرتبہ چنن الدین لاہور ۱۹۵۵ء غزل ۲۳ ص ۱۱

Marfat.com

ک۔ کلمے لکھ کروڑاں تارے ولی کیتے سے راہیں ہو (۱)

۱۴۹ کلمے نال بجھائے دوزخ جتھے اگ بلے از گاہیں ہو (۲)

کلمے نال بہشتیں جاناں جتھے نعمت سنج صباحیں ہو (۳)

کلمے جیہی کوئی ناں نعمت باھو اندر دوہیں سرائیں ہو (۴) ٥

لغت: تارے: تیرائے، تیراکر پار کیے، بہتر ورکیے۔

بلے: جلتی ہے۔ از گاہیں: بے پناہ۔ سنج صباحیں: شب و روز، دن رات۔

ترجمہ: ۱۔ (ذکر کلمہ طیب) نے سینکڑوں راہروانِ (معرفت) کو ولی اللہ) بنادیا اور لاکھوں کروڑوں (سالکوں) کو (دریائے معرفت میں) تیراکر پار کیا)

۲۔ دوزخ جہاں بے پناہ آگ جلتی ہے وہ بھی (انوار) کلمہ (طیب) سے بجھ جاتی ہے۔

۳۔ کلمہ (طیّب) کے ساتھ (ہی) (ان) بہشتوں میں جانا ہے۔ جہاں صبح و شام (تمام) نعمتیں (فراوان ہیں)

۴۔ اے باہو۔ کلمہ (طیبہ) جیسی کوئی اور نعمت دارین میں نہیں۔

---

(۱) ذ۔ش

(۲) ذ۔ش

(۳) ذ۔ش

(۴) ش

٥ باقی نسخوں میں کسی میں (کوئی) سے پہلے (نہ) آتا ہے اور کسی میں (نعمت) کے بعد (نہ) آتا ہے۔

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ کلمہ طیّب کی اصل کنہ کو سمجھنے سے ہی کروڑوں خلق خدا کو دریائے وحدت و معرفت سے آشنائی ہوئی اور وہ اس زندگی کے تلاطم سے کامیابی کے ساتھ پار ہو گئے۔ اور سینکڑوں عارف باللہ اور ولی اللہ ہو جانے والے بھی دراصل کلمہ طیب کی فیوضات سے مشرف ولایت و عرفان ہوتے۔

نیز اس بیت میں دوزخ سے نجات کا سبب بھی کلمہ طیب کی برکت کو ہی بتلایا ہے اور بہشت کی نعمت جو بیش بہا ہے وہ بھی کلمہ طیب کی برکت سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ کلمہ طیب سے ہی اللہ تعالیٰ کا اقرار اور رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار حاصل ہوتا ہے جو مسلمان ہونے کی اصل بنیاد ہے۔ اس اقرار کے ساتھ تمام دنیوی بُت ٹوٹ جاتے ہیں اور خالصتاً پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پُرشکوہ فقر کی اتباع ہوتی ہے۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ دونوں جہانوں میں اس سے بڑی نعمت بھی کوئی نہیں ہے کیونکہ ایمان کا حصول کلمہ سے ہے اور عرفان کا حصول کلمہ کی حقیقت کو سمجھنے میں ہے نیز دنیا و عقبیٰ کی نعمتیں صحیح طور پر اتباع رسولؐ میں مضمر ہیں گویا جملہ دنیا و عقبیٰ کی نعمتوں کا مرجع و منبع کلمہ طیب ہے۔ اس لئے اصل نعمت کلمہ طیب ہی ہے۔

لا الٰہ الّا اللہ محمّد رسول اللہ۔

اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی (طاقت) معبود نہیں۔ (اور) اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (جو اتباع کے لائق ہیں)

گویا عبادت کے لائق اللہ کی ذات ہی ہے اور اطاعت و اتباع کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی ہے۔

یہ ہے کلمہ طیب کا درس، جس میں دراصل انسان کے لئے عبودیت کا اعلیٰ درس موجود ہے اور بنی نوع انسان کے لئے ایک کامل دستور اور کامل نمونۂ زندگی کی طرف راہ دکھائی گئی ہے۔

ایک مقام پر حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرّہٗ نے کیا خوب فرمایا ؎

Marfat.com

نجات مردم و جاں لا الٰہ الا اللہ — کلید قفل جہاں لا الٰہ الا اللہ
چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیو لعین — دلا کہ ورد زباں لا الٰہ الا اللہ
نبود ملک دو عالم نبود چہ خرچ کبود — کہ بود قبل زمان لا الٰہ الا اللہ

---

(۱) سلطان باہو۔ محک الفقر کلاں۔ ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۷۴ ص ۳۱۳

Marfat.com

ک۔ کلمے نال میں ناتی دھوتی کلمے نال ویاہی ہو (۱)
کلمے میرا پڑھیا جنازہ کلمے گور سہائی ہو (۲)
کلمے نال بہشتیں جاناں کلمہ کرے صفائی ہو (۳)
مڑن محال تنہاں نوں باھو جنہاں صاحب آپ بُلائی ہو (۴)

لغت : سہائی : آراستہ کی ۔ گور : قبر ۔ ویاہی : بیاہی گئی ۔
ناتی دھوتی : نہائی دھوئی ۔ مڑن : واپس پھرنا ۔

ترجمہ : ۱۔ (انتہائے ذکر نفی اثبات کے بعد میرا یہ عالم ہے کہ) میں (انوار و تجلیات) کلمہ (طیبہ) میں نہا دھو کر (منزہ) ہوئی ہوں ۔ (اور) کلمہ (طیبہ) کے ساتھ ہی میرا عقد نکاح ہوا ہے ۔
۲۔ (تمام زندگی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے عقد میں گزر کر موت کے بعد) کلمہ (طیبہ) نے ہی میرا جنازہ پڑھا اور (انوار) کلمہ (طیبہ) نے ہی میری قبر کو آراستہ کیا ۔
۳۔ کلمہ (طیّب) ہی (میرے نامۂ اعمال کی) صفائی کرے گا ۔ اور کلمہ (طیبہ) کے ساتھ ہی میں نے خلد بریں میں جانا ہے ۔
۴ ۔ اے باہو ۔ (راہ عشق و معرفت و استغراق کلمہ طیب سے) ان (عارفان ذات) کا واپس (عالم ناسوت و آسائش تن) کی طرف پھرنا محال ہے ۔ جنہیں صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی (اپنے قرب و حضور میں) بلائی فرما دے ۔

---

(۱) ذ۔ البتہ (ویاہی) کی بجائے (بیاہی) درج ہے
ع ۔ (ناتی) کی بجائے (نہاتی) درج ہے
(۲) ہ ۔ ذ۔ ع
(۳) ہ ۔ ذ ۔ ع
(۴) ہ ۔ ذ ۔ ع

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں "جان کنی کے وقت شیطان تمہارا ایمان سلب کرنے کے لیئے مقابلہ کرتا ہے۔ اُس وقت عاقبت کی خیر ہو تو علم خاص کام کرتا ہے جو کہ تصور اسم اللہ ذات سے وجود میں اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ ذکر نور سے جو کہ آتش سے زیادہ سخت ہوتا ہے اور سرد نہیں پڑتا شیطان کو جلاتا ہے اور کلمہ کی برکت سے بھگا دیتا ہے (۱) سیدنا غوث اعظم فرماتے ہیں "بہترین ہتھیاروں کا کہ شیطان سے جنگ کرتے ہیں انسان کی مدد کرے کلمہ توحید ہے اور خدا کا یاد کرنا ہے جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں فرمایا الکلمہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جس نے کلمہ توحید لیا میرے قلعے میں داخل ہوا۔ اور عذاب سے بے خوف ہوا۔ اور فرمایا کہ جس شخص نے خلوص دل سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہا وہ بہشت میں داخل ہوا ہے" ۔ (۲)

"اور قبر میں منکر نکیر کے رُوبرو جب وہ کلمہ پڑھتا ہے تو اس کی قبر اور برزخی معاملہ سنور جاتا ہے اور نکیرین اُسے کہتے ہیں کہ ۔ اے خدا کے نیک بندے اب تو دلہن کی طرح سو جا۔ اللہ تعالیٰ تجھے جزا و خیر عطا کرے ۔(۳) اور حشر و نشر وقت میزان اعمال ۔ گزر پلصراط اور دخول جنت تمام منازل اور امتحانوں میں کلمے سے کامیابی اور نجات حاصل ہوتی ہے"۔ (۴)

آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ جن کو مالک و محبوب نے خود ہی کلمہ کی کنہ سمجھا کر فقر عطا فرما دیا ہو بھلا وہ ایک بار اپنی جان فقر کے حوالہ کر کے کب واپس لوٹتے ہیں۔

جس میں مالک حقیقی خود اپنے راز کے عرفان کے قابل بنا دے اور خود ہی اسے طلب فرما دے اور لذت

---

(۱) شیطان بوقت جانکندن با تو مقابلہ از برائے سلب ایمان کند ... تا ... کہ شیطان میگریزد و میسوزد ببرکت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (سلطان باہو۔ تیغ برہنہ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۶)

(۲) سید عبدالقادر جیلانی ۔ غنیۃ الطالبین ۔ ص ۲۸۰

(۳) یا عبدالصالح نم کنوم العروس جزاک اللہ فی الدارین خیراً

(۴) بشکریہ فقیر نور محمد کلاچوی۔ انوار سلطانی ۔ مطبوعہ ۱۹۶۶ء ۔ لاہور۔ ص ۱۷ ۔

Marfat.com

دیدار سے مشرف فرماوے وہ ایک تو مصائب دہر سے بے پرواہ ہوکر ھل من مزید کہتے ہوئے آگے ہی قدم بڑھاتے ہیں اور دوسرا انہیں چاشنی دیدار حاصل ہوتی ہے اسے چھوڑ کر انہیں دنیوی زندگی کے سازوسامان اور آسائش کی طرف واپس لوٹنا محال ہوتا ہے وہ لوگ نفس کے پھندے سے آزاد اور شیطان کے مکر سے بھی بچے ہوئے ہوتے ہیں۔

قرآن حکیم۔ پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے خاص بندے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک رات حرمت وعزت والی مسجد سے یعنی مکہ سے بیت المقدس۔(۵) اور جہاں کیفیت حال یہ ہو کہ۔ تفاوت ان دونوں میں قدر دو کمان کے(۶) تو ایسے مقام فقر و وصال کو پہنچ کر دنیوی زندگی کی طرف پھر کون پسندیدگی کا اظہار کرسکتا ہے۔ لہٰذا جسے وہ صاحب خود بلاوے اس کا لامکان پر پہنچنا تو محال نہیں بلکہ راستہ سے لوٹنا محال ہے۔ ※

---

(۵) سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ (پ ۱۵ ع ۱)

(۶) فکان قاب قوسین او ادنیٰ (النجم)

※ مکمل شرح کلمہ طیبہ کے لئے دیکھئے سلطان باہو۔ محک الفقر کلاں ترجمہ چنن الدین لاہور ۱۹۷۴ء ص ۷۰، ۹۲، ۲۲۹، ۳۰۹

Marfat.com

ک۔ کن فیکون جدوں فرمایا اساں بھی کولوں ہاسے ہو ۔ (۱)ہ

۱۵۱ ہکے ذات صفات ربیدی آہی ہکے جگ ڈھنڈیلسے ہو (۲)◎

ہکے لامکان مکان اساڈا ہکے آن بُتاں وچ پھاسے ہو (۳)

نفس پلیت پلیتی کیتی باھو کوئی اصل پلیت تاں ناسے ہو (۴)

لغت: جدوں : جب ہکے : یاتو۔ کولوں : ساتھ ہی۔ ہاسے: تھے۔
ڈھنڈیاسے۔ ہم نے ڈھونڈا پھاسے: پھنسے۔ ناسے : ہم نہ تھے۔
ہکے : ایک تو۔ یاتو۔ بتان : اجسام۔

ترجمہ: (تخلیق کائنات سے پہلے جب ذات احدخالق کون ومکان نے ظہور کثرت کا ارادہ فرماکر) کن فیکون فرمایا تو ہم بھی وہاں (اعیان ثابتہ میں) ساتھ ہی تھے۔

۲۔ یاتو ایک (ایسا وقت امرکن فیکون سے پہلے تھا کہ صرف اللہ جل شانہٗ کی) ذات (مع صفات رب تعالیٰ موجود تھی۔ (یا اب یہ عالم ہے کہ عالم اجسام میں آکر اسی ذات پاک کو) اس جہاں میں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

۳۔ یاتو وہ عالم تھا کہ) ہمارا مکان لامکان تھا یا اب (یہ عالم ہے) کہ (ہم) اجسام (کی قید میں) آکر پھنس گئے ہیں۔

۴۔ اے باہو۔ (اس آمیزش) نفس پلید نے (قلوب وارواح کو بھی آکر پلید کر دیا ورنہ (ہم) اصل میں تو پلید نہ تھے۔

---

(۱) ہ۔ ا۔ ج ہ نسخہ ب میں (فرمایا) کی بجائے (فرمایس) درج ہے۔

(۲) ا کنہ۔

◎ ہکے ذات صفات ربے دی آہی ہکے جگ وچ ڈھونڈ رہیا سی ہو۔ مطابق نسخہ ع

(۳) ا۔ک = ا۔ج میں یوں ہے ع ہکے لامکان مکان اساڈا ہکے بت وچ آن پھتھوسے ہو

(۴) ب۔ ا ج

Marfat.com

تشریح : "عرفان نفس کے لئے ہمیں قرآن کی رہنمائی کافی ہے۔ کائنات کی ساری چیزوں کے علاوہ 'شے' کا اطلاق ہماری ذات پر بھی ہوتا ہے۔ اب اشیا کی تخلیق کے متعلق حق تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہوجا وہ فوراً ہوجاتی ہے (۱) ظاہر ہے کہ خطاب شے سے ہو رہا ہے۔ امر کن کی مخاطب شے ہے۔ اب یہاں دو احتمال ہیں۔ یا تو شے خارج میں موجود ہے یا معدوم۔ پہلی صورت میں امر کن کا خطاب تحصیل حاصل ہے۔ موجود شے کا موجود ہوجانا بے معنی ہے۔ اگر شے معدوم محض ہے تو پھر بھی خطاب باطل ہوگا۔ معدوم مخاطب کیسے ہوسکتی ہے۔ لہٰذا ناگزیر ہے کہ وہ شے جس کو ارادہ الٰہی خارجہ وظاہرا موجود کرنا چاہتا ہے جو امر کن کی مخاطب ہے۔ علماً تو ثابت ہو بوجود ذہنی یا علمی اور خارجاً معدوم ہو بوجود 'عینی' اشیا کی اس عدمیت خارجی پر حق تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے :۔ "اور میں نے اس سے پہلے تجھے اس وقت بنایا جب تو کچھ بھی نہ تھا۔ (۲) قبل از خلق تو شے نہ تھی یعنی معدوم تھا۔ وجود خارجی نہ رکھتا تھا۔ میں نے تجھے خلق کیا۔ ان نصوص سے یہ دو چیزیں ثابت ہو رہی ہیں۔ ہر شے قبل تخلیق حق تعالےٰ کی 'معلوم' ہے۔ اس کا ثبوت علمی ذات حق میں محقق ہے۔ قبل از خلق خالق کو اپنی مخلوق کا علم ضروری ہے۔ اس کا مزید ثبوت ان آیات سے ہوتا ہے کہ "کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار" (۳) "اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا" (۴)

آپ اپنی ذات کو لے کر غور کیجئے، یہ ایک صورت علمی والٰہی ہے، بالذات نہیں، بالغیر موجود ہے۔ یعنی خارجاً معدوم اور علماً ثابت ہے۔ یہ ذات معدوم زندہ نہیں کیونکہ اس میں حیات نہیں تو اس کی صفت موت ہوئی جو ضد ہے حیات کی، اس میں علم نہیں تو اس کی اصل صفت جہل ہوئی، اسی طرح وہ مضطر و مجبور و کور و گنگ ہے۔ یعنی جملہ صفات عدمی سے متصف ہے" (۵)

---

(۱) اذا ارادَ شیئًا ان یقول لہٗ کن فیکون (۳۶ ع ۴)

(۲) وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئًا (۱۶ ع ۴)

(۳) اَلَا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر (۲۹ ع ۱)

(۴) وھو الخلّٰق العلیم (۳۶ ع ۴) (۵) ڈاکٹر میر ولی الدین۔ قرآن و تصوف ص ۵۷-۵۸-۵۹-۶۰

Marfat.com

اس جملہ بحث سے یہ مقصد برآمد ہوا کہ حکم کن سے پہلے بھی ہمارا وجود علم الٰہی میں تھا۔ حضرت سلطان العارفین اسی لئے فرماتے ہیں کہ جب کن فیکون(۶) کا حکم صادر فرمایا گیا تو ہم بھی اس وقت علم الٰہی میں پہلے سے موجود تھے۔ گویا اسی کی ذات سے متصف تھے لیکن اب ہمیں اسی ذات اعلیٰ صفات کو اس دنیائے دون میں آکر عالم ہجر و فراق میں ڈھونڈنا پڑا۔ پھر فرماتے ہیں ہم جب علم الٰہی میں تھے تو گویا اسی لامکان کے لامکان سے متعلق تھے۔ مگر آج ہمیں زمان و مکان کے تکدہ میں پھنس جانا پڑا۔ ہم اگر آج ناپاک و آلودہ دامن ہیں تو یہ ہمارے نفس کی ناشائستگی کی وجہ سے ہے ورنہ ہم بذات خود تو ناپاک نہ تھے کیونکہ ہمارا تعلق تو اس ذات پاک سے تھا۔

---

(۶) کہتا ہے اس کو ہو پس وہ ہو جاتا ہے (پ ۳ ع ۱۳)

Marfat.com

ک کیا ہویا بُت اوڈھر ہویا دل ہرگز دُور نہ تھیوے ہو (۱) ٥

۱۵۲ سے کوہاں میرا مرشد وسدا مینوں وچ حضور دسیوے ہو (۲)◎

جیندے اندر عشق دی رتی اوہ بِن شرابوں کھیوے ہو (۳)

نام فقیر تنہاں دا باھو قبر جنہاں دی جیوے ہو (۴)

لغت: اوڈھر: پوشیدہ، چھپا ہوا۔ بن: بغیر۔ کوہاں: کوسوں۔
بت: جسم۔ وسدا: بستا ہے۔ کھیوے: سرمست ہو، سرخرو

ترجمہ: ۱۔ (مرشد کامل بظاہر) جسم اگر پوشیدہ ہے تو کیا (حرج) ہوا۔ (میرا شوق) دل تو (نظر مرشد کامل سے) ہرگز دور نہیں ہوتا۔

۲۔ میرا مرشد (بظاہر جسم میں) سینکڑوں کوس دور بستا ہے۔ (لیکن) مجھے (عین) حضور میں دکھائی دیتا ہے۔

۳۔ جس (خوش نصیب سالک کے دل کے) اندر رتی بھر عشق بھی اگر) آگیا ہو تو وہ بغیر شراب کے مست و مخمور ہے۔

۴۔ اے باہو۔ فقیر (تو ان عاشقان ذات) کا نام ہے (جنہیں فنافی الذات ہو کر حیات بعد الممات حاصل ہو چکی ہو اور بظاہر جسمانی موت کے بعد) ان کی قبر بھی (حیات جاودانی سے) زندہ ہو۔

---

(۱) ا ک

٥ نسخہ ۶۰۷۔ ذ۔ف وغیرہ میں یوں ہے ع کیا ہویا بت دور گیا، دل ہرگز دور نہ تھیوے ہو۔

(۲) ب ۔ البتہ (کوہاں) کے بعد (تے) کا اضافہ ہے۔

◎ ۶۔ذ۔ف وغیرہ میں یوں ہے ع سیّاں کوہاں تے مرشد وسدا مینوں وچ حضور دسیوے ہو۔

(۳) ب، ذ۔

(۴) ب، ۶، ذ۔

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں "مقام فنافی الشیخ یہ ہے کہ جب طالب اللہ صورتِ شیخ کا تصور کرے۔ صورت شیخ حاضر ہوکر طالب کو جس مقام پر چاہے پہنچادے۔ درحقیقت مقام فنافی الشیخ اسے کہتے ہیں اور ہرگز صورتِ شیخ کا تصور بت پرستی نہیں" (۱)

گویا عشق کی برقی رو اور آئینہ دل کی صفائی ہزارہا فرسنگ کی مسافت کو ختم کرکے ٹیلی ویژن کی طرح قریب تر اور مقابل و باحضور لے آتی ہے۔ جس طرح حضرت اویس قرنیؓ (۲) ——— بظاہر جسمانی طور پر دور رہے لیکن روحانی قرب کی وجہ سے ان کا شمار صحابہ کرام میں ہے۔ ایک اور مقام پر حضرت سلطان العارفین نے فرمایا ——" یاد رہے کہ جو شخص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مردہ جانے اس کا ایمان سلب ہوجاتا ہے" (۳)

اسی ضمن میں پھر فرمایا "جو شخص اخلاص اور اعتقاد کے ساتھ اولیاء اللہ کی قبر پر زیارت کے لئے جاتا ہے جو کچھ جانتا ہے اس سے آیات قرآنی اسم اللہ ذاتِ اسم اعظم کلمہ طیب لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر روحانی کی طرف متوجہ ہو اور باذکر مراقبہ کرے تو اس وقت وہ روحانی بلاشک وشبہ قبر سے اس طرح نکلے گا۔ جس طرح سانپ کینچلی سے۔ روحانی کے لئے قبر سے نکلنا اور اس میں داخل ہونا ایسا ہی آسان ہے جیسا غوطہ خور کے لئے پانی میں آنا جانا۔ اگر پڑھنے والا صاحب توفیق ہے تو دیکھے گا اگر مردہ دل ہے تو نہیں دیکھ سکے گا۔ خواہ ساری عمر ہی قبر پہ بیٹھا کیوں نہ پڑھا کرے۔ اگر طالب صاحب باطن ہے تو روحانی اس سے دینی و دنیوی ہر کام کے لئے ہمکلام ہوتا ہے" (۴)

---

(۱) مقام فنافی الشیخ اینست چوں طالب اللہ صورت شیخ در تصور تصرف در آرد .... تا ... والا نہ صورتِ شیخ در تصور آوردن بت پرستی است" (مجالستہ النبی ۔ مکتوبہ ۱۳۵۴ھ ۔ ص ۹)

(۲) حضرت اویس قرنی تابعی مدفن کوفہ وفات ۳۲ھ

(۳) بشنو اگر کسے حیات نبی اللہ را مردہ گوید ایمان او سلب شود۔

(سلطان باہو ۔ عین الفقر ۔ حصہ دوم ۔ شرح نظام الدین ۔ ص ۱۳)

(۴) ہر کہ بر قبر اولیا با اخلاص اعتقاد در زیارت میرود ... تا ..... صاحب باطن را از برای کار دینی و دنیوی روحانی متکلم میشود ۔ (سلطان باہو ۔ امیر الکونین ۔ مکتوبہ ۱۳۴۲ھ ۔ ص ۵۹

Marfat.com

گویا اہل اللہ کی قبور سے چشمہ فیض وعنایات جاری رہتا ہے بشرطیکہ کوئی صاحب توفیق آئے اور فیضیاب ہو۔ اسی ضمن میں ایک روایت ملاحظہ ہو۔

"سید گل حسن شاہ قادری پر جب صحرانوردی کا زمانہ آیا اور باطنی بے چینی کا سامنا ہوا تو بیان کرتے ہیں "بعد قطع منازل وطے مراحل حضرت سلطان باہو صاحب کی خانقاہ میں پہنچا جو ملتان سے تیس کوس بجانب شمال مغرب واقع ہے اور دل میں خیال گزرا کہ ان بزرگ سے اس معاملہ میں استصواب کروں گا کہ اب کدھر کو جاؤں اور کہاں سے میرا مطلب حاصل ہوگا کیونکہ یہ مزار اس باب میں مشہور تھا کہ جو شخص اپنے حل مطلب کا سوال کرتا ہے اس کو کچھ اشارہ ہو جاتا ہے۔ بارہ دن اسی توقع میں گزر گئے مگر کچھ سراغ حصول مدعا کا نہ لگا میرے دل میں نہایت پریشانی اور تردد پیدا ہوا۔ ایک کامل مجذوب اس خانقاہ میں رہتے تھے ایک روز مجھ کو ملول دیکھ کر بولے کہ گل حسن ادھر آؤ مجھ کو تعجب ہوا کہ اس شخص نے میرا نام کیونکر جان لیا میں ان کے قریب گیا تو فرمایا کہ تم آزردہ نہ ہو کیونکہ بادشاہ سلامت دہلی گئے ہیں اور وہاں کے اہل دفتر نے رخصت لی ہے۔ جب وہ تشریف لاویں گے تو ہم تم کو رخصت کرا دیں گے خاطر جمع رکھو، چلو تم کو باغ کی سیر کرائیں یہ کہہ کر باغ میں لے گئے۔ ایک پھول گلاب کا توڑا اور میرے سر پر رکھ دیا۔ سیر کرتے کرتے عصر کا وقت ہو گیا کہا کہ چلو نماز پڑھیں۔ ہم دونوں نے ایک کنوئیں پر وضو کیا اور مسجد میں جا کر میں تو جماعت میں شامل ہو گیا اور وہ ایک طرف بیٹھ کر بڑھانکنے لگے۔ بعد نماز مجذوب تو چل دیئے۔ میں خانقاہ کی مسجد میں جا کر بیٹھا دوسرے دن مجذوب مجھ کو تلاش کرتے ہوئے آئے اور کہا کہ چلو بادشاہ سلامت آ گئے ہیں۔ تم کو رخصت کرا دیں۔ میرا ہاتھ پکڑ کر خانقاہ کے اندر لے گئے۔ جھک کر سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ سلامت یہ شخص بہت دنوں سے بیٹھا ہے اس کا گلا کاٹ دو۔ پھر بڑھانکنے لگے۔ ذرا دیر میں بولے کہ چلو تمہاری رخصت ہو گئی۔ میں چلا آیا رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ سلطان باہو صاحب فرماتے ہیں کہ تم ہندوستان کو جاؤ وہاں تمہارے سب مقاصد حاصل ہوں گے۔ اس کے بعد سید گل حسن دہلی اور پھر پانی پت کو آئے جہاں سید غوث علی شاہ قلندر قادری سے بیعت ہو کر اپنا مقصود حاصل کیا" (۵)

احتیاجی نیست قبر شئی شان　　قبر آں جمعہ بجستہ جاوداں

قبرہای ہست عارف آنچناں　　در فنا فی اللہ دارد لامکاں (۶)

---

(۵) سید گل حسن شاہ قادری۔ تذکرہ غوثیہ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ء ص ۴۶۳ تا ص ۴۶۵

(۶) سلطان باہو۔ اورنگ شاہی۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۵

Marfat.com

ک. کوک دلا متاں رب سنے چا دردمنداں دیاں آہیں ہو (۱) ٥

۱۵۴ سینہ میرا دردیں بھریا اندر بھڑکن بھاہیں ہو (۲)

تیلاں باجھ نہ بلن مشالاں دردا باجھ نہ آہیں ہو (۳)

آتش نال یارانا لاکے باہو پھر اوہ سڑن کہ ناہیں ہو (۴)

لغت: کوک: فریاد کر دلا: اے دل بھڑکن: شعلہ زن ہیں۔

بھاہیں: آگ، ۔ مشالاں: مشعل، چراغ۔ لا کے: لگا کر

ترجمہ: ۱۔ اے (میرے) دل (خوب) فریاد وآہ وزاری کر شاید رب (تعالیٰ) دردمندوں کی آہ وزاری سن لے (اور رحمت فرما دے)

۲۔ میرا سینہ درد (عشق) سے لبریز ہے اور (سینہ کے) اندر آتش (عشق) شعلہ زن ہے۔

۳۔ (رحمت ایزدی کے بغیر حصول عشق ومعرفت محال ہے جیسا کہ) تیل کے بغیر شمعیں روشن نہیں ہوتیں اور درد کے بغیر (دل سے) آہیں نہیں نکلتیں۔

۴۔ اے باہو۔ (جن عاشقان ذات نے) آتش (عشق) سے وابستگی کر لی ہے کیا وہ (قریب آتش پاکر) پروانہ وار جلیں یا نہ؟

---

(۱) ل ک

٥ باقی نسخوں میں (چا) کا اضافہ نہیں ہے۔

(۲) ع،ش۔

(۳) ع،ش۔

(۴) ذ۔ ع،ش۔

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ فارسی کے دیوان میں فرماتے ہیں ۔

؎ کارہا ایں مشکل است ایں کارہا — زارہا باید دل خود زارہا (۱)

جانی آسائش ندیدی اے دلا — بایقیں داں شعلہائی نارہا (۲)

صورت حسنش مبین ای بے خبر — نورہا ایں نیست جملہ نارہا (۳)

سوز و گریہ کو انسانی زندگی میں اہمیت حاصل ہے ۔ کوئی عبادت بھی سوز و تڑپ کے بغیر معنی نہیں رکھتی کیونکہ عبادت بھی عشق کے جذبہ سے ہو سکتی ہے اور عشق کے ساتھ سوز و گریہ ایک لازم چیز ہے ۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے ۔ تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے وہ جو بیچ نماز اپنی کے زاری کرنے والے ہیں (۴)

حضرت سلطان العارفین بھی ایک عارف کامل کی حیثیت سے عشق الٰہی میں سوز و گریہ کی کیفیت پیدا کرنے کی تلقین فرماتے ہیں ۔ اور اپنی کیفیتِ حال نہایت سوز بھری بتلاتے ہیں جس میں سینہ درد سے بھرا ہوا ہے اور اس میں آتشِ عشق سلگ رہی ہے ۔ اور مثال دیتے ہیں کہ جہاں مشعل یا چراغ جلے تو لازم ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی ایندھن یا تیل جل رہا ہوتا ہے ۔ اسی طرح جہاں سوز و گداز کی آہیں نکل رہی ہوں وہاں کوئی درد نہاں موجود ہوتا ہے ۔ اور پھر فرماتے ہیں ۔ جلا عاشق ذات کے ساتھ یہ حال کیوں نہ ہو کیونکہ اُس نے تو ایسی ذات کے ساتھ عشق کر رکھا ہے جس کی تابانی آتش کی طرح ہر قریب ہونے والے کو جلاتی ہے ۔

؎ آتش است ایں بانگ نای و نیست باد — ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد

آتش عشق است کاندر نی فتاد — جوشش عشق ست کاندر می فتاد (۵)

---

(۱) یہ کام بہت کٹھن ہیں ۔ اس راہ میں دل کو زار و پر آزار کرنا پڑتا ہے ۔ سلطان باہو ، دیوان باہو فارسی ۔ غزل ۲۱ ۔ مرتبہ محی الدین ۱۹۵۵ ۔ ص ۱۰

(۲) اے دل تو نے کوئی یہ آرام کا مقام نہ پایا (اب تو) یقیناً آگ کے شعلوں کے (ساتھ نباہ کر) ۔ سلطان باہو ۔ دیوان باہو فارسی ۔ غزل ۲۰ مرتبہ محی الدین ۱۹۵۵ ۔ ص ۹ ۔

(۳) اے بے خبر اس کے حسین چہرے پہ نظر نہ ڈال ۔ یہ نور نہیں سراسر نار ہے ۔ سلطان باہو ۔ دیوان باہو فارسی غزل ۲۱ ۔ مرتبہ محی الدین ۱۹۵۵ ۔ ص ۱۰ ۔

(۴) قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون (المومنون ۔ ۱ ۔ ۲)

(۵) مفتاح العلوم ۔ شرح مثنوی ۔ مولوی محمد نذیر عرشی ۔ دفتر اول حصہ پہلا ۔ لاہور ۱۹۵۹ ۔ ص ۲۹ ۔

Marfat.com

ک۔ کامل مرشد ایسا ہووے جہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ہو (۱)

۱۵۴ نال نگاہ دے پاک کریندا وچ سجی صبوٹن ناں گھتے ہو (۲)

میلیاں نوں کریندا چٹا وچ ذرہ میل نہ رکھے ہو (۳)

ایسا مرشد ہووے باھو جہڑا لوں لوں دے وچ وسے ہو (۴)

لغت : چھٹے : پٹخ کر صاف کرے۔ سجی : کھار۔ صبوٹن : صابن
گھتے : ڈالے۔ میلیاں : میل والوں کو۔ چٹا : سفید۔

ترجمہ :۔ ۱۔ مرشد کامل ایسا ہونا چاہیئے جو کہ (طالب کو کدورت نفس سے) دھوبی کی طرح خوب پٹخ پٹخ کر (صاف کرے)

۲۔ مرشد کامل (دھوبی کی طرح) کھار صابن نہیں ڈالتا (بلکہ محض) نگاہ کے ساتھ (طالب مولیٰ کے دل وجان ونفس کو) پاک کر دیتا ہے۔

۳۔ (مرشد کامل نگاہ لطف سے ان نفوس وقلوب کو جو کہ غیر اللہ کی محبت سے آلودہ) اور میلے ہوؤں کو (ایسا پاک وصاف اور) سفید کر دیتا ہے کہ (ان میں) ذرہ (بھر) میل (یعنی محبت غیر اللہ نہیں رہنے دیتا۔

۴ اے باہو۔ مرشد (کامل) تو ایسا کامل ہونا چاہیئے جو کہ (طالب اللہ کے وجود کے) ذرہ ذرہ میں بستا ہو۔

---

(۱) ع۔ البتہ (وانگوں) کی بجائے وانگن درج ہے۔

(۲) ف، ع، ذ

(۳) ذ۔

(۴) ع۔ ذ

Marfat.com

تشریح : اسی بیت کے ضمن میں دیگر کتب میں بھی حضرت سلطان العارفین نے یہی خیال ظاہر فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں " باہو۔ فقیر کسے کہتے ہیں؟ جو لوگوں کو غیر سے بچائے اور دریائے وحدت میں دھوئے جس طرح کہ دھوبی ناپاک کپڑے کو پاک کرتا ہے"(۱) پھر فرمایا " مرشد وہ ہے جو اپنی گہری نظر سے طالب کے وجود کو بہتے ہوئے پانی کی طرح پاک کر دے"(۲)

ب صائب جماعتی کہ معنی رسیدہ اند　　تسخیر دل بیک نگاہ آشنا کنند
چوں آفتاب گرچہ نداریم لشکری　　تسخیر عالم از نگہ پاک کردہ ایم (۳)

اور ایک مقام پر فرمایا " مرشد کامل مثل رنگریز کے ہے چونکہ وہ صاف کر کے نیا رنگ دیتا ہے۔ نیز مرشد مثل گل کوب (کمہار) کے ہے جو مٹی کو کوٹ پیٹ کر اس سے مختلف نوع کے برتن تیار کرتا ہے"(۴)

آخر میں حضرت سلطان العارفین مرشد کامل کی مکمل اتباع کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور طالب کو فنافی الشیخ ہو جانے کی تلقین کرتے ہیں۔

---

(۱) باہو فقیر کسرا گویند کہ مردم را از غیر بکشد و در دریائے وحدت بشوید چنانچہ گاذر پارچہ پلید نجس را پاک کند۔
(سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ - ص ۳۵

(۲) مرشد آنست کہ بنظر ہفت اندام وجود طالب را ہمچوں دریائے آب رواں پاک گرداند۔
(سلطان باہو - اورنگ شاہی - مکتوبہ ۱۳۰۶ھ - ص ۱۷)

(۳) کلام صائب (بشکریہ مفتاح العلوم شرح - مولوی محمد نذیر عرشی - دفتر اول حصہ دوم - لاہور ۱۹۵۹ء - ص ۲۷۲۔

(۴) (مرشد) ہمچوں رنگریز، مرشد مثل گل کوب باشد۔ سلطان باہو - عین الفقر - شرح نظام الدین - ص ۱۷۔

Marfat.com

ک ۔ کر عبادت پچھوتاسیں تینڈی عمراں چار دہاڑے ہو (۱)
۱۵۵ تھی سوداگر کرلے سودا جاں جاں ہٹ ناں تاڑے ہو (۲)
مَت جانی دل ذوق منّے موت مریندی دھاڑے ہو (۳)
چوراں سادھاں رل پُور بھریا باہو رَب سلامت چاڑے ہو (۴)

لغت :۔ پچھوتاسیں، تو پشیمان ہوگا ۔ تینڈی : تیری ۔ عمراں، عمر دہاڑے : دن ۔ ایام
جاں جاں، جب تک ، ہٹ : دوکان ، تاڑے : بند ہو جائے ، منّے : راضی ہو
پُور بھریا : کشتی بھر لی ، رَل : مِل کر ، مت ، شاید، خدا کرے ، سادھاں، سعداں، سعد، نیک

ترجمہ :۔ (۱) اے درویش اللہ تعالیٰ کی، عبادت کر (ورنہ تو موت کے وقت تضیع اوقات پر پشیمان ہوگا۔ تیری عمر تو صرف) چار روز ہے ۔

۲ ۔ (اے درویش) (تیرے لئے اس دُنیا کی) دکان جب تک بند نہ ہو جائے (تو اس میں معرفت کا) سوداگر بن کر (عرفان و معرفت کا) سودا کر لے ۔

۳ ۔ خدا کرے (تیرے) ذوق دل کو محبوب مان لے (راضی ہو جاوے) (کیونکہ زندگی پر کوئی بھروسہ نہیں) موت (تو) ڈاکے مارتی ہے ۔

۴ ۔ اے باہو ۔ (کشتی وجود کے اندر) نفس و شیطان) کے چوروں اور (عشق و ایمان کے) سعدوں نے مِل کر (حیات کا) پُور بھر لیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے اس کشتی کو، سلامت پار چڑھائے ۔

۱۔ ا = ب دیں یوں ہے ؎ کر عبادت پچھوتاسیں تینڈی عمر ہے چار دا ہے ہو

۲۔ ا ۔ ب ۔ ٹ ۔ ذ ۔ ش ۔ ف ۔ م ۔ ن د ، ع ۔ ا ج ۔ ب پ ۔ ب ج ۔ ب د

۳۔ ا = ب دیں (منّے) کی بجائے (منیسی) درج ہے ۔

۴۔ ا ۔ ذ = ب دیں یوں ہے ؎ چوراں سادھاں رَل پُور بھریا باہو رب صحیح سلامت چاڑے ۔

Marfat.com

تشریح : اس بیت میں حضرت سلطان العارفین نفس کی پاکیزگی اور عبودیت کے فرائض کما حقہٗ پورا کرنے کے لئے عبادت کی تلقین فرماتے ہیں اور احساس دلاتے ہیں کہ زندگی کے ایام بہت ہی مختصر ہیں۔ اس لئے اس قلیل وقت کو قطعًا ضائع نہ کیا جائے۔ اور اسے مالک حقیقی کی یاد میں صرف کیا جائے۔

؎ دی آمدم وزمن نیامد کاری وامروز زمن گرم نشد بازاری
فردا بروم بی خبر از اسراری ناآمدہ بہ بدی ازیں بسیاری (۱)

عبادت کی تلقین کے بعد حصول معرفت کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مزید وقت ضائع کئے بغیر معرفت کا سودا جہاں سے مل سکے حاصل کیا جائے۔ کیونکہ عرفان نفس اور عرفان ذاتِ الٰہی کے بغیر کہیں موت کا وقت نہ آجائے اور ہماری عبادات رائیگاں نہ جائیں۔

بے لوث و پُر ایقان عبادت کرنا اور صدق و عرفان کو پانا اس گوناگوں انسانی زندگی اور انسانی وجود میں نہایت کٹھن کام ہے۔ کیونکہ اسی وجود کو پراگندہ کرنے کے لئے دنیوی الائش، حرص و ہوا، حسد، نخوت کی شیطانی طاقتیں بھی مسلسل کارفرما رہتی ہیں۔ ایسے حال میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں فضل خداوندی کے ساتھ ہی اس گوناگوں جذبات کے حامل انسانی وجود کا کامیابی سے ہمکنار ہونا ممکن ہو سکتا ہے۔

---

(۱) خواجہ عبداللہ انصاریؒ۔ مناجات نامہ۔

Marfat.com

گ ۔ گند ظلمات اندھیر غباراں راہ نیں خوف خطر دے ہو (۱) ۵
۱۵۶
مُکھ آب حیات منوّر چشمے اوتے سائے زلف عنبر دے ہو (۲) ۵
مُکھ محبوب دا خانہ کعبہ جتھے عاشق سجدہ کردے ہو (۳)
دو زلفاں وچ نین مصلّے جتھے چاروں مذہب ملدے ہو (۴)
مثل سکندر ڈھونڈن عاشق اِک پلک آرام نہ کردے ہو (۵)
خضر نصیب جنہاندے باھو اوہ گھُٹ اُتھے جا بھردے ہو (۶) ۵۵

لغت :۔ مُکھ: مُنہ ۔ گھُٹ : گھونٹ، جرعہ ۔ اوتے : اُوپر

ترجمہ :۔ ۱۔ اے درویش موتو قبل ان تموتو کی حیات جاودان پانے کے لئے جہاں ظلمات (نفس کی انتہائی اندھیری حوادثات و آلام کے گرد و) غبار (اور عشق و معرفت میں لغزش کھانے کے خوف و خطرہ (سے بھرے ہوئے) راہ ہیں ۔

۲۔ (وہاں محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری پاکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے منور آب حیات کے چشمے (بھی) ہیں جن کے اوپر (واللیل) کی زلف معنبر سایہ (افگن) ہے ۔

(۳) محبوب (پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا چہرہ اقدس کعبہ اور خانہ (خدا) ہے جہاں عشاق (ذات) سجدہ کیا کرتے ہیں ۔

(۴) (واللیل) کی دو زلفوں میں (نورانی) چشم (رحمت) ہی تو (وہ) سجدہ گاہ ہیں جہاں چاروں مذاہب آکر ملتے ہیں ۔

(۵) (عاشقان) (ذات) اس آب حیات (رحمت کو) سکندر کی طرح ڈھونڈتے ہیں (اور اس جستجو میں) ایک پل بھی آرام نہیں کرتے ۔

(۶) اے باہو ۔ (جہاں یہ چشمۂ آب حیات رحمت ہے) وہاں (وہ خوش نصیب عارف (عشق و معرفت) کا گھونٹ جا کر بھرتے ہیں جنہیں خضر (علیہ السلام) (جیسی خوش) نصیبی حاصل ہو ۔

۱۔ ک ۵ ۔ ع ۔ ف ۔ ش میں (راہ) سے پہلے (اگے) کا اضافہ ہے (۲) ک ◎ باقی نسخوں میں (مکھ کی بجائے (مکھ) درج ہے (۳) ل ۔ (۴) ل ۔ (۵) ذ ۔ ش (۶) ک ۵۵ ۔ ع ۔ ذ ۔ ف ۔ ش وغیرہ میں (باہو) سے پہلے (طالع) کا اضافہ ہے ۔

Marfat.com

تشریح :۔ راہ عشق و معرفت کے کٹھن منازل طے کرنے پر ہی چشمہ حیات اور تجلّی گاہ ربانی یعنی روح پر انوار حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و فیضان حاصل ہوتا ہے۔ جب روح پُر نور کا حصول ہوتا ہے تو گویا تمام مذاہب کے اختلافات ختم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جملہ مذاہب آئمہ (حنفی۔ حنبلی شافعی۔ مالکی) کا اصل مُدعا سنت نبوی اور آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہے ع بہ مصطفٰے برسان خویش را کہ دین ہم دوست (علامہ اقبال)

حضرت شاہ ولی اللہؒ (۱) فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہی صلّے اللہ علیہ وسلم سے مجھے براہِ راست جن امور کی وصیّت کی گئی ان میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ :۔

"ان چار مذاہب مروجہ کی تقلید سے کبھی باہر قدم نہ رکھوں اور جہاں تک ممکن ہو سب میں تطبیق کی کوشش کروں" (۲)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ـــــ مرشد کامل پہلے ہی دن طالب کو ظلمات باطل کی ہوا سے باہر نکال کر نورِ وحدانیت میں غرق کر دیتا ہے۔ جسے یہ توفیق نہیں وہ مرشد نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ وہ ناقص اور بے خبر ہے۔ خدا کی معرفت سے اور مجلسِ محمدی صلّے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے نامحرم ہے۔ (۳)

گویا اس بیت میں رخ انور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آبِ حیات کا منور چشمہ خانہ کعبہ اور سجدہ گاہ عشاق فرمایا ہے۔ مغبرِ زلف واللیل کو چشمہ آبِ حیات پر سایہ افگن اور انوار مصطفٰے صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو چار مذاہب کا مرجع و مرکز قرار دیا ہے۔

راستہ نہایت پُر خوف و خطر اور اس میں تاریکی و مصائب بتائے ہیں۔
عشاق کو تلاش میں اس قدر محو فرمایا ہے کہ انہیں پل بھر بھی آرام نہیں۔
اور ان نیک بختوں کی خوش نصیبی کی داد دی ہے جنہیں محفل حضوری صلّے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے چشمۂ حیات سے جرعہ نصیب ہوا۔

---

(۱) شاہ ولی اللہ۔ ولادت ۴ شوال ۱۱۱۴ھ وفات ۱۹ محرم ۱۱۷۶ھ (بلکہ یغلام مصطفٰے قاسمی آف شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد مطابق خبر ۱۲ نومبر ۱۹۶۸ء)

(۲) مناظر احسن گیلانی ۔ "تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ ۔ ص ۱۶

(۳) مرشد کامل روز اول طالب را بیرونی برکشاد جملہ باطل ظلمات ہوا ... تا ... و نامحرم از مجلس حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلم (سلطان باہو تیغ برہنہ۔ کتبہ ۱۳۰۶ھ ۔ ص ۳)

Marfat.com

گ۔ گجھے سائے رب صاحب والے کجھ نہیں خبر اصل دی ہو (۱)

۱۵۷ گندم دانہ بہتا چگیا ہن گل پئی ڈور ازل دی ہو (۲) ۵

پھاہی دے وِچ میں پئی تڑپاں بلبل باغ مثل دی ہو (۳) ◎

غیر دلے تھیں سٹ کے باہو رکھیئے امید فضل دی ہو (۴) ۵۵

لغت :۔ گجھے : پوشیدہ ، چگیا : چنا ، ہن : اب ، پئی : پڑ گئی

پھاہی : پھندا ، دلے : دل ، رب صاحب : اللہ تعالیٰ

ترجمہ :۔ ۱۔ (انسان ظل اللہ ہے) انسان اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ سایہ (اور راز) ہے (اس سے ماقبل اصل (انتہائے حقیقت) کی کچھ خبر نہیں پڑتی ۔

۲۔ (دام میں پھنسنے والے پرندہ کی طرح آرزوؤں کا) دانہ گندم بہت چن کر کھایا۔ اب (دام) ازل کی ڈور گلے میں پڑ گئی ہے ۔

۳۔ (قفس عنصری اور دام حیات) میں باغ (وبہاراں) کے بلبل (گرفتار) کی مثل میری (روح) تڑپ رہی ہے ۔

۴۔ اے باہو۔ (آخر چارہ کار یہ ہے کہ) دل سے (حب) غیر (اللہ) نکال کر (اللہ تعالیٰ) کے فضل (وکرم) کی امید رکھی جاوے ۔

۱۔ ف ۔ ش ۔

۲۔ ک ۵ اکثر نسخوں میں (مہتا) سے پہلے (اساں) کا اضافہ ہے ۔

۳۔ ک ◎ ع ۔ ف ۔ ش وغیرہ میں یوں ہے ۔ ع پھاہی دے وچ میں پئی تڑفاں جیوں بلبل باغ مثل دی ہو ۔

۴۔ ک ۵۵ ۔ ع ۔ ف ۔ ش وغیرہ میں یوں ہے ع غیر دلے تھیں چاسٹیوے باہو چار رکھے امید فضل دی ہو ۔

Marfat.com

تشریح :۔ اعیانِ ثابتہ حق تعالےٰ کے وجود کا آئینہ ہیں۔ اور عالم خارجی وہ عکس ہے جو اس آئینہ کے ذریعہ ظاہر ہو رہا ہے۔ اس عکس کو "ظل" بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح ظل نور سے ظاہر ہوتا ہے نور نہ ہو تو عدم ہے۔ اسی طرح عالم بھی وجودِ حق سے پیدا ہوا ہے اور اپنی ذات کے لحاظ سے عدم اور ظلمت ہے۔ شیخ اکبرؒ کو اس آیت کریمہ سے یہ اشارہ ملا ہے (۱) اے محبوب کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا کہ کیسا پھیلایا سایہ۔ (۲)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ اس چار بیتی میں انسان کو اللہ تعالےٰ کا سایہ کہکر معیتِ خداوندی کا اظہار فرماتے ہیں۔ اور پھر اس کی حقیقت سے ناآشنائی کا اظہار فرما کر اس راز کو فلسفیانہ رنگ عطا کرتے ہیں، مگر سمجھنے والوں کے لئے یہ راز فاش ہو جاتا ہے کہ انسان اور کائنات کی ہر چیز (صورِ علمیہ) کسی ذات مقوم یا معروض کا اعراض ہیں۔

ڈاکٹر سید ولی الدین فرماتے ہیں " حق تعالیٰ بحالہٖ باوصافہٖ و بحد ذاتہٖ جیسے کہ ویسے رہ کر بلا تبدیل و تغیر و بلا تعدد و تکثر صفت نور کے ذریعے صورتِ معلوم سے خود ظاہر ہوئے ہیں۔ تو معلوم کے موافق خلق کا نمود وجود ظاہر ہیں بطور وجود ظلی ہوا۔ اور اعتبارات الٰہیہ خلق سے وابستہ ہو گئے۔ ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شئ علیم۔ (۳)

؎ سایہ یزداں بود بندہ خدا ۔ مردہ ایں عالم و زندہ خدا (۴)

اس ضمن میں مزید سنیئے "خوب سمجھ لو کہ خلق کا وجود حق تعالےٰ کے ظہور یا تجلی و تمثل کے بغیر ناممکن ہے اور حق تعالیٰ کا ظہور یا تجلی و تمثل بغیر صورِ خلق (صورِ علمیہ) کے ممکن نہیں۔ یہ شیخ اکبر کے الفاظ میں ایک دوسرے کے آئینے ہیں۔

---

(۱) ڈاکٹر سید ولی الدین ۔ قرآن و تصوف ۔ ص ۱۲۱

(۲) الم تر الی ربک کیف مد الظل (۹ ع ۳)

(۳) وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے (الحدید ۳)

(۴) مفتاح العلوم، شرح مثنوی، مولوی محمد نذیر عرشی دفتر اول حصہ پہلا۔ لاہور ۱۹۵۹ء۔ ص ۱۹۳

Marfat.com

فہو (حق ۳) مراتک فی رویتک نفسک وانت مراتہ فی رویۃ اسمائہ وظہور احکامہا" (۵)

اس تمام بحث سے یہ امر واضح ہوا کہ حضرت سلطان العارفین نے جس ظل کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ انسان ہے اور اس کی ماہیت کی تفصیل اوپر واضح ہو جاتی ہے۔

بقول جامی سامی ؎

اعیان ہمہ آئینہ وحق جلوہ گر است ۔ یا نور بود آئینہ واعیان صور است
در چشم محقق کہ حدید البصر است ۔ ہر یک دو ازیں آئینہ آئینہ دگر است (۶)

مندرجہ حقائق اور مقامات کے حصول کے لئے حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ نظر مرشد کامل اور فضلِ رب تعالیٰ کی ضرورت ہے۔ اسی نظریہ کی دلیل میں حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس اللہ سرہٗ کی شیطان ملعون سے گفتگو ہوئی۔ ملاحظہ ہو

حضرت غوث الاعظم جو شیطان ملعون سے فرماتے ہیں ۔

"میں نے کہا، کہ تو اب بھی مجھے گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے، کہتا ہے کہ تم اپنے علم کی طاقت سے بچ گئے۔ حالانکہ مجھے بچانے والی کوئی قوت نہیں۔ محض اللہ کا فضل وکرم ہے۔" (۷)

فضل ساعت کار صد سالہ کند ۔ نار ابراہیم را لالہ کند
ذرہ سایہ عنایت بہتر است ۔ از ہزاراں طاعت کوشش پرست (۸)

---

(۵) ڈاکٹر میر ولی الدین ۔ قرآن وتصوف ۔ ص ۷۹

(۶) ایضاً

(۷) سید عبدالقادر جیلانی ۔ غنیۃ الطالبین ۔ ص ۸

(۸) سید گل حسن قادری ۔ تذکرہ غوثیہ ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ ۔ ص ۱۷۶

Marfat.com

گ گودڑیاں وچ جال جہانڈی اوہ راتیں جاگن ادھیاں ہو (۱)

۱۵۸ سِک ماہی دی ٹکن نہ دیندی لوک انھے دیندے بدیاں ہو (۲)

اندر میرا حق تپایا اساں کھلیاں راتیں کڈھیاں ہو (۳)

تن تھیں ماس جدا ہویا باھو سوکھ جھلارے ہڈیاں ہو (۴)○

لغت : گودڑیاں: دلق، لباس درویشانہ۔ سِک: محبت۔ ٹکن: آرام کرنے۔
انھے: اندھے۔ سوکھ: لاغری۔ جھلارے: جھونکے دے۔ جال: گذران۔
تپایا: گرم کیا۔ کھلیاں: کھڑے پاؤں، ٹھہر ٹھہر کر۔ کڈھیاں: نکال دیں۔

ترجمہ: ۱۔ (عاشقان ذات) جن کی گودڑیوں میں گذران ہے وہ تو آدھی آدھی راتیں بیدار ہوکر (محو ذکر اسم اللہ ذات) ہوتے ہیں۔

۲۔ (ان عاشقان ذات کو) محبوب (حقیقی) کی محبت (کا غلبہ) آرام کرنے نہیں دیتا (ان کی یہ وحشت اور سرگردانی دیکھ کر) اندھے (ناواقف اسرار) لوگ (ان پر) تہمت و ملامت کرتے ہیں۔

۳۔ (اے درویش عشق ذات) حق (تعالیٰ) نے میرے اندر (دل و جان کو) تپش بخشی ہے (جس کے درد و سوز میں) میں نے کھڑے پاؤں (زندگی کی) راتیں گزار دی ہیں۔

۴۔ اے باہو (عشق ذات میں میرے) تن سے گوشت جدا ہو گیا ہے۔ (اور) کمزوری (کے باعث محض) ہڈیاں ہی جھول رہی ہیں۔

---

(۱) ذ

(۲) ذ۔ ع

(۳) ش۔ ف۔ ء

(۴) ا ک

○ اکثر نسخوں میں یوں ہے ع تن تھیں ماس جدا ہویا باہو سوکھاں جھلاسے ہڈیاں ہو۔

Marfat.com

دیدہ ام در پوست روئی دوست من ۔ کی شناسم جامۂ جز پوست من ۔ (۱)

تشریح : معمولی فقیرانہ لباس میں رہنے والے جو درویش رات بھر یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ وہ دراصل محبت کے ہاتھوں مجبور و بیقرار ہوتے ہیں اور لوگ ان کے دردِ نہان کو نہ سمجھتے ہوئے ان کی ظاہری ہیئت کو دیکھ کر انہیں بُرا بھلا کہتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں" واضح رہے کہ ریاضت رازِ باطنی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی آگ دن رات سر سے لے کر قدم تک ہڈیوں، مغز، گوشت رگ جان، چربی وغیرہ کو اس طرح جلا دیتی ہے جیسے خشک لکڑی کو۔ اس ریاضت کے سبب ظاہری آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ یہ آگ نہایت ہی سخت ہے ..... اس قسم کی ریاضت اٹھانا جو بے نام اور بے ناموس ہے، مردانِ خدا کا کام ہے" (۲)

قرآن حکیم میں وارد ہوتا ہے ۔ اے کملی میں لپٹے ہوئے اٹھ رات کو پر تھوڑا سا۔ آدھی رات کو اٹھ کر نماز کو یا اس سے بھی کم تھوڑی سی رات کو اور سہج سہج قرآن کو پڑھ کر سمجھ سمجھ کر حرف جدا جدا چاہیئے۔(۳)

عاشق تو شوقِ وصل میں بے قرار ہے۔ مگر اندھے بدباطن لوگ تہمت و ملامت کرتے ہیں۔ ایسے بے بصیرت و بدباطن لوگوں کے لئے قرآن شریف میں آتا ہے اور جو کوئی کہ ہے اس دنیا میں اندھا یعنی جس نے راہ ایمان کی یہاں نہیں پائی پھر وہ آخرت میں اندھا ہوگا۔ اور راہ نہ پاوے گا۔ امن کی راہ بھولے گا اندھوں کی طرح ۔(۴) آخری دو مصرعوں میں عاشق کی بے قراری اور شب بیداری کا ذکر ہے اور فرمایا عشق محبوب میں محویت کی وجہ سے جانِ عاشق کو کسی چیز کا فکر و احساس نہیں رہتا۔ حتّٰی کہ اس کا اپنا جسم و جاں بھی ناتواں ہو جاتا ہے اس ضمن میں ایک مقام پر فرمایا ــــ" جب اسم اللہ ذات کا تصور جو لطیفہ نور غیب ہے قلب سے اٹھتا ہے تو تمام قلب جسم اور جان کا گوشت تک گرا دیتا ہے اسلئے صاحب قلب کو ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ وہ جان قربان کر دیتا ہے۔ (۵)

---

(۱) فریدالدین عطار، منطق الطیر۔ مرتبہ شیخ مبارک علی لاہور۔ ص ۲۶۱

(۲) سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ اردو ترجمہ چنن الدین۔ لاہور ۱۹۶۸۔ ص ۳۶

(۳) یا ایھا المزمّل قم اللیل الا قلیلا نصفہٗ او انقص منہ قلیلا۔ او زد علیہ ورتّل القرآن ترتیلا (المزمل۔ آیات ۲)

(۴) ومن کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاخرہ اعمٰی واضلّ سبیلا (پ ۱۵ ع ۸)

(۵) سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور ۱۹۶۸۔ ص ۲۷

Marfat.com

گ۔ گیا ایمان عشقے دیوں پاروں ہو کر کافر ہیئے ہو (۱)
۱۵۹ گھت زنار کفر دا گل وچ بت خانے وچ بہیئے ہو (۲)
جس خانے وچ جانی نظر نہ آوے اوتھے سجدہ مول نہ دیہیئے ہو (۳)
جاں جاں جانی نظر نہ آوے **باھو** توڑے کلماں مول نہ کہیئے ہو (۴)

لغت : پاروں : کے لئے۔ گھت : ڈال کر۔ کافر: متغیر رنگ

ترجمہ : ۱۔ (اے درویش) حصول عشق (ذات) کے لئے (جان و مال کے علاوہ متاع ایمان (بھی) چلا گیا (اب) متغیر رنگ و حال میں ہو کر رہنا چاہیئے۔
۲۔ (حصول عشق ذات کے لئے) کفر کا زنار گلے میں ڈال کر بت خانہ میں بیٹھ جانا چاہیئے۔
۳۔ جس گھر میں محبوب (حقیقی) دکھائی نہ دے وہاں ہرگز سجدہ ادا نہ کرنا چاہیئے۔
۴۔ اے باہو۔ جب تک (ذات مطلق) محبوب (حقیقی) نظر نہ آئے تب تک (بغیر مشاہدہ و بغیر تصدیق قلب) کلمہ ہرگز نہ کہنا چاہیئے۔

---

(۱) ب ج
لک کے مطابق یوں ہے ع ۱۔ دے ایمان عشقے دے پاروں ہو کر کافر ہیئے ہو
(۲) ب ج
(۳) ب ج
(۴) ب ج

Marfat.com

تشریح ؎ تارہا زنار در گردن کنم خویش را باید کہ ما کافر کنم
راہ مسلمانی ندانم راہ چیست زاں سبب زنار در گردن کنم
بستہ ام زنار کافر گشتہ ام مومناں را ہر زماں کافر کنم (۱)

ایمان کی اصل کنہ اور اُس کا نقطۂ عروج عشق ہے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ جب عشق وارد ہوا تو ایمان کمتر درجہ پر رہ گیا گویا بلند مرتبہ والا عشق حاوی ہو گیا جو اصل ایمان ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں لقائے محبوب میں محو کر دینے والا عشق چونکہ مذہب کی تمام رسوم ترک کرا دیتا ہے اسلئے عشق اختیار کرنے والے کو اصطلاحاً کفر کا حامل کہہ دیتے ہیں۔

؎ کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست ہر رگِ ما تار گشتہ حاجتِ زنار نیست (۲)

اور ؎ کل منصب ملت ترک کریں۔ بن عشقے سب نوں گدوو جانیں (۳)

اسی ضمن میں مزید سنیئے ؎ ونج یار کوں سجدہ ضرور کیتا کفر یار دا اساں منظور کیتا
دھوتی بنھ کے گل زنار کیتم تلک لا کے سا دھو یار کیتم
نہ ولیاں مسجد دوارے میں کیتا یار دے تاں اقرارے میں
جتھوں پایا سب اسرارے میں انہدی خاک میں سُرمہ کوہِ طور کیتا (۴)

گویا در یار پہ بے خطر ہو کر بیٹھ جانا چاہیئے جہاں سے عشق و معرفت ذات کے اسرار ملتے ہیں۔ اس سے مقصد مرشد کامل سے منسلک ہو جانا ہے۔ راہِ طریقت میں اسے کفر اوّل بھی کہا گیا ہے۔ (۵)

؎ گر مریدِ راہِ عشقی فکرِ بد نامی مکن شیخ صنعان خرقہ رہن خانہ خمار داشت (۶)

عاشق ذاتِ حقیقی کو سوائے اُس ذات کے کچھ اور دیکھنا گوارا ہی نہیں ہوتا۔ وہ ماسوائے اللہ کو ترک کر چکا ہوتا ہے۔ اسلئے جہاں اُسے محبوبِ حقیقی جلوہ گر نظر نہ آتے وہ مقام اُسکے لئے سجدہ گاہ نہیں ہو سکتا۔

؎ اوہ بہشت میرے کیہڑے لیکھے جتھے توں ری نظر نہ آویں اوہ دوزخ مینوں لکھ بہشتاں جتھے توں مکھڑا وکھلاویں (۷)

۱۔ سلطان باہو۔ دیوان باہو۔ مرتبہ محی الدین لاہور ۱۹۵۵ غزل ۴۰ ص ۱۷ (۲) امیر خسرو (۳) سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام لاہور ۱۹۶۲ غزل ۱۰ ص ۱۳۲ (۴) سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام لاہور ۱۹۶۲ غزل ۱۱۔ ص ۱۳۲ (۵) کفر ادلت نزّاھل البصر گشت واضح ان سلطن در زی کہ چیست (سلطان باہو۔ دیوان باہو۔ مرتبہ محی الدین لاہور ۱۹۵۵۔ غزل ۴۱۔ ص ۱۸) (۶) خواجہ شمس الدین محمد حافظ۔ کلیات حافظ شیرازی۔ تہران ۱۳۲۸ ش ص ۲۴۔ (۷) خواجہ غلام فرید

Marfat.com

کیونکہ ؎ بن دلبر ملک اندھار ڈسے　　اس عشق دا بھارا بھار ڈسے

سانوں سُنج ایہ باغ بہار ڈسے　　بن یار نہ بھاویں گلزار مینوں　(۸)

اسی طرح کلمہ طیب کی کنہ چونکہ اسم اللہ ذات ہے اسلئے حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ عارف کو جہاں وہ محبوب حقیقی نظر نہ آئے وہاں وہ کلمہ بھی نہیں پڑھتا۔ دراصل عارف ہی وہ ہوتا ہے جو ہر سجدہ میں اپنے مسجود حقیقی کو دیکھے اور ہر کلمہ یا اسم اللہ ذات کے ساتھ ذات اللہ کو جلوہ گر پائے۔

؎ بجز رویش نخواہم ہیچ چیزی　　ز شوق جاں جمال اللہ جویم　(۹)

عطارؒ نے اسی ضمن میں صاف بات کہہ دی ؎

؎ سالکی مر جنید را پرسید　　کاں ز سر تا قدم ہمہ اسرار

بتکلم در آکہ مشرک کیست　　گفت ای ہرزہ گرد کودن سار

ہر کہ نادیدہ اسم او گوید　　مشرک است آن فضول ناہموار　(۱۰)

۸۔ سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام۔ لاہور ۱۹۶۲۔ غزل ۱۶۔ ص ۱۴۰۔

۹۔ سلطان باہو۔ دیوان باہو۔ مرتبہ صفی الدین لاہور ۱۹۵۵ء غزل ۵۱۔ ص ۲۳۔

۱۰۔ قصیدہ عطارؒ۔ بشکریہ مولانا شاہ گل حسن۔ تذکرہ غوثیہ۔ دہلی۔ ۱۲۸۹ھ۔ ص ۲۷۰۔

Marfat.com

ل - لایحتاج جنہاں نوں ہویا فقر تنہاں نوں سارا ہو (۱)

۱۶۰ نظر جنہاں دی کیمیا ہووے اوہ کیوں مارن پارا ہو (۲)

دوست جنہا ندا حاضر ہووے دشمن لیڑ نہ وارا ہو (۳)

میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں ملیا نبی ص سوھارا ہو ◎(۴)

لغت : وارا : وار کرنے کا موقعہ، باری۔ لیڑ : لیں

ترجمہ : ۱۔ (اے درویش) جنہیں (مقام) لایحتاج (حاصل) ہو گیا (انہیں عارفان ذات کا) فقر سالم (مکمل) حاصل ہو گیا۔

۲۔ جن عارفان ذات) کی نظر (تصور اسم اللہ ذات سے) کیمیا ہو چکی ہو، انہیں پارہ کا کشتہ بنا کر (کیمیا حاصل کرنے کی) کیا ضرورت ہے؟

۳۔ جن (عارفان کامل کا) مشفق (رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حال پر) حاضر (و ناظر) ہے۔ دشمن (نفس و شیطان ان پر) وار کرنے کا موقعہ نہیں پا سکتے۔

۴۔ اے باہو۔ میں (ان خوش نصیب عارفوں کے) قربان جاؤں۔ جنہیں (آنحضور ہادی دارین رحمۃ اللعالمین) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب رحمت و سعادت کا دیدار نصیب ہوا۔

---

(۱) ا - ذ - ۶

(۲) ا - ۷

(۳) ا - ذ - ع - ۷

○ نسخہ ا ج میں یوں ہے ع دوست جنہاں دا کول جلیندا تے دشمن لہن نہ وارا ہو

(۴) ا ک

◎ نسخہ ۷ - ا میں یوں ہے ع نام فقیر انہا ندا باھو جنہاں ملیا نبی سوہارا ہو

نسخہ ذ - ف - ش وغیرہ میں یوں ہے ع نام فقیر تنہا ندا باھو جنہاں ملیا نبی سوہارا ہو

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرّہٗ فرماتے ہیں " اولیاء اللہ لایحتاج ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ فقیر کو کہتے ہیں۔ اور الفقر لایحتاج اور تمام جہان اس کا محتاج ہوتا ہے اور فقیر کا نفس نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے دراصل ایک سانس پاکیزہ ظاہر ہوتا ہے۔ جس کو پاس انفاس کہتے ہیں۔ وہ سانس ہر وقت ذاکر رہتی ہے۔" (۱) فقر لایحتاج کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ انہیں گنج عنایت اور تمام جہان کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ لیکن بعض فقیر بے جمعیت ہوتے ہیں۔ جو روٹی کے ٹکڑے کی خاطر مارے مارے پھرتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کو فقیر مفلس بھی پڑھتے ہیں اور فقیر غنی بھی، اسم اللہ میں کوئی فرق نہیں۔ پھر کیا وجہ ایک تو مفلس رہتا ہے اور دوسرا غنی ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جو شخص اسم اللہ ذات کی عزت و عظمت و قدر جانتا ہے۔ اسے اسم اللہ عزت و عظمت اور قدر کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ اور جو اس کی عزت نہیں کرتا وہ فقر و فاقے میں مبتلا رہتا ہے (۲)

قرآن حکیم میں فرمان ہوتا ہے "اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنا دئے تھے۔ مجرم لوگ، اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت دینے اور مدد دینے کو" (۳) بلاشبہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرّہٗ بھی اس آیت کریمہ کا عرفان رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس کا ملجا و ماویٰ موجود ہو اسے دشمن کے وار کا کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوتا ہے۔ فقر کو اللہ کے سوا کسی کی حاجت نہیں۔ (۴)

---

(۱) سلطان باہو۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین۔ ص ۹۲

(اولیاء اللہ لایحتاج است و اولیاء اللہ فقر را گویند ..... تا ..... و پاس انفاس ذکر خاص آورد)

(۲) یعنے فقر لایحتاج کہ احتیاج ہیچکس ندارند ہمچناں صاحب گنج عنایت دارند ..... تا ..... ہر کہ اسم اللہ را عزت ندہد و قدر نداند اسم اللہ آں را در فقر و فاقہ خراب گرداند

(سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ص ۲۳)

(۳) وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین وکفیٰ بربک ہادیا ونصیرا (الفرقان ۔ ۳۱)

(۴) الفقر لایحتاج الا الی اللہ۔ بشکریہ سلطان باہو۔ محبت الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ۔ ص ۱۸

Marfat.com

اور ہر چیز اس کی محتاج ہوتی ہے۔ (۵) یہ فقیر باہو کہتا ہے کہ اذا تم الفقر فھو اللہ۔ جب فقر انتہائی مرتبے کو پہنچ جاتا ہے، وہی اللہ ہے (۶) یہ اس وقت ہوتا ہے جب اٹھارہ ہزار عالم اور تیس ہزار ستر کا تماشا اس کے سینے میں مخفی خزانے کی طرح ہو اور اس کی مستی ہوشیاری کے برابر ہو۔ اور اس کی نیند بیداری کے برابر ہو۔ اور اگر آسمان چکی کی طرح ہو کر اس کے سر پر گر پڑے تو بھی رضائے حق سے سر نہ پھیرے۔ واضح رہے کہ فقر کی راہ ورد و وظائف اور تسبیح نہیں۔ مسائل کا پڑھ لینا صحیح نہیں ہے بلکہ ہمیشہ باشریعت ہونا چاہیئے۔ اور مست الست رہنا چاہیئے جیسے کہ اونٹ کانٹے کھاتا ہے۔ اور بوجھ اٹھاتا ہے۔ جو مرشد خود دنیا مردار کا طالب ہے۔ وہ تیلی کا بیل ہے۔ اسے اپنے طالب کی کیا خبر ہو گی۔ مرشد اس قسم کا ہونا چاہیئے۔ جیسے اس فقیر کو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت فرمایا اور خذ بیدی۔ میرا ہاتھ پکڑ۔ ارشاد فرمایا جس سے راہِ توحید میں ظاہری اور باطنی آنکھ یکتا ہو گئی۔ اور اسم اللہ ذات سے ملاقات حاصل ہوئی۔ اور کشف و کرامات سے بیزاری حاصل ہوئی۔ فقیر کے لئے یہی کرامت کافی ہے۔ کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ملاقات سے شرف فرمائیں۔ جس سے ازل اور ابد سے باخبر اور بیدار ہو جائے۔ (۷)

فرمایا" کامل قادری اپنی نگہداشت محتاج ہونے میں رکھتا ہے۔ اور طالب مرید کو لایحتاج کا مرتبہ بخشتا ہے۔ اور کامل قادری خود رنج اٹھاتا ہے۔ اور مرید کو گنج بخشتا ہے۔ جس کا نور لذت و ذائقہ بہشت سے بڑھ کر ہے۔ قادری رسم رسوم کی ابتداء کو عمل حاصل ہے کہ تمام دنیا کا خزانہ اور ملک سلیمانی کو قبضہ میں لاتا ہے جس کو دیکھنے سے اس کا دل سرد پڑ جاتا ہے اور پھر اسے اپنے

---

(۵) و کل شی محتاج اوست (سلطان باہو۔ محبت الاسرار مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۱۸)

(۶) ترجمہ مطابق سلطان باہو۔ توفیق الہدایت۔ ترجمہ اردو۔ چنیوٹ الدین لاہور ص۔ ۴۲ مطبوعہ ۱۹۶۸ء اذا تم الفقر فھو اللہ

(۷) این فقیر باہو میگوید کہ اذا تم الفقر فھو اللہ آنزمان میشود کہ تماشائے ہژدہ ہزار عالم و سی ہزار ستر در سینہ او مخزن اسرار خزینہ گردد۔۔۔۔ تا۔۔۔۔ از ازل تا ابد باخبر بید ار و ہشیار باشد۔

سلطان باہو۔ محبت الاسرار مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۳۰

Marfat.com

سے جدا کر کے بھول جاتا ہے ۔ اس واسطے قادری کا دل غنی ہو جاتا ہے ۔ اور مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔ (۸) پھر فرمایا " الفقر لایحتاج ، یعنی فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ یعنی فقیر کے گھر میں فاقہ ہی فاقہ ہو اور وہ کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کرے تو لایحتاج ہے ۔ یا اسے (لا یحتاج) کہتے ہیں۔ جو فقیر صاحبِ کیمیا ہوتا ہے اور اس کی نظر خود کیمیا ہوتی ہے۔ اور الفقر لایحتاج کے یا معنی یہ ہیں کہ فقیر اپنا تمام مال زر و سیم راہِ خدا میں صرف کر دیتا ہے اور تارک بن جاتا ہے۔ لیکن پھر اس مال دنیا کا رائی بھر بھی اس کے دل میں یہ خیال نہیں آتا اور اس کا محتاج نہیں بنتا۔ اور الفقر لایحتاج کے معنی یہ بھی ہیں کہ ان کا دل دنیا اور اہل دنیا کی طرف بالکل میلان نہیں کرتا اور ماسوائے خدا تعالیٰ کے کسی سے طمع نہیں رکھتا۔ اور الفقر لایحتاج کے یہ معنی بھی ہیں کہ فقیر کامل کی زبان سیف الرحمٰن ہوتی ہے۔ اور وہ جو کچھ کہتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو پورا کر دیتا ہے ۔ اور کسی سے کچھ نہیں چاہتا۔ اور الفقر لایحتاج کے یہ معنی ہیں کہ فقیر مقام محبوبیت محمدیت پر پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ سب کائنات سے لایحتاج ہوتا ہے۔(۹)

---

(۸) کامل قادری خود را نگہدارد در مرتبہ محتاج ..... تا .... قادری را دل غنی و مشرف بحضور مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم۔ سلطان باہو۔ تیغ برہنہ۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۱۳

(۹) الفقر لایحتاج یعنی در خانہ فقیر فاقہ بسیار است ۔ الفقر لایحتاج یا آنکہ فقیر صاحب نظر کیمیا.... تا.... الفقر لایحتاج یا آنکہ بمرتبہ محمدی رسیدہ باشد

سلطان۔ عین الفقر۔ حصہ دوم۔ شرح نظام الدین۔ ص ۶

Marfat.com

ل۔ لکھن سکھیوئی تے لکھ ناں جاتا کیوں کاغذ کیتو زایا ہو (۱)

۱۶۱ قط قلم نوں مار ناں جانیں تے کاتب نام دھرایا ہو (۲)

سبھ صلاح تیری ہوسی کھوٹی جاں کاتب دے ہتھ آیا ہو (۳)

صحیح صلاح تنہاں دی باھو جنہاں الف تے میم پکایا ہو (۴)

لغت: لکھن: لکھنا۔ سکھیوئی: تو نے سیکھا۔ زایا: ضائع۔ضائع کیا۔
جاتا: سمجھا۔ کیتو: تو نے کیا۔ صلاح: تدبیر (لکھنے کا ڈھنگ، خوش خطی)

ترجمہ: ۱۔ (اے طالب) تو نے لکھنا تو سیکھ لیا (لیکن راز معرفت) نہ لکھ سکا۔ تو نے (فضول مسائل لکھ کر اپنی زندگی کا) کاغذ کیوں ضائع کیا۔

۲۔ (تو تو کاتب ازل کی) قلم کے نوک کو کاٹنے کا ڈھب بھی نہیں جانتا (تو نے اپنا) نام کاتب (کیسے) رکھ لیا۔

۳۔ (جب تیرا نامہ اعمال) کاتب (تقدیر) کے ہاتھ آیا تو تیری سب تدابیر ناقص ہو جائیں گی۔

۴۔ اے باہو۔ صحیح تدابیر (تو ان عارفان ذات کی ہے) جنہوں نے (اپنا متاع حیات) اسم اللہ اور اسم محمدؐ کے تصورات کی مشق کی) پختگی میں گزارا۔

---

(۱) ک۔ف

(۲) ک۔ف۔ع

(۳) ب۔ البتہ (جاں) کی بجائے (جداں) درج ہے۔
ک
ذ

(۴) ک۔ش۔ف۔ذ۔ع

ک میں البتہ (تنہاندی) کی بجائے (انہاں دی) درج ہے

Marfat.com

تشریح :- بیت میں علم ودانش رکھنے والوں کو علم معرفت حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ اصل علم کا مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ فرمان الٰہی ہے ۔ تحقیق رب تیرا حکمت والا علم والا ہے ۔ (۱)

کہا انہوں نے پاک ہے تو نہیں علم ہے ہم کو مگر جو سکھایا تو نے ہم کو تحقیق تو ہے جاننے والا حکمت والا ۔ (۲)

گویا اصل علم وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہو ورنہ دیگر علوم جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں دُنیا سے فتنہ وفساد ختم نہیں کر سکتے علم وہ ہے جس سے دُنیا میں امن ۔ خوشحالی اور محبت پیدا ہو ۔ اور یہ مقصد سوائے علم وحکمت الٰہی پر عمل کرنے کے اور اُس حکمت کو حاصل کرنے کے پورا نہیں ہو سکتا ۔ حضرت آدم علیہ السلام نے علم وحکمت الٰہی سے غفلت اختیار کرنے کے بعد جب سزا پائی، بہشت سے نکالے گئے اور زمین پر آئے تو اس کے بعد بھی جو چیز ان کے نجات کا باعث بنی علم الٰہی کا سیکھ لینا تھا ۔ فرمان الٰہی ہوتا ہے ۔

پس سیکھ لیں آدمؑ نے پروردگار اپنے سے کچھ باتیں پس پھر آیا اوپر اُس کے (۳) یعنی ان کلمات ربّی کے تصدق سے توبہ قبول ہوئی ۔

حضرت سلطان العارفین بھی یہی تلقین فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنے علم ودانش پر نہیں اترانا چاہیئے کیونکہ اصل علم اور اصل تدبیر کا مالک وہ ذات پاک خود ہے ۔

البتہ وہ لوگ ہی صحیح صاحب تدبیر ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں پختگی حاصل کر کے عرفان حاصل کر لیا ۔

؎ چوں جسم پیرِ مغاں در دل مقیم محمد صد بار بگشتی حکیم
چوں تصور شیخ را کردی حضور واللہ می یابی احد احمد ضرور (۴)

---

(۱) انّ ربّک حکیمٌ علیمٌ (پ ۱۴، ع ۱۵)

(۲) قالوا سبحٰنک لا علمَ لنا الّا ما علّمتنا انّک انت العلیم الحکیم (البقرۃ - ۳۲)

(۳) فتلقّیٰ آدمُ من ربّہٖ کلمٰتٍ فتاب علیہ (پ ۱ ع ۴)

(۴) سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام ۔ لاہور ۔ ۱۹۶۲ ۔ ص ۲۳ ۔

Marfat.com

ل لہٗ ھو۔ غیری دھندے ہک پل مول نہ رہندے ہو (۱)

۱۶۲ عشق نے پٹے رُکھ جڑھاں تھیں اِک دم ہول نہ سہندے ہو (۲)

جیڑھے پتھر وانگ پہاڑاں آہے اوہ لون وانگوں گل وہندے ہو (۳)

عشق سوکھالا جے ہوندا باھو سبھ عاشق ہی بن بہندے ہو (۴)

لغت : دھندے : کام کاج۔ ہول : ڈر۔ لون : نمک۔ گل : پگھل کر، گل کر وہندے : بہتے ہیں۔ سوکھالا، آسان بہندے : بیٹھتے ہیں۔

ترجمہ : ۱۔ اے درویش جب عشق ذات سالک کو ایسے مقام پر لے آتا ہے جہاں صرف لہٗ ھو (وحدہٗ لاشریکَ لہٗ ہے) (تو ماسوا اللہ) غیر کے سب کام کاج ایک لمحہ بھر بھی (سالک کے دل میں) نہیں رہتے۔

۲۔ عشق نے (تو کئی مضبوط ارادوں اور عقائد کے) درختوں کو جڑوں سے اکھیڑ کر پھینک دیا (اور وہ قوی درخت عشق کا) ڈر ایک دم (بھی) نہ سہہ سکے۔

۳۔ (عشق ذات جب اجاگر ہوتا ہے) تو پہاڑوں جیسے (سنگین) پتھر بھی نمک کی طرح پگھل کر بہہ جاتے ہیں۔

۴۔ اے باہو۔ اگر عشق (ذات) آسان ہوتا تو سب (کہ و مہ) عاشق ہی بن بیٹھتے۔

---

(۱) ذ۔ ۶

(۲) ذ۔ ۶

(۳) ذ۔ ۶

(۴) ذ۔ ۶

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت شبلیؒ نے صوفی کی پہچان یہ بتلائی ہے ۔ صوفی خلق سے منقطع اور حق سے متّصل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا تھا کہ ۔ میں نے تجھے اپنے لئے اختیار کر لیا ہے غیر سے قطعاً منقطع کر دیا ہے (۱) تعلق غیر تو درکنار ۔ راز عشق کے اثر سے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں ۔

فرمان الٰہی :۔ پھر سخت ہو گئے دل تمہارے ایسی نشانی قدرت کی دیکھ کر دل تمہارے نرم نہ ہوئے) پھر وہ دل تمہارے جیسے پتھر ہیں بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ مقدر بعضے پتھروں میں سے نہریں بہ نکلتی ہیں اور بعضے پتھر جو پھٹ جاتے ہیں اور ان سے نکلتا ہے پانی اور بعضے پتھر ہیں کہ گر پڑتے ہیں ۔ خدا کے ڈر سے اور نہیں خدا تعالےٰ بے خبر ان چیزوں سے جو تم کرتے ہو ۔ (۲)

سیدنا غوث الاعظم فرماتے ہیں :۔ اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں ایسے مل جائیں کہ ان میں اور ریت میں فرق نہ رہے ۔ (۳)

؎ در بہاراں کی شود سرسبز سنگ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ ۔ (۴)

لیکن منزل عشق کٹھن مراحل سے متعلق ہے ۔ اگر اس راہ میں مشکلات اور دل و جان و مال کی قربانیاں نہ ہوتیں تو سب لوگ اس راہ کو اختیار کر لیتے ۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں ؎

تو نہ ای واقف ز دردِ دلبراں عشق آساں نیست مشکل کارہا
بوالہوس گردد براہش سرد و سرد می خلد در زیر پایش خارہا (۵)

۵۔ ابوبکر شبلی ذکر پہلے ہو چکا ہے ۔ دیکھئے ص ۴۴۸ حاشیہ ۴

(۱) الصوفی منقطع عن الخلق و متصل بالحق، کقولہ تعالیٰ واصطنعتک لنفسی، قطعک من کل غیر (ڈاکٹر میر ولی الدین ۔ قرآن و تصوف ۔ ص ۱۶) (۲) ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہٰر وان منہا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ وما اللہ بغافل عما تعملون (البقرہ ۔ ۷۴) (۳) ولو القیت سری فی جبال ۔ لدکت واختفت بین الرمال ۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی قصیدہ غوثیہ مرتبہ و مترجمہ حاجی قطب برکت علی لاہوری ۔ ص ۴) (۴) مفتاح العلوم ۔ شرح مثنوی ۔ مولوی محمد نذیر عرشی ۔ دفتر اول حصہ دوم لاہور ۱۹۵۹ ۔ ص ۳۳۵

۵ سلطان باہو ۔ دیوان باہو فارسی ۔ مرتبہ چنن الدین لاہور ۔ ۱۹۵۵ء ۔ ص ۹ ۔ غزل ۲۰)

Marfat.com

ل۔ لوک قبر دا کرسن چارا لحد بناون ڈیرا ہو (۱)
۱۶۳ چٹکی بھر مٹی دی پاسن کرسن ڈھیر اچیرا ہو (۲)
دے درود گھراں نوں ونجن کوکن شیرا شیرا ہو (۳)
بے پرواہ درگاہ رب **باھو** نہیں فضلاں باجھ نبیڑا ہو (۴)ہ

لغت: چارا: کوشش۔ ڈھیر: مٹی کی ڈھیری قبر اچیرا: زیادہ اونچا۔
کوکن: فریاد کریں گے۔ نبیڑا: نپٹنا۔

ترجمہ: ۱۔ (اے درویش تیرے مرنے کے بعد تیرے متعلقین) لوگ (تیری) قبر (تیار کرنے کی) کوشش کریں گے۔ اور لحد (میں تیرا) ڈیرا بنا دیں گے۔
۲۔ (تیری قبر پر) چٹکی بھر مٹی ڈالیں گے اور زیادہ اونچا (مرقدکا) ڈھیر بنا دیں گے۔
۳۔ (تجھے دفن کرکے تیرا فاتحہ) درود کہہ کر (اپنے) گھروں کو (واپس) جادیں گے (اور تیری موت کے تاسف میں ہائے میرا) شیر (ہائے میرا، شیرا پکار پکار کر فریاد کریں گے۔
۴۔ اے باہو۔ اللہ تعالیٰ کی درگاہ (عالیہ مستغنی اور) بے پرواہ ہے۔ (وہاں تو اس کی ذات پاک کے) فضل (وکرم) کے بغیر نپٹنا محال ہے۔

---

(۱) ن۔د

(۲) ذ۔ع۔ن۔و

(۳) ذ۔ع۔ن۔و

(۴) ا۔ک

(۵) نسخہ ن۔ د میں یوں ہے ع بے پرواہ درگاہ رب دی باھو عملاں باہجہ نہ ہوگ نبیڑا ہو

Marfat.com

تشریح : بیت میں نیک اعمال کی تلقین کا اشارہ ملتا ہے اور اس کے ساتھ فضل الٰہی پر امید رکھنے کی بھی تلقین ملتی ہے کیونکہ عرفاء نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی تمنّا کی ہے جیسے نیاز ہے۔

انسان کا دنیائے فانی سے کوچ کرنا تو ایک امر لازم ہے اور اس کی آخری آرام گاہ زیر زمین ہے۔ فرمانِ الٰہی: سب چیزیں جاتی رہیں گی اور کچھ نہ رہے گا۔ مگر ذات خدا تعالیٰ کی (۱) خویش واقارب قبر پر مٹی ڈال کر آخر چھوڑ جائیں گے، رو دھو کر چل دیں گے اور بالآخر فضل خدا تعالیٰ کے بغیر زیر زمین اور آخرت میں اور کوئی سہارا نہ ہوگا۔

اسی ضمن میں کہ سب سے تلخ وقت اس دنیا میں وہ ہوتا ہے جب مردہ انسان کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور خویش و اقارب قبر پر آخری مٹی کی چٹکی یا آخری خشت رکھتے ہیں۔ یہ آخری خشت یا آخری مٹی کی چٹکی تلخ ترین ہوتی ہے۔ یہی بات عطارؒ کی زبان گوہر فشاں وباعرفان سے سنیے ؎

چوں سلیمان کرد با چندان کمال — پیش موری لنگ از عجز ایں سوال
گفت برگو ای زمن آغشتہ تر — تا کدامین گل بغم بسرشتہ تر
داد آں ساعت جوابش مور لنگ — گفت خشت واپسیں در گور تنگ
واپسیں خشتی کہ پیوند بخاک — منقطع گردد ہمہ امید پاک
پس بپوشد خشت آخر روئے من — تو مگر واں روئی فضل از سوئی من (۲)

---

(۱) کلّ شیٔ ھالك الّا وجھہٗ (پ ۲۰ ع ۱۲)

(۲) فریدالدین عطار۔ منطق الطیر۔ لاہور ص ۳۵۰

Marfat.com

ل۔ لوہا ہوویں پیا کیٹویں تاں تلوار سڈیویں ہو (۱)

۱۶۴ کنگھی وانگوں پیا چریویں تاں زلف محبوب بھریوں ہو (۲)

مہندی وانگوں پیا گھوٹیویں تاں تلی محبوب رنگیویں ہو (۳)

وانگ کپاہ پیا پنجیویں تاں دستار سڈیویں ہو (۴)

عاشق صادق ہوویں باھو تاں رس پریم دی پیویں ہو (۵)

لغت: تلی: تلوں، کف پا (یا) کف دست۔ کپاہ: کپاس

ترجمہ:۔ ۱۔(اے درویش راہ عشق مکمل صعوبتوں کو برداشت کرنا ہے لہٰذا) گرم لوہا بن کر (لوہار کے ہتھوڑوں کی) مار کٹائی (برداشت کرلیں) تب (مکمل ہوکر) تلوار کہلاؤ گے۔

۲۔ (اور) کنگھی کی طرح اپنا (جسم) چرا ڈالو گے تب زلف محبوب سے سیر ہوگے

۳۔(اور) مہندی کی طرح پس جاؤ گے تب کفِ محبوب کی رنگینی (کا شرف حاصل) کروگے۔

۴۔ (اور) کپاس کی طرح پیلنے اور پنجنے (کی زحمت گوارا کروگے تب کسی بافندہ کے ہاتھوں) دستار کہلاؤ گے۔

۵۔ (اور) اے باہو اگر عاشق صادق بنو گے تب محبّت کا رس نوش کرنا (نصیب) ہوگا۔

---

(۱) پی (P)

ب ص میں (ہوویں۔ کیٹویں۔ سڈیویں) کی بجائے (ہوواں۔ کیٹواں۔ سڈیواں) درج ہے۔

(۲) پی (P)

ب ص میں (چریویں۔ بھریویں) کی بجائے (چریواں۔ بھریواں) درج ہے۔

(۳) پی (P)

(۴) پی (P) ب ص میں یوں ہے ع روئی وانگوں پیا پنجیواں تاں دستار سڈیواں ہو

(۵) پی (P) ب ص میں یوں ہے ع عاشق ہوواں باھو تاں رس پریم دی پیواں ہو

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین بیت میں مختلف مثالوں کے ساتھ یہ واضح کرتے ہیں کہ ہر مقصد کے حصول کے لئے مسلسل عمل کرنا پڑتا ہے اور صعوبتیں اٹھانا پڑتی ہیں - اسی طرح عشق میں شربت وصل بھی اسی کو حاصل ہو سکتا ہے جو اس راہ میں صادق ہو۔ عاشق صادق وہی ہوتا ہے جو محبوب کے لئے ہر تکلیف و رنج کو خوشی کے ساتھ برداشت کرے۔

؎ حافظ ہر آنکہ عشق نورزید و وصل خواست احرام طوف کعبۂ دل بی وضو ببست (۱)

مراد یہ ہے کہ ہر مقصد کے حصول کے لئے تکالیف برداشت کرنی لازم ہیں۔

فرمان خداوندی ہے : پس تحقیق ساتھ سختی کے آسانی ہے - (۲)

اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین نے فرمایا - سنو - مردان خدا کی راہ بالتوفیق ہے - طالب دیدار بے سر ہونا چاہیئے تاکہ اسرار کا سر حاصل کر سکے۔ (۳)

؎ اے مرد خدا گر طلبی راہِ خدا - ایں راہ چنین است کہ جز جور و جفا نیست
با صدقِ دل بشو آگاہ قدم نہ زیرا کہ رہِ عشق بجز صدق و صفا نیست (۴)

---

(۱) خواجہ شمس الدین حافظ - دیوان حافظ - تہران ۱۳۲۸ش - ص ۱۹

(۲) فان مع العسر یسرا (الشراح - ۵)

(۳) سلطان باہو عقل بیدار - ترجمہ اردو - لاہور - ۱۹۷۰ء ص ۶۴

(۴) سلطان باہو - دیوان باہو - مرتبہ چنن الدین - لاہور - ۱۹۵۵ء ص ۴۷

Marfat.com

م۔ مُوتو والی موت نہ ملی جیں وچ عشق حیاتی ہو (۱)

۱۶۵ موت وصال تھیسی ہک جدوں اسم پڑھیسی ذاتی ہو (۲)ہ

عین دے وچوں عین جو مفیوے دُور ہووے قُرباتی ہو (۳)ہ

ہُودا ذکر ہمیش سڑیندا **باھو** دیہاں سُکھ نہ راتی ہو (۴)

ترجمہ: ۱۔ (اے طالب تجھے ابھی تک) موتوا قبل انتموتوا کی موت (کا مقام) حاصل نہیں ہوا۔ جس میں حیات عشق و ذات حاصل ہوتی) ہے۔

۲۔ موتوا قبل انتموتوا موت اور وصال (معرفت ذات) **توتب** (ترے وجود میں) یکجا ہوں گے جب (ترے وجود کے ذرہ ذرہ میں خود بخود) اسم (اللہ) ذات (جاری ہوکر) پڑھا جائے گا۔

۳۔ جب (وجود سالک عین (اسم اللہ ذات میں مستغرق و فنا ہوکر) عین (تجلیات ذات) بن جاوے (تو اس وقت دوئی اور من و تو نہیں رہتا اور بُعد تو درکنار) قربت (کا مقام بھی) بہت دور پیچھے رہ جاتا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ (یہ مقام موتوا قبل انتموتوا و مقام فنا فی الذات ذکر اسم **ھو** سے حاصل ہوتا ہے اور اسم) ھو کا ذکر تو ہمیشہ آگ لگائے رکھتا ہے۔ (ذاکر اسم ھُو کو) نہ تو دن کو چین ہے اور نہ رات کو آرام حاصل ہوتا ہے۔

---

(۱) ھ۔ف

(۲) ا ک

ہ اکثر نسخوں میں یوں ہے ع موت وصال تھیوے ہو جدا سم پڑھیوے ذاتی ہو۔

(۳) ا ک۔

◎ اکثر نسخوں میں یوں ہے ع عین دے وچوں عین تھیوے دُور رہے قرباتی ہو

(۴) ب۔ھ۔

Marfat.com

تشریح: جنیدؒ نے صوفی کی تعریف اس طرح کی ہے: ھوان یمیتک الحق عنك ویحییك لہٗ۔ یعنی صوفی فانی زخویش و باقی بحق ہوتا ہے، وہ اپنی قیومیت ذاتیہ سے فانی ہوکر حق تعالیٰ کی قیومیت (ہویت وانا) سے باقی ہوتا ہے۔ وہ اپنی ذات سے میت ہوجاتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کی ذات سے اس کو بقا حاصل ہوتی ہے۔ (۱)

رویمؒ سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ تو فرمایا۔ نفس کا حق کے ساتھ حق تعالیٰ کے ارادے پر چھوڑ دینا تصوف ہے۔ (۳) صوفی اپنے ارادے میں فانی ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کا فعل اس میں جاری ہوجاتا ہے اور اس کے نتیجے کے طور پر اس کی کوئی مراد باقی نہیں رہتی اور نہ کوئی غرض اور نہ حاجت و مرام۔" (۴)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "جب تک طالب مراتب موت موتوا قبل انتموتوا کو نہیں پہنچتا محرم اسرار نہیں ہوتا۔ (اور) ہرگز اللہ تعالیٰ کی معرفت کو نہیں پہنچتا۔" (۵) ھو انتہائے عشق ہے ؎

در دل عاشق چو عشق آتش افروخت ہر چہ جز معشوق بود آں را بسوخت (۶)

اس بیت کے آخری دو مصرعے توحید حقیقت کے مرتبہ شیونات سے متعلق ہیں۔ جس کی تفصیل حصہ ت کے بیت ۴۲ میں بیان ہو چکی ہے۔

---

۵ جنید بغدادیؒ۔ دیکھئے حاشیہ ص ۴۴۸

(۱) ڈاکٹر میر ولی الدین۔ قرآن و تصوف۔ ص ۱۴

(۲) ابو محمد رویمؒ جنید بغدادیؒ کے ہمعصر و ہمشرب تھے۔ گویا زمانہ تیسری صدی ہجری

(۳) استرسال النفس مع اللہ تعالیٰ علیٰ ما یرید۔ (بشکریہ قرآن و تصوف از میر ولی الدین۔ ص ۱۵)

(۴) ڈاکٹر میر ولی الدین۔ قرآن و تصوف۔ ص ۱۵۔

(۵) سلطان باہو۔ شمس الفقر۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص

(۶) شاعر نامعلوم۔ بشکریہ مولانا شاہ گل حسن۔ تذکرہ غوثیہ۔ دہلی ۱۳۸۹۔ ص ۲۰۸

Marfat.com

م۔ مرشد وانگ سُنارے ہووے جہڑا گھت کٹھالی گالے ہو (۱)

۱۶۶ پا کٹھالی باہر کڈھے بُندے گھڑے یا والے ہو (۲)

کنیں خوباں دے تدوں سہاون جدوں کھٹے پا اُجالے ہو (۳)

نام فقیر تنہا ندا باھو جہڑا دم دم دوست سمہالے ہو (۴)

لغت : گالے: پگھلاوے والے: کان کا زیور اجالے : جلا دیوے

کنیں : کانوں میں۔ کھٹے پانا : زیور کو مصالحہ میں دھوکر چمکدار بنانا۔

ترجمہ :۔ ۱۔ مرشد (کامل) بمثل زرگر ہونا چاہیئے جو کہ (طالب اللہ ذات) کو (عشق کی) کٹھالی میں ڈال کر (اس کی ہیئت قلبی کو بدل دے) اور (ذکر اسم اللہ ذات کی حرارت سے اسے) پگھلا دے (اور اس کی کایا پلٹ دے)

۲۔ (جب طالب کے وجود سے خواہشات ماسوا اللہ کا غیر نکل جاوے اور اسے زر خالص بنا کر) کٹھالی (عشق) سے باہر نکالے تو اسے اس قابل بنا دے کہ وہ آرائش محبوب کے کام کا (زیور) بندے یا والے بن جائے۔

۳۔ (اور پھر ان زیورات کو) آخری بار مصالحہ میں دھوکر) چمکدار جلا بھی دے تاکہ وہ گوش محبوب کی زیبائش کا باعث بن جائے۔

۴۔ اے باہو۔ فقیر تو (اس عارف کامل) کا نام ہے جو کہ ہر آن میں محبوب حقیقی کو یاد رکھے۔

---

(۱) ۶ ۷ ۵ (۲) ۵ - ۶

(۳) ل - ہ - ب - ش - ع۔ البتہ (کنیں) کی بجائے (کنے) درج ہے۔

ک میں " " " "

ب میں ("تدوں") کی بجائے ("تداں") اور "جدوں" کی بجائے "جداں" درج ہے۔

۴۔ ف - ش

Marfat.com

تشریح : ؎ شکریہ کردیم تا شیر شما ای توئی این مس وجود اکسیر ما (۱)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں " مرشد کامل وہ ہوتا ہے جو اپنے طالب کو اس طرح پہچان لے جیسے سونے کو صراف پہچان لیتا ہے" (۲)

پھر فرمایا " مردہ دل بھی حضوری و معرفت الٰہی میں پہنچ کر کندن بن جاتا ہے۔ کیمیا کے اقسام حسب ذیل ہیں: کیمیائے جسم، نظر، زبان، روح۔ سر، کان، ہاتھ پاؤں، توجہ، تصور، تصرف، وہم، اوہام، الہام، خیال، دلیل معرفت، قرب، نور، حضور، روشن ضمیر اور کیمیائے ہر نفس اکسیر۔ یہ تمام کیمیا اور دعوت تکسیر فنا فی اللہ۔ فقیر کامل مرشد جو کہ پہلے دن طالب صادق کو عطا نہیں کرتا تو یہ معرفت اللہ اور جمال حق کے لئے مرشد کی گردن پر طالب کا حق قائم رہتا ہے اور مرشد کے لئے یہ کیمیا کے مراتب آسان کام ہیں" (۳)

---

(۱) سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام۔ لاہور ۱۹۶۲ء ص ۵۱

(۲) مرشد کامل آنرا گویند کہ بیک نظرش طالب اللہ را ہمچناں شناسد چنانچہ محک ذہب را چنانچہ صراف زر را۔
(سلطان باہو۔ عین الفقر۔ حصہ دوم، شرح نظام الدین۔ ص ۱۹)

(۳) مس وجود مردہ دل را بحضور معرفت قرب اللہ سرخ زر گردد چنانچہ کیمیا وجسم کیمیا۔ نظر کیمیا۔ زبان کیمیا، روح کیمیا
" ... وجمال حق طالب را بر گردن مرشد وبال ایں مراتبین کیمیا آسان کار است۔
(سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ۔ ص ۳۹ - ۴۰)

Marfat.com

م ۔ مرشد مینوں حج مکّے دا رحمت دا دروازہ ہو (۱)

۱۶۷ کراں طواف دوالے قبلے نت ہوون حج تازہ ہو (۲)

کُن فیکون جدوں کا سُنیا ڈٹھا مرشدْ دا دروازہ ہو (۳)

مرشد سدا حیاتی والا باھو اوہو خضر تے خواجہ ہو (۴)◎

لغت : دوالے : کے ہاں جدوں کا : جب کا۔

ترجمہ : ۱۔(دیدار) مرشد میرے لئے (ثواب) حج مکّہ ہے (اور) باب رحمت (الٰہی) ہے

۲۔ (میں اپنے حقیقی) قبلہ کا طواف کرتا ہوں (اور میرے مقامات ودرجات) حج تازہ ہوتے ہیں۔

۳۔(روز ازل سے) جب کا (فرمان) کن فیکون سنا ہے (تب سے میں نے) مرشد (حقیقی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم) کا دروازہ دیکھ کر (پہچان) لیا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ میرا مرشد (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ جاوید ہے۔ وہی میرے لئے (بحر ظلمات میں آب حیات کے حصول کا رہنما خضر ہے۔ (اور وہی میرا) آقا ہے۔

---

(۱) ذ-۶

(۲) ذ-۶

البتہ یہاں درج ہے ع کراں طواف دوالے قبلے حج ہوون نت تازہ ہو

(۳) ا ک

○ اکثر نسخوں میں (ڈٹھا اللہ دا دروازہ ہو) درج ہے۔

(۴) ا ک

◎ اکثر نسخوں میں یوں ہے ع مرشد سدا حیاتی والا باھو اوہ کتھے خضر تے خواجہ ہو

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں"۔ مرشد کامل کی مثال کعبہ کی ہے۔ جو شخص حرم میں داخل ہوتا ہے نیک نیک اور بد بد رہتا ہے اور ایسا ہی مرشد کامل کی نظر میں صالح صالح اور مقبول ہو جاتا ہے اور طالح، طالح اور مردود ہو جاتا ہے"۔ (۱)

مرشد کامل کا قلب ملۂ الرحمٰن ہوتا ہے۔ اور اس کی ذات ذات خداوندی میں محو ہونے کی وجہ سے کبھی خداوند تعالیٰ سے جُدا نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس کی ذات طالبوں کے لئے خانہ کعبہ کا مقام رکھتی ہے۔ جہاں ہمیشہ انوار و تجلیاتِ الٰہی کا ورود ہوتا ہے۔ بیت میں حضرت سلطان العارفین نے بھی اسی بات کا اظہار فرمایا ہے ؎

اسی ضمن میں ایک دلچسپ روایت کا ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ پہلے تو حضرت امام جعفر صادق سے بیعت ہوئے۔ دو جگہ ان کی بیعت اور ثابت ہے۔ اور تین سو ساٹھ بزرگوں سے ملے ہیں۔ لیکن باوجود کوشش اور ملاقات کاملین کے مقصود دلی کو نہ پہنچے۔ جب پھرتے پھرتے ناچار ہوئے اور اس بے نشان کا کہیں پتہ نہ چلا تو یہ خیال آیا کہ خیر خدا نہ ملا تو چلو خانۂ خدا ہی کی زیارت کریں۔ چنانچہ حج و عمرہ کے لئے مکہ کو روانہ ہو گئے۔ راستہ میں مختلف ملکوں اور شہروں سے انہیں گزرنا پڑا۔ ایک علاقہ میں ان کی ملاقات ایک نابینا درویش سے ہو گئی جس نے دریافت کیا کہ اے بایزید تو کہاں کو چل پڑا۔ بایزید بسطامی نے ارادہ ظاہر کیا تو درویش نے کہا میں اصل خانہ خدا ہوں میرے گرد طواف کر لے تیرا عمرہ اور حج مکمل ہو جائے گا۔ اب رومی کی زبانی سنیے:۔

؎ گفت عزمِ تو کجا اے بایزید — رخت غربت را کجا خواہی کشید!
گفت قصد کعبہ دارم از پگاہ — گفت ہیں با خود چہ داری زاد راہ
گفت دارم از درم نقدِ دویست — نک بہ بستہ سخت بر گوشہ ردیست
گفت طوفی کن بگردم ہفت بار — ایں نکوتر از طوافِ حج شمار
وآں درم ہا پیشِ من نہ ای جواد — وانکہ حج کردی و حاصل شد مراد

---

(۱) مرشد کامل مکمل بمثل کعبہ است، بمجرد داخل شدن در حرم نیک نیک بد بد بیک نظر مرشد کامل صالح صالح شود و مقبول و طالح طالح شود و مردود (سلطان باہو۔ عین الفقر حصّہ دوم۔ شرح نظام الدین۔ ص ۱۹)

Marfat.com

عمرہ کردی عمر باقی یافتی — صاف گشتی برصفا بشتافتی
حق آں حقی کہ جانب دیدہ است — کہ مرا بر بیت خود برگزیدہ است
کعبہ ہر چندی کہ خانہ برّ اوست — خلقت من نیز خانہ سرّ اوست
تا بگرد آں خانہ را در وی نرفت — واندریں خانہ بجز آں حی نرفت
چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ — گرد کعبہ صدق بر گرد یدۂ
خدمت من طاعت وحمد خداست — تا نہ پنداری کہ حق از من جداست
چشم نیکو باز کن در من نگر — تا بہ بینی نور حق اندر بشر !
کعبہ را یک بار بیتی گفت یار — گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار
بایزید کعبہ را در یافتی — صد بہا وعز وصد فر یافتی
بایزید آں نکتہ ہا را ہوش داشت — ہمچو زریں حلقہ اش در گوش داشت
آمد از وی بایزید اندر مزید ! — منتہی در منتہی آخر رسید

گویا قسمت نے جب یاوری کی تو بایزید دم زدن میں کامل ہو گئے۔ (۲)
سبحان اللہ - واقعی مرشد کامل رہنما بھی ہے اور آقا بھی۔

---

(۲) جلال الدین رومی - مثنوی - دفتر دوم - نولکشور ۱۳۹۳ھ - ص ۱۴۹

Marfat.com

م۔ مرشد کامل اوہ سہیڑیئے جہڑا دو جگ خوشی وکھاوے ہو (۱)

۱۶۸ پہلے غم ٹکڑے دا میٹے وت رب دا راہ سمجھاوے ہو (۲)

اس کلر والی کندھی نوں چا چاندی خاص بناوے ہو (۳)

جس مرشد ایتھے کجھ نہ کیتا باھو اوہ کوڑے لارے لاوے ہو (۴)

لغت: سہیڑیئے: تعلق حاصل کرنا۔ میٹے: مٹاوے کلر: شور۔ کندھی: دیوار کوڑے: جھوٹے۔ لارے: تسلی، وعدہ فردا لاوے: لگائے۔

ترجمہ: ۱۔ مرشد کامل ایسا ہونا چاہیئے جو کہ دونوں جہانوں میں خوشی دکھائے۔

۲۔ پہلے (توجہ باطنی سے معاش سے مستغنی کر کے طالب اللہ کے دل سے) روٹی کا غم مٹائے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی (معرفت ذات) کا راہ (سلوک) سمجھائے۔

۳۔ (مرشد کامل ایسا ہونا چاہیئے جو کہ طالب اللہ کے) شور اور خراب حال) کے دیوار (جسم) کو (اسم اللہ ذات سے) زر خالص بنا ڈالے (اور اس کی کایا پلٹ دے)

۴۔ اے باہو۔ جس مرشد نے (اس جہان میں) کچھ نہ کیا (اور طالب اللہ کو راہ معرفت پر گامزن نہ کیا) وہ مرشد تو کذاب ہے) اور جھوٹی تسلیاں دیتا ہے۔

---

(۱) ذ۔ ہ

(۲) ب۔ ذ۔ ہ = ب میں (سمجھاوے کی بجائے (سمجھائے) درج ہے۔

(۳) ب۔ذ۔ہ = ب میں (بناوے) کی بجائے (بنائے) درج ہے

(۴) ا ک۔

ا ج میں یوں ہے ؎ جس مرشد ایتھے کجھ نہ کیتا اگاں کوڑے لارے لائے ہو

ب میں یوں ہے ؎ جس مرشد ایتھے کجھ نہ کیتا باھو کانوں کوڑے لارے لائے ہو

Marfat.com

تشریح : انسؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کے پڑھنے کی تلقین فرمائی : اللّٰھمّ ربّنا اٰتنا فی الدّنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النّار ۔ اور ابن وہبؒ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ سفیانؒ ثوری اس آیت کے یہ معنی کہتے تھے دنیا کی نیکی سے رزق پاک مراد ہے اور آخرت کی نیکی جنت (۱)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں "مرشد کامل اس امر سے پہچانا جاتا ہے کہ آٹھ چیزیں مرشد کامل سے طالب کو عطا ہوتی ہیں جس سے طالب سے ہرگز خطا نہیں ہوتی اگر خطا ہو بھی جائے تو کم از کم مردود نہیں ہو جاتا اور وہ آٹھ چیزیں یہ ہیں جن میں چار کا تعلق ظاہر سے ہے جو طالب کے وجود سے ظاہر ہوتی ہیں ۔ اول صدق مقال ۔ دوم لقمہ حلال ۔ سوم اطاعت ۔ چہارم توفیق و ہمت جس سے اللہ تعالیٰ کے منع کئے ہوئے چیزوں سے اجتناب کرے اور جو شریعت منع کرے اور چار چیزوں کا تعلق باطن سے ہے :" (۲)

اور فرمایا " دینی دنیاوی کام اور ہر مشکل کے لیے جو طالبِ مرید کو پیش آئے اس وقت امداد کے لیے مرشد کو یاد کرے اگر پیر عامل اور مرشد کامل ہے تو معلوم کر کے توجہ سے اس مشکل کو رفع کر دے گا ۔ ایسی باتوفیق توجہ اور قرب اللہ سے مرشد فقیر کی ایک بار کی مکمل توجہ زندگی اور موت میں بلحاظ توفیق اور نگہبان کے ہزاروں لشکروں سے بہتر ہے اور جس توجہ میں یہ صفت نہ پائی جائے تو ایسی خام توجہ پر کیا اعتبار" (۳)

فرمایا "اوّل مرشد کامل پر فرض عین ہے کہ طالب کے نفس کو عین جمعیت بخش دے نفس کی

---

۵ انس بن مالک صحابیٔ رسولؐ

۵ ابن وہب ہمعصر سفیان ثوریؒ

⑥ سفیان ثوریؒ وفات کوفہ ۱۶۰ھ

(۱) سیدنا عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین ۔ ص ۶۵۲

(۲) مرشد کامل ازاں باید شناخت ..... تا ..... و چہار چیز باطن است سلطان باہو کلیۃ التوحید مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۰

(۳) انہ برای کار دینی و دنیوی ہر مشکل کہ طالب مرید را پیش آید ... تا ... توجہ خام چہ اعتبار کند

سلطان باہو ۔ تیغ بر ہستی مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ۔ ص ۱۰

Marfat.com

جمعیت دنیاوی لذات سے ہوتی ہے۔ بغیر ان کے اس کو مرشد پہ اعتبار نہیں آتا۔ خواہ ظاہر میں طالب سرزنش کی وجہ سے استغفار کیوں نہ پڑھتا رہے۔ دنیائے مردار کی بہتات سے جب نفس بیزار ہو جاتا ہے تو نفس مطمئنہ دیدار کے لائق ہو جاتا ہے جیسا کہ ناپاک کپڑے کو ہی دھوبی پاک کرتا ہے گندگی اور بندگی دونوں ایک جگہ نہیں سما سکتے۔ دیدار اور مردار اس طرح نہیں سما سکتے جس طرح وجہ باطن میں کفر اور اسلام یکجا نہیں ہو سکتے۔ جو مرشد دنیائے مردار کا تصرف نہیں جانتا وہ دیدار کس طرح کرا سکتا ہے ظاہر میں طالبوں کا دنیاوی خزانوں پر تصرف کرا دینا توفیق ہے اور باطن میں ذات و صفات کے تمام مراتب طے کرا دینا تحقیق ہے جس مرشد کو نہ توفیق کی واقفیت ہے اور نہ تحقیق کی وہ سراسر احمق اور بے دین ہے" (۱)

بیت کے آخر میں ایسے ہی مرشد کو حضرت سلطان العارفین نے جھوٹا قرار دیا ہے اس ضمن میں مزید فرمایا" ناقص مرشد آج اور کل کا وعدہ کرتا رہتا ہے" (۲)

---

(۱) اول بر مرشد کامل فرض عین است کہ نفسِ طالب را جمعیت بخشد تا ۔۔۔ مرشد کہ چیزے از توفیق دارد نہ از تحقیق ہر آئکس مرشد احمق است از طریق اہل زندیق۔

سلطان باہو۔ امیر الکونین مکتوبہ ۱۳۳۲ھ۔ ص ۱۰۳

(۲) ناقص مرشد امروز و فردا دعدہ کند۔ سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ۔ ص ۶

Marfat.com

م۔ مرشد میرا شہباز الٰہی ونج رلیا سنگ حبیباں ہو (۱)

۱۶۹ تقدیر الٰہی چھکیاں ڈوراں کداں ملسی نال نصیباں ہو (۲)

کوہڑیاں دے دُکھ دُور کریندا کرے شفا مریضاں ہو (۳)

ہر ہک مرض دا دارو توہیں باھو کیوں گھتنائیں وس طبیباں ہو (۴)

لغت: ونج: جاکر چھکیاں: کھینچیں ۔ کوہڑیاں: برص کے مریضوں۔

دا: کا گھتنائیں: ڈالتے ہو۔ وس: بس

ترجمہ: ۱۔ میرا مرشد (اقلیم معرفت) الٰہی کا شہباز ہے جو کہ حبیب (پاک) (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور جا ملا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے میری (محبت) کی رسیاں بھی (عالم بالا کی طرف) کھینچی ہیں (خدا جانے) میرے کب ایسے نصیب ہوں گے کہ (مجھے بھی) وصال (محبوب پاک) عطا ہو۔

۳۔ (میرا مرشد نظر رحمت سے) (دنیا کی بدترین مرض) برص والوں کے دکھ (بھی) دور کر دیتا ہے (ظاہری اور باطنی امراض میں مبتلا مریضوں کو شفا دیتا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ تو خود ہی تو ہر مرض کا دوا ہے تو مجھے طبیبوں کے بس کیوں ڈالتا ہے۔

---

(۱) ۶۔ش۔ذ۔ک

(۲) ک۔ن۔و

○ اکثر نسخوں میں (ملسی) کی بجائے (ملئے) درج ہے۔

(۳) ذ۔و ک

◎ باقی نسخوں میں (مریضاں) کی بجائے (غریباں) درج ہے۔

(۴) ۶۔ش۔ذ۔ک

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ مرشد شہباز صفت ہونا چاہیئے۔ یہ اہل بدعت روباہ باز چنیں مرشد ہونے کے لائق نہیں۔ (۱)

ے پیرِ من پیرانِ پیر دستگیر آں وزیر مصطفےٰ ثانی امیر
طالبان عاشقان در روز سخت بر سرِ جملہ کلاہ با تاج و تخت (۲)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں" طالب کو چاہیئے کہ دینی یا دُنیاوی جو کام کرے مُرشد کی اجازت کے بغیر نہ کرے اور دن رات کے خواب۔ مراقبہ۔ دلیل۔ الہام۔ حقیقت۔ واردات، علم غیبی۔ فتوحات رحمانی۔ خطرات نفسانی۔ وسوسہ و وہمات شیطانی سب کچھ مرشد کے آگے بیان کرے تاکہ مُرشد ان میں سے ہر ایک کا علاج کرے"۔ (۳)

ے درد یکہ دارم در دلی آزار تو دانی مرھمی یا طبیب العاشقین دارو بدہ بیمار را (۴)

پھر فرمایا۔ فقیری عین صحت ہے اور دافع امراض۔ اس میں دیدار دوست سے مشرف ہونا اور بیماری کی دوا اور دوست کا دیدار ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے، دوست کی دید بیمار کی شفا ہے (۵)

اسی ضمن میں حضرت سلطان محمد نواز نے فرمایا ؎

نیست کس چوں تو ای پر فسق و فجور بر در سلطان بر دہستی رنجور
صد ہزاران رنجوراں لاعلاج از در باہو شدند آں لایحتاج (۶)

اور عراقی نے کیا خوب کہا ؎ علاج درد عراقی بجز تو کس نکند
تو ئی کہ زندہ کنی مردہ را بہ کُن فیکون (۷)

---

(۱) سلطان باہو، عقل بیدار۔ ترجمہ اردو۔ محی الدین لاہور ۱۹۷۰ء۔ ص ۱۲۸

(۲) سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام۔ لاہور ۱۹۶۲ء۔ ص ۳۹

(۳) طالب ہر کار دینی و دُنیوی میکند بغیر از حکم اجازت مرشد نکند۔۔۔ تا۔۔۔ ہر یک معالجہ از مرشد طبیب القلب تداوی میکند۔ سلطان باہو۔ فضل اللقا مکتوبہ ۱۹۱۰ء۔ ص ۵۱

(۴) سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ

(۵) سلطان باہو۔ محک الفقر خورد۔ ترجمہ اردو لاہور۔ ۱۹۶۱م۔ ص ۱۱۵ لقاء الخلیل شفاء العلیل المکنیہ سلطان باہو۔ محک الفقر خورد۔ ترجمہ اردو لاہور ۱۹۶۱م۔ ص ۱۱۵

(۶) سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام۔ لاہور ۱۹۶۲ء۔ ص ۵۹

(۷) المکنیہ مفتاح العلوم۔ شرح مثنوی عرشی۔ دفتر اوّل حصہ پہلا۔ لاہور ۱۹۵۹ء۔ ص ۶۰۔

Marfat.com

م۔ مرشد مکّہ تے طالب حاجی کعبہ عشق بنایا ہو (۱)

۱۷۰ وچ حضور سدا ہر ویلے کریئے حج سوایا ہو (۲)

ہک دم میتھوں جُدا ناں ہووے دِل ملنڑ تے آیا ہو (۳)

مرشد عین حیاتی باھو میرے لوں لوں وچ سمایا ہو (۴)

لغت: ویلے: وقت۔ میتھوں: مجھ سے۔ عین: اصل، جوہر۔

ترجمہ: ۱۔ مرشد (بمصداق) مکّہ کے ہے۔ (جس کے دل میں) عشق (ذات) نے کعبہ (حقیقت) تعمیر کیا ہے۔ اور طالب (مولیٰ) (بمصداق) حاجی کے ہے۔

۲۔ (اے طالب معرفت) (مرشد کامل) کے حضور میں (آئیے) اور ہر وقت (کعبہ حقیقت) کے حج (کی باریابی حاصل) کیجئے۔

۳۔ (مرشد کامل) مجھ سے ایک دم (بھر) بھی جدا نہیں ہے (پھر بھی) میرا دل (انتہائے شوق کی تشنگی میں مزید قرب و) وصال کا خواہاں ہے۔

۴۔ اے باہو (مرشد کامل تو) جوہر حیات ہے (جو کہ) میرے ذرہ ذرہ میں سمایا ہوا ہے۔

---

(۱) ب۔ع۔ف۔ذ۔ش۔ل

(۲) ب۔ع۔ف۔ذ۔ش۔ل

(۳) ب۔ع۔ف۔ش۔ل

(۴) ع۔ف۔ذ۔ش۔ل

Marfat.com

تشریح :۔ محبت شیخ چونکہ حقیقی محبت کا زینہ ہے اس لئے ہر طالب پر فرض ہے کہ پہلے محبت شیخ میں انتہا کرے جب فنافی الشیخ کی حیثیت حاصل ہو جائے گی تو یہ محب محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت الٰہی میں قدم اٹھانے کے قابل ہو جائے گا۔ جو طالب شیخ ہی کے میدان مجاز میں ناکارہ رہ جاتے وہ اس سے آگے قدم نہیں اٹھا سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ حضور علیہ السلام نے ابتدائے محبت کا معیار یہ مقرر فرمایا کہ۔ تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک ماں باپ اولاد اور اپنی جان و مال اور سب دنیا و مافیہا سے مجھے بہتر نہ سمجھے۔ (۱)

احیائے باطنی و معنوی علم ہوتی ہے۔ علمی حیات کیسی ہے۔ حیات الٰہی ہے۔ ذاتی ہے۔ حیات نوری ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا یہ نہیں ہے کہ ہم نے مردہ دل کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو نور عطا کیا جس کو لے کر لوگوں میں چلتا ہے (۲) لہٰذا جس کسی نے مردہ دل کو حیات علمی سے کسی خاص مسئلے میں جو علم و عرفان الٰہی سے متعلق ہے زندہ کر دیا۔ بے شک اس استاد نے شاگرد کو زندہ کر دیا۔ اور یہ اس معرفت کو لے کر وہ اپنے ہم شکل و ہم صورت لوگوں میں چلتا ہے۔ (۳)

حضرت سلطان محمد نواز نے فرمایا ؎

چوں وجود شیخ آید در وجود　　نور ذاتِ حق ببین ای پر گدود

چوں وجود شیخ فی در جسم تو　　کی در آید ذاتِ حق کی اسم او　　(۴)

اسی ضمن میں مزید فرمایا ؎

در سجودِ و مدت غوطہ خورد آں فقیہ　　پیر با ہو ہر کرا شد دستگیر　　(۵)

---

(۱) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ ص ۲۴۴۔

حدیث :۔ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین

(۲) اومن کان میتاً فاحییناہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس (پ ۸۔ ع ۱) ترجمہ :۔ اور کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے۔

(۳) محی الدین ابن العربی۔ فصوص الحکم۔ ترجمہ مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی۔ دکن ۱۹۴۲ء۔ ص ۲۶۷

(۴) سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام۔ لاہور ۱۹۶۲ء۔ ص ۵۸

(۵) 〃 〃 〃 ص ۵۹

Marfat.com

م مرشد وَسّے سے کوہاں تے مینوں دِسّے نیڑے ہو (۱)
۱۷۱ کی ہویا بُت اوہلے ہویا پر اوہ وسّے وچ میرے ہو (۲)
جنہاں الف دی ذات صحی کیتی اوہ رکھدے قدم اگیرے ہو (۳)○
نحن اقرب لبھ لیوے باھو جھگڑے کل نبیڑے ہو (۴)◎

لغت : وسّے : بستا ہے۔ سے : سو، صد۔ دِسّے : نظر آتا ہے۔
اوہلے : پوشیدہ۔ نبیڑے : فیصلہ کئے، نپٹ گئے۔ صحی : صحیح۔ لبھ لیوے : ہم نے پالیا۔

ترجمہ : ۱۔ (میرا) مرشد (اگرچہ بچشم ظاہر) سیکڑوں کوس (دور) بستا ہے۔ مجھے (انتہائے قرب قلبی سے) بہت نزدیک دکھائی دیتا ہے۔

۲۔ (مرشد) کا جسم ظاہر (میری چشم ظاہر سے) پوشیدہ ہے تو کیا ہوا۔ وہ تو میرے (دل) کے اندر بستا ہے۔

۳۔ جن (عارفان) نے الف (اللہ تعالیٰ) کی ذات (پاک) کو پہچان لیا وہ (تو) (راہ معرفت میں) اور آگے قدم رکھتے ہیں۔

۴۔ اے باھو۔ ہم نے نَحنُ اَقرَبُ اِلَیہِ مِن حَبلِ الوَرید (کے راز کے مطابق جب اس ذات کو اپنے اندر (انتہائی قریب) پالیا تو سارے (بُعد اور دوئی) کے جھگڑے (خود بخود) نپٹ گئے۔

---

(۱) ذ

(۲) ش۔ ذ۔ ن

(۳) ل ک

○ باقی نسخوں میں (کیتی) سے پہلے (چا) کا اضافہ ہے

(۴) ل ک

◎ ن۔ و۔ ز۔ میں یوں ہے ع نحن اقرب لبھ لیونے باھو جھگڑے کل نبیڑے ہو
باقی نسخوں میں مصرعہ سے پہلے (باھو) آتا ہے۔

Marfat.com

تشریح: اس بیت کے آخری دو مصرعے توحید حقیقت کے مرتبہ انفسی سے متعلق ہیں جس کی تفصیل حصّہ ظ کے بیت ۱۱۹ میں بیان ہو چکی ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ جان لو کہ عارف کامل قادری ہر قدرت پر قادر اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے۔ (۱)

تصوّف جہاں تزکیہ نفس و صفائی باطن کا درس دیتا ہے وہاں علم قرب بھی قرآن و سنت کی روشنی میں سکھاتا ہے۔ تصوّف دراصل علم قرب ہی ہے۔ مقربین اللہ کو اپنے سے قریب و اقرب پاتے ہیں۔ اپنا ظاہر و باطن پاتے ہیں۔ اول و آخر پاتے ہیں۔ محیط پاتے ہیں اور ساتھ دیکھتے ہیں۔ روح و ریحان و جنّت النّعیم (۲) سے ان کو بشارت دی گئی ہے۔ ان کے لئے رَوح و ریحان کا وعدہ ہے اور یہ مقربین کو صرف رویت حق ہی سے مل سکتی ہے۔ (۳)

؎ پاس کہوں تو پاس ہے اور دور کہوں تو دور　　جان اجان جہان میں سب میں ہے بھرپور

؎ خدا بندے میں آکر یوں نہاں ہے
کہ جوں بو گل کی گل کے درمیاں ہے (۴)

---

(۱) بدانکہ عارف کامل قادری بہر قدمی قادر و بہر مقام حاضر

سلطان باہو۔ رسالہ روحی مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۵

(۲) فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّ جَنَّتُ النَّعِيْم۔ تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ۔ (الواقعہ۔ ۸۹)

(۳) ڈاکٹر میر ولی الدین۔ قرآن و تصوف۔ ص ۱۸۔ ۱۹

(۴) شاعر نامعلوم۔ بشکریہ گل حسن قادری۔ تذکرہ غوثیہ۔ دہلی۔ ۱۲۹۹ھ۔ ص ۲، ۱۷۔

Marfat.com

م۔ مرشد ہادی سبق پڑھایا بن پڑھیوں پیا پڑھیوے ہو (۱)
۱۰۲ انگلیاں وچ کناں دے دتیاں بن سنیوں پیا سنیوے ہو (۲)
نین نیناں دلوں تر تر تکدے بن ڈٹھیوں پیا ڈسیوے ہو (۳)
باھو ہر خانے وچ جانی وسدا کن سر اوہ رکھیوے ہو (۴)

لغت:۔ پڑھیوں: پڑھنے سے۔ کناں: کانوں دتیاں: دیں
سنیوں: سننے سے۔ دلوں: طرف۔ تر تر: متواتر۔ ڈٹھیوں: دیکھے

ترجمہ: ۱۔ (مجھے میرے) مرشد (کامل) ہادی (دارین) نے (ایسا) سبق پڑھایا کہ (وہ سبق میرے دل میں) بغیر (زبان سے) پڑھے پڑھا جا رہا ہے۔
۲۔ میں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے کر (انہیں بند کر لیا ہے) (آواز اسم اعظم) بغیر سنے سنائی دے رہا ہے۔
۳ چشم (محبوب) کو (میری) آنکھیں متواتر دیکھ رہی ہیں۔ (یہ نظارا) بغیر دیکھے دکھائی دیا جا رہا ہے۔
۴۔ اے باہو۔ وہ کان سر (آنکھیں اور دل رکھنا چاہیئے۔ جس کے ہر خانے میں محبوب (حقیقی جلوہ گر ہو)

---

(۱) ۶۔ ہ باقی نسخوں میں (بن) سے پہلے (اوہ) کا اضافہ ہے۔
(۲) ا ک۔ ◉ بعض نسخوں میں (کناں) کے بعد (وچ) آتا ہے۔
(۳) ش۔ف
(۴) ش۔ف

Marfat.com

تشریح :- تصوف کی اصطلاح میں یہ چار بیتی توحید حقیقت کے مرتبہ اسمائی و صفاتی کے زمرہ میں آتی ہے۔ یعنی " عارف بکثرت ذکر الٰہی ہر قسم کے رنگ میں اُسی ذات پاک کو متجلی دیکھتا ہے اور ذکر "سلطان الاذکار" وجود عارف میں ظاہر ہوتا ہے اور غیریت بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔

شعر :- بنام آنکہ او نامی ندارد بہر نامی کہ خوانی سر بر آورد (داراشکوہ)

اور مرتبہ صفاتی میں اللہ تعالیٰ سالک کے اعضائے حسی سمع و بصر وغیرہ پر تجلی فرماتا ہے " (۱)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں — ازلی شاگرد باطنی اُستاد (مرشد) سے فیض فضلی کے سبب توحید و معرفت کے علوم کا مطالعہ بغیر زبان کے کرتا ہے۔ بغیر کانوں کے سُنتا ہے۔ بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے۔ بغیر پاؤں کے چلتا ہے اور بغیر ہاتھوں کے پکڑتا ہے اس قسم کا عارف زندہ قلب اور دونوں جہان میں زندہ ہوتا ہے۔ یہ کبھی نہیں مرتا۔ اس قسم کے عارفوں کا جسم سراسر نُور ہوتا ہے (۲)

پھر فرمایا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس میں میں نے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھا ہو (۳) — علم کا مرتبہ کلام اللہ اور فقر کا مرتبہ فنا فی اللہ ہے (۴)

اور فرمایا " عنایت ہدایت سے ہے۔ اور ہدایت سات طرح کی ہے۔ چار علم ہیں۔ یعنی عمل، فیض، حلم اور تقویٰ۔ اور تین باطنی یعنی نفس کو پہچاننا۔ خواہشات نفسانی سے نکلنا۔ اور اللہ تعالیٰ کا اس طرح پہچاننا کہ قدرت کی زبان سے بات کرے۔ قدرت کے کانوں سے سُنے۔ اور قدرت کی آنکھوں سے دیکھے۔ جو شخص اس بات کا معتقد ہے نفس اس کا مطیع ہو جاتا ہے بدخصلتوں سے باز رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ معرفت الٰہی میں قدم رکھتا ہے " (۵)

---

(۱) مولانا گل حسن شاہ۔ تذکرہ غوثیہ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ء۔ ص ۱۳۷

(۲) شاگرد ازلی از استاد باطن فیض فضلی مطالعہ علم توحید معرفت ... تا عارفان راجستہ نور۔ سلطان باہو۔ امیر الکونین مکتبہ ۱۳۴۲ھ۔ ص ۲۹

(۳) ما نظرت فی شیٔ الا رایت اللہ فیہ۔ عینہٗ۔

(۴) سلطان باہو۔ جامع الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ لاہور۔ ۱۹۶۸ء۔ ص ۴۸

(۵) سلطان باہو۔ اسرار قادری۔ ترجمہ اردو۔ لاہور ۱۹۶۳ء۔ ص ۳۸

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کو اپنے مرشد ہادی دارین سے جو ستر معارف افشاں ہوتے ان کی فیوضات سے ہر تن ذات حق سے نہ صرف آگاہ ہوتے بلکہ ذات حق میں محو ہو گئے (صوفی یا مقرب) جاننے لگتا ہے کہ ملک و حکومت، افعال و صفات و وجود اصالۃً حق تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور وہ ان تمام اعتبارات کے لحاظ سے "فقیر" ہے۔ اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سزا (۶) اس لئے وہ جان لیتا ہے کہ حق تعالیٰ ہی حیّ ہیں۔ ظاہراً و باطناً۔ **ھوالحیّ القیوم**، وہی علیم و قدیر ہیں۔ ظاہراً و باطناً۔ **ھوالعلیم القدیر**۔ وہی سمیع و بصیر ہیں ظاہراً و باطناً۔ **وھوالسمیع البصیر** اپنے اس فقر کے امتیاز سے اس کو خود بخود اپنی امانت کا امتیاز حاصل ہو جاتا ہے اور وہ جاننے لگتا ہے کہ اس میں وجود و انا، صفات و افعال، ملکیت و حاکمیت "من حیث الامانت" پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا صوفی حق تعالیٰ ہی کے وجود سے موجود ہوتا ہے۔ ان کی حیات سے زندہ ہوتا ہے اور ان ہی کے علم سے جانتا ہے ان ہی کی قدرت و ارادے سے قدرت و ارادہ رکھتا ہے۔ ان ہی کی سماعت سے سُنتا، بصارت سے دیکھتا اور کلام سے بولتا ہے۔ اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ صوفی کے ہاتھ پاؤں۔ ناک، کان حق تعالےٰ ہو جاتے ہیں اور شاید یہی مطلب ہے جُنیدؒ کے اس قول کا: **ھوان یمیتک الحق عنک ویحییک بہ**، یعنی وہ فانی از خویش و باقی بحق ہوتا ہے۔ (۷)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ نے انتہائے فقر کا سبق اپنے مرشد ہادی دارین سے حاصل کیا۔ جس فقر کے لئے ارشاد باری ہو چکا ہے۔ **انتم الفقرا الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید**۔ مُرشد کے فیضان نظر سے جب اس آیت مبارک کے مطابق فقر کی اصل کنہ معلوم ہو گئی تو اصل فقر حاصل ہو گیا۔ جس کی تفصیل حضرت سلطان العارفین یہ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر میری بصارت کا کچھ اور رنگ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہی وہ مقام ہے جسکے لئے ارشاد ربانی ہوتا ہے۔ بیشک وہ سُنتا دیکھتا ہے۔ (۸) فقیر اس حال میں ہوتا ہے کہ اسکی سماعت اپنی نہیں ہوتی۔ وہ اللہ کی ہوتی ہے۔ وہ فقر ہی کیا ہوا جس میں سماعت بصارت

۶۔ یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید (فاطر۔ ۱۵)

۷۔ ڈاکٹر سید ولی الدین۔ قرآن و تصوف۔ ص ۲۱ تا ۳۲

۸۔ انہ ھو السمیع البصیر۔ بے شک وہ سُنتا دیکھتا ہے (۱۷۔۱)

Marfat.com

کا انسان خود دعویٰ کر بیٹھے ۔ فقر اسی کا نام ہے جب فقیر اس آیۃ کریمہ کے مطابق صاحب حال ہوتا ہے کہ ۔ یا کون مالک ہے کان کا اور آنکھوں کا تو اب کہیں گے کہ اللہ (۹)

ے ہیچ میدانی کہ تو کیستی و چیستی؟ در دلت دریاب نیکو ہستی یا نیستی ؟
آنکہ می بیند بصیر است و آنکہ می شنود سمیع آنکہ می داند علیم است خود بگو تو کیستی ؟

یعنی جو دیکھتا ہے وہ تو بصیر ہے اور جو سُنتا ہے وہ تو سمیع ہے، جو جانتا ہے وہ تو علیم ہے اور تو پھر اے انسان بتا تو کیا ہے ؟ تو اُس کا عارف جواب دے گا کہ میں " فقیر " ہوں ۔

حقیقت یہ ہے کہ جس فقر کا حضرت سلطان العارفین اس بیت میں حال بیان کر رہے ہیں ۔ اس میں تو فقیر کا جسم اپنا جسم نہیں ہوتا ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ اس جسم کے ہر حصّہ میں مجھے محبوب حقیقی جلوہ گر نظر آتا ہے ۔ اور یہ اُس فقر کے درس کا نتیجہ ہے جو مرشد کامل ہادی دارین کے فیضان نظر سے حاصل ہوا ۔

میر ولی الدین محقق فرماتے ہیں ـــ " راز تحقیق " اور " سرّ کن فیکون " کو اس وقت بخوبی سمجھا جا سکتا ہے ۔ جب حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تجلی و تمثل کی ماہیت کا انکشاف فرما دیتے ہیں ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے ۔ (۱۰) ایک مرد کامل کے قلب مبارک کی وساطت سے ۔ جس کے متعلق شیخ اکبر کا یہ قول ہے :۔ جو حق تعالیٰ کو سمو گیا وہ خلق سے کیونکر تنگ ہو سکتا ہے اور اس کا کیا حال ہو گا اے سامع ۔ (۱۱)

بہر حال یہی وہ کیفیت حال ہے جس کے بارے میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ میرے جسم کے بال بال میں محبوب سما گیا ہے اور ساتھ ہی وضاحت فرماتے ہیں کہ اس کیفیت حال کے لئے ایسے سر اور کان کی ضرورت ہے جو ایک فقیر کو قرب ذات سے حاصل ہو ۔

---

(۹) امن یملک السمع والابصار ـــ فسیقولون اللہ (۱۰ ع ۹)

(۱۰) ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ـــ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے (۶ ع ۱۲)
نیز دیکھئے (۲۸ ع ۱۱)

(۱۱) من وسع الحق فما ضاق من خلق لکیف الامر یا سامع (لشکریہ میر ولی الدین ۔ قرآن و تصوف ۔ ص ۸۱)

Marfat.com

وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں رہو (۱۲) وہی سنتا ہے، وہی دیکھتا ہے۔ (۱۳) اور وہ تمہارے نفوس میں ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ (۱۴) چند لوگوں کے چہرے تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے (۱۵) اور ہم اُس کے بہ نسبت تمہارے زیادہ قریب ہیں مگر تم نہیں دیکھتے (۱۶)

اسی نکتہ کی شرح کے لئے اس سے پہلے ردیف قاف کے بیت ۱۴۴ میں بھی وضاحت ہو چکی ہے۔

---

(۱۲) وھو معکم اینما کنتم (پ ۲۷ ع ۱۷)

(۱۳) وھو السمیع البصیر۔ اور وہی سنتا دیکھتا ہے (شوریٰ۔ ۱۱)

(۱۴) وفی انفسکم افلا تبصرون۔ اور خود تم میں تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں (الذریت۔ ۲۱)

(۱۵) وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ۔ کچھ منہ اس دن تر و تازہ ہوں گے، اپنے رب کو دیکھتے (القیمۃ۔ ۲۲-۲۳)

(۱۶) ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ اور ہم دل کی رگ سے اس سے زیادہ نزدیک ہیں (۲۶ ع ۱۲)

Marfat.com

م۔ مرشد باجھوں فقر کماوے وچ کُفر دے بُڈے ہو (۱)

۱۷۳ شیخ مشائخ ہو بہندے حجرے غوث قطب بَن اُڈے ہو (۲)

تسبیحاں نپ بہن مسیتی جویں موش بہندا وڑ کُھڈے ہو (۳)

رات اندھاری مشکل پنیڈا باھو سَے سَے آون ٹھڈے ہو (۴)

لغت:۔ بُڈے: ڈوبے ۔ بہندے: بیٹھتے ۔ اُڈے: اُڑے۔
پنیڈا: سفر۔ بہن: بیٹھتے ہیں۔ وڑ: داخل ہوکر۔ کُھڈے: غاریں، بِل یا گڑھے میں۔

ترجمہ: ۱۔ (اے درویش جو شخص) مرشد کامل کے بغیر (راہ) فقر (و معرفت ذات کے حصول میں) کمائی کرتا ہے۔ وہ تو (گمراہ) ہوکر کفر میں ڈوب جاتا ہے۔

۲۔ (یہ مرشدان خام) شیخ مشائخ بن کر حجروں میں بیٹھ جاتے ہیں اور غوث قطب بن کر (اقلیم معرفت میں) اُڑنے کا (دم مارتے ہیں)

۳۔ (حالانکہ یہ مدعیان ناقص) تسبیحیں (ہاتھ میں) پکڑ کر اس طرح مساجد میں بیٹھ جاتے ہیں جیسا کہ چوہا اپنے بل میں (گھس کر) بیٹھ جاتا ہے۔

۴۔ اے باہو۔ (بغیر چراغ عشق حیات زندگی کی) رات اندھیری ہے اور (راہ معرفت ذات) کا سفر بہت دشوار ہے اور سینکڑوں ٹھوکریں لگتی ہیں (اس کام طے کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں)

---

(۱) ذ۔ع۔ف۔

(۲) ب۔ھ۔ذ۔ع۔ف۔

(۳) ھ۔ ذ۔ع۔ف = ھ میں (جویں) کی بجائے (جیوں) درج ہے

(۴) ب۔ھ۔ذ۔ع۔ف

Marfat.com

تشریح :۔ "حضرت سہل بن عبداللہ التستری (۱) نے کتاب معرفت المریدین میں لکھا ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جس کا کوئی مُرشد نہیں ہے اس کا شیخ یا مرشد شیطان ہوتا ہے۔ (۲)

شیخ العالم حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (۳) کتاب عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کسی کا اگر ظاہری اُستاد یعنی شیخ نہ ہو تو اس کا امام و پیشوا شیطان ہوتا ہے۔" (۴)

نیز حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں :۔ جو شخص زر کے گرداب میں پڑا ہوا ہے اُس کا مراقبہ مانند گربہ اہل موش کے ہے (۵) بیت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ مرشد کامل کے اتباع کے بغیر جملہ زہد و عبادت رہبانیت اور مثل موش کے گوشہ گیری کے مترادف ہے۔

اسی ضمن میں صحیح طریق کار کے لئے سیدنا غوث الاعظم فرماتے ہیں "فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو چیز تم کو رسول دیں اسکو لے لو اور جس سے روکے اس سے باز رہو اور ڈرو اللہ سے اور اس کی مخالفت نہ کرو (۶) ورنہ تم قرآن پر عمل کرنا چھوڑ دو گے اور اپنے لئے اور عمل و عبادت گھڑ لو گے۔ جیسے اللہ نے اس قوم کے حق میں فرمایا جو سیدھا راستہ بھول گئے اور فرمایا اور کوشہ گیری اُنہوں نے اپنی طرف سے نکال لی جس کو ہم نے ان پر فرض نہ کیا تھا۔" (۷) گویا تاریکی میں بھٹکتے رہنے اور ٹھوکریں کھانے کی بجائے مرشد کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کی روشنی میں اس دُنیا کے تُند و تاریک سفر کو طے کرنا چاہیئے۔

---

(۱) سہل تستری (م ۲۸۳ ھ / ۹۶ء)

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من لا شیخ لہ فیشیخہ الشیطان۔

(۳) شیخ شہاب الدین ابوالحفص عمر بن محمد بکری سہروردی (۵۳۹-۶۳۲ ھ) مصنف۔ عوارف۔ اعلام الہدیٰ۔

(۴) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ ص ۱۹۱۔

(۵) آنکہ در ورطۂ زر است پس مراقبہ نیز بمثل گربہ اہل موش است (سلطان باہو۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین حصہ دوم۔ ص ۱۵)

(۶) وما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ۔ اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرما دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو (۵۹ / ۷)

(۷) قال اللہ وما آتکم الرسول ... تا ... ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم۔

سید عبدالقادر جیلانی۔ فتوح الغیب (مع غنیۃ الطالبین) مقالہ ۳۶ - ص ۱۳۷

Marfat.com

م:۔ مال تے جان سب خرچ کراہاں کر ییتے خرید فقیری ہو (۱)

۱۷۴ فقر کنوں رب حاصل ہووے کیوں کیجے دلگیری ہو (۲)

دُنیا کارن دین وبخاون کوڑی شیخی پیری ہو (۳)

ترک دُنیاں تھیں قادری کیتی باھو شاہ میراں دی میری ہو (۴)

لغت :۔ کراہاں: کرکے ، کریتے: کریں ، کارن: کے لئے ، دُنیاں: دُنیا

وبخاون: ضائع کرتے ہیں ، کوڑی: جھوٹی ، میری: بادشاہی، سرداری۔

ترجمہ :۔ ۱۔ (اے درویش راہِ معرفت میں) مال اور جان سب (کچھ) صرف کرکے (بھی) فقیری خرید کرنا چاہیئے۔

۲۔ (یہ سودا باعث نقصان نہیں) فقر (کے حصول) سے تو رب (تعالیٰ) (کا دیدار) حاصل ہوتا ہے اسلئے غم واندوہ نہیں کرنا چاہیئے۔

۳۔ (جو نام نہاد مرشدان ناقص) (حصول) دُنیا کے لئے (متاع) دین ضائع کر دیتے ہیں (وہ کذاب ہیں اور ان کی) جھوٹی شیخی اور پیری ہے۔

۴۔ اے باھو۔ ترک دُنیا تو (سیدنا غوث الاعظم شاہ عبدالقادر جیلانی) قادری نے حاصل کی ہے (اسی لئے اقلیم معرفت میں) شاہ میراں (قدس سرہٗ) کی بادشاہی ہے۔

۱۔ ا ک ۔ ا ۔ البتہ (کراہاں) کی بجائے (کریرے) درج ہے ۔ ا ین

ع ۔ البتہ (تے) کا اضافہ نہیں اور (کراہاں) کی بجائے (کچیرے) درج ہے ۔

ک ۔ میں یوں ہے ؎ مال تے جان سب خرچ کچیرے تے کر ییتے خرید فقیری ہو۔

ب ۔ میں یوں ہے ؎ مال جان سب خرچا کریرے کر ییتے خرید فقیری ہو ۔

۲۔ ا ۔ ع ۔ ب

۳۔ ا ۔ ع ۔ ب ک میں (وبخاون) کی بجائے (گواون) درج ہے ۔

۴۔ ا ۔ ع ۔ ک میں یوں ہے ؎ ترک دُنیا نوں قادری کیتی باہو شاہ میراں دی میری ہو

وغیرہ میں یوں ہے ؎ تک دُنیا دی قادری کیتی باہو شاہ میراں دی میری ہو ۔

Marfat.com

تشریح :- قرآن شریف میں وارد ہوتا ہے۔ وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال وجان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔(۱)

حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ فقر کیا ہے، فقر خانہ ویرانی ہے اور یہ طریقہ خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا ہے۔ آپؐ نے مال دنیا سے گھر کبھی آباد نہ کیا۔ بلکہ جو کچھ ہاتھ آیا راہ مولا میں صرف کیا۔ یہاں تک کہ اپنے خانہ میں چراغ روشن کرنے کے لئے روغن تک نہ رہنے دیا۔ فرش کے لئے بوریا بھی نہ رہتا۔ دنیا کو سہ طلاق دی۔ فقیر بھی اسی کو کہتے ہیں کہ جو کچھ خدا دے وہ خدائی کو دے دے اور جو کچھ خدا دلا دے وہ بھی دے دے(۲)

قرآن حکیم میں فرمان ہوتا ہے۔ اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ (۳)

یعنی ہر طرح آخرت (وہ جہان) بہتر ہے دنیا سے۔

حضرت سلطان العارفین نے فرمایا۔ قادری پر لازم ہے کہ وہ پہلے تمام تر دنیا پر تصرف حاصل کرے اور پھر جس طرح وہ اسے حاصل کرلے اسی طرح اسے چھوڑ بھی دے۔ دنیا کا عمل دین کے لئے ہے تاکہ دنیا سے بالکل ہی دل سرد ہو جائے اور پھر دنیا کو یاد بھی نہ کرے۔ (۴)

اور فرمایا۔ ہر طریقہ خرقہ پوش ہے اور قادری طریقہ اللہ کی توحید کی محبت و معرفت کے دریا کو نوش کرنے والا ہے۔ ہر طریقہ خرقہ پوش ہے اور قادری طریقہ میں فنا فی اللہ ہو کر نفس سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ہر طریقہ کا کوئی قائم مقام ہے۔ مگر قادری طریقہ میں کامل فقر معرفت اور ہدایت ہے۔ ہر طریقہ جبہ و دستار ہے اور قادری طریقہ میں محض مشاہدہ اور دیدار جمال ہے۔ ہر طریقہ میں تسبیح کا ورد ہوتا ہے اور قادری طریقہ میں وحدت میں غرق ہو کر نفس کو ذبح کیا جاتا ہے۔

---

(۱) الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ھم الفائزون - (التوبہ - ۲۰) - قرآن عظیم مترجمہ شاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی - تاج کمپنی - ص ۳۰۵

(۲) فقر چیست فقر خانہ ویران را گویند ... تا .... فقیر ہموں را گویند کہ آنچہ خدا دہد و آنچہ خداوند بخدا دہد۔
(سلطان باہو - عین الفقر - شرح نظام الدین - حصہ دوم - ص ۲۷)

(۳) وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ (الضحیٰ)

(۴) قادریرا لازم است اول تمام دنیا در تصرف در آرد ... تا ... بتمامیت دل سرد شود و باز دنیا را یاد نکند
(سلطان باہو - نور الہدیٰ کلاں - مکتبہ ۱۹۶۱ء - ص ۱۶۸ -

Marfat.com

ہر طریقہ میں طالب کے سر سے حجام کی طرح محض تقلید کے لئے بال کاٹے جاتے ہیں۔ اور قادری طریقہ میں محض ایسی توجہ حاصل ہوتی ہے جو توحید مطلق ہی ظاہر کرتی ہے۔ (۵)

پھر فرمایا۔ دنیا ہمیشہ ہمارے پیچھے مارے مارے پھرتی ہے۔ قادری ہرگز ہرگز دنیا پر نگاہ نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس کی نظر دیدار پر ہوتی ہے۔ وہ دائمی طور پر تارک الدنیا ہوتا ہے۔ (۶)

---

(۵) ہر طریقہ خرقہ پوشی و طریقہ قادری از محبت و معرفت توحید اللہ دریا نوشی ... تا .... در طریقہ قادری توجہ بعین فنائی مطلق توحید است۔

(سلطان باہو۔ نور الہدیٰ۔ مکتوبہ ۱۳۶۱ھ۔ ص ۱۶۸)

(۶) دنیا ہمیشہ دنبال ما خوار است بر دنیا قادری نظر نکند کہ نظر قادری بر دیدار است دوام تارک۔

(سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۴۸ھ۔ ص ۱۰۷)

Marfat.com

م میں کوجھی میرا دلبر سوہنا میں کیونکر اس نوں بھانواں ہو (۱)

۱۷۵ ویہڑے ساڈے وڑدا ناہیں پئی لکھ وسیلے پانواں ہو (۲)

ناں میں سوہنی ناں دولت پلّے کیوں کر یار منانواں ہو (۳) ٥

ایہہ دکھ ہمیشاں رہسی باھو روزندڑی ہی مرجانواں ہو (۴)◎

لغت :- کوجھی : بدصورت ۔ سوہنا : خوبصورت ۔ بھانواں : پسند آؤں

ویہڑے : صحن ، آنگن ۔ پلے : دامن سے بندھی ہوتی ۔ منانواں : راضی کروں

روزندڑی : روتی ہوتی ۔

ترجمہ :- ۱- میں (اعمال میں) بدصورت ہوں اور میرا محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر لحاظ سے خوبصورت ہے ۔ میں (اس ذات اقدس) کو کیسے پسند آؤں ۔

۲- میں لاکھوں (حیلے) وسیلے ڈالتی ہوں (وہ محبوب) میرے (دل کے) آنگن میں (تشریف فرما) نہیں ہوتا ۔

۳- میں نہ تو (اعمال میں) خوبصورت ہوں اور نہ ہی دولت (ایقان) میرے دامن میں بندھی ہوئی ہے ۔ میں اپنے محبوب کو کیسے راضی کروں ۔

۴- اے باہو ۔ مجھے یہی (محبوب کو راضی کرلے کا) دکھ ہمیشہ رہے گا (اور اسی غم واندوہ میں) روتے ہی مرجاؤں گی ۔

---

(۱) ہ - ذ - ش - ف

(۲) ہ - ذ - ف

(۳) ہ - ش ۔ ٥ ذ - ف یوں ہے ع نہ میں سوہنی نہ دولت پلے ہیں کیکر یار منانواں ہو

(۴) ذ - ش - م - ر ◎ ہ میں یوں ہے ۔ ع ایہہ دکھ سانوں ہر دم رہسی باھو روندی ہی مرجانواں ہو

Marfat.com

تشریح : بیت نہایت ہی دلکش اور عام فہم ہے۔ ترجمہ میں مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ البتہ حضرت سلطان العارفینؒ عارف کامل جب شوق محبوب میں انکساری وعجز کا اظہار کرتے ہیں تو اس موقعہ پر ذرا انہیں سے محبّت وعشق کے بارے میں ذرا مزید سُن لیجئے۔

فرماتے ہیں۔ عشق کا قصّہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ یہ مقام اہلِ محبّت کا ہے۔ اہل محبّت اہل محرم کو کہتے ہیں۔ یہاں مجرم کی گنجائش نہیں۔ اور محرم ومجرم میں ایک نقطہ کا فرق ہے۔ جیسا کہ ع اور غ میں نقطے کا فرق ہے یا جیسے عم اور غم میں۔ سو تو غین نہ ہو۔ عین ہو۔ تاکہ عین ہی دیکھے عین ہی سُنے اور عین ہی کہے۔

• واضح رہے کہ یہ مقام محبّت فنا فی المحبّت کا ہے۔ مقام محبّت کی یہ تعریف ہے کحب اللہ والذین[1] امنوا اشدّ حبّا للہ ویحبّھم یحبّونہ (۱) اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرح ایمان والے اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے محب ہوتے ہیں۔ وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔

• محبت اس بات کا نام ہے کہ جناب سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سوا اور کچھ نہ ڈھونڈھیں اور اللہ تعالیٰ کے شوق میں رقص کریں۔ اصلی حالت کو لوگوں پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ اپنے نفس پر غضب کریں۔ لوگوں کو اپنا حال پریشان دکھائیں۔ مرتبہ عشق بمنزلہ زہر ہے۔ ؎

؎ بلبل نیم کہ نعرہ زنم درد سر کنم — پروانہ وار سوزم و دم بر نیاورم
؎ پروانہ نیم کہ بہ یک شعلہ جاں دھم — مرغ سمندرم کہ با تش نشستہ ام (۲)

---

(۱) ومن النّاس من یتّخذ من دون اللہ اندادًا یحبّونھم کحبّ اللہ۔ والذین آمنوا اشدّ حبّا للہ۔ (پ ۲ ع ۴) اور بعضے لوگوں میں سے وہ ہے کہ پکڑتا ہے سوائے اللہ کے شریک محبت کرتے ہیں ان سے جیسا کہ محبت خدا کی اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں زیادہ ہیں محبت میں واسطے اللہ کے۔

(۲) سلطان باہو۔ جامع الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ خلیل الدین ۱۹۶۸ء۔ ص ۲۲۔ ۲۳

Marfat.com

م- مذہباں دے دروازے اُچے راہ ربّاں موری ہو (۱)

۱۷۶ پنڈتاں تے ملوانیاں کولوں چھپ چھپ لنگھیئے چوری ہو (۲)

اڈیاں مارن کرن بھیڑے درد منداں دے کھوری ہو (۳)○

باھو چل اُتھائیں وسیئے جتھے دعویٰ ناں کس ہوری ہو (۴)◎

لغت: اُچے: اونچے۔ موری: چھوٹا دریچہ، قریبی راہ۔ لنگھیئے: گزرنا چاہیئے۔
اڈیاں: ایڑیاں کھوری: بغض رکھنے والے۔

ترجمہ:- ۱- مذہبوں کے دروازے اونچے ہیں (اور) خدا تعالیٰ کی راہ قریبی ہے۔

۲- (اس راہ معرفت ذات کے دریچے میں سے مذاہب کے رسمی اور نام نہاد ٹھیکیدار ان) پنڈتوں اور مولویوں سے چھپ چھپ کر گزرنا چاہیئے۔

۳- (یہ مذاہب کے مدعی) درد مندان (عشق) کا مذاق اڑاتے ہیں۔ انہیں (حقارت کی) ایڑیاں مارتے ہیں (اور ان سے طبعی) حسد و نفاق رکھتے ہیں۔

۴- اے باہو۔ وہاں جاکر بسیرا کریں جہاں (سوائے ذات حقیقی کے) کسی اور کا دعویٰ نہ ہو۔

---

(۱) ع-ل

(۲) ع-

(۳) ک

○ باقی تمام نسخوں میں (کھوری) کی بجائے (گھوری) درج ہے

(۴) ک

◎ باقی اکثر نسخوں میں (کس) کی بجائے (کسے) درج ہے۔

Marfat.com

تشریح: طالبِ حق کو چاہیئے کہ مذاہب کے جھگڑوں سے علیحدہ رہے اور جس طریق پر شیخ گامزن ہو اس کو لازم اختیار کرے کیونکہ بعض اوقات تحریکات دنیا اور مذہبی جھمیلوں کا الجھاؤ طالبِ معرفت کو اس کے مقصد سے بہت دور پھینک دیتا ہے ہم نے لاکھوں اور ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لوگ ایسے ضرور دیکھے ہیں جو اس الجھن میں پھنس کر پیر تو درکنار راہ معرفت ہی کا انکار کر کے گمراہ ہو گئے ہیں۔ العیاذ باللہ مذہبی جھمیلوں سے علیحدگی کے ساتھ خود بخود متعصبانہ تمیز مذہب و ملت اُٹھ جائے گی اور حضرت منصور حلاج کی طرح یہ بھی انا علی المذھب دنیّے میں اپنے رب کے مذہب پر ہوں۔ کہنے لگ جائے گا کیونکہ اہل مذہب خدا ہی کے مذہب پہ ہو جاتے ہیں اور وہاں یہ تمیز من و تو اور مذہب و ملت نہیں ہوتی [1]۔

حقیقت یہ ہے کہ مذہبی رسوم میں اس قدر بھول بھلیاں آ چکی ہیں کہ ان کے ذریعے سے منزلِ مقصود پر پہنچنا بالکل محال ہے گویا مذہب کے دروازے ناقابلِ تسخیر ہیں ان کے ذریعے سے معرفت ذات اور صفائے باطن کا حصول مشکل ہے حالانکہ خدا تعالیٰ کی راہ تو قریبی ہے وہ تو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ جب طالب مذہبی جھمیلوں سے دور رہ کر اور مذہبی نام نہاد ٹھیکہ داروں سے جان بچا کر خدا تعالیٰ سے لَو لگاتا ہے تو اسے وہ قریبی راہ مل جاتی ہے جس سے قربِ خداوندی حاصل ہو جاتی ہے حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ دراصل ان مذہبی ٹھیکہ داروں کے بلند و بالا اور ناقابلِ رسا دروازوں کے چکر سے بچنے کی تلقین فرماتے ہوئے فقراء کی راہِ معرفت ذات و صفائے باطن کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

ایک روز حضرت غوث علی شاہ قلندر نے ارشاد فرمایا۔ کہ جہانگیر بادشاہ کو شاہ حسین ڈھڈا کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ وہ لکڑی کا گھوڑا بنائے اس پر سوار پھرا کرتے تھے وزراء نے کہا حضور وہ تو لڑکوں میں کھیلتا رہتا ہے اس کے پاس جانا مناسب نہیں اتفاقاً رات کے وقت وہ فقیر محلِ شاہی کے جھروکے تلے آ نکلا کسی نے بادشاہ کو خبر کر دی اس نے جھٹ پٹ کمند لٹکا دی اور شاہ صاحب کو اوپر کھینچ لیا۔ بادشاہ نے پوچھا بھلا آپ کو خدا کیسے ملا۔ کہا جیسے تو ملا۔ بادشاہ بولا میں کیسے ملا کہا کر جیسے خدا۔ تب بادشاہ نے کہا کہ صاحب اس معمہ کا مطلب سمجھائیے۔ فرمایا کہ سنو اگر میں تم سے ملاقات کرنا چاہتا تو پہلے دربانوں سے ملتا پھر اہلکاروں کی التجا کرتا پھر امیروں کی اور وزیروں کی خوشامد کرتا نہاد ھو کر معقول لباس پہن کر حاضر ہوتا

---

[1] ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ ص ۱۸۵ - ۱۸۶

Marfat.com

پھر بھی خدا جانے تمہارا جی ملنے کو چاہتا یا نہ چاہتا۔ لیکن جب خود تم نے بلانا چاہا تو بے راہ گھسیٹ لیا۔ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔ حکایت کے بعد فرمایا کہ اسی طرح فقراء کی دو قسمیں ہیں ایک اکتسابی جو درجہ بدرجہ لوگ طے کرتے ہیں اور ایک وہبی کہ جذبہ غیبی ان کو ایک آن میں ادھر سے ادھر کھینچ لیتا ہے [۱]

---

[۱] سید گل حسن شاہ قادری ۔ تذکرہ غوثیہ ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ء ص ۱۸۳ - ۱۸۴ ۔

Marfat.com

م۔ میں شہباز کراں پروازاں وچ دریا کرم دے ہو (۱)
۱۷۷ زبان تاں میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ہو (۲)
افلاطون ارسطو جیہیں میرے اگے کس کم دے ہو (۳)
حاتم جیہیں لکھ کروڑاں در باھو دے منگدے ہو (۴)

لغت :۔ کم : کام منگدے : بھکاری ، مانگنے والے ۔

ترجمہ :۔ ا۔ میں وہ شہباز (معرفت) ہوں کہ دریائے کرم (و رحمت باری تعالیٰ) میں پروازیں کرتا ہوں ۔

۲۔ (شہباز وہمائے اوج معرفت و وحدت ہوکر) میری زبان (اپنی زبان اپنی زبان نہیں رہی بلکہ زبان قدرت ذات بن گئی ہے) اس لئے (امر) کن کے برابر (کام کرتی ہے) اور میں قلم (ازل) کے لکھے ہوئے کاموں کو (دست قدرت سے) موڑ لیتا ہوں ۔

۳۔ (سلطان العارفین اور سلطان الفقراء ہوکر) میرے سامنے افلاطون اور ارسطو جیسے (حکمائے جہان) کس کام کے ہیں ۔

۴۔ حاتم (طائی) جیسے لاکھوں کروڑوں (سخی) باہوؒ کے دروازہ کی گدائی کرتے ہیں ۔

---

(۱) ک

(۲) ک

(۳) ک

(۴) ک

Marfat.com

تشریح :- یہ بیت توحید حقیقت کے مرتبہ صفاتی سے متعلق ہے جبکی تفصیل حصہ ش کے بیت ۵۰ میں بیان ہوا ہے -

اس بیت میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ - باری تعالےٰ کے دریائے کرم و رحمت میں شہباز معرفت کے مقام اولی الامر پر فائز ہونے کا اظہار فرماتے ہیں -

فرمایا " اولی الامر اُس کو کہتے ہیں جسکا امر واپس نہ لوٹے - فقیروں کی زبان اللہ کی تلوار ہے اُس کا امر کن جس چیز پر بھی صادر ہو جائے اللہ کے حکم سے ہو جاتا ہے - خواہ جلدی یا بدیر" (۱)

فرمایا اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض کتابوں میں اے آدم کے بیٹے میں معبود ہوں - میرے سوا کوئی معبود نہیں - میں کہتا ہوں کسی چیز کو وہ ہو، وہ ہو جاتی ہے - میری فرمانبرداری کر میں تجھ میں یہ وصف ڈالوں گا کہ تو کسی چیز کو کہے گا، وہ ہو جائے گی - اور تحقیق دیا ہے یہ مرتبہ اللہ نے اپنے بہت پیغمبروں اور دوستوں اور بنی آدم سے بعض خاصوں کو (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جب بندہ کو محبوب بنا لیتا ہوں تو وہ میری آنکھ سے دیکھتا ہے - میرے کانوں سے سُنتا ہے اور میری زبان سے بولتا ہے - پھر جب سب کچھ اُس کا ہو گیا تو اب کُن کہنے والا بھی وہی ہو گا - اور آواز بھی اُسی کی ہو گی، صرف خلق بندے کا ہوتا ہے - (۳)

بیت میں جہاں پر حضرت سلطان العارفین معرفت ذات میں یکجان ہو کر مشیّت ایزدی کے ایما و رضا کے کارکن ہونے کا ذکر کرتے ہیں تو وہاں وجودی فلسفہ کا وجدان ہی نمایاں ہوتا ہے - مقتدر کے دور میں حسین بن منصور حلاج نے کسی اور واشگاف انداز میں کہا " انا الحق " یعنی میں حق ہوں اور بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا " سُبحانی سُبحانی ما اعظم شانی " یعنی میں پاک ہوں، میری

---

(۱) اولی الامر آنرا گویند کہ امر او بازگشت نخورد لسان الفقر سیف الرحمان سخن او کن ہر چیز یرا کہ بجوید شود بامر اللہ تعالیٰ بشود خواہ زود خواہ دیر ... (سلطان باہو - امیر الکونین - مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ص ۱۳)

(۲) قال اللہ فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ لا الٰہ ... الخ ... ذلک بکثیر من انبیائہ و اولیائہ و خواصہ من بنی آدم - سید عبدالقادر جیلانی - فتوح الغیب - مقالہ ۱۶ -

(۳) ابوالفیض قلندر سہروردی - الفقر فخری - ص ۲۸۵

Marfat.com

شان کتنی بلند ہے۔ تیرھویں صدی ہجری میں خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں "آکھ انا الحق، تھی منصور" انا الحق کہو اور منصور ہو جاؤ۔ نیز اسی ضمن میں ایک محقق نے کیا خوب فرمایا۔

"اگر ہم اس امر میں حق تعالےٰ سے استعانت چاہیں کہ وہ ہمیں یاد رکھیں اور ہم سے راضی رہیں تو ہمیں چاہیئے کہ حق تعالیٰ کو یاد رکھیں اور ان کے ہر حکم و فعل سے راضی ہو جائیں۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا۔ (۴) اسی لئے حکم فرمایا۔ اللہ کو بہت یاد کرو۔ (۵) اور ہمارے راضی ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ہم سے راضی ہو جاتے ہیں۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

ے آناں کہ رضائے حق بجان می جویند در راہ رضائے او لبر می پویند
ہر یک ہمہ آں کنند کہ حق فرماید حق نیز ہماں کند کہ ایشاں گویند" (۶)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں "جسے قرب مشاہدہ اور حضوری حاصل ہے اسکی بات کبھی خطا نہیں کرتی۔ کیونکہ جو کچھ وہ کہتا ہے قرب الٰہی کے سبب قبول ہوتا ہے۔ اس قسم کے فقیر کی زبان رحمانی تلوار ہوتی ہے۔ جو موذی کو قبل ایذا قتل کر دیتی ہے۔ ان مراتب کو اہل ہوا و ہوس کیا جانیں کہ کیسے لوگ سارے جہان کو ایک دم میں فنا کر سکتے ہیں اور ایک ہی توجہ سے سارے جہان کو بحکم خدا بہ اجازت رسولؐ بقا بھی بخش سکتے ہیں۔ کیونکہ جو فقراء اہل حضور غرق فی التوحید، فنا فی اللہ اور اسم اللہ جلالی اور جمالی نور سے منور ہیں۔ ان کی کوئی بات بھی حکمتِ الٰہی سے خالی نہیں ہوتی۔" (۷)

حضرت سلطان العارفین نے پھر فرمایا "غوث الاعظم حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری مراد فقر سے یہ نہیں کہ کسی شخص کے نزدیک کچھ نہ ہو بلکہ میری مراد فقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحبِ امر ہو کہ اگر کسی چیز کو

---

(۴) فاذکرونی اذکرکم (پ ۲ ع ۲) پس یاد کرو تم مجھ کو یاد کرونگا میں تم کو۔

(۵) اذکروا اللہ ذکرا کثیرا۔ اللہ کو بہت یاد کرو (۲۲ ع ۳)

(۶) ڈاکٹر میر ولی الدین۔ قرآن و تصوف۔ ص ۵۲۔۵۳

(۷) کسیکہ با مشاہدہ با قرب اللہ دوام حضور حصول الوصول است ..... تا ..... اسم اللہ جلالی جمالی ہرگز سخن نباشد از حکمت اللہ تعالیٰ خالی۔ سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ۔ ص ۵۸۔

Marfat.com

کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتے"(۸) نیز فرمایا۔ "جب فقر انتہائی درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو ذات ذات میں مل جاتی ہے(۹)" وہ کُن کی باتیں کرتا ہے۔ یعنی فقیر جس چیز کو کہتا ہے کہ امر الٰہی سے ہو جا وہ فی الفور ہو جاتی ہے بشرطیکہ فقیر صاحب سِمّن کو کُن کے ہر مقام اور توحید معرفت کی خبر ہو۔ قرب الٰہی حاصل ہو۔ نورِ الٰہی میں غرق اور فنا فی اللہ ہو۔ اگرچہ صاحب کن فقیر عین العیان بات اور جواب با صواب حق کی حضوری سے کرتا ہے اور بارگاہِ الٰہی میں التماس ہی کرتا ہے پھر بھی اس کی بات جو کچھ ہونا لکھا گیا (۱۰) کی طرح ہوتی ہے۔ گویا قلم کی زبان اس کے مُنہ سے نکلتی ہے اور ازل کی سیاہی مُنہ سے گراتا ہے ایسی بات کی تاثیر دن بدن ترقی پر ہوتی ہے اور قیامت تک وہ ترقی مسدود نہیں ہوتی۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔ فقیروں کی زبان رحمانی تلوار ہوتی ہے"(۱۱)

اور فرمایا۔ فقر کی ابتدا عبودیت ہے اور اسکی انتہا ربوبیت ہے۔ شعر میں فرمایا

مجھ میں چار چیزیں تھیں۔ پھر تین رہ گئیں۔ اور دو رہ گئیں۔ پھر دوئی سے گذر کر میں ایک ہو گیا۔ (۱۲)

پھر کلید التوحید میں فرمایا۔ میں اس مقام پر پہنچا ہوں جہاں کسی کی طاقت نہیں۔ میں لامکان کا شہباز ہوں۔ جہاں مکھی صفت حبیبوں کی پرواز کی طاقت نہیں۔ طبقات آسمانی لوح قلم عرشی کُرسی تو کیا فرشتہ کی بھی وہاں گنجائش نہیں۔ یہ کوئی ہوس والوں کا مقام تو نہیں ہے۔(۱۳)

---

(۸) در رسالہ غلام محی الدین قدس اللہ سرہ العزیز رقم است۔ لیس الفقیر عندی من لیس لہ شئی بل الذی لہ امرا اذا قال لشئ کُن فیکون۔ سلطان باہو۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین ص ۳۴۔

(۹) اذا اتم الفقر فھو اللہ۔

(۱۰) جف القلم بما ھو کائن۔

(۱۱) سلطان باہو۔ قرب دیدار، ترجمہ اردو۔ لاہور۔ ۱۹۶۳۔ ص ۲۸ - ۲۹۔

(۱۲) ابتدا فقر عبودیت است و انتہا فقر ربوبیت است ؎ چار بودم سہ شدم اکنوں دوام۔ وز دوئی بگذشتم و یکتا شدم

سلطان باہو۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین۔ حصہ دوم۔ ص۔ ۳۸۔

(۱۳) ؎ جائیکہ من رسیدم امکان نہ ہیچکس را شہباز لامکانم آنجا نہ جانگس را

لوح قلم عرش کرسی کو نین رہ نیابد فرشتہ در نگنجد آنجا نہ جا ہوس را

سلطان باہو۔ کلید التوحید۔ مکتوبہ۔ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۱۴-۱۵)

Marfat.com

ایک روایت میں "حضرت بایزید بسطامیؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک بار جلوت میں سبحانی ما اعظم شانی کہا۔ مریدوں نے عرض کیا حضرت آپ کی زبان سے یہ کیا کلمہ نکلا فرمایا کہ اگر آپ الیاسؑ تو بلا تامل چھری مارنا۔ اگلے دن پھر وہی کیفیت ہوئی، مریدوں نے چھریاں ماریں مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اصحاب نے یہ واقعہ بیان کیا۔ فرمایا بایزید یہ ہے جسے تم دیکھتے ہو۔ وہ بایزید نہ تھا۔" (۱۴)

حکمت اور دانائی میں حضرت سلطان العارفین قبل مسیح کے یونانی حکماء افلاطون (۱۵) اور ارسطو (۱۶) کے نام لے کر فرماتے ہیں کہ دنیا کے ایسے عظیم الشان داناؤں اور مفکروں کی بھی فقیر کامل کے سامنے کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ فقیر ہی عقل کامل اور فکر کامل کا مالک ہوتا ہے۔ دنیوی دانشوروں اور مفکروں کا فقیر کامل کے ساتھ عقل و دانائی میں بھلا کیا برابری ہو سکتی ہے۔ اسی طرح جود و سخا میں بھی دنیوی حاتموں کی فقیر کامل کے جود و سخا کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ فقیر کا ہاتھ دست قدرت ہے۔ دنیوی حاتم دراصل فقیر کے محتاج ہیں۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ فقیر کو مالک الملکی بھی کہتے ہیں پس ایسا شخص اگر چاہے تو ایک مفلس گدا گر کو ساتوں ولایتوں کا بادشاہ بنا دے۔ (۱۷)

---

(۱۴) سید گل حسن شاہ قادری۔ تذکرہ غوثیہ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ء۔ ص ۱۴۷

(۱۵) افلاطون (۴۲۷ ق م - ۳۴۷ ق م) بمطابق ہسٹری آف یورپین پولیٹیکل فلاسفی از بھنداری۔ بنگلور ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۲۔

(۱۶) ارسطو (۳۸۴ ق م - ۳۲۲ ق م) " " " ص ۴۳۔

(۱۷) سلطان باہو۔ تیغ برہنہ۔ ترجمہ اردو۔ لاہور۔ ص ۱۳ (بشکریہ المعارف۔ لاہور۔ ص ۵۳)

Marfat.com

ن ۔ نال کوسنگی سنگ نہ کریئے کُل نوں لاج نہ لائیئے ہو (۱)
۱۷۸ تمے تربوز مول نہ ہوندے توڑے توڑ مکے لے جائیئے ہو (۲)
کانواں دے بچے ہنس ناں تھیندے توڑے موتی چوگ چگائیئے ہو (۳)
کوڑے کھوہ ناں میٹھے ہوندے باھو توڑے سے مٹاں کھنڈ پائیئے ہو (۴)

لغت : کوسنگی: بے وفا۔ لاج نہ لائیئے : بدنام نہ کیجئے۔ چوگ : کھلانا، پرندوں کا دانہ۔ چگائیئے : کھلایا جائے، چگایا جائے۔ تمے : حنظل۔ ہنس : ایک خوبصورت پرندہ۔ سئے : صد، سو۔ کھنڈ : کھانڈ، چینی۔

لغت : ۱- (اے درویش) ناجنس نامحرم (اسرار معرفت) بے وفا ساتھی کے ساتھ رفاقت نہ کیجئے (اور نامحرم کی رفاقت سے) سب (عارفان ذات کے سلوک) کو بدنام نہ کیجئے۔
۲- (کیونکہ کڑوے) تمے (جو کہ تربوز کے مثل ومشابہ ہیں) خواہ انہیں مکۃ المکرمہ تک ہی کیوں نہ لے جائیں وہ ہرگز ہرگز تربوز نہیں بن سکتا (یعنی فطرت ازلی نہیں بدل سکتی)
۳- کوّوں کے بچے (کوے ہی رہیں گے) خواہ انہیں موتیوں کی چوگ (خوراک) چگائی جاوے وہ (ہرگز) ہنس نہیں بن سکتے۔
۴- اے باہو۔ (فطرت ازلی نہیں بدلتی، لہٰذا) خواہ سینکڑوں من کھانڈ ڈالی جاوے جن کنوؤں کا پانی (اصلاً) کڑوا ہے۔ وہ میٹھے نہیں ہو سکتے۔

---

(۱) ک-ھ-ذ-ب-و-ا ب۔

(۲) ک-ذ-ب-و

(۳) ک-ھ-ذ-ب-ز-ا ب= ب بجائے تھیندے) کی بجائے (ہوندے) درج ہے۔

(۴) ک-ھ-ذ-ب

نسخہ ن - و میں (کھنڈ) کی بجائے (گڑ) درج ہے۔
ا ب

Marfat.com

تشریح :- بیت میں حضرت سلطان العارفین تلقین فرماتے ہیں کہ راہ سلوک و معرفت کے سالکوں کو نامحرم اسرارِ ذات لوگوں کی رفاقت سے احتراز کرنا چاہیئے کیونکہ جو لوگ فطرت ازلی سے نامحرم ہیں وہ دانائے راز اور آشنائے حقیقت کبھی نہیں ہو سکتے یہ نامحرم اسرار لوگ حنظل کی طرح ہیں جن کی سرشت میں تلخی ہی تلخی ہے - مٹھاس پیدا ہی نہیں ہو سکتا اور انکی مثال کتوں کی سی ہے جو اپنی ازلی فطرت کو نہیں بدل سکتے - نیز ان کی مثال ایسی زمین کی سی ہے جس میں سے صرف کڑوا پانی ہی نکلتا ہے - اگر سالک و عاشق کسی ایسے نامحرم کی رفاقت اختیار کرتا ہے تو گویا عشاق ذات کے پورے طبقہ کو بدنام کر رہا ہے -

نسلِ انسانی میں فطرت کی پختگی کا اثر ایک سائنسی محقق یوں بیان کرتے ہیں :-

"باپ اور ماں کی طرف سے جینز (GENES) نصفاً اولاد کو ورثے میں ملتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ اولاد والدین کے خصائص کی مظہر ہوتی ہے - انسان ان مخفی رازوں سے روشناس ہو کر حیرت زدہ ہے اور قدرتِ کاملہ کی داد دینے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس نے اتنے دقیق مسئلہ کو روزِ ازل سے ایسی خوبصورت اور مکمل صورت میں حل کیا ہے جسکی کوئی نظیر نہیں ملتی " (۱)

ابن العربی فرماتے ہیں :- سرِ قدر اس قدر صاف اور واضح ہے کہ اپنی شدتِ ظہور کی وجہ سے مستور ہو گیا ہے اور لوگوں کی طلب و الحاح بڑھ گیا ہے - دیکھو ہر شخص جانتا ہے کہ جیسی استعداد ہوتی ہے ویسی ہی اس پر صورت آتی ہے - گھوڑے کے نطفے پر ہاتھی کی صورت نہیں آتی - انار کے دانے پر آم کا درخت نہیں اُگتا حنظل کڑوا ہے - لیموں کھٹا ہے - تو اُس کے خالق پر کیا الزام - جیسی حقیقت تھی ویسا ہی خدا نے اُسکو پیدا کیا - نمایاں کیا - ابدی کافر کبھی ایمان نہ لائے گا - معصوم، پیغمبر کبھی گناہ نہ کرے گا - نومسلم کی فطرت والا پہلے کفر میں مبتلا ہو گا - پھر اسلام لائے گا - مرتد پہلے مسلمان رہے گا - پھر کفر کرے گا - غرضیکہ ؎

دیتا ہے ہر اِک کو حکیم جس کی جیسی لیاقت ہے
وہی نمایاں ہوتا ہے جس کی جیسی فطرت ہے (۲)

اسی اصول کے مطابق جسے ہدایت دی جائے گی اُسے فطرت ازلی سے ثمرہ ملنا تھا -

---

(۱) بشکریہ جناب عزیز اللہ - مقالہ جینز - مجلہ سائنٹک دین - گورنمنٹ کالج لاہور - جلد نمبر ۳ - شمارہ اول

(۲) محی الدین ابن العربی - فصوص الحکم - ص ۲۳۸ -

Marfat.com

اور جسے ضلالت ملی ہے وہی اسکی اقتضائے فطرت یا اقتضائے نفسی تھی۔

اسی لئے حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ناجنس کے ساتھ مل کر گزارنا گویا اپنے ہم جنس یعنی عشاقِ ذات کے طبقہ کو بدنام کرنے کے مترادف ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے :۔ اسی طرح گمراہ کرتا ہے اللہ جس کو چاہے اور ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے (۳)

اور حدیث شریف میں وارد ہوتا ہے شقی اپنے بطن میں شقی رہتا ہے اور سعید اپنے بطن میں سعید رہتا ہے۔ (۴)

اسی ضمن میں رومیؒ سے بھی سُنیئے

ہر دو گون زنبور خوردند از محل — لیک شد زان نیش و زاں دیگر عسل

ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب — زیں یکی سرگیں شد زاں مشک ناب

ہر دو نی خوردند از یک آب خور — آن یکی خالی و آں پُر از شکر

ایں خورد گردد پلیدی زو جدا — واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد — واں خورد زاید ہمہ نورِ خدا

ایں زمینِ پاک و آں شورست و بد — ایں فرشتہ پاک و آں دیوست و دد

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست — آب تلخ و آب شیریں را صفاست (۵)

---

(۳) قرآن، کذلک یضل اللہ من یشآء ویھدی من یشاء (۲۹ ع ۱۵)

(۴) السعید من سُعدَ فی بطن اُمہ والشقی من شُقی فی بطن اُمہ۔

بحوالہ طبرانی جامعہ صغیر۔ جامع صغیر السیوطی ۲ ص ۳۶ البکریہ نور سلطان قادری مہتمم جامعہ انوار باہو۔ سھبکر)

(۵) مفتاح العلوم۔ شرح مثنوی۔ دفتر اوّل حصہ پہلا۔ عرشی۔ لاہور ۱۹۵۹ ص ۱۴)

Marfat.com

ن ۔ نہیں فقیری جھلیاں مارن ستیاں لوک جگاون ہو (۱)

۱۷۹ نہیں فقیری وہندیاں ندیاں سکیاں پار لگھاون ہو (۲)

نہیں فقیری وچ ہوا دے مصلّے پا ٹھیراون ہو (۳)

فقیری نام تنہا ندا باہو جہڑے دل وچ دوست ٹکاون ہو (۴)

لغت :۔ جھلیاں : رقص درویشاں

ستیاں : سوئے ہوئے

سکیاں : خشک خشک

جگاون : جگاتے ہیں

لگھاون : گزارتے ہیں

ٹکاون : ٹھہراتے ہیں ۔ قائم کرتے ہیں ۔

ترجمہ :۔ ۱۔ (جو مدعیان فقر) رقص درویشانہ کرتے ہیں (اور ہُو ہُو کے نعروں سے رات کو) سوئے ہوئے لوگوں کو (خواب سے) بیدار کرتے ہیں (ان کا صرف یہ فعل) فقیری نہیں ہے ۔

۲۔ (جو مدعیان فقر) بہتی ندیوں میں خشک پار لگا دیتے ہیں (یہ بھی) فقیری نہیں ہے ۔

۳۔ (جو مدعیان فقر) ہوا میں مصلّیٰ ڈال کر ٹھہرا لیتے ہیں (یہ بھی) فقیری نہیں ہے ۔

۴۔ اے باہو ۔ فقیری تو ان عارفان کامل (کے مراتب) کا نام ہے جو کہ دل میں محبوب (حقیقی) کو ٹھہرا لیتے ہیں ۔

---

(۱) ہ ۔ خ ۔ البتہ (جھلیاں) کی بجائے (جلیاں) درج ہے ۔ اُکے

(۲) ہ ۔ش ۔ (لگھاون) کی بجائے (لگاون) درج ہے اُکے ۔البتہ (لگھاون) کی بجائے (لنگھاون) درج ہے

(۳) ہ ۔ ع ۔ اکے ۔ البتہ (ٹھیراون) کی بجائے (ٹھہراون) درج ہے ۔

(۴) اک ع میں یوں ہے ع نام فقیر تنہاں دا باہو دل وچ دوست ٹھہراون ہو

خ میں یوں ہے ع فقیری نام تہیندا باہو دل وچ دوست ٹھراون ہو

ہ میں یوں ہے ع خاص فقیری (حضرت باہو) دل وچ دوست ٹکاون ہو

ب د میں یوں ہے ع فقیری نام تہیندا باہو دلوچ دوست دھراون

Marfat.com

تشریح :- یہ بیت توحید معرفت سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصہ اول کے بیت نمبر ۱۶ میں ملاحظہ ہو۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں — اوّل جو صاحب طریقت پر آثار کشف وکرامات کے ظاہر ہوتے ہیں وہ محض نفسی ہوتے ہیں جن سے وہ مسرور اور خوش ہوتا ہے لیکن اس خیال سے اور خوش ہونے سے وہ انسان معرفت الٰہی سے بہت دُور رہتا ہے اگرچہ مخلوق کی نظر میں اسکی حالت عین ثواب ہوتی ہے (۱)

اور فرمایا — فرمانِ ربّانی ہے — کہ اے میرے حبیب لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، تب خدا تعالیٰ تمہیں دوست رکھیگا ۔ پس اگر کسی نے یہ مراتب حاصل کر لئے ہوں کہ پانی پر چلتا ہے تو سمجھیں یہ گھاس کا تنکا ہے ۔ اور اگر کسی کو دیکھیں کہ ہوا میں اُڑتا ہے تو جان لیں کہ یہ ایک مکھی ہے ۔ اس سے زائد اس کی کچھ قدر نہیں ۔ فقیر کو چاہیئے اللہ کے رسولؐ کی رضامندی حاصل کرے تو کچھ ہے ۔ اللہ بس باقی ہوس ۔ (۲)

پھر فرمایا ۔ اگر تو ہوا پر اُڑے تو یہ مکھی کا سا مرتبہ ہے ۔ اگر پانی پر چلے تو تنکے کا سا ۔ اگر دل ہاتھ میں لائے تو ہوس کا مرتبہ ہے ۔ عین لعین غرق فنا فی اللہ، فانی نفس باقی الروح اور مشرف بلقاء الٰہی ہونا کافی ۔ (۳)

حضرت مجدد الف ثانیؒ (۴) نے ایک درویش کے بارے میں فرمایا کہ "یہ شخص طالب کرامات ہے ۔ اس پر فلاں شخص کی محبت کا اثر ہے پھر آپ نے سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جو شخص طالب کرامات ہو اُسے چاہیئے کہ

---

(۱) اوّل طریقت کو بود صاحب طریقت نازل میشود کہ آن محض کشف وکرامات مطلق از نفس انا مفرد خوش وقت مسرور از قرب وصال اللہ دور تر اگرچہ در نظر خلق ثواب تر ۔ (سلطان باہو ۔ کشف الاسرار ۔ شرح فقیر نظام الدین ۔ ص ۲۸)

(۲) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ باقی مراتب طیر سیر اگر بر آب روی خسی واگر بہپری مگسی ،
نبی صاحب را رضامند کن آنگاہ کسی ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ۔ (سلطان باہوؒ ۔ عین الفقر ۔ حصہ دوم ۔ شرح فقیر نظام الدین ۔ ص ۴۷)

(۳) اگر بر ہوا پری مراتب مگس است واگر بر آب روی مراتب حسن است واگر دل بدست آری مراتب ہوس است ۔ عین لعین غرق فنا فی اللہ نفس فنا روح لقاء مشرف لقا اللہ بس است ۔
سلطان باہو ۔ فضل اللقاء مکتوبہ قلمی ۔ ۱۹۱۷ء ۔ ص ۲ ۔ ۳

(۴) احمد عرف امام ربانی (۹۷۲ھ تا ۱۰۳۴ھ) سرہند

Marfat.com

وہ اپنا دوسرا شیخ تلاش کرے اور جو متابعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اقتباس انوار فنا و بقا اور دیگر کمالات معرفت ذات وصفات کا طالب ہو وہ یہاں رہئے" (۵)

حضرت غوث علی شاہ قلندر فرماتے ہیں کہ ۔ ایک روز ہمارے دوست محبوب علی صاحب جب زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہو کر واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم بمبئی سے چل کر ایک بستی میں آئے وہاں چند روز رہنے کا اتفاق ہوا ۔ رات کو نماز تہجد کے لئے مسجد میں گئے تو دیکھا کہ مؤذن ذکر میں مشغول ہے جب لا کھینچتا ہے تو غائب ہو جاتا ہے اور الا اللہ کہتا ہے تو موجود، یہ دیکھ کر مجھ کو حیرت ہوئی ۔ بعد نماز فجر مسجد سے باہر نکلا تو دیکھا کہ قریب مسجد کے ایک کنچنی کا مکان ہے اور اس کے دروازہ پر ایک فقیر لنگوٹ بند بیٹھا ہے ۔ مجھ کو دیکھتے ہی بولا کہ مولوی صاحب آپکو تو بڑا ہی تعجب ہوا خیر کل ہم بھی تماشہ دکھائیں گے ۔ دوسرے دن میں بوقت تہجد مسجد میں آیا تو فقیر بھی آموجود ہوا غسل کیا اور میری چادر باندھ لی ۔ پھر نفی اثبات کرنے لگا ۔ جب لا کو کھینچتا تھا تو اس وقت میں اور وہ فقیر اور مسجد سب نفی ہو جاتی تھی بلکہ میرا علم مفقود ہو جاتا تھا ۔ اسی طرح دس بارہ ضربیں لگائیں پھر لنگوٹ باندھ چل دیئے اور کہا کہ مولوی صاحب اس کو فقیری نہیں کہتے یہ تو ایک شعبدہ ہے ۔ فقیری کچھ اور ہی چیز ہے ۔ جو زبان پر نہیں آسکتی ۔ ع نکتہ داں را گنگ باید شد ز حرف" (۶)

عوام الناس نے بزرگی و ولیشی اور ولایت کا مفہوم اپنی طرف سے الگ گھڑ رکھا ہے مثلاً کسی کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو کرامت دکھاتے ۔ کوئی اس کو ولی جانتا ہے جو دنیا سے قطع تعلق کر کے گوشہ نشینی اختیار کرلے کوئی گفتگو کے مکاشفہ کو پسند کرتا ہے اور کوئی ولایت کا نشان لوگوں کی مرادیں پوری ہونا رکھتا ہے ۔ یہی فہم و عقل کی کجروی اور گمراہی مستحق لعن و طعن ہے جس نے مسلمانوں کو صراط مستقیم سے ہٹا کر اغراض زندگی کی یافت اور حصول کے لئے صحیح و غلط کی پہچان سے دور جا پھینکا ہے اور وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکتے کہ ہم اوہام و جہل کی تاریکی میں بزرگی کے تقدس کا نور کیونکر ڈھونڈھ سکتے ہیں ۔ جبکہ اس مستند میں ہمارا معیار اور پرکھ ہی غلط ہے ان کو تو چاہیئے کہ وہ قرآن و حدیث کی ضیا پاشیوں سے کسی سر در خدا کی پاکیزہ حیات کا نور اور اخلاق و روحانیت کی بلندیوں میں معرفت الٰہی کا ظہور پانے کی سعی کریں ۔

---

(۵) محمد عبدالاحد ۔ مقامات ربانی ۔ مطبع مجتبائی دہلی مرتبہ ۱۳۱۸ھ ۔ ص ۷۲ ۔ ۷۳

(۶) سید گل حسن شاہ ۔ تذکرہ غوثیہ ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ ۔ ص ۳۲۷

Marfat.com

حکایت: ایک بزرگ تبلیغ دین کے سلسلہ میں کہیں تشریف لے گئے تو ایک شخص انکی درویشی کا جانچنے لینے اور پرکھنے کو لوہے کی تاروں کا بنا ہوا ایک گورکھ دھندا ان کے سامنے لے آیا اور کہنے لگا اگر آپ فقیر ہیں تو اس گورکھ دھندے کو کھول دیجئے"۔ فقیر صاحب نے جواب دیا کہ "میں نے فقیر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لوہار ہونے کا نہیں کیا"

اصل بات یہ ہے کہ مدعی کو اس کے دعوے میں تو پرکھا نہیں جاتا اور اس کی درویشی کو ہی کسوٹی سمجھ لی جاتی ہے۔ سٹے کا نمبر، مال حرام کا حصول، مغویہ عورتوں کی نشاندہی، اموال مسروقہ کی خبر دہندگی، مولیشی کا اظہار گمشدگی، اولاد کا نہ ہونا اور عملیات حب و بغض کی کامرانی تو بتایئے کہ یہ کام ایک باخدا درویش کی دعوت میں شامل ہیں۔ اگر ہیں تو کہاں تک اور اگر نہیں تو اس کام کے کرنیوالے نجومی، رملی، پنجنڈی، جوگی، مکار، بہروپیئے جو بھی رنگ و روپ اختیار کر سکیں گے وہ وہ ہوگا جس کے شبہ میں عوام فریب کھا جائیں۔ (۷)

ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے لئے حضرت سلطان العارفین نے فرمایا۔ ع

فقیری نام تنہا نداہو جبڑے دل وچ دوست نگاون ہو

کسی نے حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے فقیر کے معنی پوچھے تو آپ نے فرمایا کہ فقیر کے نام میں چار حرف ہیں۔ جن کی اپنی توضیح و تاویل فقیر کی صحیح ترجمانی کرتی ہے اور پھر آپ نے اسی کے معنی بیان فرماتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

فاء الفقیر فناء یہ فی ذاتہ ۔۔۔ وفراغہ من نعتہ وصفاتہ

والقاف قوۃ قلبہ تجبیبہ ۔۔۔ وتیامہ للہ فی مرضاتہ

والیاء یو اجوبتہ ویخافہ ۔۔۔ ولیقوم بالتقوی بحق لقاتہ

والرا عرقت قلبہ وصفاتہ ۔۔۔ ورجوعہ للہ من شھوتہ (۸)

---

(۷) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ تلخیص از ص ۱۳۷ تا ص ۱۴۰

(۸) یعنی فائے فقیر سے مراد فنا فی اللہ ہو کر اپنی ذات و صفات سے فارغ ہو جانا ہے اور قاف فقیر سے مراد یاد الٰہی سے ہے اپنے دل کو قوت دینا اور ہمیشہ اس کی رضامندی پر قائم رہنا ہے اور ی سے مراد یاس و ناامیدی سے دور رہ کر امید وار رحمت الٰہی ہونا اور اس سے ڈرتے رہنا اور ایسی پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کرنا جیسا کہ اس کا حق ہے اور ر سے مراد رقتِ قلب اور اسکی صفات اور اپنی خواہشات سے منہ موڑ کر رجوع الی اللہ کرنا ہے۔ لنکریہ۔ ابوالفیض قلندر سہروردیؒ۔ الفقر فخری۔ ص ۱۴۰

Marfat.com

حضرت مظفر کرمانشاہیؒ (۹) فرماتے ہیں۔ فقیر وہ ہے کہ خدا کی طرف اسکی کوئی حاجت نہ ہو۔ کیونکہ اسکی تمام حاجت وہ خود ہی ہے۔ (۱۰)

ایک حدیث میں وارد ہوتا ہے۔ اگر کسی آدمی کو ہوا میں اڑتا، آگ کھاتا اور پانی پر چلتا دیکھے اور وہ میری سنت ترک کرے تو اُسے پیٹ ڈالو۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ اگرچہ انسان کتنا ہی توحید و معرفت میں گم ہو جائے مگر خلاف شرع اسکو ہرگز نہ ہونا چاہیئے کیونکہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے شخص کے لئے سزا مقرر فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص ہوا میں اُڑتا نظر آئے یا پانی پر چلتا ہوا نظر آئے اور تم کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرتا ہے تو اس کو مجوتے مارو (۱۱)

پھر فرمایا۔ اگر کوئی شخص عرش سے اوپر ستر سالہ راہ کے برابر اُڑتا چلا جائے تو بھی وہ ہوائے نفس میں مبتلا ہے۔ (وہ فقیر عارف نہیں) فقیر عارف باللہ وہ ہے جو قرب رحمانی میں فنا فی اللہ ہے۔ (۱۲)

ابوالفیض قلندر نے فرمایا۔ جو شخص صحیح معنوں میں متبع رسولؐ نہیں وہ ہزار ولایت کے دعوے کرے اور کرامات کی دوگیں مارے، ہوا پر پرواز کر کے دکھائے، اس کا ولی ہونا تو درکنار اس کی مسلمانی میں بھی شبہ کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (۱۳)

اور انہیں معانی میں جنید بغدادیؒ (۱۵) نے فرمایا۔ کہ بے شریعت درویش اگر ہوا پر اُڑتا ہے تو مگھی ہوگا اور اگر کشتی کی مانند سمندر میں چلتا ہے تو اسے گھاس پھوس کا تنکا سمجھ اور اُس پر اعتماد نہ کر (۱۶)

---

(۹) معتقد شبستری بحوالہ اسرار ۱۲۰۶ھ میں بقید حیات تھے۔ (مطابق رضا قلی ہدایت۔ ریاض العارفین تہران۔ ۱۳۱۶۔ ص ۴۹۳)

(۱۰) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ ص ۱۴۲

(۱۱) حدیث:۔ اذا رایت رجلا یطیر فی الھوا او یاکل النار ومیشی علی الماء فھو ترک السنۃ فاضربہ۔ لشکر سلطان باہو بحوالہ اسرار مکتوبہ ۱۲۰۶ھ۔ ص ۱۶۔

(۱۲) اگرچہ مدعی توحید تمام غرق شوی خلاف شریعت و سنت مباش قال علیہ السلام اذا رایت رجلا ... فاضربہ بالنعلین۔ سلطان باہو عین الفقر۔ شرح نظام الدین ص ۵۹

(۱۳) اگر کسی ہفتاد سالہ راہ فوق العرش بر ہوا پرد ہنوز بہ نفس ہوا فقیر عارف باللہ چیست فقر باللہ آنست کہ فنا فی اللہ بقرب الرحمٰن است سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ قلمی مکتوبہ ۱۳۳۲ھ۔ ص ۲۹

(۱۴) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ در بیان تصوف و صوفی۔ ص ۱۲۷

(۱۵) شیخ جنید بغدادی۔ بغداد۔ وفات ۳۰۲ھ

(۱۶) ؎ مرد درویش بی شریعت اگر: بپرد بر ہوا مگس باشد
در چمد کشتی روان شد بر آب: اعتمادش مکن کہ خس باشد (جنید بغدادیؒ)

Marfat.com

ن۔ ناں رب عرش معلّیٰ اُتّے ناں رب خانے کعبے ہو (۱)

۱۸۰ ناں رب علم کتابیں لبھّا ناں رب وچ محرابے ہو (۲)

گنگا تیر تھیں مول نہ ملیا مارے پینڈے بے حسابے ہو (۳)

جد دا مرشد پھڑیا باھو چھٹے سب عذابے ہو (۴)

لغت : لبھّا : ملا۔ پا لیا۔ پینڈے : فاصلے، مسافت۔

ترجمہ :۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ نہ تو (محض) عرش معلیٰ پر ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ (محض) خانہ کعبہ میں ہے۔

۲۔ (ذات) رب (تعالیٰ) نہ تو علم و کتابوں میں پایا اور نہ ہی (ذات) رب (تعالیٰ) محراب میں ہے۔

۳۔ بہت مسافتیں طے کیں (لیکن) گنگا اور تیرتھ میں (بھی) پوجا پاٹ کرنے سے رب تعالیٰ کا دیدار ہرگز نہ ہوا۔

۴۔ اے باہو۔ (دیدار رب تعالیٰ تو مرشد کی نظر رحمت سے ہوا لہٰذا) جب سے مرشد (کامل کا دامن) پکڑا (بُعد و فراق کے) سب عذابوں سے چھوٹ گئے۔

---

(۱) ع۔ف۔ش۔ز۔م۔ ذ

(۲) ع۔ف۔ش۔ز۔م۔ ذ میں یوں ہے ع ناں رب علم کتابیں لبھدا نہ رب وچ نمازے ہو

(۳) ع۔ف۔ش۔ز۔م۔

ذ میں یوں ہے ع گنگا تیر تھیں مول نہ ملیا میں اوہی پینڈے بھجا کے ہو

(۴) ع۔ف۔ش۔ز۔م۔

ذ میں یوں ہے ع جدوں مرشد پھڑیا باھو چھٹے سب تنگاوے ہو

Marfat.com

تشریح : یہ بیت توحید معرفت واس سے متعلق توحید صفات کی خبر دیتا ہے۔ جس کی تفصیل حصہ ا کے بیت ۱۶ اور حصہ ج کے بیت ۶۰ میں بیان ہوا ہے۔

اس چار بیتی میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ محبوب حقیقی کسی ایک جگہ مقید نہیں ہے بلکہ تم جدھر اپنا منہ پھیرو وہیں ذات اللہ کی۔ (۱) کے فرمان کے مصداق ہر جگہ موجود ہے۔ اور قرآن حکیم میں وارد ہوتا ہے۔ ذات حق ہر ذات شے پر قائم و موجود ہے۔ (۲) اور یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے ان فرمان الٰہی سے۔

اور ہے خدا تعالیٰ سب چیز کا گھیرنے والا (۳)

نیز اللہ تحقیق پہنچا ہے ساتھ سب چیز کے ازروئے علم کے۔ (۴)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہودیوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا۔ پاک و برتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے کیفیت سے اس شخص کے جو اس بات کا زعم کرتا ہے کہ ہمارا معبود محدود یعنی مقید ہے کسی ایک جہت میں۔ پس نہ جانا اس نے خالق و معبود کو اور جس نے اس بات کا ذکر کیا کہ مکان اس کا احاطہ کرتے ہیں تو اس کو حیرت اور تخلیط لازم ہوگی۔ بلکہ وہی سب مکانوں پر محیط ہے۔ (۵)

---

(۱) فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (القرآن پ ۱ ع ۱۴)

(۲) افمن ھو قائم علیٰ کل نفس بما کسبت ۔ ترجمہ : اے جو کوئی کہ ہووے رکھوالا آدمی پر اور بدلہ دینے والا ہو ان کاموں کا جو اس نے کئے ہوں۔

(تفسیر موضح القرآن۔ مطبع دین محمدی لاہور ۱۳۳۹ ۔ ص ۲۵۵) (پ ۱۳ ع ۱۱)

(۳) وکان اللہ بکل شیٔ محیطا (القرآن پ ۵ ع ۱۵)

(۴) وان اللہ قد احاط بکل شیٔ علما (پ ۲۸ ع ۱۸)

(۵) سبحانہٗ وتعالیٰ عن تکیف من زعم ان الھنا محدود فقد جھل الخالق والمعبود ومن ذکران الاماکن بہ تحیط لزمہ الحیرۃ والتخلیط بل ھو محیط بکل مکان ۔

(اخرجہ ابونعیم عن محمد بن اسحٰق عن نعمان بن سعد)

Marfat.com

امام ابوحنیفہ نے ذات مطلق کو جہتِ فوق یا جہت تحت میں حصر کرنے والے کو کافر کہا ہے(۶)۔
اسی طرح ہم ذات باری کو کسی ایک صفت میں بھی مقید نہیں کر سکتے جیسے کہ الظاہرہ، یا الباطن، وغیرہ۔
حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ محبوب حقیقی نہ محض عرش پر ہے اور نہ محض کعبہ میں ہے
عرش ہم سے پوشیدہ ہے جس کا تعلق الباطن سے سمجھا جائے اور کعبہ ہم دیکھ رہے ہیں اس کا تعلق الظاہر
سے کیا جائے۔ اس طرح وہ ذات باری نہ صرف محض الباطن میں ہے اور نہ صرف محض الظاہر میں ہے۔ اسی
طرح نہ وہ ذات باری قیل وقال کے علوم میں ہے اور نہ سجدہ گاہوں میں پوشیدہ ہے۔ بالآخر محبوب حقیقی سے
وصال مرشد کامل ہادی دارین کے توسط سے حاصل ہوا۔ جس نے یہ آیت کریمہ پڑھ کر سنائی کہ وہی خدا تعالیٰ
سب چیزوں سے پہلے تھا اور سب چیزوں سے آخر ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کھلا اور آشکارا ہے مگر اپنی قدرتوں
سے اور چھپا ہوا ہے اپنی ذات سے جو کوئی اسے سمجھ نہ سکے اور خدا تعالیٰ سب چیز کا جاننے والا ہے(۷)۔
اور سب وہم وخیال کے تصورات اور بُت یک وقت ٹوٹ گئے۔ اور فقر نے ذات **ھو** میں فنا
ہو کر بقا پائی۔

جب حضرت بایزید بسطامیؒ (۸) کو فقر میں عروج حاصل ہوا تو عرش پر پہنچے۔ عرشیوں سے سوال
کیا کہ خدا کہاں ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ صاحب ہم تو سنا کرتے ہیں کہ خدا زمین پر ہے۔
تعجب ہے کہ آپ یہاں ڈھونڈنے آئے۔ واہ سبحان اللہ تعالیٰ شانہٗ عمّا یصفون۔ (۹)
حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ یہ عشق و محبت ہے کہ مذہب وملت تحریر وتقریر
کتاب ودفتر میں جس کی بحث نہیں بلکہ وہ فیض رب الارباب ہے۔(۱۰)

---

(۶) من حصر اللہ تعالیٰ فی الجہۃ الفوقیۃ والتحتیہ فقد کفر۔ (بشکریہ ڈاکٹر میر ولی الدین۔ قرآن وتصوف)

(۷) ھو الاوّل والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیٔ علیم۔ (پ ۲۷ ع ۱۷)

(تفسیر موضح القرآن۔ مطبع دین محمدی لاہور ۱۹۳۹ - ص ۵۶۲)

(۸) حضرت بایزید بسطامی عارف۔ وفات ۲۳۴ھ بسطام۔

(۹) سید گل حسن شاہ قادری تذکرہ غوثیہ۔ مرتبہ ۱۸۸۴ - ص ۳۲۲۔

(۱۰) سلطان باہو۔ حجت الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۶۳ء ص ۸

Marfat.com

اب جلہ بیت کی وضاحت حضرت سلطان محمد نوازؒ کے کلام میں دیکھئے ؎

ہکو ذات سبھ دی معبود جانیں — کل بود نوں خود نابود جانیں
ہکو نفی اثبات خیال کریں — نہ توں پیارا اہل وعیال کریں
دم دم وچ یار دا جمال کریں — ہر ذرہ وچ معبود جانیں
کر جسم اسم وچ فانی اے — تھیسے بیشک لا مکانی اے
آئیں نظری ہر جا جانی ہے — وچ وحدت دے لکھ سود جانیں
ماہ ہادی راہ بتایا ہے — کل شئی وچ نظری آیا ہے
قلب قلزم وچ سمایا ہے — خود ذات نوں عین معبود جانیں (۱۱)

---

(۱۱) سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام۔ لاہور ۱۹۶۲ء۔ ص ۱۱

Marfat.com

ن۔ ناں میں عالم ناں میں فاضل ناں مفتی ناں قاضی ہو (۱)

۱۸۱ ناں دل میرا دوزخ منگے ناں شوق بہشتیں راضی ہو (۲)

ناں میں تریہے روزے رکھے ناں میں پاک نمازی ہو (۳)

باجھ وصال اللہ دے باھو دنیاں کوڑی بازی ہو (۴)

لغت :۔ تریہے : تیسوں۔ باجھ : بجز۔ بغیر۔ دنیاں : دنیا

ترجمہ : ۱۔ میں نہ تو عالم ہوں نہ فاضل، نہ مفتی ہوں، نہ قاضی ہوں۔

۲۔ میرا دل نہ تو دوزخ مانگتا ہے اور نہ ہی شوقِ بہشت کی رضا رکھتا ہوں۔

۳۔ میں نے نہ تو (خوف دوزخ یا شوق بہشت کے لئے) تیسوں روزے رکھے ہیں اور نہ ہی (میں حصول دنیا وعقبیٰ کے لئے) پاک نمازی بنا ہوں۔ (بلکہ میرا مدعا و ماحصل تو معرفت و وصال ذات ذوالجلال ہے)

۴۔ اے باہو۔ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بغیر (خواہ خوف دوزخ ہو یا شوق بہشت یا حصول دنیا) یہ دنیا (سب) جھوٹی بازی ہے۔

---

(۱) ع۔ ا ب۔ م۔ ز۔ ف ہ ی۔ ا ج میں یوں ہے ع ناں میں ہندوناں میں مسلم ناں میں ملاں قاضی ہو

(۲) ع۔ ا ب۔ ذ۔ م۔ ز۔ ف ہ ی میں یوں ہے ع ناں دل دوزخ منگے میرا ناں شوق بہشتیں راضی ہو

(۳) ع۔ ا ب۔ ذ۔ م۔ ز۔ ف ہ

(۴) ع۔ ا ب۔ ذ۔ ز۔ ف۔

ی میں یوں ہے ع باجھ وصال رب دے باھو ہور سبھا جھوٹی بازی ہو

ا ج میں یوں ہے ع باجھ وصال اللہ دے باھو سب غفلت کوڑی بازی ہو

Marfat.com

تشریح: - یہ بیت توحید معرفت سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصہ ا کے بیت ۱۶ اور حصہ ج کے بیت ۶۰ میں آ چکی ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ بحیثیت فقیر ہونے کے اپنے علم و فضل کی نفی فرما رہے ہیں۔ کیونکہ علم و قدرت تو اُس ذاتِ باری کے ہی ہیں۔ (۱)

فقیر کی ذات دوزخ اور بہشت کے امید و بیم سے آزاد ہوتی ہے وہ دُنیا کی آلائشوں سے پاک اور آخرت کی مسرتوں سے بے باک ہے۔ کیونکہ نہ تو وہ طالبِ دُنیا ہے اور نہ طالب عقبیٰ۔ اُس کا مقام اس سے ارفع ہے۔ وہ دُنیا و عقبیٰ کو ایک آنکھ اُٹھا کر دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ وہ جزا اور سزا کے دھندوں سے آزاد، مقصد اعلیٰ کے وعید سے پُر دیدہ رہتا ہے۔

حدیث میں وارد ہوتا ہے جو دُنیا کا طالب ہے وہ ہیجڑا ہے، عقبیٰ کا طالب زن ہے اور اللہ کا طالب ہی مرد ہے (۲) اور جو طالب مولیٰ ہو اُسے عقبیٰ کے حُور و قصور بہشت و غلمان کا کیا دھیان۔

عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ اے رب۔ کافر کو کفر اور دیندار کو دین عطا فرما۔ اور عطار جو مدینہ عشق سے سرشار ہے اُسے دردِ دل ہی عنایت فرما۔ (۳) فقیر کا مقصود شہودِ حق اور رویت محبوب ہے۔

فقیر کے روزے اور نمازیں نہ خوفِ دوزخ کی وجہ سے ہیں اور نہ حصولِ بہشت و عقبیٰ کے لئے بلکہ خالصتاً رضائے الٰہی کے لئے ہیں۔ اس لئے تمام زاہدوں کی سی نہ اُسکی نماز قرار دی جا سکتی ہے اور نہ روزے۔ فقیر کا تو ہر سانس یادِ الٰہی میں مستغرق ہے۔ اُس کے نماز روزوں کی حقیقت و مراتب کی تفصیل تو ذاتِ جلیل کو ہی معلوم ہے۔

حضرت سلطان العارفین بیت کے آخر میں واضح فرماتے ہیں کہ انسان کے جملہ تعلقات اور خواہشات

---

(۱) القرآن۔ وھو العلیم القدیر (۲۱ ع ۹)

(۲) حدیث۔ طالب دُنیا مخنث، طالب عقبیٰ مؤنث، طالب مولیٰ مذکر البکریہ مفتاح العارفین سلطان باہو۔ ترجمہ اردو از امین الدین لاہور ۱۹۶۳ - ص ۲۳)

(۳) کفر کافر را و دین دیندار را - دہ دولت دلِ عطار را

(فرید الدین عطار۔ منطق الطیر۔ مطبوعہ نولکشور ۱۳۳۸ھ - ص ۱۴)

Marfat.com

بے سود ہیں اور رائیگاں ہیں۔ حصولِ دُنیا عقبیٰ کی تمام کوششیں گھٹیا حیثیت کے کھیل ہیں۔ اصل مقصود تو اللہ تعالےٰ کا وصال ہے جو قطعاً بازی نہیں بلکہ سربازی ہے۔

فقیر تو صرف اپنے مولیٰ کی رضا چاہتا ہے اور اُسی ذات کی طلب کرتا ہے۔ (۴) اور درگاہِ ایزد تعالےٰ سے طالبِ مولیٰ کے لئے ہی بشارت ہوتی ہے کہ۔ پھر اگر وہ (مرنے والا) نزدیکوں سے ہے تو پھر اُسے آرام اور خوشی اور عیش اور خوشبوئیاں ہیں اور باغ ہیں سب نعمتوں کے بھرے ہوئے۔ (۵)

اسی سلسلۂ کلام کے لئے بیت ۶ کی شرح بھی ملاحظہ ہو۔ نیز اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت سُلطان العارفین نے اس بیت میں بھی اپنے آپ کو محض عشاق کی صف میں رکھنے کے لئے یہ ارشادات فرمائے ہیں۔ نیز خود کو علماء و فضلا کی صف سے اگر باہر رکھا ہے تو اس کا مقصد بھی یہ ظاہر فرماتا ہے کہ روزِ ازل سے ہی اُنہوں نے عقبیٰ کے متوالوں کے گروہ سے علیحدگی اختیار فرمائی اور دوزخ بہشت وغیرہ کے بیم و اُمید رکھنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔ بلکہ صاف ظاہر فرمایا کہ وہ طالبِ مولیٰ ہیں جن کا مدعا اللہ کا وصال حاصل کرنا ہے اور باقی دُنیا و عقبیٰ کی جتنی بھی بازیاں ہیں اُن کے سامنے دروغ محض، بے مقصد اور ہیچ ہیں۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ (۶) نے ایک شخص کو فرمایا کہ کیا تو ولی اللہ بننا چاہتا ہے۔ اُس نے عرض کیا، کہ ہاں! حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا کہ دُنیا اور آخرت کی طرف خواہش نہ کر۔ کیونکہ ان کی خواہش سے خدا کی طرف اعراض ہوگا۔ (۷)

حضرت سُلطان العارفین فرماتے ہیں۔ غوث الاعظم نے فرمایا کہ محبت اللہ کے ساتھ ہے اور غیر اللہ کے ساتھ دل کو وحشت ہے۔ حضورؐ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ دُنیا تمہاری ہو۔ عقبیٰ تمہارا ہو۔ میرے لئے اللہ کافی ہے۔ پھر حضور صلعم نے فرمایا جس شخص نے ارادہ دُنیا کا کیا پس اس کے لئے دُنیا ہے۔ جس نے ارادہ عقبیٰ کا کیا اُس کے لئے عقبیٰ ہے اور جس نے خوشنودی اپنے مولیٰ کی چاہی اُس کے لئے اللہ تعالیٰ ہے۔

---

(۴) الٰہی انت مقصودی و رضاءک مطلوبی، ترکت لک الدنیا والآخرۃ، اتمم علیّ نعمتک وارزقنی وصولک التام۔

(۵) فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنت نعیم (القرآن۔ پ ۲۷ ع ۱۶) تفسیر موضح القرآن۔ ۱۹۳۹ء مطبوعہ دین محمدی پریس لاہور ص ۵۶۲)

(۶) حضرت ابراہیم بن ادھم۔ وفات ۲۶۷ھ۔ مدفن شام (مطابق تذکرۃ اکرام مؤلفہ محمد کبیر شاہ دانا پوری)

(۷) ابوالفیض قلندر سہروردی۔ الفقر فخری۔ ص ۱۵۵۔

Marfat.com

اور حدیث قدسی میں ہے کہ اپنے نفس کو چھوڑ دو اور آ جاؤ۔ (۸)

سیدنا غوث الاعظم نے فرمایا۔ عام لوگ دُنیا کو چھوڑنے کی پرہیزگاری کرتے ہیں اور خاص لوگ بہشت کو چھوڑنے کی پرہیزگاری کرتے ہیں اور خاص الخاص کی پرہیزگاری ماسوی اللہ ترک کرنا۔ (۹)

کہا گیا ہے کہ حضرت شعیبؑ دس سال تک روتے یہاں تک کہ انکی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ خدا تعالےٰ نے پھر اُنکی آنکھوں میں بینائی عطا فرمائی اور اُن کو یہ وحی نازل فرمائی "اگر تُو دوزخ کی آگ سے ڈرتا تھا پس میں نے تجھ کو اُس آگ سے بے خوف کیا اور اگر بہشت کی خواہش رکھتا تھا تو تجھ کو بہشت دی اور اگر رضامندی کا طلبگار تھا تو وہ بھی عنایت کی" حضرت شعیبؑ نے کہا کہ "اے جبرئیلؑ میرا رونا نہ تو بہشت کی خواہش سے تھا، اور نہ عذاب آتش دوزخ سے تھا۔ لیکن لسبب اشتیاق دیدار محبوب حقیقی کے تھا تب جناب احدیت سے حکم ہوا کہ یہ رونا تیرا حق بجانب ہے (۱۰)

ایک روز حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمراز ہو رہے تھے۔ رب العزت کی طرف سے آواز پہنچی کہ "اے بایزید کسقدر تو ریاضت و محنت و مجاہدہ کی مشقت اُٹھا رہا ہے۔ کیا تمہیں مقام عرش چاہیئے"۔ جواب دیا کہ اے میرے مالک عرش رُوحانیوں کی جگہ ہے، میں رُوحانی نہیں" پھر ندا آئی کہ "تجھے کرسی چاہیئے" عرض کیا کہ "اے پروردگار کرسی کروبیاں کی جگہ ہے، میں کروبی نہیں" پھر ندا آئی "اے بایزید تجھے آسمان چاہیئے" عرض کیا کہ "اے پروردگار آسمان فرشتوں کی جگہ ہے میں کوئی فرشتہ نہیں" پھر ندا آئی کہ

---

(۸) قال غوث محی الدین قدس سرہٗ الانس باللہ والتوحش عن غیر اللہ قال علیہ السلام الدنیا لکم والعقبیٰ لکم والمولیٰ لمن بقیہ صاحب فرمود دُنیا باشد باشما و عقبیٰ باشد باشما مرا مولیٰ بس است۔ قال علیہ السلام من اراد الدنیا فھو اراد الدنیا و من اراد العقبیٰ فھو اراد العقبیٰ و من اراد المولیٰ فھو اراد المولیٰ۔ حدیث قدسی۔ دع نفسک وتعال۔

سلطان باہوؒ۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین۔ ص ۲۲۔

(۹) عبد القادر جیلانی۔ غنیۃ الطالبین۔ ص ۳۹۳

(۱۰) شعیبؑ پیغمبر خدا ابن ہودؑ بن شالخ بن ارفخشدؑ بن سام بن نوحؑ

(مطابق نسب نامہ کلاں۔ مصنفہ حاجی شاہ ضیاء اللہ لاہور ۱۲۹۶ھ)

(۱۰) سید عبد القادر جیلانی۔ غنیۃ الطالبین۔ ص ۶۱۶۔

Marfat.com

"تمہیں بہشت کی خواہش ہے"۔ عرض کیا کہ "اے خداوند بہشت مومنوں اور پرہیزگاروں کی جگہ ہے"۔ پھر ندا آئی "شاید اب دوزخ چاہیئے" جواب دیا کہ اے "مالک الملک دوزخ تو منکروں کی جگہ ہے، میں منکر نہیں ہوں" پھر لطف و کرم سے آواز آئی کہ "شاید اے بایزید تو مجھے چاہتا ہے"۔ "اچھا تو اگر تو ہمیں نہ پا سکے تو پھر کیا کرے گا"۔ خواجہ بایزیدؒ نے ایک سرد آہ نکالی اور سر بسجود ہو کر جان محبوب حقیقی کے حوالے کر دی (۱۱)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ دنیاوی تصرف قرب شیطانی ہے اور تصرف عقبیٰ مطلق نادانی ہے۔ اور تصرف معرفت مولیٰ جمعیت جاودانی اور غرق توحید اللہ تعالیٰ ہونا ہے۔ اور شعر میں فرمایا کہ مجھے پیر طریقت کی نصیحت یاد ہے کہ یاد خدا کے بغیر جو کچھ ہے برباد ہے۔ (۱۲)

اور فرمایا — اہلِ علم کو معاش کی تلاش اور دنیا مردار کے سونے چاندی کی طلب رکھتی ہے۔ اور فقر کو مولا کے دیدار کی طلب رہتی ہے۔ اہلِ علم پر دوزخ حرام ہے اور فقیر پر دوزخ و بہشت دونوں حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے دیدار کی خواہش رکھتے ہیں۔ (۱۳)

حضرت رابعہ بصریؒ علیہا الرحمۃ سے ایک دن پوچھا گیا کہ آپ خدا کی عبادت کس لئے کرتی ہیں"۔ کیا دوزخ کے ڈر سے یا جنت کی امید پر؟ رابعہؒ نے کہا "میں اپنے مالک کو یوں کہتی ہوں کہ اے میرے پروردگار میں تیری عبادت دوزخ کے ڈر سے کرتی ہوں تو تو مجھے دوزخ میں جلا، اور اگر بہشت کے لئے عبادت کرتی ہوں تو مجھے بہشت عطا نہ کر۔

---

(۱۱) بشنو روزی با زید بسطامی با حق ہمراز بود از حضرت رب العزت آواز رسید کہ ای بایزید..... تا آہ کشید سر بسجدہ نہاد و جان بحق سپرد (سلطان باہوؒ۔ عین الفقر۔ جلد دوم۔ نظام الدین۔ ص ۸)

(۱۲) تصرف دنیا از قرب شیطانی و تصرف عقبیٰ مطلقاً نادانی و تصرف مولیٰ جمعیت جاودانی غرق فی التوحید فی اللہ تعالیٰ لامکانی۔ بیت۔ مرا پیر طریقت نصیحتی یاد است: کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است (سلطان باہوؒ۔ تتبع برہنہ قلمی مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۲۲۔

(۱۳) اہلِ علم را طلب روزی معاش..... و بر فقیر ہم دوزخ و ہم بہشت حرام است۔ قولہٗ تعالیٰ:۔ یرجوا لقاء ربہٖ۔ (سلطان باہوؒ۔ محبت الاسرار۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۴)

○ رابعہ بصریؒ۔ ۸۵۴ھ (مطابق مجلہ دین و دانش۔ محکمہ اوقاف لاہور اکتوبر ۱۹۷۰ء ص ۵۰)

Marfat.com

اگر تیرے لئے عبادت کرتی ہوں تو مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ فرما۔ (۱۴)

اور حضرت ابو سعید ابوالخیرؒ نے کیا خوب فرمایا۔

؎ دنیا جسم را قیصر و خاقان را
تسبیح ملک را و صفا رضوان را
دوزخ بدرا و بہشت مرنیکان را
جانان مارا جانِ ما جانان را (۱۵)

اسی ضمن میں حضرت سلطان محمد نواز نے کیا خوب فرمایا ؎

دُنیا عقبیٰ توں ہاں عاری ہیں
ناں ہاں جنتی تے ناں ناری ہیں
منگاں دلبر دی دِلداری ہیں
اسانوں طالب نہ حور و قصور سمجھ (۱۶)

---

(۱۴) رابعہ بصریؒ را پرسیدند کہ خدا تعالیٰ را برائی کی میپرستی بر ہیم دوزخ یا برای اُمید بہشت۔ رابعہ گفت خداوندا
ترا اگر ترا از برای ترس دوزخ می پرستم مرا در دوزخ بسوز و اگر ترا از برائی بہشت میپرستم مرا بہشت نصیب مکن و
اگر ترا از برای تو میپرستم از من دیدار و جمال خود دریغ مدار۔
سلطان باہوؒ۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین ص ۹۹ - ۱۰۰

(۱۵) ابوسعید ابوالخیر۔ رباعیات ابوسعید ابوالخیر۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۳۴ء رباعی ۱۶ ص ۵۔

(۱۶) سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام۔ لاہور ۱۹۶۲ء غزل ۱۵ - ص ۱۳۹

Marfat.com

ن ۔ ناں میں سنی ناں میں شیعا میرا دوہاں توں دل سڑیا ہو (۱)
۱۸۲ مُک گئے سبھ خشکی پینڈے جدوں دریا رحمت وچ وڑیا ہو (۲)
کئی مَن تارے تر تر ہارے کوئی کنارے چڑھیا ہو (۳)
صحیح سلامت چڑھ پار گئے باھو جنہاں مرشد دا لڑ پھڑیا ہو (۴)

لغت: دوہاں : دونوں۔ مُک گئے : ختم ہوگئے۔ پینڈے : فاصلے۔
من تارے : ناشناور۔ تر تر : تیر تیر کر۔ لڑ : دامن۔

ترجمہ: ۱۔ میں نہ تو (محض) سنی ہوں اور نہ ہی شیعہ ہوں (کیونکہ یہ سب فرقہ پرستی میں مبتلا ہیں اور معرفت ذات و توحید سے ناشناسا ہیں۔ ان کی فرقہ وارانہ ذہنیت کی وجہ سے) میرا دل دونوں سے جلا ہوا ہے۔

۲۔ (مذاہب کے فرقہ دارانہ اختلافات کی) سب خشک منازل (اس وقت) طے ہوگئیں۔ جبکہ (خالق حقیقی کے رحمت کے دریا رحمۃ اللعالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے دریائے رحمت میں داخل ہوئے۔

۳۔ دریائے معرفت و توحید میں) کئی غیر شناور تیر تیر کر ہار گئے (اور اسے عبور نہ کر سکے (اور سینکڑوں ہزاروں میں سے) کوئی (ایک خوش نصیب) کنارے پر (بعافیت اور بامراد ہوکر) پار چڑھا۔

۴۔ اے باہو (اس دریائے معرفت و توحید) سے تو وہی صحیح و سلامت پار ہوئے جنہوں نے مرشد (کامل) کا دامن پکڑا۔

---

(۱) لن
(۲) لن
(۳) لن
(۴) لن

Marfat.com

تشریح :- ؎ کفر اسلام آوے اوریے راہ فقر دا پرے پریرے
ناں اوتھے ملاں پانڈون پھیرے بھانڈیں کڈھن لکھ لکھ چلاہے
ناں اوتھے کفر تے ناں اسلامے پیر مغاں جتھے بھرڈتا جامے
ناں اوتھے دین تے ناں اوتھے شامے ہکو ڈسدا قل ھو اللہ ہے (۱)

عاشق و عارف دنیا میں محبت، اخوت، سچائی اور راست بازی کی داغ بیل ڈالتے ہیں حق کی تلاش کرتے ہیں اور حق کو حاصل کرتے ہیں۔ وہ تفرقہ بازی سے کوسوں دُور ہیں۔ حضرت سلطان العارفین ایک عارف کامل ہونے کی حیثیت سے سُنّی، شیعہ یا کسی فرقہ سے اپنے آپ کو شمار کرنے سے نہ صرف انکار فرماتے ہیں بلکہ ان مذاہب کی فرقہ بازیوں سے سخت نالاں ہیں۔ وہ ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک مسلک اور ایک شعار کے حامی ہیں۔ اور اس حکم خداوندی پر پابند ہیں کہ۔ اور محکم پکڑو ساتھ رسّی اللہ کے اکٹھے اور مت متفرق ہو۔ (۲)

اور مت ہو مانند ان لوگوں کے کہ متفرق ہوئے اور اختلاف کرنے لگے۔ (۳)

عارف و عاشق کا مقصود وصال حق ہے۔ اس کا تعلق دریائے رحمت کے ابرِ کرم سے ہے وہ مذاہب کے خشک و تند تفرقہ بازی سے لاتعلق ہے۔

حضرت سلطان العارفین مرشد کامل سے، جو دریائے رحمت الٰہی کا شناور ہے منسلک ہو کر واصل حق ہونے کی تلقین فرماتے ہیں۔ ورنہ اس راہ معرفت میں کئی غیر آشنا بھٹک کر رہ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ راہ معرفت سے وہ سلامتی کے ساتھ پار ہوتے جنہوں نے مرشد کامل کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھا۔

صاف ظاہر ہے کہ ملت اسلامیہ کا ہر فرد اگر مرشد کامل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) سلطان محمد نواز۔ مجموعہ کلام۔ لاہور ۱۹۶۲ء۔ ص ۱۲۶
(۲) واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرّقوا۔ (پ ۴ - ع ۲)
(۳) ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا۔ (پ ۴ ع ۲)

Marfat.com

کا اتباع کرے۔ اور ان کی زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھے تو تمام فرقہ بازیاں ختم ہو سکتی ہیں۔ اس طرح اتباع کرنے والے عرفان حق کے قریب ہو سکتے ہیں۔

یاد رہے حضرت سلطان العارفین نے سُنّی شیعہ کے الفاظ محض فرقہ پرستی سے انکار کرنے کے لئے استعمال فرمائے ہیں اور ان کی کتب و تعلیمات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اہلسنت والجماعت حنفی المشرب اور اہل بیت کے مسلک کے پیروکار تھے۔

کتاب اورنگ شاہی میں فرمایا۔ یہ فنافی اللہ فقیر سنّی سنت جماعت طریقہ قادری سروری سے ہے۔ (۴) اور فرمایا ؎

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰؐ فرزند خود خواندست مارا مجتبیٰؐ
خاکپایم از حسینؑ و از حسنؑ معرفت گشتہ است بر من انجمن (۵)

---

(۴) فنافی اللہ فقیر سنی صاحب سنّت جماعت از طریقہ قادری سروری۔
سلطان باہو۔ اورنگ شاہی۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱

(۵) سلطان باہو۔ رسالہ روحی۔ مکتوبہ ۱۳۰۶ھ۔ ص ۲

Marfat.com

ن۔ ناں اوہ ہندو ناں اوہ مومن ناں سجدہ دیں مسیتی ہو (۱)

۱۸۳ دم دم دے وچ ویکھن مولا جنہاں قضا نہ کیتی ہو (۲)

آہے دانے تے بنے دیوانے جنہاں ذات صحی وِنج کیتی ہو (۳)

میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں عشق بازی چُن لیتی ہو (۴)

لغت : دیں : دیں ، دیتے ہیں۔ لیتی : لی ۔ صحی : صحیح

ترجمہ : ۱-(عارفان ذات کا مذہب تو محض عشق وعرفان ذات حق تعالیٰ ہے۔ لہٰذا) وہ نہ تو ہندو (بت پرست ہیں) اور نہ ہی (صرف ظاہر کلمہ گو) مومن ہیں۔ اور نہ ہی (عابدان ظاہر کی طرح محض) مساجد (ہی) میں جاکر سربسجود ہوتے ہیں۔

۲۔ (بلکہ وہ عارفان ذات جنہوں نے نماز وقتی تو درکنار نماز دائمی بھی) قضا نہیں کی وہ اپنے ہر ایک دم (اور سانس) میں (ذات) مولا تعالیٰ) کا (دیدار) دیکھتے ہیں۔

۳۔ (یہ عارفان ذات) جنہوں نے ذات (حق تعالیٰ) کا عرفان حاصل کرلیا ہے۔ (دراصل) دانا تھے۔ (لیکن) دیوانے بنے ہوئے ہیں (تاکہ ان کا ماسوا اللہ سے تعلق نہ رہے۔)

۴۔ اے باہو۔ میں ان (عاشقان ذات کے) قربان جاؤں، جنہوں نے (بذات خود دنیا وعقبیٰ کو ترک کرکے) بازی عشق (ومعرفت) کو چن لیا ہے۔

---

(۱) ذ-ش-ف-ل-ء

(۲) ش-ف-ء

نسخہ ل-ذ-میں مصرعہ یوں ہے ؎ دم دم دے وچ ویکھن مولا جنہاں جان قضا نہ کیتی ہو۔

(۳) ذ-ف-ل-ء

(۴) ذ-ش-ف-ل-ء-

Marfat.com

تشریح ۱- یہ بیت توحید معرفت سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصہ اُ کے بیت ۱۶ میں ملاحظہ ہو۔
حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ عشاق ذات کو کسی مذہب کے دائرہ میں شمار کرنا غلط ہے۔ عاشق ذات تو مذہبی رسوم وفرقہ بندیوں سے بلند تر مقصود مذاہب یعنی باری تعالیٰ سے دائمی لَو لگائے ہوئے ہوتا ہے اور وہ دانائے راز دنیا میں ظاہراً نادان اور بے تکلفانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ دراصل اپنے لئے مسلک عشق کو اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے قربان جائیے کیونکہ وہ اپنی زندگی کا عیش وآرام ولذات دنیوی کو قربان کر چکا ہوتا ہے۔
ایسے عاشق ذات کی کیفیت حال ابوسعید ابوالخیر کے الفاظ میں واضح طور پر سامنے آجاتی ہے ۔
فرمایا۔ ؎ تا روئی ترا بدیدم ای شمع طراز ۔ نہ کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز ۔ چوں بی تو بوم نماز من جملہ مجاز (۱)
اسی مفہوم میں سلطان محمد نواز رح (۲) بزبان سرائیکی فرماتے ہیں ۔
؎ ناں ولیساں مسجد دوارے میں ۔ کیتا یار دے نال اقرارے میں
جھتھوں پایا سب اسرارے میں ۔ اینہدی خاک میں سرمہ کوہ طور کیتا
کدی گنگے وجناں کدی مکے او ۔ ہے ہر جا یار تھیا پکے او
گیا وہم خیال تے شکے او ۔ سوہنیں یار اساکوں مسرور کیتا
ہادی باہو رح رہبر دین میرا ۔ نال صدق دے آیا یقین میرا
کیتس جسم تے روح تلقین میرا ۔ خود باہو رح میں ذاتی نور کیتا (۳)
عشاق ذات کے ذکر دوام ودائمی محویت حق کے بارے میں حضرت سلطان العارفین ایک مقام پر فرماتے ہیں ۔ جو شخص ایک مسئلہ فقہ شریف کا سیکھتا ہے اس کو ایک سال کی عبادت کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ لیکن جو شخص ایک دم خداوند کریم کا ذکر کرتا ہے اور اس میں مشغول ہوتا ہے۔ اس کو ہزار مسئلہ فقہ سے افضل ثواب اور درجہ ملتا ہے۔ کیونکہ مسئلہ فقہ کا سیکھنا اور تلاوت قرآن مجید کرنا بنا اسلام اور ظاہری عبادت ہے۔ جن کی قضا ممکن ہے اور سانس کی قضا غیر ممکن ہے ۔ (۴) چنانچہ حدیث شریف میں مسطور ہے ۔ جو شخص

---

(۱) رباعیات ابوسعید ابوالخیر ۔ رباعی ۲۱۷ ۔ لاہور ۱۹۳۴ ۔ ص ۳۸
(۲) سلطان محمد نواز ۔ صاحب کتاب مجموعہ کلام مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء حضرت سلطان باہو رح کی آٹھویں پشت سے ہیں ۔ وفات ۱۹۲۸ء
(۳) سلطان محمد نواز ۔ مجموعہ کلام ۔ لاہور ۱۹۶۲ء غزل نمبر ۱۱ ۔ ص ۱۳۲
(۴) یک مسئلہ فقہ آموختن از عبادت ثواب یکسالہ بہتر است وبیکدم با خدا تعالیٰ ـــــ تا ـــــ لیکن دم قضا باز نیاید ۔
سلطان باہو رح ۔ عین الفقر ۔ شرح نظام الدین ۔ ص ۲۴

Marfat.com

فرضِ دائمی کو ادا نہیں کرتا اس کے فرضِ وقتی کو خدا تعالیٰ قبول نہیں کرتا ۔ (۵) عشاق کی محویت اور شوق کے اس عالم سے نتیجتاً دنیوی زندگی بسر کرنے والے انہیں دیوانہ سمجھنے لگتے ہیں اور وہ خود بھی دیوانہ وار رہنے لگتے ہیں ۔ حالانکہ وہ اصل عقل کے مالک ہوتے ہیں ۔ اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین نے فرمایا ۔ کامل فقرا ہمیشہ خلوت گزیں ہوتے ہیں اور خلقت کو چھوڑ کر تنہا جنگلوں میں بسر کرتے ہیں اور ہمیشہ مسافرت میں رہتے ہیں ۔ تو بعض دیوانے بن جاتے ہیں اور بعض ظاہر میں مجذوب لیکن باطن میں محبوب بنے رہتے ہیں ۔ یار کے ساتھ ہی انہیں بہار ہوتی ہے ۔ دیدار سے ہی انہیں جمعیت حاصل ہوتی ہے (۶) اور دیوان باہوؒ میں اسی طرح ارشاد ہوتا ہے ؎ بہ عقل خویش معقولم نبرد خلق مجنونم ۔ نشانہ وارایں جانم ولی یار لیست بے پرواہ (۷)

اسی طرح سرائیکی میں ملاحظہ ہو ؎ لوک آکھے سانوں کملا دیوانا ۔ وچ دریا وحدت ہاں دُرّ لیگانا

یار اگے میں بہت سیانا ۔ ملیا میں عشق دا بھلا ہے (۸)

یہ ظاہر میں دیوانے اور اصل میں فرزانے ہی تو عشق کے حامل ہوتے ہیں جو کہ رازِ عبودیت ہے ۔ عبودیت کے بارے میں میر ولی الدین فرماتے ہیں ۔ عبودیت ہی حریت کا سبب ہے ۔ حریت کیا ہے ؟ ھو انقطاع الخاطر عن تعلق ماسوی اللہ تعالیٰ بالکلیہ ۔ سچی آزادی اس انسان کو نصیب ہوتی ہے جس نے اغراض دنیاوی و اخروی سے اپنے قلب کو آزاد کر کے حق تعالیٰ سے بندگی و افتقار کی نسبت جوڑ لی ہے ۔ حریت نہایت عبودیت کا نام ہے ۔ آزادی بے بندگی نہیں ۔ ع کہ بستگان کمند تو رستگار انند (حافظ)

نیز ؎ خواجگی را خواجگی از بندگی ست ۔ بندگی کردن کمال خواجگی ست

عبد ہو کر ہی وہ ابن اللہ ۔ خلیفۃ اللہ اور ولی اللہ ہوتا ہے ۔ ایسا عبد کہ سکتا ہے انا عبدك اور پھر من رانی فقد رای الحق (رواہ المسلم والبخاری) (۹) عشاق ذات ہی دراصل کمال عبودیت پر فائز ہوتے ہیں اور اس راہ میں سر کی بازی لگانا انہیں کا شیوہ ہوتا ہے ۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎ یار سر بازی بکن در راہ عشق

زانکہ سر بازی ست بازی عاشقاں (۱۰)

---

(۵) من لم یرد فرضا دائما یقبل اللہ منہ فی الوقت ۔ بشکریہ سلطان باہوؒ عین الفقر شرح نظام الدین ۔ ص ۲۴

(۶) سلطان باہوؒ ۔ عقل بیدار ۔ ترجمہ اردو ۔ چنن الدین لاہور ۱۹۷۰ء ۔ ص ۶۰

(۷) سلطان باہوؒ ۔ دیوان باہو فارسی ۔ مطبوعہ چنن الدین لاہور ۱۹۵۵ ۔ غزل نمبر ۷ ۔ ص ۴ ۔

(۸) سلطان محمد نواز ۔ مجموعہ کلام ۔ لاہور ۱۹۶۲ء ۔ غزل نمبر ۲ ۔ ص ۱۲۷

(۹) ڈاکٹر میر ولی الدین ۔ قرآن و تصوف ۔ ص ۱۳۴

(۱۰) سلطان باہو ۔ دیوان باہو فارسی ۔ مخطوطہ (مع منظوم پنجابی ترجمہ) غزل ۱۵

Marfat.com

ن۔ ناں میں جوگی ناں میں جنگم ناں میں چلا کمایا ہو (۱)•

۱۸۴ ناں میں بھج مسیتیں وڑیا ناں تسبا کھڑکایا ہو (۲)*

جو دم غافل سو دم کافر مرشد ایہہ فرمایا ہو (۳)ہ

مرشد سوہنی کیتی باھو پل وچ جا پہنچایا ہو (۴)◎

لغت: چلا: چلہ، چالیس روزہ ریاضت کشی۔ تسبا: بڑی تسبی۔

سوہنی کیتی: بہترین کام کیا۔ بھج: دوڑ کر

ترجمہ:- ۱۔ اے درویش میں حصول معرفت میں) نہ تو جوگی و جنگم بنا ہوں نہ ہی چلہ (و ریاضت کی محنت کو) کمایا ہے۔

۲۔ نہ تو میں (عابدان ظاہر کی طرح) دوڑ کر مساجد میں داخل ہوا ہوں اور نہ ہی (میں نے) موٹے دانوں والی تسبیح کو (ورد اوراد میں) کھڑکھڑایا ہے۔

۳۔ (میں نے تو حصول معرفت کے لئے محض دائمی ذکر ذات اختیار کیا ہے) مجھے مرشد نے یہ فرمایا ہے کہ" جو دم (ذکر الٰہی سے) غافل ہے (وہی دم بے معرفت خارج ہو کر) کافر ہو جاتا ہے۔"

۴۔ اے باہو۔ میرے مرشد (کامل) نے کتنا خوبصورت کام کیا کہ (بغیر محنت و ریاضت) ایک پل میں (حضور ذات صلی اللہ علیہ وسلم میں) پہنچا دیا۔

---

(۱) ع۔ ا ک ف • ل۔ ش میں یوں ہے ع ناہیں جوگی ناہیں جنگم ناہیں چلا کمایا ہو۔

(۲) ع۔ ا ک۔ ل۔ ف

ش میں یوں ہے ع ناہیں بھج مسیتیں وڑیا نہ تسبہ کھڑکایا ہو۔

ہ

(۳) ا ک۔ ہ باقی نسخوں میں (مرشد) سے پہلے (سانوں) کا اضافہ ہے۔

(۴) ا ک۔

◎ باقی نسخوں میں (پہنچایا) کی بجائے (بخشایا) درج ہے)

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ واضح طور پر فرماتے ہیں کہ میں نے حصول مقصد کے لئے جوگیوں اور سنیاسیوں کے سے کام یا چلہ کشی کے مشقوں سے کبھی کام نہیں لیا بلکہ اسے غیر از مقصود و غیر مسنون سمجھتے ہیں۔ اسی طرح گوہر مقصود کو نہ تسبیح و اوراد کے دہرانے سے اور نہ مساجد میں ظاہری نوافل کی ادائیگی سے حاصل کیا بلکہ یہ سب فضل الٰہی تھا جو مرشد کامل کے توسط و نظر کرم سے عطا ہوا۔

اسی ضمن میں ڈاکٹر میر ولی الدین تصوف پر اشراقیت کے اثرات بتاتے ہیں جن سے دراصل اسلامی تصوف تو بالکل پاک ہے۔ مگر عوام کی نگاہ میں وہ کمالات جنہیں صوفی ہیچ سمجھتا ہے اہمیت پانے لگے اور انہیں کے بارے میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے بھی مکمل نفی فرمادی۔

ڈاکٹر میر ولی الدین لکھتے ہیں۔ اب "کمالات" کو جو محض توابع ہیں اور حصول مقصود کے بعد خود بخود پیدا ہوتے ہیں اصل مقصود قرار دیا جانے لگا۔ لذات و احوال، کشف کونی، تصرفات و کرامات، وجد و حال، رویائے صادقہ وغیرہ سالک کی عنایت قرار پائے اور ان کو بزرگی اور تقویٰ کی علامت خاص خیال کیا جانے لگا۔ ان کمالات کے حصول کے لئے غیر مسنون مشقوں اور شغلوں کی ابتدا ہوئی۔ جوگیوں اور سنیاسیوں تک سے بھی اشغال وغیرہ کے سیکھنے میں دریغ نہیں کیا گیا۔ جس کا مقصود صاحب تصوف و کرامات ہونا تھا اور بس اور اس فوق البشر قوت و طاقت کی خواہش کا حاصل اپنے نفس کو مخلوق کی نظر میں برتر بنانے اور ان کے قلوب کو مسخر کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔ حقیقی اسلامی تصوف تو ہوئی اور نفس کے پنجے سے نجات حاصل کرنا اور یافت و شہود حق کا قائم کرنا، خلق سے فانی ہو کر حق سے بقا پانا سکھلاتا ہے۔ (۱) عمر بن عثمان المکی (۲) سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ صوفی نقد وقت کی قیمت جانتا ہے اور ہر وقت جس کا ہوتا ہے اس کا ہو رہتا ہے۔ (۳)

چنانچہ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ان کمالات ظاہری کو انہوں نے کبھی اپنا شعار نہیں بنایا۔ بلکہ ان کا طریق کار تو ہر دم اپنے نفس کی نگرانی کرنا رہا ہے۔ اور اسی خالص اسلامی تصوف کی ہی برکت تھی کہ حضرت سلطان العارفین کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے شرف قبولیت عطا ہوا۔

---

(۱) ڈاکٹر میر ولی الدین۔ قرآن و تصوف۔ ص ۲۴ - ۲۵

(۲) عمر بن عثمان مکیؒ۔ جنید بغدادیؒ کے مرید تھے۔ گویا زمانہ تیسری صدی ہجری (مطابق تذکرۃ الاولیاء۔ فرید الدین عطار لاہور ۱۳۱۷ھ ص ۲۴۲ ج ۱ ت ۲۹۶ھ (مطابق غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا۔ نولکشور۔ ص ۱۷۲)

(۳) ان یکون العبد فی کل وقت بما هو اولی به فی الوقت۔
بشکریہ میر ولی الدین۔ قرآن و تصوف۔ ص ۱۵،

Marfat.com

ن۔ نفل نمازاں کم زناناں روزے صرفہ روٹی ہو (۱) ہ

۱۸۵ مکّے دے ول سوئی جاندے گھروں جنہاں تروٹی ہو (۲) ھ

اُچیاں بانگاں سوئی دیون نیت جنہاں دی کھوٹی ہو (۳)

کی پرواہ تنہاں نوں باھو جنہاں گھر وچ لدھی بوہٹی ہو (۴) ◎

لغت : صرفہ : بچت۔ تروٹی : کاہل، کم چور، اچیاں : اونچی۔

بانگاں : اذانیں۔ دیون : دیتے ہیں۔ بوہٹی : عروسہ

ترجمہ : ۱۔ (اے درویش مردان کامل عاشقان ذات تو ہمیشہ محو استغراق اور نماز دائمی میں مستغرق ہیں) (یہ چند) نوافل نمازیں (پڑھ لینا) (جن کے صلہ میں امید بہشت ہے یہ تو گویا) عورتوں کا کام اور مقام ہے) (اسی طرح عاشق تو وہ ہیں جنہوں نے قطعاً لذات دنیا سے نفس کو روک لیا ہے۔ یہ چند نوافل) روزے رکھ لینا (تو گویا محض) روٹی کی بچت (کرنے کے مترادف ہے)۔

۲۔ (عاشقان ذات کو تو دل میں ہر وقت تجلی ذات حاصل ہے لہٰذا جنہیں ایقان معرفت حاصل نہیں ہے اگرچہ یہ لوگ) تکہ کی طرف جاتے ہیں، یہ بھی اپنے خانہ (دل) کے خسارہ یافتہ ہیں۔

۳۔ (اسی طرح) بہت بلند آواز سے اذانیں بھی وہ (لوگ) دیتے ہیں جن کی نیت (ریا اور انا سے ملوث ہو کر) کھوٹی ہوتی ہے۔

۴۔ اے باہو۔ ان عارفان ذات) کو (زیادہ حیلہ و فکر کرنے) کی کیا ضرورت (ہے) جنہیں عروسۂ (معرفت) اپنے ہی (دل کے نہاں) خانہ میں مل گئی۔

---

(۱) ب ک۔ ا ج میں یوں ہے ع نمازاں پڑھنا کم زناناں روزہ صرفہ روٹی ہو

ہ باقی تمام نسخوں میں (صرفہ) کی بجائے (صدقہ) درج ہے

(۲) ذ۔ ا ک۔ ھ باقی نسخوں میں (جاندے) کی بجائے (جاوے) درج ہے۔

(۳) ع۔ ش۔ ف (۴) ع۔ ش۔ ف۔ ا ک۔ ◎ سوائے ا ک باقی تمام نسخوں میں 'بوہٹی' کو 'بوٹی' لکھا گیا ہے

Marfat.com

تشریح : عام اصطلاح میں آسان کام کو زنانہ یا عورتوں کا سا کام کہا جاتا ہے اس بیت میں نوافل و نماز کو حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ نے 'کم زناناں' فرما کر یہ ظاہر کیا کہ راہ معرفت میں نوافل و نماز تو آسان کام ہیں، دشواریاں کچھ اور ہی ہوتی ہیں اسی طرح روزے تو وہ لوگ بھی رکھ لیتے ہیں جو خوراک بچانا چاہتے ہوں۔ اور حج تو وہ لوگ بھی کر لیتے ہیں جو امور خانگی سے فارغ بھگوڑے ہوں اسی طرح مذہب کے بلند و بانگ نعرے تو وہ لوگ بھی لگا سکتے ہیں جن کی سرے سے نیت ہی خراب ہو حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں دراصل اپنے دل میں ذات باری کو حاصل کر لینا، اطمینانِ قلب پا لینا ہی اصل مقصود ہے باقی تمام کام رسوم منزل ہو سکتے ہیں انہیں منزل مقصود نہیں کہا جا سکتا۔

اس بیت میں حضرت سلطان العارفین نے مرشد کامل کے مقام ارفع کو ظاہر فرمایا ہے جہاں پر سرِ دستہ معرفت کا حصول ضروری ہے جس کے بغیر کوئی مرشد، مرشد کامل کے مقام پہ فائز نہیں ہو سکتا اور اس بیت میں قطعاً حضرت سلطان العارفین کا مقصد نماز روزہ اور حج کی فرضیت و افادیت سے انکار کرنا نہیں۔

کتاب عین الفقراء میں حضرت سلطان العارفین اسی موضوع کو وضاحت کے ساتھ اور کھلے الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ۔ کسی بزرگ نے کہا ہے کہ نماز نفل کا ادا کرنا عورتوں کا کام ہے روزہ نفل رکھنے سے نان کی بچت ہے اور حج کو جانا دنیا و جہاں کا سیر و تماشا ہے لیکن دل کو اپنے اختیار میں رکھنا مردوں کا کام ہے اور یہ فقیر (باہو علیہ رحمۃ) کہتا ہے کہ نماز نفل ادا کرنا روح کی پاکیزگی ہے روزہ نفلی رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے حج کو جانے سے ایمان مضبوط ہو جاتا ہے دل کو تو خام آدمی بھی اختیار میں لا سکتا ہے (البتہ) بشریت سے بلند ہو کر ذات اللہ میں فنا کے بعد ہمیشہ کی بقا حاصل کر لینا مردوں کا کام ہے پس مرشد کو مرد بننا چاہیئے۔ (۱)

---

(۱) بشنو بزرگی گفتہ است نماز نفل گزاردن کار بیوہ زنان است و روزہ نفل داشتن صرفہ نان است، و حج رفتن سیر و تماشا، جہاں است دل بدست آوردن کار مردان است۔ و ایں فقیر میگوید کہ نماز نفل گزاردن پاکی جان است، روزہ نفل داشتن خوشنودی رحمٰن است بر حج رفتن ثبوتی ایمان است دل بدست آوردن کار خامان است از بشریت برآمدن و از خود فانی

Marfat.com

معلوم ہوا بیت میں حضرت سلطان العارفین کا اصل مقصد مرد مولیٰ یعنی مرشد کامل کا مرتبہ ظاہر کرنا ہے نیز حدیث میں آتا ہے کہ ــــ دنیا کا طالب ہیجڑا ہے عقبیٰ کا طالب زن ہے اور مولیٰ کا طالب مرد ہے (۱)

پس بالا بیان سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ بیت میں حضرت سلطان العارفین نے صوم و صلوٰۃ و حج وغیرہ کو راہ عشق میں بہت آسان کام کے طور پہ بتلایا ہے منازل عشق میں حق معرفت اللہ تعالیٰ کا حصول ہی ان کی نظر میں انتہائی سخت اور مردانہ کام ہے۔

گلستان دین فانی لشد بقا با اللہ بودن کار مردان است پس مرشد مرد باید

سلطان باہو عین الفقر ار شرح نظام الدین ۔ ص ۸۶ ۔ ۸۷ نیز یہی مفہوم دیکھیے۔

سلطان باہو ۔ مفتاح العارفین ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۶۳ ص ۲۱ ۔ ۲۲

اور ملاحظہ ہو ۔ سلطان باہو محک الفقر ار خود ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۶۱ ص ۵۱

(۱) طالب دنیا مخنث ، طالب عقبیٰ مؤنث ، طالب مولیٰ مذکر ،

بشکریہ سلطان باہو مفتاح العارفین ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۶۳ ص ۲۳ ۔

Marfat.com

ن ۔ ناں کوئی طالب ناں کوئی مرشد سب دلاسے مٹھے ہو (۱) ۵

۱۸۶ راہ فقر دا پرے پریرے سب حرص دنیا دے کٹھے ہو (۲)

شوق الٰہی غالب ہویاں جند مرنے تے اوٹھے ہو (۳)

باھو جیں تن بھڑکے بھا بر ہوندی اوْ مرن ترہائے بھکھے ہو (۴)

لغت: ۔ مٹھے : نقصان یافتہ ، کٹھے : ذبح ہوئے ۔قتیل ، بھا : آگ ، ہویاں : ہونے پر ، جند : جان

اوٹھے : اٹھ بیٹھے : آمادہ ہو ، بر ہوندی : عشق کی ، ترہائے : پیاسے

ترجمہ :۔ ۱۔ (اس زمانہ میں) نہ (تو) کوئی (خالص معرفت ذات کا) طالب ہے اور نہ (ہی کوئی دم زدن میں معرفت اللہ ذات میں پہنچانے والا) مرشد ہے ۔ (بلکہ) سب (حیلوں اور) دلاسوں کے نقصان یافتہ ہیں ۔

۲ ۔ فقر (فنا فی اللہ) کا راہ تو دور رہا بہت دور ہے (یہ طالبان خام و مرشدان ناقص) تو قتیل حرص دنیا ہیں (انہیں راہ فقر کی کیا خبر)

۳ ۔ (معرفت ذات) الٰہی کا شوق (دل و جان میں) غالب ہونے پر (سالک کی) جان (راہ حق میں) مر مٹنے کے لئے آمادہ ہو جاتی ہے ۔

۴ ۔ اے باہو ۔ جن (سالکان طریقت) کے جسم پر آتش عشق شعلہ زن ہوتی ہے وہ آسائش جسم و جاں سے بے نیاز ہو کر راہ معرفت عشق ذات میں) پیاسے (اور) بھوکے مر جاتے ہیں ۔

---

(۱) ۔ د ۔ ۷ ۔ البتہ (طالب) کے بعد (تے) درج ہے ۔

ہ ۔ اکثر نسخوں میں (مرشد) کو پہلے اور (طالب) کو بعد میں لکھا ہے ۔

(۲) ۔ د ، ب ، ہ ، ع ۔ البتہ (دسے کی بجائے (دی) درج ہے ۔

(۳) د ۔ ب ۔ البتہ (ہویاں) کی بجائے (ہویا) درج ہے ۔

ہ ۔ ۷ میں یوں ہے ع شوق الٰہی غالب ہویا جند جیون توں رٹھے ہو

ع میں یوں ہے ع شوق الٰہی غالب ہویا جند مرنے تھیں رٹھے ہو

(۴) ۔ د ، ع میں یوں ہے ع جیں تن بھڑکے بھا بر ہوندی باہو اوہ مرن تھانے گھٹے ہو

ب میں یوں ہے ع جیں ڈٹھا تن بہا بر ہوندی باھو مرن ترہائے بھکے ہو

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین اس بیت میں اس امر کی طرف خیال دلا رہے ہیں کہ ـــــ مرشدی اور طالبی رسمی و رواجی رہ چکی ہے۔ فقر کی اصل کہنہ سے پیر و مُرشد سب غافل ہیں اور دُنیا کے حرص میں پھنسے ہُوئے ہیں۔ حالانکہ راہ فقر و طریقت کا مدعیٰ اپنی پہچان، حق تعالیٰ کی پہچان اور حصُول رضا و رویت الٰہی ہے اور فرماتے ہیں جب کہیں عشق الٰہی یعنی اصل فقر غالب ہوتا ہے۔ تو سالک مرنے سے پہلے مرنے کی تمنا کر کے اس مقام کو حاصل کرتا ہے۔ اور جس جسم میں آتشِ ہجر و فراق بھڑک اُٹھے بھلا اُسے دُنیا کی حرص ہوس سے کیا غرض، وہ تو اس دُنیا میں دائمی صوم اختیار کرتے ہُوئے گویا بھُوکا پیاسا رہتا ہے۔ نیز مقصد فقر کے بغیر مرشدی طالبی تو محض حرص دُنیا ہے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ وہ لوگ سخت بے وقوف ہیں جو باوجود معرفت اور قرب الٰہی سے محروم ہونے کے طالبی اور مُرشدی کرتے ہیں۔ ایسے مرشد اور طالب محض (رسم و رواج کی) تقلید میں پھنسے ہُوئے ہیں۔ (۱)

راہ فقر پہ تو وہی گامزن ہوتا ہے جو پہلے اپنی جان راہِ حق میں دے دینے کا فیصلہ کر چکا ہو۔

قرآن حکیم میں فرمان ہوتا ہے۔ کہ دو کہ اگر ہے تمہارے ہی واسطے آخرت کا گھر خدا تعالےٰ کے ہاں سوائے اور آدمیوں کے تو بھلا پھر آرزُو کرو مر جانے کی اگر تم سچے ہو اور ہرگز آرزُو نہ کریں گے موت کی کبھی بسبب اس کے جو آگے بھیجا ہے ان کے ہاتھوں نے اور خدا تعالیٰ جانتا ہے ظالموں کو۔ (۲)

آخر میں فرمایا، جس کے دِل میں عشق کی آگ جلتی ہے وہ ہی تشنگی و گرسنگی کو برداشت کرتے ہوئے اس دُنیا سے گذرتے ہیں۔

؎ محبت است کہ دل را نمی دہد آرام وگرنہ کیست کہ آرامگی نمی خواہد (۳)

---

(۱) عجب احمق آن قوم مردم کہ مرشدی طالبی از شاہ دل سیاہ بی خبر از معرفت قرب اللہ اینچنیں طالب نام طالب بے شعور خام معلوم شد کہ ایں چنیں طالب مُرشد با تقلیدی لباس عوام الناس۔ سلطان باہو۔ امیر الکونین۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ص ۱۱۳

(۲) قل ان کانت لکم الدار الآخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیہم واللہ علیم بالظلمین (البقرہ ۹۴/۹۵)

(۳) شاعر نامعلوم

Marfat.com

ن ۔ نت اساڈے کھلّے کھاندی ایہا دنیا زشتی ہو (۱)
۱۸۷ دنیاں کارن بیھہ بیھہ روون شیخ مشائخ چشتی ہو (۲)
جیندے اندر حُب دنیاں دی بُڈی انہاں دی کشتی ہو (۳)
ترک دنیاں تھیں قادری کیتی باھو خاصا راہ بہشتی ہو (۴)

لغت :۔ کھلے کھاندی : (جوتے کی مار لیتی ہے) بیقدر ہوتی ہے ۔
بُڈی : ڈوب گئی ، ایہا : یہی ، کارن : واسطے

ترجمہ :۔ (۱) یہی دنیائے زشت تو روزانہ ہمارے جوتے (کی مار) کھاتی ہے (اور ہماری نظر میں ذلیل وخوار ہے)
(۲) (اسی) دنیا (کے حصول) کے لئے شیخ ومشائخ چشت بیٹھ بیٹھ کر روتے ہیں ۔
(۳) ۔ (اے درویش) جن (مدعیان فقر) کے اندر دنیا کی محبت ہو ان کی (ایمان وایقان) کی کشتی تو ڈوب گئی ۔
(۴) اے باہو ۔ (صرف) قادری (کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے محبت ذات حاصل کر کے اور غیر اللہ سے متنفر ہو کر) دنیا کی ترک کر لی ہے جو کہ خالص راہ بہشت ہے ۔

---

(۱) ۔ ا ۔ ع ۔ ش ۔ ف ۔ ذ
ہ ۔ نسخہ ب میں (ایہا) کی بجائے (ایہ) درج ہے ۔
و ج میں یوں ہے ع نت اساڈے درتے رہندی ایہا دنیا زشتی ہو ۔

(۲) ۔ ا ۔ ع
ہ باقی نسخوں میں یوں ہے ع جیندے کارن بہہ بہہ روون شیخ مشائخ چشتی ہو
و ج میں یوں ہے ع دنیا کارن پھرن دیوانے شیخ مشائخ چشتی ہو

(۳) ۔ ا
ہ باقی نسخوں میں یوں ہے ع جس جس اندر حُب دنیا دی بڈی انہاں دی کشتی ہو ۔
نسخہ ب میں (بڈی) کی بجائے (ڈبی) درج ہے ۔
و ج میں یوں ہے ع جنہاں اندر حب دنیا دی غرق تنہاں دی کشتی ہو

(۴) ۔ ا
ہ اکثر نسخوں میں یوں ہے ع تک دنیا دی کرتوں باہو خاصہ راہ بہشتی ہو
نسخہ ب میں (قادری) کی بجائے (قادریاں) درج ہے ۔
و ج میں یوں ہے ع جنہاں ترک دنیا دی کیتی باہو خاصہ راہ بہشتی ہو

Marfat.com

تشریح :- بیت میں حضرت سلطان العارفین نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں ۔ اوّل یہ کہ فقیر کی نظر میں دنیا ہمیشہ ذلیل وخوار رہی ہے اور وہ اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا ۔ حالانکہ دنیا کی فریب کاری اتنی موثر ہے کہ بڑے بڑے مشائخ بھی کسی نہ کسی طرح اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں ۔ دوم یہ کہ ترک دنیا یعنی دنیاوی آلودگیوں سے پاک رہنے میں مکمل کامیابی طریقہ قادری کے سالکان نے حاصل کی ہے ۔ جس کی اعلیٰ مثال سلسلہ قادریہ کے رہبر اعلیٰ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کی ۔

بیت میں مشائخ چشت کی کمزوری ظاہر کرنا مقصود نہ تھا ، بلکہ اس امر کا اظہار فرمانا تھا کہ دنیا کی فریب کاری کا اثر وسیع ہے ۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ صوفیائے کرام کے جتنے بھی سلوک ہیں سلوک قادریہ کے سامنے ہیچ ہیں ۔ اور دیگر سلوک رکھنے والے صوفیائے کرام نے خود اس امر کو تسلیم کیا ہے ۔

خواجہ غلام فرید سلسلہ چشتیہ سے وابستہ تھے اور ان کے بارے میں مولانا غلام احمد اختر لکھتے ہیں کہ ـــــ آخر عمر میں سلسلۂ قادریہ کے اذکار اور مشاغل آپ پر غالب ہو گئے تھے ۔ اور ان میں آپ کے اوقات بسر ہوتے تھے ۔ اور فرماتے تھے کہ سلسلۂ قادریہ آخر کار سب پر غالب آجاتا ہے ۔ (۱)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ۔ ہر سالک ہر خاندان اور ہر طریقہ والا اگر تمام عمر چلہ کشی ۔ خلوت ، ذکر و فکر میں سر مارتا رہے ۔ پھر بھی اس کی انتہا قادری کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچتی ۔ کیونکہ قادری سروری طریقہ مثل آفتاب کے ہے اور دوسرے طریقے چراغ کے مثل ہیں ۔ پس چراغ کی کیا طاقت کہ آفتاب کے سامنے روشن ہو ۔ (۲)

---

(۱) مسعود حسن شہاب ۔ خواجہ غلام فرید ۔ ص ۵۲

(۲) ہر سالک ہر خانوادہ و ہر طریقہ اگر تمام عمر بچلہ و خلوت با ذکر و فکر سر بسنگ زند انتہائی ہر طریقہ را با بتدائی قادری ہرگز نرسد چرا کہ طریقہ قادری سروری مثل آفتاب است و دیگر طریقہ ہا مثل چراغ ۔ پس چراغ را چہ قدرت کہ پیش آفتاب روشن شود ۔

سلطان باہو ۔ تیغ برہنہ مکتوبہ ۱۳۰۶ ۔ ص ۲

Marfat.com

پھر فرمایا۔ مرشد کامل قادری وہ ہے جو ایک ساعت یا ایک روز میں بہر صورت ان تمام مراتب کو حاضرات اسم ذات سے یا توجہ یا نظر یا فکر سے طالب اللہ کے نصیب میں عطا کر دے۔ ایسی قوت اور توفیق فقر و وحدانیت قادری طریقہ میں ہی ہے۔ پس اگر کوئی اور دعویٰ کرے تو جھوٹا اور اہل حجاب میں سے ہے (۳)

اور فرمایا۔ علمائے عامل باللہ اور فقیر کامل فی اللہ کے لئے حیات و ممات ایک ہی ہے نیند ان کے لئے قبر اور گھر۔ خواب اور بیداری۔ مستی اور ہوشیاری۔ بھوک اور پیٹ بھر کھانے۔ مجاہدہ اور مشاہدہ۔ بولنا اور خاموش رہنا یکساں ہے کیونکہ وہ بیان سے گزر کر عیان پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور جان سے گزر کر لامکان پر چلے جاتے ہیں۔ یہ مراتب قادری کے ابتدائی مراتب ہیں۔ اے ناسوتی پریشان! ہر ایک طرح کی انتہا قادری کی ابتدا کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جو شخص دعویٰ کرے کہ مقابلہ کر سکتی ہے سمجھ لو کہ وہ جھوٹا اہل حجاب اور مادر زاد اندھا ہے۔ جو کچھ میں کہتا ہوں سچ سچ کہتا ہوں یہ کوئی حسد کی وجہ سے نہیں کہتا۔ (۴)

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگرچہ آپ سب کا مقام بلند ہے۔ پھر بھی میرا مقام آپ کے مقام سے بلند تر ہے اور ہمیشہ بلند رہے گا۔ (۵)

نیز ـــــ جس طرح باز اشہب (سیاہ و سفید پروں والا باز) تمام پرندوں پر غالب ہے اسی طرح میں تمام مشائخ پر غالب ہوں۔ بتاؤ مردانِ خدا میں سے کون ہے جس کو میرے جیسا مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔ (۶)

---

(۳) مرشد کامل قادری آنست کہ در یک ساعت یا در یک روز ایں ہر یک عطا مراتب ہر آئینہ از حاضرات اسم اللہ ذات یا با توجہ یا با نظر یا با تفکر طالب اللہ را نصیب گرداند اینچنیں قوت و توفیق الفقر و حدانیت در طریقہ قادریست پس دیگرے کہ دعویٰ کند کذاب اہل حجاب میباشد۔ سلطان باہو۔ تتبع برہنہ قلمی ۱۳۰۶ھ۔ ص ۲۵

(۴) علما عامل باللہ و فقیر کامل فی اللہ را حیات و ممات یکی ست .... تا ..... ہر کہ دعویٰ کند کہ برسد در دعوی کاذب مادرزاد کور اہل ظلمت و حجاب تا طلب گور فقیر آنچہ گوید از حساب نہ از حسد۔
سلطان باہو۔ فضل الفقراء ـــ قلمی مکتوبہ ۱۹۱۷ء ص ۸

(۵) مقامکم العلی جمعاً و لکن۔ مقامی فوقکم ما زال عالی۔
سید عبدالقادر جیلانی۔ قصیدہ غوثیہ۔ مرتبہ و مترجمہ حافظ برکت علی لاہوری۔ مطبوعہ آرمی پریس لاہور۔ ص ۲

(۶) ان البازی اشہب کل شیخ ۔ ومن ذاقی الرجال اعطی مثالی
سید عبدالقادر جیلانی۔ قصیدہ غوثیہ۔ مرتبہ و مترجمہ حافظ برکت علی لاہور۔ ص ۳

Marfat.com

پھر فرمایا ـــــ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قطبوں پر حاکم بنایا ہے۔ پس میرا حکم ہر حالت میں جاری ہے (۷)

اور ـــــ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اور میرا مرتبہ محذع (خاص مقام) ہے اور میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں۔ (۸)

داراشکوہ رح (۹) لکھتے ہیں۔ بروز جمعہ ۸ رجب المرجب ۱۰۵۵ ہجری المقدس اس فقیر کو غیبی آواز دی گئی کہ اولیائے خدا کے سلسلوں میں سے بہتر سلسلہ عالیہ اور عمدہ طریقہ قادریہ ہے (۱۰)

---

(۷) و ولائی علی الاقطاب جمعاً ۔ فحکمی نافذٌ فی کل حال

سید عبدالقادر جیلانی ۔ قصیدہ غوثیہ ۔ مرتبہ و مترجمہ حافظ برکت علی لاہور ۔ لاہور ۔ ص ۳

(۸) انا الحسنی والمحذع مقامی ۔ واقدامی علیٰ عنق الرجال ۔

سید عبدالقادر جیلانی ۔ قصیدہ غوثیہ ۔ مرتبہ و مترجمہ حافظ برکت علی لاہوری ۔ لاہور ص ۸

(۹) محمد داراشکوہ حنفی قادری ۔ ابن شاہ جہان شاہنشاہ ہند (دور مغلیہ ہند)

(۱۰) محمد داراشکوہ ۔ رسالہ حق نما۔

Marfat.com

ن ناں میں سیر ناں پاچھٹاکی ناں پوری سرسا ہی ہو (۱)

۱۸۸ ناں میں تولہ ناں میں ماسا ہن گل رتیاں تے آئی ہو (۲)

رتی ہونواں ونج رتیاں تُلاں اوہ بھی پوری ناہی ہو (۳)

وزن تول پورا ونج ہوسی باھو جداں ہوسی فضل الٰہی ہو (۴)

لغت: چھٹاکی: چھٹانک سرساہی: چھٹانک کا ۱/۴ حصّہ ماسا: ماشہ
گل: بات، معاملہ۔ ہونواں: میں ہو جاؤں۔ رتیاں: رتیوں میں۔ تُلاں: وزن کیا جاؤں۔
پوری: وزن میں برابر۔

ترجمہ:۔ ۱۔ میں نہ تو (وزن ہستی میں) سیر ہوں، نہ پاؤ ہوں، نہ چھٹانک ہوں اور نہ ہی سرساہی ہوں۔
۲۔ نہ ہی تولہ ہوں نہ ہی ماشا ہوں بلکہ اب تو بات رتیوں پر آ گئی ہے۔
۳۔ میں اگر رتی ہوتا تو رتیوں میں تو تولا جا سکتا (اب تو) پوری رتی بھی نہیں ہوں۔
۴۔ اے باہو۔ جب اللہ تعالیٰ کا فضل (شامل ہوتا ہے) تب سب وزن تول پورا جا ہوتا ہے۔

---

(۱) ج۔ ا ن۔
(۲) ج۔ ا ن۔
(۳) ج۔ ا ن۔
(۴) ج۔ ا ن۔

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین اس بیت میں دو افکار پیش کرتے ہیں۔ پہلی فکر میں فرماتے ہیں کہ انسان بحیثیت بشر خاکی کے کیا ہستی رکھتا ہے۔ اس کی وزن ہستی تو حقیقت میں کچھ بھی نہیں، اس کا عقل محدود، اس کی بصیرت وبصارت محدود، اس کی سماعت وقوت ہمہ محدود ہے تو اس کی جملہ ہستی کی کیا بضاعت؟ کچھ بھی نہیں وزن ہستی میں اس کا شمار نہ سیر میں ہے اور نہ دراصل سرسا ہی میں ہے۔

دوسری فکر میں فرماتے ہیں کہ البتہ جب انسان پر اللہ تعالیٰ کا فضل خاص اس کے شامل حال ہوجائے تو وہ حقیقتاً باوزن ہستی ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق عقل کل، بصیر، سمیع، قوی سے اور مکمل طور پر عظیم الشان ظاہر و باطن سے ہوجاتا ہے۔

گویا مخلوق خدا میں باوزن ہستی ذات فقیر ہے جس کا تعلق ذات اللہ سے ہے۔ اسی ضمن میں ایک حکایت قابل بیان ہے۔ ایک بار حضرت سلطان نظام الدین اولیاءؒ نے حضرت قلندر صاحب پانی پتی کی خدمت میں یہ سوال تحریر کیا۔ منکہ ہیچ بن ہیچ بن ہزاراں ہیچ من خود را ہیچ می پندارم وحق میفرماید کہ من در توام وشریعت میگوید کہ ادب کن پس جواب ایں ہر سہ کلمہ قلمی فرمایند۔ قلندر صاحبؒ نے جواب میں یہ رباعی ارسال فرمائی۔ ؎

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من ایں حرف معمار تو خوانی و نہ من
ہست از پس پردہ گفتگوئی من و تو چوں پردہ برافتد نہ تو مانی و نہ من (۱)

دراصل انسان کی ہستی کا تمام راز اسی وجود مطلق کے دم سے ہے۔ اگر اس کا تصور نہیں تو انسان کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کی ہستی بے وزن ہے اور اگر اس ذات مطلق کا تصور شامل حال ہے تو انسان ہر حال میں باوزن اور باحقیقت ہے۔

اسی ضمن میں حضرت سلطان محمد نوازؒ کا خیال دیکھئے ؎

نہ من منم نہ من منم نہ جسم من نہ تن منم
رفتم زکفر وازایمان آنجا رسد نہ کس گماں مکان لامکان منم نہ من منم نہ من منم

۱۔ بشکریہ مولوی گل حسن قادری۔ تذکرہ غوثیہ۔ دہلی ۱۲۸۹ھ ص ۲۷۵

۲۔ سلطان محمد نواز: مجموعہ کلام۔ لاہور۔ ۱۹۶۲۔ ص ۱۲۰ تا ص ۲۲ (اقتباس)

Marfat.com

ن نیڑے وسن دُور دیسوں دیڑھے ناہیں وڑ دے ہو (۱)
۱۸۹ اندروں ڈھونڈن داول نہ آیا مورکھ باہروں ڈھونڈن چڑھدے ہو (۲)
دوگیاں کچھ حاصل ناہیں شوہ لبھّے وچ گھر دے ہو (۳)
دل کر صیقل شیشے وانگوں باھو دور مقیوں کُل پردے ہو (۴)

لغت :- نیڑے : نزدیک ۔ وسن : بستے ہیں ۔ ڈل : طرز، طریقہ، ڈھب
مورکھ : بدبخت، منحوس

ترجمہ:- ۱۔ اے درویش محبوب حقیقی تو (شہ رگ سے بھی) قریب بستا ہے (اور تجھے فریب نفس اور اپنی کم نظری سے) دور دکھائی دیتا ہے (اور یہ حسرت ہے کہ محبوب میرے دل کے) صحن میں داخل نہیں ہوتا ہے۔

۲۔ (انہیں اپنے من کے) اندر (اپنے محبوب حقیقی کو) تلاش کرنے کا ڈھب نہیں آتا۔ (اور یہ) بدبخت (اپنے من سے) باہر تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

۳۔ (اے درویش) دور جا کر (ڈھونڈھنے) سے کچھ حاصل نہیں، محبوب حقیقی تو اپنے (دل کے) گھر کے اندر مل جاتا ہے۔

۴۔ اے باہو (اسم ذات کے ذکر و تصور سے) دل کو آئینہ کی طرح صیقل کر لیں تو سب پردے (جو کہ رویت محبوب کے لئے حجاب بنے ہوئے ہیں) دور ہو جائیں گے۔

---

(۱) ق - ب ا -

(۲) ق -
ب ا میں یوں ہے ع ڈھونڈن داول کسے نہیں پایا مورکھ ڈھونڈن چڑھدے

(۳) ق - ب ا -

(۴) ق - ب ا میں یوں ہے ع دل کر صیقل شیشے وانگر حضرت باہوا ڈوسن غفلت دے پردے

Marfat.com

تشریح : بیت میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ محبوب حقیقی تو ہمارے قریب ہی ہے البتہ غیر عارف کی نظر میں وہ دور ہے ۔ دیوان باہو میں فرمایا ؎

قرب حق نزدیک من حبل الورید　　تو جمالش را نہ بینی بے نظر
چوں حجاب ماؤ من آمد میان　　زاں سبب بینی بیاباں بیشتر　　(۱)

دراصل وہ ذات باری تعالیٰ ہم سے دور نہیں البتہ ہماری اپنی ذات حجاب کا باعث ہے ۔ ہم اگر اپنی ذات میں غور کریں تو وہ محبوب حقیقی تو ہم میں موجود ہے ۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے ۔ "اور بیچ جانوں تمہاری کے ہے کیا پس نہیں دیکھتے ہو تم ۔ (۲) اپنے سے باہر ڈھونڈنے سے کیا سُود اور دور جانے سے کیا فائدہ، وہ محبوب تو اپنے خانۂ دل میں موجود ہے۔

؎ قرب حق با تو چناں دار و یقین　　تو ہمی دانی کہ از ما دور تر
کاشکی از قرب او واقف شوی　　تا نگردی گرد دنیا دربدر
یار منزل دوستاں خود دور نیست　　چشم باید تا شوی صاحب نظر
وادی طی کن کہ خود نزدیک تر　　منزل جاناں در جان خود نگر　　(۳)

البتہ تو اسے اس لئے نہیں دیکھ سکتا کہ تیرے دل پر حجاب ہے ۔ اس زنگ آلود حجاب کو صاف کر دے ۔

؎ زنگ از دل دُور کُن صیقل بزن　　لایزل لاصیقل آمد بالیقین　　(۴)

پھر فرمایا ؎

باصدق دل بشو آگاہ و قدم نہ　　زیرا کہ رہی عشق بجز صدق و صفا نیست
ای یار بجز کار جفا خود ذکری چیست　　ایں ذکر صفا است بجز اہل صفا نیست　　(۵)

---

(۱) سلطان باہو، دیوان باہو ۔ مرتبہ چنن الدین لاہور ۔ ۱۹۵۵ء ۔ غزل ۲۲ ۔ ص ۱۱
(۲) وفی انفسکم افلا تبصرون (الذٰریٰت ۔ ۲۱ ۔) قرآن مجید عکسی ترجمہ شاہ رفیع الدین ۔ ص ۶۲۷
(۳) سلطان باہو ۔ دیوان باہو ۔ مرتبہ چنن الدین لاہور ۔ ۱۹۵۵ء ۔ غزل ۲۲ ۔ ص ۱۰ ۔ ۱۱
(۴) 〃 〃 〃 〃 غزل ۲۳ ص ۱۱
(۵) 〃 〃 〃 〃 غزل ۴۷ ص ۲۰

Marfat.com

و۔ وحدت دے دریا اُچھلّے تھل جل جنگل رینٹے ہو (۱) ○

۱۹۰ عشق دی ذات منیندے ناہن سالگاں جھل تپینٹے ہو (۲)

رنگ بھبھوت ملیندے ڈٹھے سیئے جوان لکھینٹے ہو (۳) ۹

میں قُربان تنہاناں توں باھو جہڑے ہوندیاں ہمت ہینٹے ہو (۴) ◎

لغت: اچھلّے: اچھل پڑے۔ رینٹے: سیراب ہوئے۔ جھل: سہہ تپینٹے: تھپیڑیں۔ لکھینے: بیش قیمت، اعلیٰ قدر۔ بھبھوت: گرد، خاکستر۔ ہوندیاں: ہوتے ہوئے۔ ہینٹے: عاجز۔

ترجمہ: ۱۔ (لے (رویش) دریائے وحدت (ذات توجوش میں آکر اس طرح اپنے کناروں سے باہر) چھلک پڑا ہے (کہ کوئی شے ان کی فیض یابی سے خالی نہیں) اور پانی ریگستان جنگل (وغیرہ) (سب کے سب رحمت ذات سے) سیراب ہوگئے ہیں۔

۲۔ (بعض ازلی بدنصیب) (اس قدر فیضان عالم کے باوجود دریائے وحدت) عشق (اللہ) ذات کے منکر ہیں اور (اپنی ازلی بدبختی) کے نیزوں کے زخم (زندگی و آخرت کے) تھپیڑوں میں سہہ رہے ہیں۔

۳۔ (حالانکہ اس کے برعکس) سینکڑوں (خوش نصیب) بیش قیمت نوجوان (جنہیں ذوق عشق ذات حاصل ہوگیا ہے) انہیں (آسائش تن کو ترک کرکے) گرد و خاکستر کا رنگ ملتے ہوئے بھی دیکھا

۴۔ اے باہو۔ میں ان عاشقان صادق کے) قربان جاؤں۔ جو کہ ہمت (اعلیٰ) حاصل ہونے کے باوجود عاجز ہیں۔

---

(۱) ا۔ب۔ح ○۔ع۔ف۔ش۔ذ میں (تھل جل) کی بجائے (جل تھل) درج ہے۔

(۲) ا۔ب۔ح۔ھ ھ میں (تپینٹے) کی بجائے (پیتھینے) درج ہے۔

(۳) ا۔ب۔ ۹ ع۔ش۔ف۔ذ میں (رنگ) کی بجائے (انگ) درج ہے

(۴) ا ◎ ب۔ح۔ن میں یوں ہے ھ میں قربان تنہاں توں باھو جہڑے ہوندی ہمت ہینے ہو

Marfat.com

تشریح :- یہ بیت توحید حقیقت کے مرتبہ شہود ذی سے متعلق ہے جسکی تفصیل حصہ ب کے بیت ۲۳ میں بیان ہو چکا ہے -

بیت میں حضرت سلطان العارفین کا فرمان یہ ہے کہ کائنات میں ہر طرف مظہر ذات ہے اور ہر طرف وحدت و معرفت کے اسرار ظاہر ہیں۔ مگر ایسے لوگ بھی کثرت سے موجود ہیں جو اس وحدت و معرفت کے دریا سے فیض یاب نہیں ہوتے بلکہ محبوب حقیقی کے عشق سے انکار کرتے ہیں۔ عشقِ ذاتِ الٰہی ایک حقیقت ہے جس سے انکار کرنے پر اسی دُنیا میں بھی انسان کو نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔ البتہ ایسے خوش بخت جوان بھی موجود ہیں جنہوں نے اپنی زندگی عشق الٰہی میں وقف کر رکھی ہوتی ہے - اور یہ بیش قیمت جوان ظاہراً فقیروں اور درویشوں کی طرح گرد و غبار سے اٹے ہوتے ہوتے ہیں - یہ پُر عزم و بلند ہمت و بیش قیمت جوان ہر قوت و حوصلہ رکھنے کے باوجود اپنے قادر مطلق کی محبت و رضا کے لئے اس دُنیا میں عاجزوں کی طرح رہتے ہیں۔ ان عشاق ذات کے صبر و حوصلہ و تسلیم و رضا کے سامنے قربان جائیے -

دریائے رحمت کے فیضان کے ضمن میں ابنِ العربی فرماتے ہیں ـــ شانِ "رحمٰن" اللہ تعالیٰ کی کُلی اور عالمگیر صفت ہے جو سارے عالم پر اثر فرما ہے جس سے کافر و مسلم دونوں مستفید ہو رہے ہیں۔ مسلم کو بھی و جزو مل رہا ہے اور غیر مسلم کو بھی اور ہر ایک کو جزئی طور سے بلحاظ خصوصیات جو فیض پہنچ رہا ہے اُس کو رحیمیت کہتے ہیں (۱)

اسی طرح سلطان العارفین فرماتے ہیں ـــ اور مجھے حضور فاتح النور اکرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخلوق کو ارشاد کہنے کا حکم ملا وہ چاہے مسلم ہوں یا کافر، بانصیب ہوں یا بے نصیب اور خواہ زندہ ہوں یا مُردہ - (۲)

گویا دریائے رحمت الٰہی تمام کائنات کی مخلوق کو سیراب کر رہی ہے۔ البتہ بدبخت و بانصیب

---

(۱) محی الدین ابن العربی - فصوص الحکم - ص ۲۵۶

(۲) واز حضور فاتح النور اکرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم ارشاد خلق شدہ چہ مسلم و چہ کافر چہ بانصیب و چہ بی نصیب چہ زندہ و چہ مُردہ -

سلطان باہو - رسالہ روحی - مکتوبہ ۱۳۰۶ ھجری - ص ۶ -

Marfat.com

اس رحیم کی رحمت سے مستفید ہونے کے باوجود انکار کرتے ہیں ۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے ۔ سمجھ اور جان کہ بے شک کافر شبہ میں ہیں اپنے پروردگار کے دیدار سے ۔ اور جان کہ بے شک خدائے تعالیٰ سب چیز کو گھیرنے والا ہے ۔ (۳)

اور وہ لوگ، عشاق ذات جن کا شیوہ تواضع وانکساری ہے حقیقتاً اصل، بلند اور پایدار طاقت کے مالک ہوتے ہیں ۔ اور ایسے ہی عشاق میں سے کوئی ایک عبداللہ ہوتا ہے جس کے بارے میں ابن العربی یوں کہتے ہیں ۔

"ہر زمانے میں ایک شخص قدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رہتا ہے ۔ وہ اپنے زمانے کا عبداللہ ہوتا ہے ۔ اسی کو قطب الاقطاب اور غوث کہتے ہیں ۔ جو عبداللہ اور محمدی المشرب ہوتا ہے ۔ وہ بالکل بے ارادہ تحت امر اور قرب فرائض میں رہتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرنا ہوتا ہے اُس کے توسط سے کرتا ہے ۔ سب سمجھتے ہیں کہ اس شخص کی بڑی قدرت ہے اور وہ ہے کہ اپنے کو بے بس بے طاقت جانتا ہے ۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ کس قدر تاباں ہے وہ پکار کر کہہ رہا ہے ۔ میری اصلی حالت دیکھنا ہو تو، خسوف وکسوف میں دیکھو، مجھ نور سے کچھ بھی حصہ نہیں ملا ۔ ظلمت میری اصل ہے ۔ یہ نور شمس ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو ۔" (۴)

---

(۳) الا انہم فی مریۃٍ من لقآئ ربہم الآ انہ بکلِ شیءٍ محیط ۔ (پ ۲۵ س ۴۱)

ترجمہ :۔ سنو انہیں خود اپنے رب سے ملنے میں شک ہے ۔ سنو وہ ہر چیز کو محیط ہے ۔

(قرآن عظیم ۔ مترجمہ شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ تاج کمپنی ۔ ص ۶۸۰)

اور ملاحظہ ہو ۔ من کان یرجوا لقآئ اللہ فان اجل اللہ لآتٍ وھو السمیع العلیم (العنکبوت ۔ ۵)

ترجمہ :۔ جسے اللہ سے ملنے کی اُمید ہو تو بے شک اللہ کی میعاد ضرور آنیوالی ہے ۔ اور وہی سنتا جانتا ہے ۔

(قرآن عظیم ۔ مترجمہ شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ تاج کمپنی ۔ ص ۶۴۳)

مزید فرمان ہوتا ہے ۔ والذین کذبوا بآیٰتنا ولقآئ الآخرۃ حبطت اعمالھم (پ ۹ س ۷)

ترجمہ :۔ اور جنہوں نے ہماری آیتیں اور آخرت کے دربار کو جھٹلایا انکا سب کیا دھرا اکارت گیا ۔

(قرآن عظیم ۔ مترجمہ شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ تاج کمپنی ص ۲۰۱)

(۴) محی الدین ابن العربی ۔ فصوص الحکم ۔ ص ۲۳۲ ۔

Marfat.com

و- وحدت دے دریا اُچھلّے ہک دل صحی نہ کیتی ہو (۱)

۱۹۱ ہک بُتخانے واصل تھیئے ہک پڑھ پڑھ رہے مسیتی ہو (۲)

فاضل چھڈ فضیلت بیٹھے عشق بازی جاں لیتی ہو (۳)

ہرگز رب نہ ملدا **باھو** جنہاں تڑی چوڑ نہ کیتی ہو (۴)

لغت: اُچھلّے: اچھل پڑے، ابریز ہے۔ صحی: صحیح

تھیئے: ہوئے۔ تڑی-چوڑ کیتی: سب کچھ برباد کیا ہے۔

ترجمہ: ۱- (اے درویش) دریائے وحدت (تو) موجزن ہے۔ ایک (ترے) دل نے (ہی) عرفان (حاصل) نہ کیا۔

۲- ایک (تو ایسے عارفان ذات ہیں جنہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہے) (وہ) تو بُتخانہ (میں رہ کر) بھی واصل (ذات) ہو گئے۔ اور ایک (ایسے بے معرفت بھی ہیں جنہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل نہیں) وہ مساجد میں پڑھتے پڑھتے (بھی محروم) رہ گئے۔

۳- جب (کسی خوش نصیب کی زندگی کے قمار کی) باری (عشق ذات) جیت لیتا ہے تو (ایسی حالت میں کئی) فاضل (علم ظاہری کی) فضیلت ترک کر کے (محو عشق ذات ہو جاتے ہیں)

۴- اے باہو۔ (وصال حق کے لئے متاع دارین کا قربان کر دینا لازم ہے) (اس لئے) جنہوں نے اپنا سب کچھ (راہ حق میں قربان و) برباد نہ کر دیا انہیں ہرگز (دیدار رب تعالیٰ حاصل نہیں ہوتا۔

---

(۱) ب-ش-ذ-ف (۲) ب- ا ک - ○ ف-ش-ذ میں (واصل) سے پہلے (ونج) کا اضافہ ہے۔

(۳) ا ک - ◎ ب میں یوں ہے ؎ فاضل چھوڑ فضیلت بیٹھے عشق بازی چُن لیتی

ف- ذ-ش میں یوں ہے ؎ فاضل چھڈ فضیلت بیٹھے عشق بازی جیں لیتی ہو-

(۴) ب-ش - ذ- ف -

Marfat.com

تشریح :- یہ بیت توحید حقیقت کے مرتبہ شہودی سے متعلق ہے جس کی تفصیل حصہ ب کے بیت نمبر ۲۳ میں ملاحظہ ہو۔

بیت میں حضرت سلطان العارفین ایک بار پھر اسی حقیقت کا اظہار فرما رہے ہیں کہ دریائے وحدت تو تمام کائنات میں موجزن ہے۔

بحکم الٰہی — خبردار ہو تحقیق وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے۔ (۱)

پھر فرمان ہے — اور رحمت تیری نے سمالیا ہر چیز کو۔ (۲)

لیکن افسوس تیرے دل نے اُسے نہ پایا۔ پھر فرماتے ہیں یہ عرفان و معرفت علم و فضل کے مراتب سے حاصل نہیں ہوتا اور نہ کسی مقدس کام میں قیام یا عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ محبت ذات میں ماسوا کو ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ علم ظاہر روشنیٔ طبع اور شستگی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے جو علم معرفت حاصل کرنے کے لئے ممد ثابت ہوتا ہے بلکہ معرفت کے لئے آئینہ کا کام بھی دیتا ہے لیکن صفائی قلب اور پاکیزگیٔ نفس کے لئے علم باطن کا کام ہے جس کے لئے تزکیۂ نفس کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مقدس مقامات، مساجد و خانقاہ وغیرہ ایک پاکیزہ ماحول تو پیدا کر سکتے ہیں جو علم معرفت کے حصول کے لئے ممد ہیں لیکن معرفت کے حصول کے لئے سالک کو تزکیۂ نفس کا انتظام و اہتمام کرنا ہوگا ورنہ ظاہر علم اور مسجد و خانقاہ کی زندگی میں بھی ہو سکتا ہے کہ نفس ہی فریب دیتا رہے چہ جائیکہ معرفت حاصل ہو۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ یہ ہر ایک کے اپنے دل کی صفائی اور وسعت کا معاملہ ہے کوئی تو بت خانے میں رہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح عرفانِ ذات حاصل کر لیتا ہے اور کوئی مسجد میں رہ کر علم و عبادت میں مصروف رہ کر بھی بلعم باعور کی طرح محروم رہے اور جب عرفان ذات حاصل ہو جاتا ہے تو بڑے بڑے عالم فاضل عرفان ذات کے سامنے اپنے ظاہری علم و فضل کو ہیچ سمجھ کر عالمانہ فخر و غرور چھوڑ کر فقیرانہ عجز و نیاز اختیار کر لیتے ہیں اور مولانا رومؒ کی طرح فضیلت چھوڑ کر فقر اختیار کر لیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اپنا سب کچھ قربان کئے بغیر حق تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کا حق حاصل نہیں ہو سکتا۔

اسی موضوع پر شرح بیت ۳۰ میں بھی بیان ہو چکی ہے

کمینہ شرط وفا ترک سر پدر حافظ بداگر ز تو ایں کار بر نمے آید (۳)

---

(۱) الا انہ بکل شئ محیط (پ ۲۵ ع ۱) (۲) ورحمتی وسعت کل شئ (۹ ع ۹)

(۳) بنی اسرائیل کا ایک عالم و عابد جو کہ کافر ہوا۔

(۴) حافظ شیرازی

Marfat.com

و۔ وحدت دا دریا الٰہی جتھّے عاشق لَیندے تاری ہو (۱)

۱۹۲ مارن ٹبیاں کڈھن موتی آپو آپی واری ہو (۲)○

دُرِّ یتیم وچ لئے لشکارے جیوں چن لاٹاں ماری ہو (۳)◎

سوکیوں نہیں حاصل بھردے باھو جہڑے نوکر نیں سرکاری ہو (۴)

لغت : تاری : تیراکی ٹبیاں : غوطے کڈھن : نکالیں

آپو آپی : اپنی اپنی ۔ لشکارے : چمک دمک ۔ لاٹاں : شعاع ،شعلہ۔

حاصل بھردے : محصول ادا کرتے ۔

ترجمہ :- ۱۔ (اے درویش) (یہ) دریائے وحدت الٰہی ہے جہاں عاشقان (ذات) تیراکی کرتے ہیں۔

۲۔ (یہ عاشقان ذات دریائے وحدت میں غواص بن کر) غوطہ زن ہوتے ہیں اور (اپنی اپنی استطاعت کے مطابق) باری باری (عرفان ذات) کے جواہرات برآمد کرتے ہیں۔

۳۔ (انہیں جواہرات دریائے معرفت ذات میں ایک) دُرِّ یتیم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) جن کی تجلّی (آسمان معرفت میں بمثال ماہتاب (بصارت افروز و) شعاع فگن ہے۔

۴۔ اے باہو (تمام سالکان طریقت تو) (مدنی، سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) (کی بارگاہ عالی کے خادم) اور نوکر ہیں۔

لہٰذا یہ (بارگاہ نبوت میں اخلاص وارادت کا) محصول کیوں نہیں ادا کرتے۔

---

(۱) ۲۔ ف ۔ ذ۔

(۲) ا ک۔ ۵۔ ء۔ ذ۔ ف ۔ ش میں یوں ہے ع مارن چبھیاں کڈھن موتی آپو اپنی واری ہو

(۳) ا ک ◎ ع۔ البتہ (چن) کی بجائے (چند) درج ہے۔

ش۔ ف۔ ذ میں بھی (چن) کی بجائے (چند) درج ہے۔

(۴) ع۔ ف ۔ ش ۔

Marfat.com

تشریح :۔ یہ بیت عامۃ المسلمین کے لئے ایک لمحۂ فکریہ پیدا کرتا ہے۔ جبکہ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں خدا تعالیٰ کا دریائے وحدت و معرفت تو ہر وقت جاری ہے اور خواصانِ اُمت غواصی کر کے جواہر معرفت حاصل کرتے ہیں اور اُس دُرِّ یتیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب و وصال حاصل کر کے اپنے دامن مراد بھر لیتے ہیں اور وہ دُرِّ یتیم اور اُسکی حقیقت ماہ تاباں کی طرح روشن ہے مگر تمام امت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس تابانی کو کیوں نہیں دیکھتی اور اس کا اتباع کرنے میں کیوں غافل ہیں۔

قرآن حکیم میں بھی کئی بار فرمان ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص بندے لوگوں کو ہدایت کے لئے ہر زمانہ میں بھیجے اور ہر دور کے لئے ہدایت کی کتاب بھی ساتھ بھیجی تاکہ لوگ ہدایت پائیں اور کتاب الٰہی کو اپنا دستور بنالیں مگر لوگ اپنے فرائض منصبی سے غافل ہیں اور حق ادا نہیں کرتے (۱)

---

(۱) ولقد اتینا موسی الکتٰب .... تا ... فریقاً تقتلون (البقرۃ - ۸۷)

ترجمہ اور بے شک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰؑ ابن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے اسکی مدد کی تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاءؑ) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو (قرآن عظیم ترجمہ احمد رضا خان - ص ۲۳)

— ولما جاءھم رسول .... تا ... کانھم لا یعلمون (البقرۃ - ۱۰۱)

ترجمہ :۔ اور جب اُن کے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتابیوں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دی (قرآن عظیم - ترجمہ احمد رضا خان - ص ۲۶)

— کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلوا علیکم ... تا ... فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون (البقرۃ - ۱۵۱ - ۱۵۲) ترجمہ :۔ جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے۔ اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جسکا تمہیں علم نہ تھا۔ تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کرونگا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو (قرآن عظیم ترجمہ احمد رضا خان ص ۳۰ - ۳۸)

— نزل علیک الکتٰب بالحق مصدقاً لما بین یدیہ وانزل التورٰۃ والانجیل (آل عمران - ۳) ترجمہ :۔ اُس نے تم پر یہ سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور اُس سے اس سے پہلے توریت اور انجیل اتاری (قرآن عظیم - ترجمہ احمد رضا خان - ص ۷۹) (بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

اس بیت میں تین باتیں کہی گئی ہیں - اوّل دریائے وحدت میں عشاق ذات شناور ہو چکے ہیں اور ہر ایک دریائے معرفت میں غوطہ زنی کرکے دُرِ مقصود حاصل کر رہا ہے - دوم - دریائے وحدت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ماہ تاباں کی طرح روشن و تابندہ ہے - سوم - اُمتِ محمدی جس نے تابع رہنے کا دم بھرا ہے وہ کبیرہ اپنے فرض اتباعِ رسولؐ سے غافل ہیں -

---

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا ... تا ... علی کل شئ قدیر (آل عمران ۱۶۴-۱۶۵)

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اسکی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے - کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے کہ اس سے دوگنی تم پہنچا چکے ہو تو کہنے لگو کہ یہ کہاں سے آئی - تم فرما دو کہ وہ تمہاری ہی طرف سے آئی، بیشک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے - (قرآن عظیم - ترجمہ احمد رضا خان ص ۱۱۴، ۱۱۵)

یا ایھا الناس قد جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا (النساء - ۱۷۴)

ترجمہ: اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل (سید عالمؐ) آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور (قرآن) اتارا - (قرآن عظیم - ترجمہ احمد رضا خان - ص ۱۶۹)

— قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین (المائدہ - ۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (سید عالمؐ) آیا اور روشن کتاب (قرآن) - (قرآن عظیم ترجمہ احمد رضا خان ص

Marfat.com

و ۔ ونجن سر تے فرض ہے مینوں قول قالو بلیٰ دا کر کے ہو (۱) ہ
۱۹۳ لوک جانڑے متفکر ہوئیاں وچ وحدت دے وڑ کے ہو (۲) ھ
شوہ دیاں یاراں شوہ ونج لہیساں عشق تلّہ سر دھر کے ہو (۳) ہ
جیونڈیاں شوہ کسے نہ پایا باھوجیں لدھا تیں مر کے ہو (۴) ◎

لغت: ونجن : جانا ، شوہ : محبوب ، شوہ : انتہا ، لہیساں : اتار دوں گا۔
لدھا : حاصل کیا ۔ پایا ۔

ترجمہ: ۱۔ (اے درویش ۔ میں نے روز ازل اس ذات سے) قالو بلیٰ کا قول کیا ہے (اس لئے راہ معرفت میں عرفان حق کے لئے) جانا (میرے) سر پر فرض ہے ۔

۲۔ (میں تو) دریائے وحدت (ذات) میں داخل ہو کر (ایفائے عہد ازل کا فرض منصبی ادا کر رہا ہوں) (لیکن نامحرم راز) لوگ سمجھتے ہیں کہ (میں) متفکر ہو گیا ہوں ۔

۳۔ (میں نے دریائے وحدت میں تیرنے کے لئے) عشق کے تلّہ (کا سہارا بنا کر) اس پر سر دھر لیا ہے (اور انشاء اللہ) محبوب (حقیقی) نے جو ضرب (عشق میرے دل پر لگائی ہے یہ مجھے) دریائے (وحدت) کے انتہا تک اتار لے جاوے گی ۔

۴ ۔ اے باہو ۔ حیات (نفس) کے ساتھ (کسی سالک) نے (وصال) محبوب حاصل نہیں کیا (بلکہ) جس نے بھی (وصال محبوب) حاصل کیا ہے ۔ موت (نفس) حاصل کر کے ہی کیا ہے ۔

---

(۱) ◎ ہ باقی نسخوں میں ہے کا اضافہ نہیں ہے ۔
ہ باقی تمام نسخوں میں (سر تے) کی بجائے (سر پر) درج ہے
ع میں یوں ہے ع ونجن سر پر فرض مینوں ہو یا قول قالو بلے دا کر کے ہو ۔
ب میں یوں ہے ع ونجن سر فرض ہو یا ہیں تان قول آئیاں قالو کر کے ۔
(۲) ع ، ذ ، ش ، ف ، ھ ۔ ب میں یوں ہے ع لوک جانی متفکر ہو یاں وچ رات اندھاری ڈر لے ۔
(۳) ۔ ذ ۔ ش ، ف ، ہ ب ۔ البتہ شوہدیاں) کی بجائے (شوہدی) درج ہے ۔
(۴) ۔ ب ۔ البتہ (جیوندیاں) کی بجائے (جیندیاں) درج ہے ۔ ع ۔ ن
◎ ۔ باقی نسخوں میں مصرع سے پہلے ہا ہو آتا ہے ۔

Marfat.com

تشریح :- یہ ایک تقائے خاص و ملاقات مخصوص ہے ع بے مرے کے خدا نہیں ملتا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث دجال میں فرماتے ہیں ۔ تم میں کا کوئی شخص جب تک نہ مرے ، اپنے خدا کو نہیں دیکھ سکتا ۔ جس کی یہ صفت ہوگی وہ ضرور مشتاق ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ کا شوق بھی اپنے مقربوں کے لئے اسی قدر ہے باوجودیکہ حق تعالیٰ اپنے عاشقوں کو دیکھتا ہے تو وہ بھی حق تعالیٰ کو ضرور دیکھنا چاہیں گے مگر مقام دنیا حق سے مانع ہے ۔ یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے حق تعالیٰ فرماتا ہے حتی نعلم یہاں تک کہ میں جان لوں ۔ باوجودیکہ حق تعالیٰ عالم ہے ۔ وہ اس صفت خاص و طریقہ مخصوص کے طور پر ملاقات کا شوق رکھتا ہے جو بعد موت ہوگی ۔ اس وقت عاشقوں کے شوق کو بھی تسکین ہوگی ۔ حدیث قدسی جس میں حق کا تردد مذکور ہے وہ بھی اسی قسم کا ہے ، فرماتا ہے کوئی کام جو مجھے کرنا ہے اس میں سے کسی میں مجھے ایسا تردد نہ ہوا جیسا مجھے مومن بندے کے قبض روح کے وقت ہوتا ہے ۔ وہ مرنے کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اس کی ناخوشی کو مکروہ جانتا ہوں ۔ مگر اس کا مجھ سے ملنا بھی ضروری ہی ہے ۔ اپنے عاشق کو اپنے وصال و ملاقات کی بشارت دی اور یوں نہ فرمایا کہ اس کا مرنا ضروری ہے تاکہ موت کے ذکر سے غمگین نہ ہو ۔ چونکہ بے مرے کے خدا نہیں ملتا ۔ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ہرگز اپنے رب سے نہ ملے گا جب تک نہ مرجائے ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اور میرا ملنا ، میری ملاقات بھی ضروری ہے ۔ غرض کہ اشتیاق حق کا اس نسبت کے وجود کے لئے ہے ۔ ؎ یحن الحبیب الی رویتی ۔ میرا دوست میرے دیدار کے لئے بیقرار و مشتاق ہے ۔ ؎ وانی الیہ اشد حنینا" اور میں اس کے لئے اس سے زیادہ مشتاق و بیقرار ہوں ۔ (۱)

قول نموث الاعظم ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عبادت کر اپنے پروردگار کی یہاں تک کہ آوے تجھ کو یقین ۔ یقین سے مراد اس جگہ موت و دیدار حق تعالیٰ ہے اور مخالفت شیطان و ہوائے نفس سے عبادت حاصل ہوتی ہے ۔ (۲)

نیز حدیث میں آتا ہے ۔ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتی ہے (۳)

---

(۱) ۔ محی الدین ابن العربی ۔ فصوص الحکم ۔ ۴۲۷ ۔ ۴۲۸

(۲) قال اللہ عز وجل واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی الموت و الفناء فالعبادۃ بمخالفتہ الشیطان والھوی ۔
(سید عبدالقادر جیلانی ۔ غنیۃ الطالبین ۔ ص ۲۹۶)

(۳) الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ۔
بشکریہ سلطان باہو ۔ محبت الاسرار ۔ ترجمہ اردو چنن الدین ۱۹۶۶ ۔ ص ۵

Marfat.com

و۔ وَیہہ وَیہہ ندیاں تارُو ہوئیاں بمبل چھوڑے کاہاں ہُو (۱)

۱۹۴ یا اساڈا رنگ محلیں وِرتے کھلے سِکاہاں ہُو (۲)

ناں کوئی آکھے ناں کوئی جاوے اسیں کیں ہتھ لکھ مُنجاہاں ہُو (۳)

جے خبر جانی دی آوے باھوکھڑ کلیوں پھُل تھواہاں ہُو (۴) ٥

لغت :۔ وَیہہ وَیہہ : بہ بہ کر ، تارُو : تیراک ، شناور ، بمبل : سِٹہ ۔ جوَ سر کے پودے یا 'کانے' کے اُوپر ہوتا ہے۔ کاہاں : کاہنہ نے ۔ کاہی کے پودے نے ، محلیں ، محل میں ، در : دروازہ ، تے : کے اُوپر ، کھلے : کھڑے ہو کر سِکاہاں : ہم آرزو اور محبت میں ترسیں ، کیں : کس کے ذریعے ، مُنجاہاں : بھیجیں ، جے : اگر ، کھڑ : کھِل کر کلیوں : کلی سے ، پھُل : پھول ، تھواہاں : ہو جاویں ۔

ترجمہ :۔ (۱) وصالِ حق کے لئے وحدت و معرفت کی) ندیوں میں بہ بہ کر (یعنی تیر تیر کر) میں اب تیراک ہو گیا ہوں (گویا معرفت کے بوٹے) کاہنہ نے (پختگی کے) سِٹے نکال لئے ہیں ۔

(۲) میرا محبوب (قیاس سے) بہت ارفع ہے اور خیال و گمان میں نہ سمانے والے) رنگین محل میں ہے (اور میں (اسکے) دروازہ پہ کھڑا ہو کر (دیدار کے لئے) ترس رہا ہوں ۔

(۳) (مقام محبوب کا یہ عالم ہے کہ وہاں) کوئی آجا نہیں سکتا (اب) میں کس (قاصد) کے ہاتھ (اپنے محبوب کو خط) لکھ کر بھیجوں ۔

(۴) اے باہُو ۔ (زہے سعادت) اگر (میرے) محبوب کا پیغام آجاوے تو میں کلی کی طرح کھل کر باغ باغ ہو جاؤں ۔

۱۔ ا ک = ا ۔ البتہ (چھوڑے) کی بجائے (چھوڑن) درج ہے ۔ ب ج : البتہ (کاہاں) کی بجائے (کہیاں) درج ہے ۔
ب ج د :۔ میں یوں ہے ۔ ھ ۔ واہ وہ ندیاں تارو ہوئیاں بمبل چھوڑے کاہاں ۔

۲۔ ا ک = ا :۔ البتہ (رنگ) کی بجائے (رنگ) درج ہے ۔ اور (محلیں) کی بجائے (محلے) درج ہے ۔ اور (در تے) سے پہلے (میں) کا اضافہ
ب ج د :۔ البتہ (محلیں) کے بعد (اساں) کا اضافہ ہے ۔

۳۔ ب ج = ا :۔ البتہ (اسیں کیں) کی بجائے (کیں) درج ہے ۔ ب ج د :۔ البتہ (اسیں) درج نہیں ہے ۔

۴۔ ا ک = ا :۔ البتہ (کھڑ) درج نہیں ہے ۔

۵۔ ب ج :۔ میں یوں ہے ھ جے کوئی خبر جانی دی دیوے ، ہر کھڑ کلیاں پھل تھیواہاں ہو

(نوٹ) ذ ۔ ف ۔ ش ۔ ھ میں قافیہ کاہیں ۔ سکاہیں ۔ بھیجاہیں ۔ تھواہیں درج ہے ۔

Marfat.com

ع میں شاہباز کراں پروازاں وچ دریا کرم دے ہو ٥

تشریح:- بیت میں حضرت سلطان العارفین اپنے شوق کی واردات بیان فرماتے ہیں کہ وہ دریائے عشق و معرفت میں مسلسل تیرنے سے اب اس بحر معرفت کے شناور ہو چکے ہیں۔ مگر وہ حقیقت مطلق جس مقام ارفع میں اپنی لامکانی میں بے پرواہ ہے۔ اس کے ہاں کسی کی کیا مجال ہے جو اس دریائے معرفت کے شناور کا حال بھی پہنچا سکے۔ وہ تو اس کے اپنے فضل و رحمت سے ہی قرب پا سکتے ہیں اور جب اس کی مہربانی ہو گی تو گویا ہم کلی کی طرح کھل جائیں گے۔

فارسی کے دیوان میں فرماتے ہیں۔ میں عشق کے جملہ طریق کا واقف ہوں اور درد و محبت کے تمام دفتر پڑھ چکا ہوں۔ اب اس کے دیدار میں میرا دل مفتون ہو چکا ہے لیکن وہ محبوب بے پرواہ ہے (۱)

بقول حافظ ؎ کہ برد بنزد شاہاں ز من گدا پیامی
کہ بکوئی می فروشاں دو ہزار جم بجامی (۲)

حضرت سلطان العارفین محبوب کا دیدار ہونے پر ایک اور مقام پر اس طرح شادمانی کا اظہار فرماتے ہیں۔

ع حسن محبوب کتنا دلکش ہے، بندی ہے اللہ کی ذات کو
میں نے جب اس کا حسن دیکھا تو دل باغ و بہار ہو گیا (۳)

---

٥ دیکھئے حصہ م بیت ۱۷۷

(۱) ؎ طریق عشق می دانم ز در و اوراق می خوانم ۔ برخ دل دار مفتونم ولی یار لیست بی پرواہ
(سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی ۔ قلمی۔ از کتابخانہ حکیم محمد رمضان پہاڑپوری)

(۲) خواجہ شمس الدین محمد حافظ تجلیات حافظ شیرازی ۔ تہران ۱۳۲۸ س ص ۲۴۸

(۳) ؎ تعالی اللہ چہ زیبا روی دلدار ۔ چو حسنش دیدم و دل گشت گلزار
(سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی ۔ قلمی ۔ از کتابخانہ حکیم محمد رمضان پہاڑپوری

Marfat.com

ھ ۔ 'ہو' دا جامہ پہن کراہاں اسم کماون ذاتی ہو (۱)

۱۹۵ کفر اسلام مقام نہ منزل ناں اوتھے موت حیاتی ہو (۲) ٥

شاہ رگ تھیں نزدیک لدھوسے پا اندرونے جھاتی ہو (۳) ◎

اوہ اساں وچ اسیں انہاں وچ باھو دوررہی قرباتی ہو (۴)

لغت:۔ کراہاں : کرکے ، جھاتی : جھانک ، لدھوسے : پایا ، قرباتی : قرب

ترجمہ:۔ ۱۔ (عارفان ذات اپنے آپ کو ذات ھو سے فنا کرکے اور) ھو کا جامہ زیب تن کرکے (ذکر اسم اللہ) ذات (کا ورد) کماتے ہیں ۔

۲۔ (وہ عارفان ذات) ایسے لامکانی ہوچکے ہیں کہ (وہاں) نہ تو کفر و اسلام ہے اور نہ ہی مقام و منزل اور نہ ہی وہاں (کشمکش، حیات و موت ہے ۔

۳۔ میں نے (فنافی ھُو ہوکر) اپنے (ہی من کے) اندر جھانک کر ذات محبوب حقیقی کو) شہ رگ سے بھی نزدیک پا لیا۔

۴۔ اے باہو ۔ او درمن درمن دراو (پاکر مقام استغراق و محویت ذات حاصل ہے فنافی الذات کے بعد بُعد تو درکنار قرب (کی گنجائش بھی) نہیں ۔

---

(۱) ۔ ا ، ب ، ھ ۔ البتہ (کراہاں) کی بجائے (کرینگی) درج ہے ۔

٥ ل ۔ ع ۔ ف ۔ ش ۔ ذ میں یوں ہے ع ۔ ھودا جامہ پہن گھر آیا اسم کماون ذاتی ہو

ی ۔ البتہ (کراہاں) کی بجائے (کر آیا) درج ہے ۔

(۲) ۔ ا ، ب ۔ ٥ ۔ ع ۔ ف ۔ ش ۔ ھ ۔ ل میں یوں ہے ع نہ اوتھے کفر اسلام دی منزل ناں اوتھے موت حیاتی ہو

(۳) ۔ ب ۔ ھ ۔ البتہ (اندرونے) کی بجائے (دل اندر) درج ہے ۔

◎ ۔ ع ۔ ف ۔ ش ۔ ذ میں یوں ہے ع شاہ رگ تھیں نزدیک لبھیسی توں پا اندرونے جھاتی ہو

تیسرا مصرع ا ۔ ی ۔ میں یوں ہے ع ناں اوتھے مشرق ناں اوتھے مغرب ناں اوتھے دنیہ تے راتی ہو

ب ج میں یوں ہے ۔ ع شہ رگ تھیں نزدیک لدھیوسے پا درونی جھاتی ۔

(۴) ۔ ا ۔ ب ۔ البتہ (اسیں اوتھا وچ) پہلے آتا ہے ۔ اور (رہی) کی بجائے (رہے) درج ہے

ع ۔ ذ ۔ ش ۔ ف ۔ البتہ (رہی) کی بجائے (ہوئی) درج ہے ۔ ل ۔ البتہ (رہی) کی بجائے (ہوئی) درج ہے ۔

Marfat.com

تشریح :۔ تصوف کی اصطلاح میں یہ بیت توحید حقیقت کے مرتبہ تنزلیہی کے ذکر میں ہے۔
اور اس مقام کی شرح بیت ۳ میں کی گئی ہے۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ۔ میں علم دیدار کا عالم ہوں مجھے نور ہی دکھائی دیتا ہے ۔ مجھے علم دیدار کے سوائے اور کوئی علم ۔ ذکر ۔ فکر ۔ اور مراقبہ معلوم نہیں اور نہ انہیں چاہتا ہوں کیونکہ تمام علم دیدار الٰہی کی خاطر ہیں سو مجھے حاصل ہے ۔ جہاں پر دیدار الٰہی ہے وہاں نہ صبح ہے نہ شام ، نہ منزل نہ مقام ہے بے مثل و مثال ، ذات لاہوت و لامکان کے اندر اسم اللہ ذات سے انوار تجلیات کی صورت میں نمودار ہوتی ہے اس نور میں دیدار لقا نظر آتا ہے ۔ (۱)

نیز فرمایا ۔ جتنے مقام ہیں مثلاً ازل ۔ ابد ، عرش ۔ کرسی ۔ لوح ۔ قلم ۔ تحت الثریٰ اور بہشت ، ان میں اگر کوئی کہے میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو وہ کافر ہے ۔ یہ از روئے حرص و ہوا ہے ۔ دیدار و لقا محض فیض فضل اور عطا ہے جو اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتا ہے ۔ جس وقت انوار کی تجلی ہوتی ہے اس وقت کسی جگہ یا مقام کا نام و نشان تک نہیں رہتا ۔ بلکہ لامکان ہوتا ہے (۲)

فقیر کے عین ذات ہونے کے ضمن میں پھر فرمایا ۔ موسیٰ علیہ السلام جب عشق کی تجلیات کے انوار سے مشرف ہوئے ۔ بعدازاں موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر انوار تجلیات تاباں ہوئے اور حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ اس وقت اپنے منہ پر برقعہ ڈالو اور جب موسیٰؑ اپنے منہ پر نقاب ڈالتے تو وہ نقاب انوار تجلیات آتش عشق سے سوختہ ہو جاتا لیکن پھر مہتر موسیٰ چاندی و سونا و مس و آہن سے اپنا منہ ڈھانپتے تو وہ بھی آتش عشق سے سوختہ ہو جاتے ۔ حکم ہوا کہ مہتر موسیٰؑ اگر ہزار مرتبہ ہزارہا نقاب منہ پر

---

(۱) من عالم علم دیدار نورنیم بجز علم دیدار ، دیگر علم ذکر فکر مراقبہ ندانم و نخواہم کہ جملہ علوم از اللہ برائی دیدار است ۔ جائیکہ دیدار است نہ صبح نہ شام نہ روز نہ منزل نہ جا نہ مقام در ذات بے مثل مثال معرفت لاہوت لامکان وصال از میان از اسم اللہ ذات و حروف انوار تجلیات بخیزد انوار تجلیات در آن انوار می بیند لقا دیدار۔
سلطان باہو ۔ امیر الکونین مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ۔ ص ۷۰

(۲) ازل مقام است و ابد مقام است و از عرش کرسی و لوح و قلم تا تحت الثریٰ مقام است و بہشت مقام است کہ باہر یک مقام و در ہر مقام خدا تعالیٰ را تشبیہ دادن روا نیست و نیست روا کہ در مقام مشرف دیدار خدا گوید کافر شود و از سر ہوا است انیست مراتب دیدار لقا ..... تا ..... در لامکان مشرف لقائی دیدار
سلطان باہو ۔ امیر الکونین ۔ مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ۔ ص ۵۶

Marfat.com

ڈالتے جاؤ گے سوختہ ہوتے جائیں گے ۔ باقی نہ رہیں گے ۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی اے میرے مالک کیا کروں ۔ حکم ہوا کہ کسی میرے ولی، زندہ دل عارف باللہ فنافی اللہ کی گدڑی سے ٹکڑا لے کر اس کا نقاب اپنے منہ پر ڈالو وہ سالم رہے گا ۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے عارف باللہ فنافی اللہ کی دلق سے ٹکڑا لے کر اپنے منہ پر ڈالا اور وہ اپنے حضرت موسیٰؑ کے چہرہ پر قائم رہا ۔ حضرت موسیٰؑ نے متحیر ہو کر عرض کیا کہ اے میرے مالک یہ نقاب کیوں نہ جلا ۔ حکم ہوا یہ نقاب پارچہ گدڑی میرے درویشوں سے ہے اور ان کے وجود میں سوائے میرے ذکر اور عشق کے اور کچھ نہیں ہوتا ۔ اور ان کے وجود میں اللہ کے فقر کا راز دن رات تجلی کر رہا ہے اور اللہ فقیر انسان کے فقر کا راز ہے ۔ دوسرے لوگ محض حیوان ناطق ہیں ۔ نیز ۔ حدیث قدسی میں ہے ۔ انسان کامل میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں (۳)

حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ (۴) نے فرمایا

ای زاہد ظاہر بین از قرب چہ می پرسی
او در من و من در وی چوں بو بگلاب اند (۵)

---

(۳) مولیٰ صلوات اللہ علی نبینا و علیہ السلام بانوار تجلی عشق مشرف گشت ۔ ۔ ۔ ۔ تا ۔ ۔ ۔ ۔ حدیث قدسی ــــ الانسان سرّی وانا سرّہٗ (سلطان باہو ۔ عین الفقر ۔ شرح نظام الدین ۔ ص ۶۱ ۔ ۶۲)

(۴) نصیر الدین محمود اودھی معروف بچراغ دہلی ۔ وفات دہلی ۷۵۷ھ (مطابق روابط فرہنگی پاکستان و ایران مولفہ مولف کتاب ہذا ۔ کوئٹہ ۱۹۷۱ء ۔ ص ۴۰)

(۵) نصیر الدین چراغ دہلی

Marfat.com

ہک جاگن ہک جاگ نہ جانن ہک جاگدیاں ہی سُتّے ہو (۱)

۱۹۶ ہک ستیاں جاواصل ہوئے ہک جاگدیاں ہی مُٹھے ہو (۲)

کے ہویا جے گھُگو جاگے جہڑا لیندا ساہ اُپٹھے ہو (۳)

بلھے قربان تنہاں توں باھو جنہاں کھوہ پریم دے جُتّے ہو (۴)

لغت :۔ سُتّے : سوئے ہوئے ۔ مُٹھے : محروم ہوگئے ۔ گھگھو : اُلّو

ساہ : سانس ۔ اپٹھے : اُلٹے ۔ جُتّے : جوتے ۔ چلائے

ترجمہ : ۱۔ ایک (تو وہ عارفان کامل ہیں جن کے دل ذکر اللہ ذات میں) بیدار ہیں۔ (اور) ایک (وہ طالبان خام ہیں) جنہیں بیداری (دل) کی سمجھ ہی نہیں (اور) ایک ایسے بدنصیب ہیں جو کہ بظاہر زندہ اور بیدار ہیں لیکن (ان کے دل خواب غفلت میں) خوابیدہ ہیں۔

۲۔ ایک (تو وہ عارفان ذات ہیں جو کہ ذکر ذات میں مستغرق ہیں اور) سوتے ہوئے بھی (معرفت ذات) میں جاواصل ہوئے۔ (اور) ایک (ایسے بدنصیب ہیں) جو کہ (بظاہر تو) جاگتے رہے لیکن (عرفان ذات سے) محروم رہے۔

۳۔ گھگو جو کہ الٹے سانس لیتا ہے (اور ذکر اللہ ذات سے محروم ہے) اگر جاگتا رہے، (تو اس کے بیدار رہنے سے) کیا حاصل؟

۴۔ اے باہو۔ میں ان عارفان ذات) کے قربان جاؤں جنہوں نے محبّت (الٰہی) کے کنوئیں (اسم اللہ ذات اور ذکر نفی اثبات میں) چلائے رکھے۔ (اور زمین دل کو محبّت الٰہی سے ہمیشہ شاداب و سرشار رکھا)

---

(۱) ب ۔ ع ۔ ف ۔ ش ۔ خ (۲) ا ک ۔ ب ۔ البتہ (جا) کی بجائے (وکھ) درج ہے ۔

ہ ۔ ر ۔ ف ۔ ہ میں البتہ (ہی) کی بجائے (بھی) درج ہے ۔

(۳) ا ک ۔ ہ ۔ ب ۔ مؤخر دو میں (کے) کی بجائے (کی) درج ہے اور (جہڑا) درج نہیں ہے ۔

ع ۔ خ ۔ ف ۔ ش میں یوں ہے ۔ جے کی ہویا جے گھگو جاگے اوہ لیندا ساہ اپٹھے ہو

(۴) ب ۔ ہ ۔ ع ۔ ف ۔ ش ۔ خ ۔

Marfat.com

تشریح :۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ؎

ہر کہ بیدار است او در خواب تر ہست بیدارش از خوابش بتر

ہر کہ در غفلت بیدارش بہ مست غفلت عین ہشیارش بہ (۱)

حق تعالیٰ فرماتا ہے :۔ کہ میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں وہ سوتے ہوتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک وہ بیدار ہوتے ہیں اور لوگوں کے نزدیک وہ سوتے ہوتے ہوتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ہوشیار ہیں۔ لوگوں کے خیال میں بھوکے ہیں لیکن میرے نزدیک سیر ہیں۔ لوگوں کے نزدیک اہلِ شرب ہیں لیکن میرے نزدیک پیاسے ہیں۔ ان کا پیٹ تنور ہے اور ان کا کھانا نور ہے۔ ان کا سونا حضور اور ان کا وجود مغفور ہے۔ زاہد بہشت کا مزدور ہوتا ہے۔ دُنیا کا طالب رنجور رہتا ہے اور مولا کا طالب مسرور رہتا ہے (۲)

نیز حضرت سلطان العارفین نے فرمایا۔ اس فقر میں عارف کا کھانا پینا ایک ہے۔ سونا اور جاگنا ایک ہے۔ مستی ہشیاری ایک ہے۔ چُپ رہنا اور بات کرنا ایک ہے۔ چنانچہ باطن ان کا بھرپور ہے اور ان کا کھانا نور ہے۔ اور ان کا دل بیت المعمور ہے اور اُن کا سونا حضور کی ملاقات ہے۔ سُن لے اے زاہد بہشت کے مزدور اپنے پلے اور محنت پر معزور (۳)

آنحضور علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہیں کہ۔ میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل جاگتا رہتا ہے۔ نیز میں نے اپنے رب کو تین آنکھ سے کئی مرتبہ دیکھا ہے۔ (۴)

روایت ہے کہ۔ حضرت مجدد الف ثانی کبھی تہجد کو خود نہیں اُٹھے بلکہ باذن و اعلام و صدا تہائی رات کے اُٹھتے تھے (۵)

حضرت غوث علی شاہ قلندر نے ذکر فرمایا ہے کہ۔ بڑا پیر و مرشد کامل تو بخت جوان ہے۔ اگر تجھ میں نہ ہو

۱۔ مفتاح العلوم۔ شرح مثنوی۔ عرشی۔ دفتر اول حصہ پنجم۔ لاہور ۱۹۵۹ء ص ۱۹۰

۲۔ سلطان باہو۔ جامع الاسرار۔ ترجمہ اردو۔ محی الدین لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۶۸ء۔ ص ۲۲۔

۳۔ سلطان باہو۔ محک الفقر خورد۔ ترجمہ اردو۔ محی الدین لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۶۱ء۔ ص ۳۴

۴۔ حدیث:۔ قال علیہ السلام ینام عینی ولا ینام قلبی

حدیث:۔ رواہ۔ قلبی ربی۔ البکریہ سلطان باہو۔ عین الفقر۔ شرح نظام الدین۔ جلد دوم۔ ص ۶۔

۵۔ محمد عبدالاحد۔ مقامات ربانی۔ مرتبہ ۱۳۱۰ھ۔ مطبع مجتبائی دہلی۔ ص ۶۵۔

Marfat.com

تو پیر و فقیر سے کچھ نہیں ہو سکتا اور اگر قسمت میں ہے تو پیر خود تعلیم کرنے کو گھر بیٹھے آجاتا ہے۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک مرد خدا کا وقت رحلت قریب ہوا تو بستی میں آتے دیکھا کہ ایک لڑکا جو لاہے کاٹنے کی بان کر رہا ہے فقیر نے اپنی ٹوپی اتار کر اُس کے سر پر رکھ دی اور کہا مجھ کو سرکار نے طلب کیا ہے تو میری تجہیز و تکفین کر دینا۔ اتنا کہہ کر چادر تان کر لیٹ گئے اور رخصت ہوئے۔ اُن کے کفن دفن کے بعد وہ لڑکا سب سے الگ تھلگ قطع تعلق کر کے بیٹھ رہا۔ اس کے دوست رونے پیٹنے لگے۔ لڑکے نے کسی سے کچھ نہیں لیا نہ کسی سے کچھ طلب کیا۔ نہ میں اس کوچہ سے واقف تھا۔ خدا نے خضر جیسے اپنی نعمت عطا فرمائی ہے اب نہ میں تمہارے کام کا رہا نہ تم میرے مطلب کے ہے۔ جاؤ اپنا کام کرو (۲)

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ قادری کا کھانا پینا مجاہدہ۔ اس کا سونا مشاہدہ ہے۔ اور اس طریقہ میں بھوک اور شکم سیری برابر ہے۔ خواب اور بیداری برابر ہے۔ مستی اور ہوشیاری برابر ہے۔ خاموشی اور گویائی برابر ہے۔ اس صاحب طریقہ کو لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے ہم سخن ہے اور وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور شاہ محی الدین گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز سے ہم سخن ہوتا ہے (۱)

---

(۲) سید گل حسن شاہ قادری - تذکرہ غوثیہ - مرتبہ ۱۸۸۴ء ص ۱۹۰

(۱) قادری را خوردنی مذہب بدہ و خواب او مشاہدہ و این طریقہ را گرسنگی و سیری برابر است - خواب بیداری برابر - مستی و ہوشیاری برابر - خاموشی و گویائی برابر - صاحب این طریق را خلق میدانند کہ با ہم سخن است و ایشان دوام ہم سخن با خداوند رسول خدا و پیشوا محی الدین قدس اللہ سرہ العزیز -

سلطان باہو - گنج الاسرار مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۴

Marfat.com

۱۹۶ ہک دم سجن تے لکھ دم ویری ہک دم دے مارے مردے ہو (۱)
ہک دم پچھے جنم گوایا چور بنے گھر گھر دے ہو (۲)
لائیاں دا اوہ قدر کی جانن جہڑے محرم ناہیں سرّ دے ہو (۳)
سوکیوں دھکے کھاون باھو جہڑے طالب سچے درّ دے ہو (۴)

لغت: ہک: ایک ویری: دشمنی رکھنے والا۔ جنم گوایا: زندگی کو برباد کیا۔
لائیاں: محبت کا لگاؤ سرّ: راز

ترجمہ: ۱۔ (اس محبوب کا) ایک دم دوست اور مہربان ہے (جس کے لئے) لاکھوں نفوس (سارا جہان) دشمن بن گیا ہے۔ (میں) اسی ایک دم (محبوب) کے لئے مر رہا ہوں۔

۲۔ (میں نے اسی ایک دم (محبوب) کے لئے (اپنی) زندگی برباد کردی (اور اسی جرم محبت میں) گھر گھر کا (یعنی ہر کسی کا) چور (اور مورد الزام) بنا۔

۳۔ محبت کی لگن کی وہ لوگ کیا قدر و قیمت جان سکتے ہیں جو کہ (عشق و محبت کے) راز کے ہی محرم نہیں ہیں۔

۴۔ (اے باہو۔ وہ (عاشقان صادق) کیوں در بدر پھریں (یعنی وہ پریشان حالی میں مبتلا نہیں رہ سکتے۔) جو کہ سچے دردانہ (مرشد کامل) کے طالب ہوں۔

---

(۱) ا ک ۔ ع ۔ البتہ (ہک) کی بجائے (اک) درج ہے
ذ۔ ف ۔ ش ۔ میں بھی (ہک) کی بجائے (اک) درج ہے
(۲) ا ک ۔ ع ۔ البتہ (ہک) کی بجائے (اک) درج ہے
ذ۔ ف ۔ ش ۔ میں بھی (ہک) کی بجائے (اک) درج ہے
(۳) ع ۔ ف ۔ ش ۔ (۴) ع ۔ ف ۔ ش ۔ ذ۔

Marfat.com

تشریح : فارسی کے دیوان میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں (سارے جہان کے) کئی ہزار دوست ہیں۔ مگر میرا دوست حقیقی ایک ہی ہے۔ میں نے کسی کو غمخوار نہ دیکھا، میرا دلدار ایک ہی ہے۔ (۱)

پھر فرمایا۔ اس دوست کے بغیر کسی سے اُنس نہیں۔ جب وہ میرا انیس ہے تو میں بھی اسی ایک ذات حقیقی کا ہی ہوں۔ (۲)

عشاق جب اس ایک ذات محبوب سے منسلک ہوگئے تو ماسوی اللہ سے بیگانہ ہو جانے پر اہل دنیا و اہل عقبیٰ انہیں مورد الزام ٹھہرانے لگے۔ لیکن وہ بھی اس آتش عشق کو کیا بیان کرے اسے تو وہ سمجھ سکتا ہے جس کے ہاں یہ آگ سلگ رہی ہو۔

اسی ضمن میں ایک مقام پہ فرمایا: فقر کے مراتب سے وہی شخص واقف ہوتا ہے جو فقر تک پہنچا ہو اور جس نے فقر کی لذت چکھی ہو۔ اور فقر اختیار کیا ہوا ہو۔ اور سلطان الفقر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو۔ (۳)

؎ تو نۂ واقف ز درد دلبراں عشق آسان نیست مشکل کا رہا (۴)

آخر میں فرمایا محبوب حقیقی کا طالب بھلا کیوں کر دھکے کھاتا پھرے ؎

کا شکے از قرب او واقف شوی تا نگردی گرد دنیا در بدر (۵)

---

(۱) ؎ یاران صد ہزار ولی یار ما یکیست غم خوار کس ندیدم دلدار ما یکیست

سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی (قلمی معہ منظوم ترجمہ پنجابی از کتاب خانہ حکیم محمد رمضان پہاڑپوری۔

(۲) ؎ ما انس کس نگیرم جز دوست آں حقیقی گر ہم انیس با من زاں انس ما یکیست

سلطان باہو۔ دیوان باہو فارسی (قلمی معہ منظوم ترجمہ پنجابی) از کتاب خانہ حکیم محمد رمضان پہاڑپوری۔

(۳) سلطان باہو، اسرار فارسی۔ ترجمہ اردو۔ چشتی دین لاہور ۱۹۶۳ء ص ۳۶

(۴) " دیوان باہو مرتبہ چشتی الدین لاہور ۱۹۵۵ء غزل ۲۰ - ص ۹

۵ " " " " غزل ۲۲ - ص ۱۰

Marfat.com

ھ ہردم شرم دی تند ترو ڑے جاں ایہہ چھوڈک بلّے ہو (۱)
۱۹۸ کچرک بالاں عقل دا دیوا مینوں برہوں انھیری جُھلّے ہو (۲)
اُجڑ گیا ندے بھیت نیارے لکھ لعل جواھر رُلّے ہو (۳)●
دھوتیاں داغ نہ لہندے باھو جہڑے رنگ مجیٹھی دُھلے ہو (۴)◎

لغت:۔ تروڑے: توڑتا ہے۔ چھوڈک: ایندھن۔ کچرک: کیونکر، کیسے۔
انھیری: آندھی۔ بلے: جلتا ہے۔ جُھلّے: چلے: برپا ہے۔
رُلّے: دربدر ہوئے، ضائع ہوئے۔ دھوتیاں: دھونے سے۔ دھلے: دھوئے ہوئے
مجیٹھی: سیاہ پختہ رنگ۔

ترجمہ:۔ ۱۔ جب (دل وجان میں عشق کا) ایندھن جلتا ہے تو ہر آن میں شرم کی تار کو توڑ کر (بے باک بنا) دیتا ہے۔
۲۔ میں عقل کا چراغ کیسے روشن کروں میرے (خانہ دل میں) تو فراق (عشق) کا طوفان برپا ہے۔
۳۔ جو (سالک راہ عشق میں بظاہر) اجڑ گئے۔ ان کے تو نرالے بھید ہیں (یہ تو وہ) لاکھوں لعل وجواہرات ہیں (جو کہ گوٹھڑیوں میں) گم ہو رہے ہیں۔
۴۔ اے باہو۔ (جو عاشق عشق کے مجیٹھی (پختہ) رنگ میں دھلے گئے (ان پر رنگ عشق غالب آگیا ہے) ان کے داغ ہائے (عشق) دھونے سے نہیں اُترتے۔

---

(۱) ش۔ ف۔ ء = ۶ میں (بلّے) کی بجائے (بلّھے) درج ہے۔
(۲) ذ۔ ش۔ ف۔ ء = ۶ میں (انھیری) کی بجائے (حنیری) درج ہے۔
(۳) ا ک۔ ● ۔ ذ۔ ا ج۔ میں (رُلّے) کی بجائے (ولّے) درج ہے۔
(۴) ا ک۔
◎ ف۔ ش میں (دھلّے) کی بجائے (دتّے) درج ہے اور مصرعہ میں (باھو) پہلے آتا ہے۔

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں جہاں بھی آتشِ عشق جلی وہاں پر بے باکی اور بے صبری وارد ہو جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا (۱)، مگر عشق الٰہی نے بے باکی اور بے تابی پیدا کی اور خدا کے مقبول پیغمبرؑ نے دیدار کی آرزو کر دی (۲)، حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں پھر جہاں طوفان ہجر و فراق کے جھکڑ بھی چل پڑیں تو وہاں بھلا کیسے چراغ عقل کو روشن رکھا جا سکتا ہے۔ ایسے عالم میں تو بے تابی اور بے صبری کی وجہ سے دیوانگی کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مقامات واردات عشق نا کامل ہو کر رہ جاتی ہے کیونکہ عشق جسم و جاں کے ہر عوامل پر چھا چکا ہوتا ہے گویا عشق کی مکمل حکمرانی ہوتی ہے اور عقل فسوں کار کی وہاں نہ گنجائش رہتی ہے اور نہ اُسکی قدر ہوتی ہے۔ ظاہراً تو یہ حکمرانی عشق دیوانہ وار کیفیات کی حامل ہوتی ہے مگر عملی زندگی میں یہی وارد ہوتا ہے جس میں اعلیٰ مقاصد اور ارفع مقامات حاصل کیے جاتے ہیں، عقل کو عزت، نام و ناموس کی فکر رہتی ہے اور عشق ہر خطرات سے بالاتر ہو کر ہر موانع کے سامنے سینہ سپر ہو جاتا ہے۔

نیز بیت میں پھر فرماتے ہیں: یہ فقیر، عارف و عاشق لوگ اپنے مقصد عظیم کی تلاش میں نمود و نمائش کی زندگی کو سب سے پہلے خیر باد کہتے ہیں اسی لئے دُنیا پرستوں کے سامنے وہ اُجڑے ہوتے اور لُٹے پٹے پھرتے معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہی تو وہ قیمتی لعل و جواہر کی سی حیثیت رکھنے والے ہوتے ہیں جنہیں گویا دُنیا کے سفر میں گرد آلود در بدر پایا جاتا ہے۔ اور یہی وہ عشاق ذات ہیں جن پر عشق کا رنگ اس قدر پختہ ہو چکا ہوتا ہے جسے دُنیا کی کوئی آب و تاب اپنے فریب سے متاثر نہیں کر سکتی۔

؎ در رضائش مرضیٔ حق گم شود این سخن کی باور مردم شود (۳)

---

(۱) ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا و کلمہ ربہ (پ ۹ ع ۷)

اور جب موسیٰ تمہارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا (قرآن عظیم مترجمہ احمد رضا خان بریلوی تاج کمپنی ص ۲۷۰)

(۲) قال رب ارنی انظر الیک (پ ۹ ع ۷)

عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا۔ (قرآن عظیم۔ مترجمہ محمد احمد رضا خان بریلوی۔ تاج کمپنی۔ ص ۲۷۰)

(۳) اقبالؒ، اسرار خودی، شرح مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۴۳ء۔ ص ۱۰۸)

Marfat.com

ھ ہسن دے کے روون لیوئی تینوں دتاکس دلاسا ہو (۱)

۱۹۹ عمر بندے دی اینویں وہانی جیویں پانی وچہ پتاسا ہو (۲)

سوڑی اسامی سٹ گھتیسن پلٹ نہ سکسیں پاسا ہو (۳)

تیتھوں صاحب لیکھا منگسی باھو رتی گھٹ نہ ماسا ہو (۴)

لغت: وہانی: گزری، ضائع ہوئی۔ سوڑی: تنگ۔ دلاسا: تسلی۔
پاسا: پہلو، ماسا: ماشہ، لیکھا: حساب۔

ترجمہ:- ۱۔ (اے انسان) تو نے (عاقبت کی راحت اور) ہنسی دے کر (اس کے عوض) (خواہشات نفس اور راحت دنیا لے کر دنیا و عاقبت کا روگ اور) رونا (دھونا) لے لیا۔ تجھے یہ تسلی کس نے دی ہے۔

۲۔ اے بندۂ (خدا) تیری عمر ایسے ضائع ہوگئی ہے جیسا کہ پانی میں پتاسہ گھل جاتا ہے۔

۳۔ (وہ وقت عنقریب ہے جب مرنے کے بعد تجھے قبر کی) تنگ اسامی میں پھینک دیں گے۔ اور وہاں تو پہلو بھی نہ پلٹ سکے گا۔

۴۔ اے باہو۔ وہ مالک حقیقی (جس نے متاع حیات عطا فرما کر اپنے کارخاص کے لئے تجھے خلیفہ بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے وہ تو قیامت کے روز) تجھ سے (ایسا) حساب طلب فرمائے گا جس میں رتی اور ماشہ بھر کمی (و بیشی) نہ ہوگی۔

---

(۱) ع۔ش۔ف۔ذ

(۲) ع۔ ش۔ف۔ذ

(۳) ش۔ف۔ذ۔ع ۔ (البتہ (گھتیسن) کی بجائے (گھتیسی) درج ہے۔

(۴) ع۔ش۔ف۔ذ۔

Marfat.com

تشریح :۔ خواہشات نفس میں پڑنا اور اصول فطرت و قانون قدرت کے خلاف زندگی بسر کرنا دراصل سراسر غم و اندوہ کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ قانون الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنا دونوں جہان کی راحت ہے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ لہو و لعب میں اور قانون الٰہی کے خلاف زندگی بسر کرنے والے کس اُمید پر ایسا کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی خوشی اور ابدی راحت کے بدلے غمی اور دو جہاں کا خسارہ مول لے رہے ہیں اور پھر الٰہی زندگی میں جو سراسر عارضی ہے جس کے لمحات اس طرح بیت رہے ہیں جیسے پانی میں تیزی کے ساتھ تیرتی کی شکر گھل جاتی ہے۔ گویا انسان اپنی مسلسل ختم ہونے والی اور قلیل عمر کو دیکھنے کے باوجود نہ جانے کیوں خواہشات نفس میں پھنس جاتا ہے۔ اے آدمی کس چیز نے فریب دیا تجھ کو ساتھ پروردگار تیرے کرم کرنے والے کے (۱) اور اسطرح اپنی ابدی راحت کو غم و آلام میں ڈال دیتا ہے۔ انسان کے لئے وقت مرگ اور اس کے لئے قبر کی تیاری بھی فکر دلانے کے لئے کافی ہے۔ جہاں حرکت کرنے کا بھی مجاز نہ ہوگا۔ اس کے بعد اُسے اُس عادل و قادر مطلق کے سامنے بھی پیش ہونا ہوگا جس کے ہاں انسان کے ذرہ بھر کے عمل کا اجر لازماً ملتا ہے۔

قرآن حکیم میں فرمان ہوتا ہے :۔ تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔ اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔ (۲)

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں :۔ ہر ایک ذرہ زراعت کے ڈھیر کی طرح ہوتا ہے جبتک تن میں جان ہے نیک و بد پر (کڑی) نظر رکھ۔ (۳)

---

(۱) یا ایھا الانسان ما غرک بربک الکریم (الانفطار ۶)

(۲) فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہٗ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہٗ ۔ (الزلزال ۷-۸)
قرآن عظیم ۔ مترجمہ شاہ محمد احمد رضا خان ۔ تاج کمپنی ۔ ص ۹۵۷،

(۳) ہر ذرہ مثل زراعت حزمن است نیک بد را منظر کن در جان تن است
سلطان باہو، امیر الکونین ۔ مکتبہ ۱۳۳۲ھ ۔ ص ۱۱۹

Marfat.com

ہور دَوا نہ دل دی کاری کلماں دل دی کاری ہو (۱)

کلماں دور زنگار کریندا کلمیں میل اتاری ہو (۲)

کلماں ہیرے لعل، جواہر، کلماں ہٹ پساری ہو (۳)

ایتھے اوتھے دو ہیں جہانیں باھو کلماں دولت ساری ہو (۴)

لغت: کلماں: کلمہ طیب (لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کاری: مجرب و کافی

ہور: اور ایتھے: ادھر پساری: عطار

ترجمہ:- ۱- (اے درویش شفائے) دل کے لئے اور کوئی دوا مجرب نہیں ہے۔ (صرف) کلمہ (طیب) ہی (شفائے) دل کے لئے مجرب و کافی (دوا) ہے۔

۲- کلمہ (طیب) دل سے (شرک کفر حرص و ہوا بغض و حسد وغیرہ) کا زنگار دور کرتا ہے اور کلمہ (طیب ہی دل سے آلائش دنیا کی) میل اتارتا ہے۔

۳- (ذکر) کلمہ (طیب ہی روز جزا) ہیرے اور لعل و جواہرات ہوں گے اور کلمہ (طیب ہی عارف کے دل میں دکان (معرفت) ہے (جس میں عطار کی دکان کی طرح سب ادویہ موجود ہیں)۔

(۴) اے باہو۔ یہاں اور وہاں (دونوں جہانوں میں کلمہ (طیب ہی) ساری دولت ہے۔

---

(۱) ذ۔ف۔ش۔ع۔ل

(۲) ذ۔ف۔ش۔ع۔ل

(۳) ذ۔ف۔ش۔ع۔ل

(۴) ذ۔ف۔ش۔ع۔ل

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین کلمہ طیّب **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** کی فضیلت ابیات شریف میں ایک بار پھر دہراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شفائے دل کے لئے مجرب دوا اگر کوئی ہو سکتی ہے تو کلمہ طیب ہی ہے۔ اس کے ہر حرف کو غور سے سمجھ کر اس کی مطابقت میں زندگی ڈھالی جائے تو دل روشن اور زندہ ہو جاتا ہے۔ نیز کلمہ کا ہی فیضان ہے جس سے دنیا اور دین کی جملہ منازل میں سالک کامیاب ہو سکتا ہے۔

مزید شرح کے لئے درج ذیل ابیات کی تشریح دیکھ لیجئے۔

حصہ ا - بیت ۱۶ حصہ ب - بیت ۲۸

حصہ ز - بیت ۱۰۳ حصہ ط - بیت ۱۱۸

حصہ ک بیت ۱۴۶ ، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰

Marfat.com

۲۰۱ ۔ ہکی ہکی پیڑ کولوں کُل عالم کوکے عاشقاں لکھ لکھ پیڑ سہیڑی ہو (۱)
جتھے ڈھہن رڑھن دا خطرہ ہووے کون چڑھے اس بیڑی ہو (۲)
عاشق چڑھدے نال صلاحاں دے اونہاں تار کپر وتح بھیڑی ہو (۳)
جتھے عشق پیا تلدا نال رتیں دے باہو اُتھے عاشقاں لذت نکھیڑی ہو (۴)

لغت :۔ پیڑ : درد ۔ دکھ ، کوکے : فریاد کرے ، سہیڑی : اپنائی ، ڈھہن : گر جانا ، رڑھن : بہ جانا ، بیڑی : کشتی ، تار : جو پانی سر سے گزرا ہوا ہو ، کپر : گھمن گھیر ، نکھیڑی : تمیز کی ، علیحدہ شخصیت جتلائی

ترجمہ :۔ ۱ ۔ سارا جہاں ایک ایک درد (کی تاب نہ لاکر اس سے) فریاد کرتا ہے (لیکن) عاشقان (ذات) لاکھوں دردوں (اور غم واندوہ کو) اپنا تے ہیں (اور گلہ و فریاد نہیں کرتے)

۲ ۔ جہاں گرنے اور بہ جانے کا خطرہ (لاحق ہو) اس (عشق کی) کشتی میں (سوائے عاشقان ذات کے) کون سوار ہوتا ہے ۔

۳ ۔ عاشقان (ذات) تو (دریائے وحدت میں غرق ہو جانے والی کشتی پر اپنی) مرضی سے سوار ہوتے ہیں اور وہ غرقاب و گھمن گھیر میں (کشتی) بے تحاشا چلا دیتے ہیں ۔

۴ ۔ (حضورِ بارگاہ ذوالجلال) جہاں عشق (کی قدر و قیمت ہے اور عشق کا ذرہ ذرہ قیمتی ہے سونے اور جواہرات کی طرح) رتی ماشہ سے تل رہا ہے وہاں عاشقان (ذات جو متاع عشق سے مالا مال ہیں ان کی لذت و عشق) نمایاں حیثیت رکھتی ہے ۔

---

۱ ۔ ب ج د — نسخہ ت میں بیت یوں ہے ا ۔ اک اک پیڑ کل عالم کوکے لکھ عاشقاں پیڑ سہیڑی ہو
جتھے ڈبن رہڑن دا خطرہ ہووے کون چڑھے اس بیڑی ہو
عاشق ٹیک صلاحیں چڑھدے تار کپر وتح بیڑی ہو
جتھے رتیاں ماشے عشق دکاوے باہو اوتھوں عاشقاں لذت نکھیڑی ہو

۲ ۔ ا ک ے
ب ج میں (ڈھہن رڑھن) کی بجائے (ڈھاہن گڑن) درج ہے ۔

۳ ۔ ب ج د

۴ ۔ ب ج د
البتہ (باہو) سے پہلے (حضرت) کا اضافہ ہے اور (الذت) سے پہلے (جا) کا اضافہ ہے ۔

Marfat.com

تشریح : حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ منازل عشق کی تکالیف اٹھانا ہر انسان کا کام نہیں۔ لوگ تو اس راہ کی ایک ایک تکلیف پر چلا اٹھتے ہیں۔ صرف عشاق ذات ہیں جنہوں نے اس راہ کی لاکھوں تکالیف برداشت کی ہوتی ہیں۔

؎ تا شدم حلقہ بگوش درمے خانۂ عشق ہر دم آید غمی از نو بمبارکبادم (۱)

بحر عشق ہمیشہ متلاطم ہے اس میں بارہا گرنے اور ڈوب جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ ان خدشات کے ہوتے ہوئے بھلا اس سفر کے لئے کون کشتی پر سوار ہوتا ہے۔

؎ شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین حائل کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا (۲)

البتہ عشاق بحر عشق میں اپنی کشتی ڈال دیتے ہیں اور مطابق حدیث شریف۔ پہلے رفیق کی تلاش کرو پھر رستہ پر چلو۔ (۳) مرشد کامل سے ہدایت و توفیق حاصل کر کے اس بحر کی تند و تیز لہروں میں رواں دواں ہو جاتے ہیں۔

؎ ہر کہ شد محرم دل در حرم یار بماند وآنکہ ایں کار ندانست در انکار بماند
جز دلم کو ز ازل تا بابد عاشق رفت جاوداں کس نشنیدیم کہ در کار بماند (۴)

آخر میں حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ عشاق ذات نے تو وہاں سے ہی لطف و قرار حاصل کر لیا جس کے ہاں عشق کی قدر و قیمت ہے۔ حتیٰ کہ وہاں رتی بھر عشق بھی درخور اعتنا ہوتا ہے۔ اور عشاق کو اس کے صلہ میں لقائے محبوب حاصل ہوتا ہے۔

؎ بجام عشق می خوردم ز ہستی خویش خود مردم
سعادت گوئی خود بردم سر بازار سر بازم (۵)

---

(۱) خواجہ شمس الدین محمد حافظ۔ کلیات شیرازی۔ تہران ۱۳۲۸ ش۔ ص ۲۰۴

(۲) " " " " " "

(۳) الرفیق ثم الطریق (لشکریہ سلطان باہو۔ شمس العارفین۔ ترجمہ اردو چنن الدین لاہور ۱۹۶۲ء۔ ص ۶

(۴) خواجہ شمس الدین محمد حافظ۔ کلیات حافظ شیرازی۔ تہران ۱۳۲۸ ش۔ ص ۸۵

(۵) سلطان باہو۔ دیوان۔ مرتبہ چنن الدین لاہور۔ ۱۹۵۵ء۔ غزل ۴ ص ۲۔

Marfat.com

ی : یار لیگانہ ملسی تینوں جے سڑ دِی بازی لائیں ہو (۱)
۲۰۲ عشق اللہ دچ ہو مستانہ ہو ہو سدا لائیں ہو (۲)
نال تصوّر اسم اللہ دے دم نوں قید لگائیں ہو (۳)
ذاتے نال جاں ذاتی رلیا تد باھو نام سدائیں ہو (۴)

لغت : لائیں : تو کہتا رہ
سدائیں : تو کہلا

ترجمہ : ۱۔ (اے درویش) اگر تو (قمارِ عشق و معرفت میں) سر کی بازی لگالے (تو انشاءاللہ) تجھے محبوب لیگانہ ملے گا۔

۲۔ (لیکن یہ بھی شرط ہے کہ) اللہ (تعالیٰ) کے عشق میں مستانہ ہو کر ہمیشہ (دل و جان سے) ہو ہو کا ذکر کیا کر۔

۳۔ (اور) اسم اللہ (ذات) کے تصور سے (اپنے) دم کو مقید کیے رکھ (تاکہ تیرا کوئی سانس ذکر اللہ کے بغیر خارج نہ ہونے پائے۔)

۴۔ جب تیری ذات اسم اللہ ذات میں اور اسم اللہ ذات ذات (احدی جل جلالہٗ) میں مل کر (فنا ہو گئی) تب تو اپنا نام (فنافی ہو کے واسطہ سے) باہو کہلایا۔

---

(۱) ب، ال، اس، ہ، ء، ش، ف

(۲) ب، ال، ا س، ہ، ء، ش، ف

(۳) ال، اس، ہ، ء، ش، ف

(۴) ب، اس - ال -

البتہ (جاں ذاتی) کی بجائے (جاں ذاتے) درج ہے۔

ہ - البتہ (ذاتے) کی بجائے (ذاتی) درج ہے

ء، ش، ف،

Marfat.com

تشریح: حضرت سلطان العارفین بیت میں سالک کو تین امور کی تلقین فرماتے ہیں، اوّل یہ کہ وصلِ محبوب حقیقی اسی کو حاصل ہو سکتا ہے جو اپنا سر قربان کر دے موت سے پہلے مرنے کی کیفیت و حال پیدا کرے، دوم، ذکر دائم کو لازم قرار دے اور سوم یہ کہ فنا فی الذات ہونے کے لیے اسم ذات اللہ کا تصور باقاعدگی سے کرے، آخر میں فرمایا کہ وہ خود اسی لیے باہو کہلائے کہ انہوں نے اپنی ذات کو ذاتِ محبوب حقیقی میں فنا کر دیا۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ واضح رہے کہ تصور اسم اللہ اور ذکر اللہ میں ہمیشہ مشغول ہونے سے اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحمت اور جمالیت کی نظر فرماتا ہے، اس طرح خدا تعالیٰ سے نور مشاہدہ اور ربوبیت کے عین وصال کا مشاہدہ عطا ہوتا ہے۔ (۱)

فارسی کے دیوان شریف میں فرمایا۔ اے باہو تو ہمیشہ ہو ہو کے ذکر میں مشغول رہ تو ہو ہو کرتا رہ اسی میں حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے (۲)

امیر الکونین میں فرمایا۔ باہو ہونے ہو میں فنا ہو کر بقا حاصل کیا کہ ابتدا سے انتہا تک ہو ہے ہی اسے لقائے الٰہی حاصل ہوا۔ (۳)

باھو ہو میں گم ہو کر ذات اللہ میں فنا ہوا، اس طرح باھو کا نام خدا تعالیٰ کے ساتھ متصل ہو گیا (۴)

حضرت سلطان محمد نواز سے اس بیت کی مزید وضاحت سنیئے۔

نت عشق دی تدائی جداں جسم اسم دچ غرق ہویا — پتہ ذات سفات دا لگیا جداں جسم اسم دچ غرق ہویا
واقف راز لاہوت دا تدہوئم جداں عقبیٰ دنیا دا رک ہویا — سگ نواز نوں راز سلطان دا تاہی ہو باھو نہ کوئی فرق ہویا

اسی ضمن میں مکمل شرح حصہ ج کے بیت ۳، کی تشریح میں بیان ہو چکی ہے۔

---

(۱) بدانکہ کسیکہ تصور اسم اللہ و بذکر اللہ چنانچہ بذکر دوام و فکر تمام مشغول میشود اللہ تعالیٰ برآں بندہ نظر رحمت جمالیت کند آنرا از نظر جمالیت خدا نور جمال مشاہدہ نور یست ربوبیت وصال مشاہ[illegible]
سلطان باہو گنج الاسرار، قلمی مکتوبہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۹

(۲) ؎ باہو بذکر ہو ہو دائم تو شغل میدار — ہو ہو کن تو ہو ہو ہائی ہو حقیقت
سلطان باہو، دیوان باہو فارسی قلمی از کتاب خانہ حکیم محمد رمضان پہاڑپوری

(۳) ؎ باہو باہو فنا باہو بقا شد — کہ اول و آخر راز ہو نقا شد ۔ سلطان باہو، امیر الکونین مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ص ۱۰

(۴) باہو در ہو گم شدہ فی اللہ فنا — نام باہو متصل شد با خدا " " " " " " ۱۲

(۵) سلطان محمد نواز، محمد نواز، مجموعہ کلام، لاہور ۱۹۶۲ء ص ۱۰۹

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

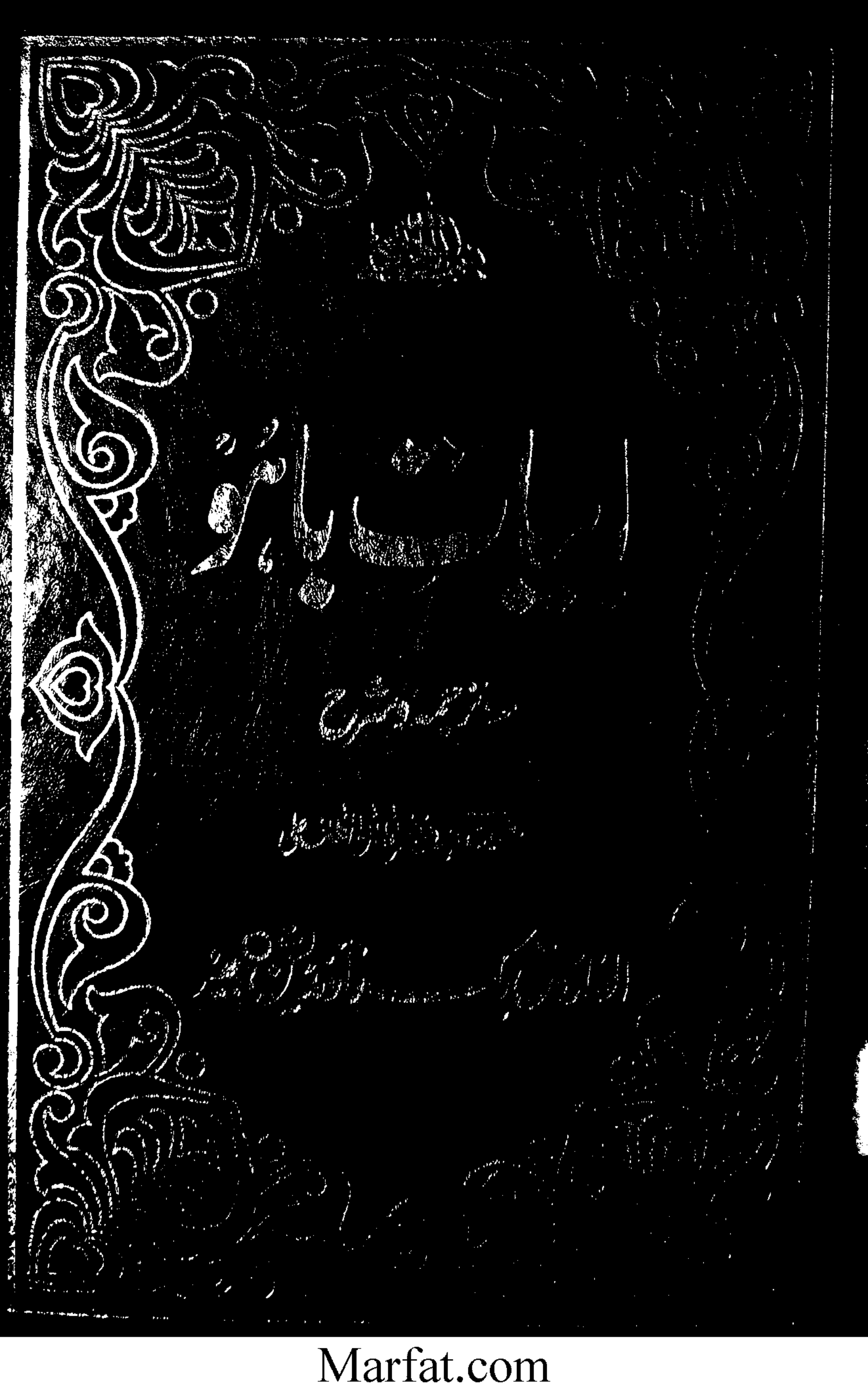

Marfat.com